Maktaba Tul Ishaat.com

JAMIA FAROOQIA KARACHI

فتاویٰ محمودیہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ

تبویب، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم

زیر نگرانی

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

Maktaba Tul Ishaat

تمام فنون کے کتب ہمارے ویب سائٹ اور پلے سٹور سے فری ڈاون لوڈ کریں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اس میں مزید نئے کتب شامل کر رہے ہیں نئے شامل شدہ کتب لیے روزانہ ہمارے پلے سٹور اور ویب سائٹ کو باقاعدگی سے چیک کیا کریں۔

اپنی کتاب کو ہمارے ویب سائٹ پر شائع کرنے کے لیے رابطہ کریں

تفاسیر	خطبات	منطق
احایث	سیرت	معانی
فقہ	تاریخ	تصوف
سوانح حیات	صرف	تقابل ادیان
درس نظامی	نحو	تجوید
لغت	فلسفہ	نعت
فتاوی	حکمت	تراجم
اصلاحی	بلاغت	تبلیغ و دعوت
آڈیو دروس	مناظرے	تمام فنون

maktaba.tul.ishaatofficial@gmail.com

Maktaba Tul Ishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عنوانات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	بقية كتاب الحظر والإباحة	
	باب حقوق الوالدين وغيرهما	
	(والدین کے حقوق کا بیان)	
۱	والدین کا معذور پیر اور استاذ کی خدمت سے روکنا	۲۹
۲	والدین کی خدمت مقدم ہے یا تعلیم کی تکمیل؟	۳۰
۳	والدین سے الگ رہنا کیا اکرامِ مسلم کے خلاف ہے؟	۳۱
۴	والدین کے حکم سے مال اور بیوی کو چھوڑنا	۳۲
۵	والدین کی نافرمانی	۳۳
۶	معصیت کے کام میں والدین کی اطاعت	۳۴
۷	ایضاً	۳۴

Maktaba Tul Ishaat.com

۸	نکاح کے بعد لڑکی پر والدین کا کتنا حق ہے؟	۳۵
۹	والدہ کی خدمت سے چڑچڑاپن پیدا ہوجانے کا اثر	۳۶
۱۰	والدہ کی بے جا حمایت پر ان سے قطعِ تعلق	۳۷
۱۱	والدین میں نااتفاقی ہو تو اولاد کیا کرے؟	۳۹
۱۲	والدہ کی بات نہ مانتا ہے تو والد ناراض ہوتے ہیں	۳۹
۱۳	والدہ ناراض ہو تو کیا کرے؟	۴۰
۱۴	باپ کے مال سے مُطلّقہ ماں کی مدد	۴۰
۱۵	فاسقہ والدہ کے ساتھ برتاؤ	۴۱
۱۶	باپ کو ستانے کا وبال	۴۳
۱۷	فاسق باپ کے ساتھ سلوک	۴۴
۱۸	باپ کے ساتھ سخت کلامی	۴۴
۱۹	بوڑھے باپ کی اطاعت	۴۵
۲۰	درجہ کس کا زیادہ ہے باپ یا ماں کا؟	۴۶
۲۱	باپ نے دونوں بیٹوں کو الگ کردیا	۴۶
۲۲	کیا بغیر باپ کی اجازت کے نکاح کرنا نافرمانی ہے؟	۴۷
۲۳	باپ بیٹوں کے حقوق	۴۸
۲۴	والد کی حالت خلافِ شرع ہو تو کیا کیا جائے؟	۵۵
۲۵	باپ سے تنخواہ چھپانے کا حیلہ	۵۶
۲۶	قرض لے کر بچے کی پرورش کی گئی تو ادائیگی کس پر لازم ہے؟	۵۶
۲۷	حقوق العباد میں کوتاہی کا علاج جبکہ اصحابِ حقوق معلوم نہ ہوں	۵۷
۲۸	باپ کے مال کا استعمال بلا اجازت	۵۸

Maktaba Tul Ishaat.com

باب السلام والقيام والمصافحة

الفصل الأول فی السلام وإجابته

(سلام اور اس کے جواب کا بیان)

۲۹	آنے والے کو بیٹھنے والے کا سلام کرنا	۵۹
۳۰	طریقِ سلام اور اس کا جواب	۶۰
۳۱	آنے والے کے ذمہ سلام ہے	۶۳
۳۲	"السلام علیکم" میں اضافہ	۶۴
۳۳	سلام کرنے کے لئے پاؤں پر ہاتھ پھیرنا	۷۰
۳۴	سلام کے لئے ہاتھ سے اشارہ	۷۰
۳۵	سلام میں ہاتھ کا اشارہ	۷۳
۳۶	بحالتِ اذان سلام کا حکم	۷۳
۳۷	نماز پڑھنے اور وضو کرنے والوں کو سلام کرنا	۷۴
۳۸	نمازی کو سلام	۷۶
۳۹	مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا	۷۸
۴۰	خالی مسجد میں سلام کرنے کا حکم	۷۹
۴۱	نمازیوں، ذاکرین، منتظرینِ نماز اور خاموش لوگوں کو آتے وقت سلام کرنا	۷۹
۴۲	کھانا کھانے والے کو سلام کرنا	۸۱
۴۳	ڈھیلے سے استنجا سکھاتے وقت سلام کا جواب	۸۱
۴۴	استنجا سکھاتے ہوئے سلام کا جواب	۸۲
۴۵	گھٹنے کھولے ہوئے کو سلام	۸۴
۴۶	ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ پر پڑھی ہوئی آیت پر سجدۂ تلاوت اور سلام کا جواب	۸۴

Maktaba Tul Ishaat.com

۴۷	سلامِ غائب کا جواب	۸۵
۴۸	بیوی کو سلام کرنا یا لکھنا	۸۶
۴۹	امرد کا کسی کو سلام کرنا	۸۷
۵۰	امرد کے سلام کا جواب بحالتِ شہوت	۸۷
۵۱	دو شخص یکدم سلام کریں تو جواب کس پر ہے؟	۸۷
۵۲	نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا	۸۸
۵۳	آداب عرض وغیرہ	۸۸
۵۴	ناراضگی کی وجہ سے ترکِ سلام کی مدت	۸۹
۵۵	**الفصل الثانی فی سلام الکافر والفاسق وردّہ علیہما**	
	(کافر اور فاسق کے سلام اور اس کے جواب کا بیان)	
۵۶	کافر کا سلام	۹۱
۵۷	غیر مسلم اور فاسق کو سلام	۹۱
۵۸	''آداب، عرض، نمستے'' کا جواب کس طرح دیا جائے؟	۹۲
۵۹	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کفار کو سلام کے الفاظ	۹۲
۶۰	کفار کو ''السلام علیکم'' کے ساتھ سلام کا حکم	۹۲
۶۱	فساق وفجار کو ابتدا بالسلام کا حکم	۹۲
۶۲	غیر مسلم کے سلام کا جواب	۹۵
۶۳	اَیضاً	۹۶
۶۴	اَیضاً	۹۷
۶۵	سلامِ کافر کا جواب	۹۷
۶۶	اَیضاً	۹۸
۶۷	شیعوں کے سلام کا جواب	۹۸

Maktaba Tul Ishaat.com

۶۸	اَیضاً	۹۹
۶۹	قادیانی کے سلام کا جواب اوراس کی دعوت	۹۹
۷۰	قادیانی وشیعہ کوسلام اور جواب	۱۰۰
۷۱	فرقۂ خاکساری کے ساتھ سلام وطعام	۱۰۱
۷۲	فاسق کوسلام کرنا	۱۰۳
۷۳	کسی کومنافق کہہ کرسلام کا جواب نہ دینا	۱۰۴
۷۴	داڑھی منڈے کوسلام اوراس کے سلام کا جواب اوراس کی اولاد کا حکم	۱۰۵
۷۵	مظلوم ظالم کے سلام کا جواب دے	۱۰۸
۷۶	تاش کھیلنے والوں کوسلام	۱۰۹

الفصل الثالث فی المصافحة والمعانقة

(مصافحہ اورمعانقہ کا بیان)

۷۷	مصافحہ کی تعریف اورطریقہ	۱۱۱
۷۸	جبراً مصافحہ کرنا	۱۱۲
۷۹	سلام کے ساتھ مصافحہ	۱۱۴
۸۰	غیرمسلم سے مصافحہ	۱۱۵
۸۱	کافرفاسق سے مصافحہ ومعانقہ	۱۱۵
۸۲	محرم عورتوں سے مصافحہ	۱۱۷
۸۳	چھوٹی لڑکیوں سے معانقہ	۱۱۷
۸۴	معانقہ کرنے کا طریقہ	۱۱۸

الفصل الرابع فی القیام والتقبیل

(قیام اورتقبیل کا بیان)

۸۵	بزرگوں کی تعظیم کے لئے قیام	۱۲۰

Maktaba Tul Ishaat.com

۸۶	قیامِ تعظیمی	۱۲۰
۸۷	مہمان کے لئے قیام وتقبیل	۱۲۱
۸۸	بزرگوں کے ہاتھ پیر چومنا	۱۲۵
۸۹	علماء کی قدم بوسی ودست بوسی	۱۲۶
۹۰	قدم بوسی	۱۲۸
۹۱	تقبیل یدین ورجلین	۱۳۰
۹۲	ماں کے پیروں کو تعظیماً چھونا	۱۳۱
۹۳	والدین کی قدم بوسی	۱۳۲
۹۴	پیر یا والدین کے پَیر کو چومنا	۱۳۲
۹۵	عورت کا شوہر کے پیروں کو چھونا	۱۳۳
۹۶	بڑوں کے پَیر پکڑ کر دعائیں لینا	۱۳۳
۹۷	پَیر پکڑ کر معافی مانگنا	۱۳۴
۹۸	والدین یا استاد کی قبر کو بوسہ دینا	۱۳۵
۹۹	امرد کا بوسہ بلاشہوت	۱۳۶

باب الترضی والترحم

(رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام کہنے کا بیان)

۱۰۰	"علیہ السلام" و "رضی اللّٰہ عنہ" کا استعمال	۱۳۸
۱۰۱	اہلِ بیت کے لئے "علیہ السلام" کا استعمال	۱۴۱
۱۰۲	"علیہ السلام" اور لفظ "امام" کا استعمال	۱۴۴
۱۰۳	"علیہ السلام" وترضی وترحم	۱۴۶
۱۰۴	ایضاً	۱۴۸

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۰۵	اَیضاً	۱۶۲
۱۰۶	یزید کے لئے "علیہ السلام" اور "رضی اللہ عنہ" کا استعمال	۱۶۴
۱۰۷	فاسق وفاجر کے لئے "رضی اللہ عنہ" اور "نور اللہ مرقدہ"	۱۶۴

باب الحجاب

الفصل فی ثبوت الستر ووجوبه

(پردہ کے ثبوت اور وجوب کا بیان)

۱۰۸	پردہ فرض ہے یا سنت؟	۱۶۶
۱۰۹	پردہ کس سے فرض ہے؟	۱۶۶
۱۱۰	پردہ کا حکم	۱۶۸
۱۱۱	پردہ کس عمر سے کس عمر تک کرنا چاہیے؟	۱۶۹
۱۱۲	چہرہ کا پردہ	۱۷۰
۱۱۳	چہرہ کا پردہ	۱۷۲
۱۱۴	محرم سے پردہ کی حد	۱۷۴
۱۱۵	مشترکہ مکان میں شرعی پردہ	۱۷۵
۱۱۶	بیوی کو بے پردگی پر مجبور کرنا	۱۷۸
۱۱۷	بیوی کو بے پردگی سے روکنا	۱۷۹
۱۱۸	جو عورت پہلے سے بے پردہ ہو اس کو بھی پردہ لازم ہے	۱۸۲
۱۱۹	کیا نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے پردہ ہے؟	۱۸۳
۱۲۰	لڑکیوں کا فیکٹری میں کام کرنا	۱۸۴
۱۲۱	عورتوں کو مزدوری کے لئے باہر نکلنا	۱۸۴
۱۲۲	حفاظتِ نظر کے ساتھ بازار سے خرید وفروخت	۱۸۶
۱۲۳	عورتوں کو گھومنے کے لئے باہر نکلنا	۱۸۷

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۲۴	نامحرموں کو دیکھنا	۱۹۲

فصلٌ فی مایتعلق بصوت المرأة

(عورت کی آواز کا بیان)

۱۲۵	عورت کی آواز کا پردہ ہے یا نہیں؟	۱۹۳
۱۲۶	عورت کی تقریر لاؤڈ اسپیکر پر	۱۹۶
۱۲۷	لاؤڈ اسپیکر پر تعلیم کے لئے لڑکیوں کی تقریر	۱۹۷
۱۲۸	عورتوں کی اجلاس میں شرکت، تقریر وقراءت	۱۹۸

الفصل الثانی فیمن یجب عنه الستر

(جن سے پردہ ضروری ہے، ان کا بیان)

۱۲۹	اندیشۂ فتنہ کی صورت میں محارم سے بھی پردہ ہے	۲۰۳
۱۳۰	بہنوئی کی والدہ سے پردہ	۲۰۴
۱۳۱	بہنوئی کی اولاد سے پردہ	۲۰۴
۱۳۲	چچی اور ممانی سے پردہ	۲۰۵
۱۳۳	مطلقہ بیوی سے پردہ	۲۰۵
۱۳۴	نامحرم ملازم سے پردہ	۲۰۶
۱۳۵	سالی سے پردہ	۲۰۷
۱۳۶	دوست کی بیوی کا پردہ	۲۰۸
۱۳۷	نامحرم معمر عورت سے پردہ	۲۰۹
۱۳۸	جیٹھ اور دیور کے پردہ میں فرق	۲۰۹
۱۳۹	بازار میں چندہ کے لئے جانا جہاں بے پردہ عورتیں ہوں	۲۱۰
۱۴۰	جوان بیٹی باپ، بہن بھائی کا ایک بستر پر سونا	۲۱۱

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۴۱	بہو کا ساس کے بدن کو دبانا اور مالش کرنا	۲۱۲
۱۴۲	بھاوج کے ساتھ رہنا اور بھتیجوں سے خدمت لینا	۲۱۲
۱۴۳	کافرہ عورت کو بیوی کی طرح رکھنا	۲۱۴

الفصل الثالث فی الخلوة والاختلاط بالأجنبية ومسّها

(اجنبی عورتوں سے تنہائی اور میل جول اور مَس کرنے کا بیان)

۱۴۴	بعض غیر محارم اور عورت کا غیر محرم کے سامنے آنا	۲۱۹
۱۴۵	نامحرم کے ساتھ تنہائی اگرچہ وہ متدین ہو	۲۲۰
۱۴۶	نامحرم کے ساتھ تنہائی	۲۲۱
۱۴۷	بوڑھے آدمی کے ساتھ خلوت	۲۲۲
۱۴۸	نامحرم کے ساتھ رکشا میں بیٹھنے کی سزا	۲۲۳
۱۴۹	کاروبار میں نامحرم کو ہاتھ لگانا	۲۲۵
۱۵۰	زیرِ تربیت لڑکی سے خدمت	۲۲۵
۱۵۱	مَردوں کا نامحرم عورتوں کو چوڑی پہنانا	۲۲۶
۱۵۲	نامحرم کو چوڑیاں پہنانا	۲۲۶
۱۵۳	چوڑی پہنانے کا پیشہ	۲۲۷
۱۵۴	ضرورت پڑنے پر نامحرم عورتوں سے گفتگو	۲۲۹
۱۵۵	سالی اور دیور کے ساتھ گفتگو	۲۳۰
۱۵۶	غیر مرد کے ساتھ ٹھٹھا کرنا	۲۳۱
۱۵۷	غیر محرم سے تعلق ومحبت کا علاج	۲۳۱
۱۵۸	عورتوں کے لئے لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟ اور عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر کرنا	۲۳۲
۱۵۹	مرد، عورتیں راستہ پر مل کر نہ چلیں	۲۳۳
۱۶۰	لڑکیوں کا لڑکوں کے ساتھ اسکول میں رہنا اور غیر محارم کے ساتھ کمرے میں خلوت	۲۳۳

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الرابع فی النظر إلی العورة وإفشائها

(اعضائے مستورہ کو دیکھنے اور کھولنے کا بیان)

۱۶۱	اپنا ستر دیکھنا	۲۳۶
۱۶۲	بیوی کا ستر دیکھنا	۲۳۶
۱۶۳	زوجین کا ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھنا	۲۳۷
۱۶۴	بیوی کا جسم دیکھنا	۲۳۸
۱۶۵	فرج میں ادخالِ اصبع سے کھیلنا	۲۳۸
۱۶۶	ولادت سے ساتویں روز برہنہ کرکے نہلانا	۲۳۹
۱۶۷	بے پردگی کی حالت میں اسپتال میں ولادت	۲۴۰
۱۶۸	ڈاکٹر کے سامنے اپنا بدن کھولنا	۲۴۱
۱۶۹	ملازمت کیلئے ڈاکٹری معائنہ	۲۴۳
۱۷۰	داخلۂ کالج یا ملازمت سرکاری کے لئے برہنہ بدن کا معائنہ	۲۴۵
۱۷۱	بانجھ کی اولاد کے لئے اس کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر وظیفہ پڑھنا	۲۴۶
۱۷۲	ستر کھول کر کشتی کرنا	۲۴۶
۱۷۳	کشتی کا دنگل دیکھنا	۲۴۷
۱۷۴	چار انگل کی لنگوٹی باندھ کر تماشہ دکھانا	۲۴۸
۱۷۵	پانی کو عبور کرتے ہوئے رانیں کھولنا	۲۴۹
۱۷۶	گھٹنا ستر ہے یا نہیں؟	۲۵۱
۱۷۷	کاشتکاروں کے لئے کشفِ عورت	۲۵۱
۱۷۸	گھٹنے کھول کر کھیتی وغیرہ کا کام کرنا	۲۵۲
۱۷۹	برہنہ ہوکر سونا	۲۵۴

Maktaba Tul Ishaat.com

باب اللباس

الفصل الأول فی القمیص والسروال والإزار

(قمیص اور شلوار کا بیان)

۱۸۰	شرعی لباس	۲۵۵
۱۸۱	مسنون لباس	۲۵۵
۱۸۲	مسنون لباس کے لئے بڑھاپے کا انتظار نہیں	۲۵۷
۱۸۳	کون سے لباس کا استعمال مذہبِ اسلام میں جائز ہے، اور پینٹ کوٹ کا استعمال	۲۵۸
۱۸۴	کُرتا کہاں تک لمبا ہو	۲۶۱
۱۸۵	نصفِ ساق تک کُرتا	۲۶۲
۱۸۶	کُرتا نصف ساق تک ہے	۲۶۳
۱۸۷	کُرتہ کی کیفیت	۲۶۳
۱۸۸	کُرتے میں کالر	۲۶۵
۱۸۹	سیاہ کرتا پہننا	۲۶۵
۱۹۰	قمیص پہننا	۲۶۶
۱۹۱	قمیص کا حکم	۲۶۷
۱۹۲	کالردار قمیص اور بڑے پائنچوں کا پائجامہ	۲۶۷
۱۹۳	آستین کا لمبا بنوانا	۲۶۸
۱۹۴	آستین لمبا بنوانا	۲۶۹
۱۹۵	چوڑا پائجامہ	۲۶۹
۱۹۶	چوڑی دار پائجامہ	۲۷۰
۱۹۷	چوڑی مہری کا پائجامہ	۲۷۰

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۹۸	پائجامہ یا لنگی ٹخنوں سے نیچے رکھنے کی ممانعت کی وجہ	۲۷۱
۱۹۹	ٹخنے سے نیچے پائجامہ	۲۷۲
۲۰۰	دھوتی، لنگی کا استعمال اور حقہ پینا	۲۷۳
۲۰۱	لنگوٹ	۲۷۵
۲۰۲	پائجامہ اور لنگی میں کون افضل ہے	۲۷۵
۲۰۳	غسل کے بعد کُرتا پہلے پہنے یا پائجامہ	۲۷۸

الفصل الثانی فی لبس البنطلون والصُّدرة وغیرهما

(پینٹ، کوٹ وغیرہ کے استعمال کا بیان)

۲۰۴	کوٹ، پتلون اور انگریزی بال	۲۸۰
۲۰۵	پینٹ کوٹ کا استعمال	۲۸۱
۲۰۶	درزی کو ناجائز لباس سینا	۱۸۲
۲۰۷	کوٹ پتلون سینا	۱۸۲
۲۰۸	کوٹ قمیص، بونٹ، ترکی ٹوپی وغیرہ	۲۸۴
۲۰۹	قمیص، پینٹ، کوٹ پہننا	۲۸۶
۲۱۰	دفتر کے وقت پتلون پہننا	۲۸۷
۲۱۱	لباس، پتلون وغیرہ	۲۸۷
۲۱۲	ٹائی کا استعمال	۲۸۹
۲۱۳	لباس میں فساق وفجار کا شعار	۲۹۰
۲۱۴	فساق یا فجار کے شعار کو اختیار کرنا	۲۹۱
۲۱۵	لباسِ فساق	۲۹۲
۲۱۶	تنگ لباس پر تنبیہ	۲۹۲

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث فی العمامة والقلنسوة

(پگڑی اور ٹوپی کا بیان)

۲۱۷	عمامہ کا حکم	۲۹۴
۲۱۸	جس عمامہ پر چاندی کے نقش ہوں اس کا استعمال	۲۹۴
۲۱۹	عمامہ بیٹھ کر، پائجامہ کھڑے ہوکر پہننا	۲۹۵
۲۲۰	ٹوپی کا ثبوت	۲۹۶
۲۲۱	مسنون ٹوپی	۲۹۷
۲۲۲	کس قسم کی ٹوپی ثابت ہے؟	۲۹۸
۲۲۳	گول ٹوپی	۲۹۹
۲۲۴	دوپلی ٹوپی اور گول ٹوپی	۳۰۰
۲۲۵	گول اور لمبی ٹوپی کی سنیت کی تحقیق مع فتاویٰ دارالعلوم ومظاہر علوم	۳۰۱
۲۲۶	کامدار ٹوپی وجوتا	۳۰۴
۲۲۷	ٹیرلنگ کپڑا، کشتی دار ٹوپی اور قمیص پہننا	۳۰۵
۲۲۸	ننگے سر پھرنا	۳۰۶

الفصل الرابع فی لباس النسآء

(عورتوں کے لباس کا بیان)

۲۲۹	سیاہ برقعہ، جمپر، لہنگا، سلاخیں، سرخی کا حکم	۳۰۷
۲۳۰	عورتوں کا لباس اور ستر	۳۰۸
۲۳۱	عورتوں کا چوڑی دار پائجامہ پہننا	۳۱۰
۲۳۲	عورتوں کو نیم آستین کا کُرتہ پہننا	۳۱۱
۲۳۳	سینہ بند اور عورت کا موئے زیر ناف استرے سے لینا	۳۱۳

Maktaba Tul Ishaat.com

۲۳۴	عورتوں کے لئے فیشن کی چیزیں	۳۱۴
۲۳۵	مردانہ لباس عورتوں کے لئے	۳۱۵
۲۳۶	عورت کے لئے انگیہ کا استعمال	۳۱۶
۲۳۷	چوڑیاں پہننا	۳۱۷
۲۳۸	آواز دار چوڑی پہننا	۳۱۸
	الفصل الخامس فی الثیاب المحرمة وغیرها	
	(ناجائز لباس کا بیان)	
۲۳۹	مرد کے لئے مخمل کا استعمال	۳۲۱
۲۴۰	ریشم کا کپڑا اور کیڑا	۳۲۱
۲۴۱	ریشمی جبہ	۳۲۵
۲۴۲	ریشمی رومال وازار بند	۳۲۶
۲۴۳	کیا ہر ریشم کیڑے سے بنتا ہے	۳۲۷
۲۴۴	ٹیرلین کا استعمال	۳۲۸
۲۴۵	نائیلون کا استعمال	۳۲۸
۲۴۶	مرد کے لئے کون کونسے رنگ ناجائز ہیں	۳۲۹
	الفصل السادس فی أشیاء الزینة	
	(زیب وزینت کی اشیاء کا بیان)	
۲۴۷	عورتوں کے لئے لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟	۳۳۰
۲۴۸	لڑکوں کے لئے کریم پاؤڈر کا استعمال	۳۳۱
۲۴۹	لبوں پر سرخی	۳۳۱
۲۵۰	بالوں ہونٹوں پر سرخی	۳۳۲

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل السابع فی المتفرقات

۲۵۱ علماء کی مستورات کا فیشن حجتِ شرعیہ نہیں؟ ۳۳۴

۲۵۲ درزی کا بچا ہوا کپڑا رکھ لینا ۳۳۶

۲۵۳ گریباں کھلا رکھنا ۳۳۷

باب استعمال الذهب والفضة

الفصل الأول فی الخاتم

(انگوٹھی کا بیان)

۲۵۴ سونے چاندی کی انگوٹھی وغیرہ ۳۳۹

۲۵۵ سونے کی انگوٹھی مرد کیلئے ۳۴۰

۲۵۶ انگوٹھی میں سونے کا نگ ۳۴۱

۲۵۷ چاندی وغیرہ کی انگوٹھی ۳۴۳

۲۵۸ چاندی کی انگوٹھی ۳۴۴

۲۵۹ کئی نگ والی انگوٹھی ۳۴۴

الفصل الثانی فی أسنان الذهب والفضة

(سونے چاندی کے دانتوں کا بیان)

۲۶۰ چاندی سونے کے دانت، ان کے تار اور خول کا دانت کیلئے استعمال ۳۴۶

۲۶۱ سونے چاندی کے دانت ۳۴۷

۲۶۲ أیضاً ۳۴۹

۲۶۳ رولڈ گولڈ گور میں دانت ۳۵۰

Maktaba Tul Ishaat.com

۲۶۴	چاندی کا خلال	۳۵۱

الفصل الثالث فی مصنوعات الذهب وغیره

(سونے وغیرہ کی مصنوعات کا بیان)

۲۶۵	کُرتے میں سونے کے بٹن	۳۵۲
۲۶۶	سونے چاندی کے بٹن	۳۵۳
۲۶۷	رولڈ گولڈ کے سنہرے بٹن، گھڑی کی چین، لوہے کی انگوٹھی، مخلوط دھاتوں کے بٹن کا حکم	۳۵۳
۲۶۸	پیتل کے بٹن	۳۵۴
۲۶۹	تانبہ کے برتن پر چاندی کی قلعی	۳۵۵
۲۷۰	برتن پر سونے چاندی کا ملمع کرنا	۳۵۶
۲۷۱	سکہ پر سونے چاندی کا ملمع کر کے زیور بنانا	۳۵۶
۲۷۲	تانبے، پیتل وغیرہ کا استعمال	۳۵۷

الفصل الرابع فی مایتعلق بساعة الوقت

(گھڑی کے استعمال کا بیان)

۲۷۳	گھڑی باندھنا کیسا ہے؟	۳۶۰
۲۷۴	گھڑی کس ہاتھ میں پہنی جائے؟	۳۶۰
۲۷۵	انگوٹھی اور گھڑی کی چین	۳۶۱
۲۷۶	گھڑی میں کس دھات کا پٹہ ہو؟	۳۶۴
۲۷۷	گھڑی کا استعمال مرد وعورت کے لئے	۳۶۵
۲۷۸	گھڑی اور سونے کی چین وغیرہ	۳۶۵
۲۷۹	جیبی گھڑی کا کیس چاندی کا ہو اس کا حکم	۳۶۷

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الخامس فی الحلیة للنساء

(عورتوں کا زیورات کے استعمال کرنے کا بیان)

۲۸۰	بیوہ عورت کا زیور پہننا	۳۶۸
۲۸۱	سہاگن کیلئے سیاہ موتیوں کے ہار کا استعمال	۳۶۹
۲۸۲	چوڑیاں پہننا	۳۷۰
۲۸۳	زیور پہننے کے لئے ناک میں سوراخ کرنا	۳۷۰
۲۸۴	لڑکیوں کے کان چھیدنا	۳۷۱

باب الأسماء

(نام رکھنے کا بیان)

۲۸۵	''یاسین'' نام رکھنا	۳۷۲
۲۸۶	''حسین احمد'' نام رکھنا	۳۷۴
۲۸۷	''غلام محمد، صدرالعلی، غلام نبی، غلام رسول، رسول بخش'' نام رکھنا	۳۷۴
۲۸۸	''محمد عظیم'' نام رکھنا	۳۷۵
۲۸۹	''نرنجن علی'' نام کو بدل کر ''محمد علی'' رکھنا	۳۷۶
۲۹۰	''مرسلین'' نام رکھنا	۳۷۶
۲۹۱	''ربانی'' نام رکھنا	۳۷۷
۲۹۲	''یحییٰ'' اور ''ناصر'' نام رکھنا	۳۷۸
۲۹۳	''عبدالرّبان'' نام رکھنا	۳۷۹
۲۹۴	بچہ کا نام ''محمد رسول اللہ'' یا ''موسیٰ کلیم اللہ'' رکھنا	۳۷۹
۲۹۵	کسی کا نام ''محمد'' ہو اُس پر درود کی علامت	۳۸۰

Maktaba Tul Ishaat.com

۲۹۶	کسی ادارہ کا نام، نامِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھنا	۳۸۱
۲۹۷	درست اور نادرست نام	۳۸۲
۲۹۸	بچہ کا نام ''نبی خاں'' رکھنا	۳۸۳
۲۹۹	''محمد علیم'' نام رکھنا	۳۸۴
۳۰۰	''ابوالاعلیٰ'' نام رکھنا	۳۸۴
۳۰۱	''محمد عمر فاروق'' نام رکھنا	۳۸۵
۳۰۲	''عبدالسبحان'' نام رکھنا	۳۸۵
۳۰۳	''عبد مناف'' نام رکھنا	۳۸۷
۳۰۴	''یافث'' نام رکھنا	۳۸۷
۳۰۵	''عبدالرحیم'' کو ''رحیم'' کہہ کر پکارنا	۳۸۸
۳۰۶	جسمانی امراض کیلئے نام بدلنا	۳۸۹
۳۰۷	قوم کا نام ''افغان محمدی''	۳۹۰

باب خصال الفطرة

الفصل الأول فی اللحیة والشوارب

(داڑھی اور مونچھ کا بیان)

۳۰۸	داڑھی	۳۹۲
۳۰۹	داڑھی کی تحقیق	۳۹۴
۳۱۰	ایک مشت ڈاڑھی کی تحقیق	۳۹۷
۳۱۱	داڑھی کی مقدار	۳۹۹
۳۱۲	داڑھی بڑھانے اور موئے زیرِ ناف کاٹنے کی وجہ	۴۰۳
۳۱۳	داڑھی کی مقدار اور اس کا مفصل حکم	۴۰۳

Maktaba Tul Ishaat.com

۳۱۴	داڑھی کی حدِ شرعی	۴۰۷
۳۱۵	داڑھی منڈانے کا حکم	۴۰۸
۳۱۶	داڑھی کو بالکل صاف کرنے اور ایک انگلی رکھنے میں تفاوت	۴۱۰
۳۱۷	داڑھی کے چھوٹے بڑے بالوں کو برابر کرنا	۴۱۲
۳۱۸	بیوی کا شوہر سے داڑھی کاٹنے کا مطالبہ کرنا	۴۱۲
۳۱۹	ملازمت کی خاطر داڑھی منڈانا	۴۱۴
۳۲۰	علاج کے لئے داڑھی صاف کرنا	۴۱۶
۳۲۱	مجاہدین کے لئے داڑھی منڈانا	۴۱۶
۳۲۲	داڑھی اگانے کے لئے چہرہ پر استرہ پھیرنا	۴۱۸
۳۲۳	خط بنوانا	۴۲۰
۳۲۴	عورت کی ڈاڑھی کا حکم	۴۲۱
۳۲۵	جمعہ کے روز حجامت	۴۲۲
۳۲۶	مونچھ کا حلق کرنا	۴۲۳
۳۲۷	مونچھیں منڈانا	۴۲۳
۳۲۸	ریش بچہ اور اس کے دونوں طرف کے بال کٹوانا	۴۲۵

فصلٌ فی حلّاق اللحیة

(نائی کا بیان)

۳۲۹	داڑھی بنانے والے نائی کا حکم	۴۲۷
۳۳۰	نائی کے پیشہ کی تفصیل	۴۲۸
۳۳۱	حجام کا داڑھی مونڈنا	۴۲۹
۳۳۲	مسلم حجام کا غیر مسلم کی داڑھی مونڈنا	۴۲۹
۳۳۳	جن اوزاروں سے غیر مسلم کی حجامت بنائی ان سے مسلم کی حجامت بنانا	۴۳۰

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فی الشَّعر

(بالوں کا بیان)

۳۳۴	بال رکھنا افضل ہے یا منڈوانا؟	۴۳۱
۳۳۵	سر پر بال (پٹھے) رکھنا	۴۳۳
۳۳۶	سر کے بالوں کی تفصیل	۴۳۵
۳۳۷	بالوں میں کفار کی مشابہت	۴۳۶
۳۳۸	انگریزی بال	۴۳۶
۳۳۹	انگریزی بال رکھنا	۴۳۷
۳۴۰	انگریزی بال کو سنتی بال بنانا	۴۳۷
۳۴۱	عورتوں کا بالوں کی مینڈھیاں گوندھ کر کلپ لگانا	۴۳۸
۳۴۲	نائلون کی چوٹی کا استعمال	۴۳۹
۳۴۳	عورتوں کا دو چوٹی رکھنا، سرخی پوڈر استعمال کرنا	۴۳۹
۳۴۴	بالوں میں پن لگانا	۴۴۰
۳۴۵	کلپ کا استعمال	۴۴۱
۳۴۶	ابروؤں کے درمیان بالوں کا حکم	۴۴۱
۳۴۷	رخسار اور حلق کے بالوں کا حکم اور ڈاڑھی کی مقدار	۴۴۲
۳۴۸	بغل کے بال	۴۴۴
۳۴۹	ٹانگوں کے بال کاٹنا	۴۴۴
۳۵۰	استرے سے بالوں کی صفائی	۴۴۵
۳۵۱	عورت کو استرے سے صفائی کرنا	۴۴۵
۳۵۲	موئے زیر ناف کس جگہ سے کاٹے جائیں	۴۴۶
۳۵۳	موئے زیر ناف کو دفن کرنا	۴۴۸

Maktaba Tul Ishaat.com

۳۵۴	موئے زیرِ ناف کاٹنے کی مدت	۴۴۸
۳۵۵	غسل میں گرے ہوئے بالوں کو کیا کیا جائے؟	۴۴۹
۳۵۶	موئے زیرِ ناف دوسرے سے صاف کرانا	۴۵۰
۳۵۷	نابینا موئے زیرِ ناف کس طرح صاف کرے؟	۴۵۰
۳۵۸	کٹے ہوئے موئے انسانی کی کھاد اور اس کی تجارت	۴۵۱
	الفصل الثالث فی تقلیم الأظفار	
	(ناخن کاٹنے کا بیان)	
۳۵۹	ناخن اور بالوں کو جلانے کا حکم	۴۵۲
	الفصل الرابع فی الخضاب	
	(مہندی اور خضاب کا بیان)	
۳۶۰	داڑھی یا سر پر خضاب لگانے کا حکم	۴۵۴
۳۶۱	خضاب کا حکم	۴۵۵
۳۶۲	مہندی یا خضاب لگانا	۴۵۶
	الفصل الخامس فی الختان	
	(ختنہ کا بیان)	
۳۶۳	ختنہ کی ابتدا، کون سے انبیائے کرام مختون پیدا ہوئے؟	۴۵۸
۲۶۴	کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے؟	۴۶۱
۳۶۵	ختنہ کا وقت اور حکم	۴۶۲
۳۶۶	ختنہ کے وقت لوگوں کو جمع کرنا اور دعوت کرنا	۴۶۴
۳۶۷	ختنہ کے موقع پر اناج لوٹا بھر کر دیا جائے وہ کس کا حق ہے؟	۴۶۵

Maktaba Tul Ishaat.com

۳۶۸	بالغ کا ختنہ	۴۶۵
۳۶۹	ختنہ کی کھال کا استعمال وفروخت	۴۶۷

باب الصورة والملاهی

الفصل الأول فی الصورة

(تصویر کا بیان)

۳۷۰	فوٹو کھچوانا	۴۶۹
۳۷۱	فوٹو رکھنا	۴۶۹
۳۷۲	تصویر اور کتے کا حکم	۴۷۰
۳۷۳	کپڑے پر جاندار کی تصویر	۴۷۲
۳۷۴	جاندار کی تصویر بے جان کے ضمن میں	۴۷۳
۳۷۵	تہوار کے موقع پر جاندار کی تصویریں بنانا	۴۷۳
۳۷۶	صدر کے مرنے پر اس کی تصویر ہال میں لگانا	۴۷۴
۳۷۷	عید کارڈ، کرسمس کارڈ، دیوالی کارڈ کے بغیر جاندار کی تصویر چھاپنا	۴۷۵
۳۷۸	پیسہ، روپیہ کی تصویر پر ڈائجسٹ کو قیاس کر کے مسجد میں ''ہدیٰ ڈائجسٹ'' کے مطالعہ کا حکم	۴۷۶
۳۷۹	پریس میں خبروں کے ساتھ تصویر چھاپنا	۴۷۸
۳۸۰	باتصویر اخبار کا حکم	۴۷۹
۳۸۱	تصویر دار کاغذ کو جلانا	۴۸۰
۳۸۲	تصویر کی طباعت اور اس کی آمدنی	۴۸۰
۳۸۳	باتصویر رسائل کی خریداری	۴۸۲
۳۸۴	چڑیا والی گھڑی	۴۸۲
۳۸۵	سوال متعلق استفتاء بالا	۴۸۳

Maktaba Tul Ishaat.com

۳۸۶	برکت کے لئے تصاویر گھر میں رکھنا	۴۸۵
۳۸۷	اخبار میں تصاویر کی اشاعت کرنا	۴۸۶
۳۸۸	مکان میں تصاویر	۴۸۹
۳۸۹	آنکھ اور دانت کی تصویر	۴۹۰
۳۹۰	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر	۴۹۱
۳۹۱	روضۂ اقدس کی تصویر مسجد میں	۴۹۳
۳۹۲	تعلیم کے لئے فوٹو	۴۹۴
۳۹۳	پرائیویٹ امتحان کے لئے فوٹو	۴۹۴
۳۹۴	تنخواہ وصول کرنے کے لئے فوٹو	۴۹۵
۳۹۵	شناختی کارڈ فوٹو کے ساتھ	۴۹۶
۳۹۶	معلم مقرر کرنے کے لئے فوٹو منگانا	۴۹۷
۳۹۷	فوٹو مٹانے کی ترکیب	۴۹۸

الفصل الثانی فی التمثال

(مجسمہ سازی کا بیان)

۳۹۸	شیر کی کھال کیا تصویر کے حکم میں ہے؟	۴۹۹
۳۹۹	شیر کی کھال میں گھاس بھر کر اس کو شیر بنانا	۴۹۹
۴۰۰	گڑیاں بنانا اور ان سے کھیلنا	۵۰۰
۴۰۱	بچوں کی گڑیا اور کھلونا	۵۰۳

الفصل الثالث فی الملهی والتلفزیون

(سنیما اور ٹی وی کا بیان)

۴۰۲	سینما دیکھنا	۵۰۵

Maktaba Tul Ishaat.com

۴۰۳	سینما تھیٹر دیکھنا	۵۰۸
۴۰۴	سینما، تصویر، فوٹو	۵۰۸
۴۰۵	تصویر اور فوٹو میں فرق	۵۰۹
۴۰۶	قسم قسم کی فلم دیکھنا	۵۱۱
۴۰۷	متبعِ شریعت کو سینما دیکھنا	۵۱۲
۴۰۸	سینما میں معجزہ شق القمر اور اس کی توجیہ	۵۱۳
۴۰۹	سینما کے جواز پر واقعۂ موسیٰ علیہ السلام سے استدلال	۵۱۴
۴۱۰	نیک نیت سے سینما دیکھنا اور اس کا اعلان کرنا	۵۱۸
۴۱۱	فلم حج	۵۲۱
۴۱۲	ٹیلی ویژن	۵۲۳
۴۱۳	ریڈیو کی خرید وفروخت اور استعمال	۵۲۳
۴۱۴	گانا سننے کی دلیل	۵۲۴
۴۱۵	ٹرانسسٹر سننا	۵۲۵
۴۱۶	ریڈیو بجانا اور اس میں گانا سننا	۵۲۷

باب الألعاب

(کھیلوں کا بیان)

۴۱۷	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نیزہ بازی دیکھنے سے کھیل تماشے پر استدلال	۵۲۸
۴۱۸	کشتی چلانے میں مقابلہ کرنا	۵۳۱
۴۱۹	والی بال	۵۳۱
۴۲۰	فٹ بال، کبڈی کھیلنا، کشتی لڑنا	۵۳۲
۴۲۱	تاش کا کھیل	۵۳۳

Maktaba Tul Ishaat.com

۴۲۲	تعلیمی تاش	۵۳۵
۴۲۳	کیرم بورڈ	۵۳۶
۴۲۴	کیرم بورڈ بطورِ تفریح	۵۳۷
۴۲۵	گھر میں کھیل کھیلنا	۵۳۸
۴۲۶	بچوں کا لٹو وغیرہ کھیلنا	۵۴۰
۴۲۷	بچہ کو جھنجنے سے بہلانا	۵۴۳

باب الموالات مع الكفار والفَسَقة

(کفار اور فاسقوں کے ساتھ دوستی کرنے کا بیان)

۴۲۸	غیر مسلم سے تعلقات	۵۴۵
۴۲۹	کافر سے موالات ومواسات	۵۴۵
۴۳۰	شانِ خداوندی میں گستاخی کرنے والے کے ساتھ سلوک	۵۴۶
۴۳۱	جس کا ظاہر کافروں جیسا ہو، اس کے ساتھ تعلق	۵۴۷

الفصل الأول فی التشبه بالكفار

(کفار کی مشابہت کا بیان)

۴۳۲	سراغ رسانی کے لئے کافروں کی ہیئت اختیار کرنا	۵۴۹
۴۳۳	بہروپیہ اور سی آئی ڈی کا غیر مسلم کی صورت وضع بنانا	۵۵۰
۴۳۴	شعارِ اہل کفر کو اختیار کرنا	۵۵۳
۴۳۵	غیر قوموں کے ساتھ تشبہ	۵۵۴
۴۳۶	ہندوانہ زیبائش	۵۵۵
۴۳۷	بالوں میں کفار کی مشابہت	۵۵۶
۴۳۸	عورت کو مانگ میں سیندور اور پیشانی پر بندی لگانا	۵۵۷

Maktaba Tul Ishaat.com

۴۳۹	سرکاری تقاریب میں ہنود کا مسلمان کی پیشانی پر سیندور لگانا	۵۵۸
۴۴۰	لباس اور برتن میں تشبہ سے پرہیز	۵۵۹
۴۴۱	اذانِ مغرب کے بعد لائٹ روشن کرنا	۵۶۰
۴۴۲	دھوتی باندھنا	۵۶۱
۴۴۳	مسلمان بھنگی کا حکم	۵۶۲
	الفصل الثانی فی الشرکۃ فی أعیاد الکفار	
	(کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کا بیان)	
۴۴۴	ہندوؤں کے مذہبی تہوار میں شریک ہونا	۵۶۵
۴۴۵	رام لیلا جیسے تہوار میں شرکت	۵۶۶
۴۴۶	غیر قوم کے تہوار میں ان کو مبارکباد دینا	۵۶۷
۴۴۷	غیر قوم کے مذہبی اجتماع میں شرکت	۵۶۸
۴۴۸	ہندوؤں کے میلہ میں جانا	۵۶۸
۴۴۹	میلے اور نمائش میں جانا	۵۶۹
۴۵۰	میلہ میں سامان خریدنے کے لئے جانا	۵۷۱
۴۵۱	ہندوؤں کے میلہ کے وقت بنی ہوئی مٹھائی خرید کر کھانا	۵۷۱
۴۵۲	ہولی کے دن ہندو استاد سے ملنا	۵۷۲
۴۵۳	مسلمانوں پر ہولی کا رنگ چھڑکنا	۵۷۴
۴۵۴	عیسائی مذہبی تقریب میں شرکت	۵۷۵
	الفصل الثالث فی إعانۃ الکفار بالمال	
	(مال سے کفار کی اعانت کرنے کا بیان)	
۴۵۵	غیر مسلم کے مذہب میں مسلم کا روپیہ لگانا	۵۷۷

Maktaba Tul Ishaat.com

۴۵۶	غیر مسلموں کے ساتھ مذہبی مصلحت سے تعاون	۵۷۷
۴۵۷	تعمیرِ مندر میں امداد	۵۷۹
۴۵۸	مندر اور پوجا میں چندہ دینا	۵۸۰
۴۵۹	کفار کے میلہ میں چندہ دینا	۵۸۱
۴۶۰	غیر مسلم کی تقریب میں مصلحۃً وسیاسۃً شرکت کر کے چندہ دینا	۵۸۲
۴۶۱	ہندوؤں کی رسم میں چندہ	۵۸۴
۴۶۲	ہولی میں چندہ دینا	۵۸۵
۴۶۳	سانگ کرانا اور اس میں روپیہ دینا	۵۸۵
۴۶۴	غیر مسلم سے کفن سلوانا	۵۸۷
۴۶۵	کافر میت کو جلانے کے لے سامان دینا	۵۸۷
۴۶۶	ہندو لاش کو جلانے کے لئے مسلمان کا لکڑی فروخت کرنا	۵۸۸

الفصل الرابع فی إعانة الفساق والفجار

(فاسق وفاجر کی مدد کرنے کا بیان)

۴۶۷	ناجائز کام کی اعانت بھی ناجائز ہے	۵۸۹
۴۶۸	معصیت میں ساتھ دینا	۵۹۰
۴۶۹	قاتل کی مدد کرنا	۵۹۳
۴۷۰	مقتول اور قاتل کی مدد کرنا	۵۹۴
۴۷۱	اپنے باپ کے قاتلِ کی مدد کرنا	۵۹۵
۴۷۲	ظالم کی رہائی میں مدد کرنا	۵۹۷
۴۷۳	ظالم سے ہمدردی کا طریقہ	۵۹۸
۴۷۴	ظالم کو مار ڈالنا	۵۹۹
۴۷۵	زانی کی مدد بھی گناہ ہے	۶۰۰

Maktaba Tul Ishaat.com

۴۷۶	بدکاری کی وجہ سے گھر سے نکالی گئی بھانجی کو اپنے یہاں پناہ دینا.....	۶۰۱
۴۷۷	ناجائز اولاد کو سماج میں جگہ دینا.....	۶۰۲

☆.....☆.....☆

Maktaba Tul Ishaat.com

بقية كتاب الحظر والإباحة

باب حقوق الوالدين وغيرهما

(والدین کے حقوق کا بیان)

والدین کا معذور پیر اور استاذ کی خدمت سے روکنا

سوال[۹۱۰۰]: اگر کسی شخص کے پیر یا استاذ دائم المرض ہوں اور بسبب کمزوری مرض وتقاضائے عمر طبعی معذور بھی اتنے ہوں کہ ہمہ وقت دوسروں کی خدمت کے محتاج ہوں اور بالکل تنہا، نہ بیوی، نہ بچے، شاگرد یا مرید اُن کی خدمت کرنا چاہیں، لیکن والدین ان کی خدمت اور ان کے یہاں جانے سے بھی روکیں۔ چونکہ والدین دینی ماحول اور تعلیمی، بزرگوں کی صحبت سے کورے ہیں، لیکن مرید اور شاگرد بفضلہٖ تعالیٰ شرع اور صوم وصلوۃ کے پابند ہیں، مسئلہ مسائل سے واقف اور دین کی خدمت بھی کر رہے ہوں۔

ان حالات کے تحت مرید اور شاگرد کی پیر اور استاذ کی خدمت اور خبر گیری ضروری ہے یا والدین کی اطاعت فرض ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

پیر اور استاد کا مقام تو بلند ہے، اگر کوئی غیر آدمی بھی خدمت کا ایسا محتاج ہو کہ اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس کی بھی خبر گیری کا حکم ہے(۱)۔ والدین کو استاد اور پیر کی خدمت سے روکنے کا حق نہیں، جبکہ اس کی

---

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "للمؤمن على المؤمن ست خصال: يعوده إذا مرض، ويشهده إذامات، ويجيبه إذادعاه". الحديث. (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب السلام، الفصل الأول، ص: ۳۹۷، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

وجہ سے والدین کی خدمتِ ضروریہ میں فرق نہ آتا ہو(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۳/۹۴ھ۔

والدین کی خدمت مقدم ہے یا تعلیم کی تکمیل؟

سوال[۹۱۰۱]: میں نے حفظ کیا، پھر کچھ عربی پڑھی، ارادہ تھا کہ درسِ نظامی کی تکمیل کرکے کچھ دین کی خدمت کرجاؤں، لیکن میرے والدین کی انتہائی کوشش ہے کہ پڑھنا ترک کرکے کسی دوسرے کام میں مشغول ہوجاؤں، جس سے دنیاوی زندگی بنے۔تو کیا میں والدین کو ناراض کرکے اور عارضی طور پر ترکِ تعلق کرکے کسی دوسری جگہ جاکر درسِ نظامی کی تکمیل میں مصروف ہوجاؤں تو یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر والدین آپ کی خدمت واعانت کے محتاج ہیں، ان کے گزارے کی کوئی صورت نہیں اور آپ ہی ان کی خدمت پوری کرسکتے ہیں تو آپ کو اس کی اجازت نہیں کہ ان سے ترکِ تعلق کرکے کہیں چلے جائیں اور درسِ نظامی کی تکمیل کریں، بلکہ ان کی خدمت ہی کرتے رہیں اور فارغ وقت میں دینی علم-خواہ اردو میں ہی ہو- حاصل بھی کرسکتے ہیں۔اگر وہ آپ کی خدمت کے محتاج نہیں تو اس کا حکم دوسرا ہے، پھر بھی ایسی روش اختیار نہ کی جائے جس سے والدین کی حق تلفی ہو اور نہ ان کا مقابلہ کیا جائے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱۰/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱۰/۸۷ھ۔

---

(۱) "فقال عمران بن حصين رضی الله تعالیٰ عنه للحكم: سمعت رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم يقول: "لاطاعة لأحد فی معصية الله تبارک وتعالى". (مسند أحمد، بقية حديث الحكم بن عمرو الغفاری رضی الله تعالیٰ عنه، (رقم الحديث: ۲۰۱۳۱): ۵۹/۶، دارإحياء التراث العربی بيروت)

"عن علی رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم ..... قال: "لاطاعة فی معصية الله، إنما الطاعة فی المعروف". (الصحيح لمسلم، باب وجوب طاعة الأمراء فی غير معصية وتحريمها فی المعصية: ۱۲۵/۲، قديمی)

(۲) "واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين، وهوبقدرمايحتاج لدينه، وفرض كفاية، وهو مازاد عليه =

Maktaba Tul Ishaat.com

والدین سے الگ رہنا کیا اکرامِ مسلم کے خلاف ہے؟

سوال[۹۱۰۲]: اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کی روشنی میں رہبری فرمائیں: میں تبلیغ کا کام کرتا ہوں، یہاں کا ذمہ دار بھی ہوں، جماعتوں میں اکثر چلّوں وغیرہ میں جاتا ہوں، دن رات اللہ کے فضل سے کام میں لگا ہوں، دین کا داعی ہوں، میرے لئے گھر کے حالات بڑے پریشان کن ہوگئے ہیں، میرے والد صاحب کا انتقال ہوکر قریب ۶/ ماہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔ والد صاحب کی زندگی میں میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ علیحدہ مکان میں رہتا تھا، جتنا ہوتا مالی امداد کرتا۔

والد صاحب کے انتقال کے بعد بڑی ذمہ داری مجھ پر آئی ہے کہ دو بہنیں بالغ اور چار بھائی جس میں دو کمانے والے ہیں، میں ہی بڑا ہوں۔ طے پایا کہ سب ایک ہی گھر میں رہیں اور گھر کو سب کی آمدنیوں سے چلائیں، لیکن بھائیوں کے خیال مختلف ہیں اور والدہ صاحبہ بھی اختلاف فرماتی ہیں کہ میں علیحدہ ہی رہوں۔ میری بیوی سے بھی میری والدہ اچھی نہیں رہتی، رات دن جھگڑے، لیکن میں اس خیال سے کہ اکرامِ مسلم بہت ضروری ہے، مل کر رہنا چاہتا ہوں اور اپنے متعلقین کی مالی مدد بھی مل کر رہنے میں ہوتی ہے۔

اگر میں علیحدہ ہوجاؤں تو اسلام کی روشنی میں اکرامِ مسلم کے خلاف ہوگا یا نہیں؟ اور میرا ایسا کرنا ماں کی نافرمانی میں داخل ہوگا یا نہیں؟ گھر میں تین بھائی بڑے بالغ ہیں، ان کا رویہ بھی میری بیوی سے اچھا نہیں ہے،

= لنفع غيره". (الدرالمختار، المقدمة: ۱/ ۴۲، سعيد)

"لايحل سفر فيه خطر إلابإذنهما (أى بإذن الوالدين)، ومالاخطر فيه يحل بلاإذن منه، ومنه السفر فى طلب العلم". (الدرالمختار). قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "لأنه أولى من التجارة إذاكان الطريق آمناً ولم يخف عليهما الضيعة". (ردالمحتار، كتاب الجهاد، مطلب: طاعة الوالدين فرض عين: ۴/۱۲۵، سعيد)

"وله الخروج لطلب العلم الشرعى بلا إذن والديه لوملتحياً". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۶/۴۰۸، سعيد)

(وكذا فى خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية، الفصل الأول: ۴/۳۲۷، سهيل اكيڈمى لاهور)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السادس والعشرون: ۵/ ۳۶۵، ۳۶۶، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

پردہ کرانا ان بھائیوں سے ضروری ہے تو دوسرے مکان میں رہنا پڑے گا۔ایسا کرنا کیسا ہے؟

آج دنیا میں ماں باپ بھائی بہنوں سے علیحدہ رہنا بہت معیوب خیال کیا جاتا ہے کیونکہ میں تبلیغ کی جماعتوں میں کام کرتا ہوں، میرے کردار پر ہر ایک کی نظر رہتی ہے۔میرا علیحدہ رہنا کیسا رہے گا؟ براہِ کرم جواب مرحمت فرمائیں تو بہت احسان مند ہوں گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

معاشرتی مصالح کے پیشِ نظر الگ رہنا اور حقوق ادا کرتے رہنا اکرامِ مسلم کے خلاف نہیں، والدہ محترمہ کو اچھی طرح ادب ونرمی سے سمجھا دیں کہ یہ مصالح ہیں علیحدہ رہنے میں، اس مجبوری سے علیحدہ رہتا ہوں اور ان کی خدمت کرتے رہیں، ہمیشہ ان کے پاس جاتے رہیں، محبت میں کمی نہ کریں تو انشاء اللہ اچھے ثمرات مرتب ہوں گے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۸/۱۳۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۸/۱۳۹۰ھ۔

والدین کے حکم سے مال اور بیوی کو چھوڑنا

سوال[۹۱۰۳]: والدین کے بارے میں ایک حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس وصیتیں کی تھیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ''والدین کی نافرمانی نہ کرنا چاہیئے اگرچہ وہ یہ حکم دیں کہ بیوی چھوڑ دے، یا سارا مال خرچ کردے''(۲)۔اس کی تشریح کردیجئے کہ کیا

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿واخفض لهما جناح الذل من الرحمة، وقل رب ارحمهما كما ربّياني صغيراً﴾ (سورة الإسراء: ۲۴)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله: "أي تواضع لهما وتذلل ..... ﴿من الرحمة﴾: أي من فرط رحمتك عليهما". (روح المعاني، سورة الإسراء: ۱۵/ ۵۶، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

مزید تفصیل کے لئے دیکھیے: (تفسیر ابن کثیر: ۳/۳۵، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۲) "عن معاذ رضي الله تعالىٰ عنه قال: أوصاني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعشر كلمات، قال: "لاتشرك بالله شيئاً وإن قتلت أوحرقت، ولا تعقن والديك وإن أمراك أن تخرج من أهلك =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہر حال میں یہی حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

والدین کی اطاعت لازم ہے اور ان کے حکم کی خاطر بیوی اور سارے مال کو چھوڑ دینے کا حکم ہے، بشرطیکہ فتنہ میں ابتلاء کا قوی اندیشہ نہ ہو، مثلاً بیوی کو چھوڑ دینے سے زنا میں مبتلا ہو جائے اور مال خرچ کر دینے سے چوری وغیرہ میں مبتلا ہو جائے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

والدین کی نافرمانی

سوال[۹۱۰۴]: والدین کی نافرمانی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز امور میں والدین کی نافرمانی کرنے والا سخت گنہگار ہے:

= ومالک". اهـ". (مسند الإمام أحمد بن حنبل: مسند الأنصار، حديث معاذ بن جبل، (رقم الحديث: ۲۱۵): ۶/۶ ۳۱، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "عن أبي الدرداء رضي الله تعالىٰ عنه أن رجلاً أتاه فقال: إن لي امرأةً وإن أمي تأمرني بطلاقها، فقال له أبو الدرداء: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "الوالد أوسط أبواب الجنة، فإن شئت فحافظ على الباب أوضيع". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثاني، ص: ۴۱۹، قديمي)

"وعن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: "كانت تحتي امرأة أحبها، وكان عمر رضي الله تعالىٰ عنه يكرهها، فقال لي: طلقها، فأبيت، فأتى عمر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فذكر ذلك له، فقال لي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "طلقها". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثالث، ص: ۴۲۱، قديمي)

"يجب التطليق متابعةً للوالد، ورضاءً له، فقد ورد عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "رضى الرب في رضى الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد". الخ". (نفع المفتي والسائل، مايتعلق باطاعة الوالدين، ص: ۴۱۲، دار ابن حزم)

Maktaba Tul Ishaat.com

"عن المغيرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إن الله حرم عليكم عقوق الأمهات". الحديث. مشكوة شريف(۱)۔ "ومن أصبح عاصياً لله فى والديه، أصبح له بابان مفتوحان من النار". الحديث مشكوة شريف(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ ھذا، ۱۱/شعبان، ۱۳۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، الجواب صحیح: عبد اللطیف ۱۱/شعبان، ۱۳۵۵ھ۔

معصیت کے کام میں والدین کی اطاعت

سوال[۹۱۰۵]: اگر والدین اپنی اولاد سے ناجائز کام کو کہیں تو اولاد کو کرنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہرگز نہیں کرنا چاہیئے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

ایضاً

سوال[۹۱۰۶]: زید بغرضِ اطاعتِ والدین ایک مکتب میں ملازمت کرتا ہے، مگر وہاں پر معصیت

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الأول، ص: ۴۱۹، قديمى)

(۲) (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثالث، ص: ۴۲۱، قديمى)

(۳) "عن على رضى الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ..... قال "لاطاعة فى معصية الله، إنما الطاعة فى المعروف". (الصحيح لمسلم، باب وجوب طاعة الأمراء فى غير معصية وتحريمها فى المعصية: ۱۲۵/۲، قديمى)

"فقام عمران بن حصين رضى الله تعالىٰ عنه، فلقيه بين الناس قال: تذكر يوم قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لاطاعة لمخلوق فى معصية الله". ..... "فقال عمران للحكم: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لاطاعة لأحد فى معصية الله تبارك وتعالى". (مسند أحمد (رقم الحديث: ۲۰۱۳۰، ۲۰۱۳۱): ۶/ ۵۹، ۶۰، داراحياء التراث العربى، بيروت)

(وفيض القدير، (رقم الحديث: ۹۹۰۳): ۶۴۸۶/۱۲، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة)

Maktaba Tul Ishaat.com

پر مبتلا ہوجاتا ہے اور وہ بھی بعض اَمارد پر نظرِ شہوت ہے، پھر توبہ کرلیتا ہے، پھر وہی عمل سرزد ہوجاتا ہے۔ اب یقین ہے کہ ملازمت ترک کردینا چاہیئے۔ سوال یہ ہے کہ والدین کی اطاعت کی خاطر ملازمت ضروری ہے یا ترکِ معصیت کی خاطر ملازمت ترک کردینا؟ اور اپنے مرشد کے یہاں رہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نفسِ ملازمت تو معصیت نہیں (۱)، البتہ اس ملازمت میں معصیت کے دواعی ہیں، جن کی وجہ سے مبتلا ہوجاتا ہے اور غالباً اسی معاصی کا عادی بن گیا ہے، پھر وہ جہاں بھی جائے گا اپنی عادت کی راہ نکال لے گا، ادھر غالباً والدین کا بھی مقصود یہ مخصوص ملازمت نہیں، بلکہ ان کا مقصد اخراجات کی سہولت اور تحصیلِ آمدنی ہے۔ اگر اس کا ظنِ غالب ہے کہ دوسرے کسی کام کی ملازمت کے بعد اس معصیت سے بچ جائے گا تو وہ ملازمت کرے تاکہ دونوں فائدے حاصل ہوں: معصیت سے حفاظت بھی ہوجائے اور آمدنی بھی ہوجائے (۲)۔ یا پھر اپنے مرشد کی خدمت میں جلدی جلدی جاتا رہے اور اصل تو یہ ہے کہ اپنے اس مرض کو اپنے مرشد سے کہنے پر جو کچھ وہ اس سے حفاظت کا علاج تجویز کریں پختہ ہوکر اس پر عمل کرتے رہیں۔ اپنی رائے پر علاج کرنے سے عمل نہیں ہوتا ہے، ورنہ مرشد کی ضرورت ہی کیا تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۳/۸۹ھ۔

نکاح کے بعد لڑکی پر والدین کا کتنا حق ہے؟

سوال[۹۱۰۷]: بعد نکاح والدین کا لڑکی کو اپنے حسبِ منشاء استعمال کی کس قدر اجازت ہے؟

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿فإذا قضيتم الصلوة، فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله﴾ (سورة الجمعة: ۱۰)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله عليه: "﴿وابتغوا من فضل الله﴾: أي الربح على ماقيل". (روح المعاني: ۲۸/ ۱۰۳، دارإحياء التراث العربي، بيروت)

وقال ابن كثير رحمه الله عليه بعد الآية المذكورة: ﴿اذكروا الله كثيراً لعلكم تفلحون﴾: أي حال بيعكم وشرائكم وأخذكم وإعطائكم". (تفسير ابن كثير: ۴/۳۶۷، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الرسل كلوا من الطيبٰت واعملوا صالحاً﴾. (سورة المؤمنون، آيت: ۵۱)

Maktaba Tul Ishaat.com

اورشوہر کوکتنا اس بات کا حق ہے کہ اپنے جائز امور معاملات میں اور جنسی تسکین کے لئے (علاوہ ایام حیض ونفاس کے) کس وقت استعمال کرسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

والدین تو رخصت کرکے فارغ ہوگئے، ہفتہ میں ایک دفعہ لڑکی اپنے والدین کی زیارت کے لئے جاسکتی ہے، مگر زیارت کرکے واپس چلی آئے، بغیر شوہر کی اجازت کے وہاں نہ رہے۔ والدین جب چاہیں لڑکی کو دیکھنے کے لئے اس کے مکان پر جاسکتے ہیں، مگر بغیر داماد کی اجازت کے رات کو وہاں نہ رہیں (۱)۔ شوہر اپنی تسکین کے لئے اس کے تحمل کی رعایت کرتے ہوئے جس قدر مناسب ہو استعمال کرسکتا ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

والدہ کی خدمت سے چڑچڑا پن پیدا ہوجانے کا اثر

سوال[۹۱۰۸]: میری والدہ بیمار تھیں، آخری دنوں میں ان کی تیمارداری کرتے کرتے میرے

---

(۱) "ولایمنعهما من الخروج إلى الوالدين فى كل جمعة إن لم يقدر على إتيانها ..... (ولايمنعهمامن الدخول عليها فى كل جمعة ..... ويمنعهم من الكينونة -وفى نسخة: من البيتوتة- ..... (عندها) به يفتى". (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فى الكلام على المؤنسة: ۳/ ۶۰۲، ۶۰۳، سعيد)

(وكذا فى مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۲/ ۱۸۶، ۱۸۷، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا فى خلاصة الفتاوى، كتاب النكاح، الفصل الثامن عشر، جنس آخرفى خروج المرأة من البيت: ۲/ ۵۲، ۵۳، رشيديه)

(وكذا فى فتاوىٰ قاضى خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب النكاح، باب النفقه: ۱/ ۴۲۹، رشيديه)

(۲) "ولوتضررت من كثرة جماعه، لم تجز الزيادة على قدرطاقتها". (الدرالمختار، كتاب النكاح، باب القسم: ۳/ ۲۰۳، سعيد)

(وكذا فى الدرالمنتقى، كتاب النكاح، باب القسم: ۱/ ۵۵۰، غفاريه)

Maktaba Tul Ishaat.com

مزاج میں چڑچڑاپن آگیا تھا، مجھے بے حد افسوس ہے کہ میں ماں کے آخری دنوں میں میٹھی زبان سے بات نہ کرسکا، مجھے بتلائیں کہ میری ماں نے اس کا کیا اثر لیا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہی اثر لیا ہوگا کہ ایسی ضعیفی اور کمزوری کی حالت میں آپ بھی خدمت سے اُکتا گئے، ان کے لئے زیادہ سے زیادہ استغفار اور شریعت کے مطابق ایصالِ ثواب کرتے رہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۶/۹۴ھ۔

والدہ کی بے جا حمایت پر ان سے قطعِ تعلق

سوال[۹۱۰۹]: ایک شخص جس کا یہ غالب گمان ہی نہیں بلکہ یقین ہے، اس معاملہ میں کہ اس کو اس کے مرحوم والد کے ہر ترکہ میں برابر کا حصہ نہیں دیا گیا ہے، دلیل اس کے پاس موجود ہے اور اس کا اس بات پر دعویٰ ہے کہ اس کو رہنے کی جگہ بھی اتنی کم ہے کہ مشکل سے گزر ہوتا ہے، یعنی بچوں کو لٹانے کی جگہ بھی ڈھنگ کی نہیں۔ والد کی میراث میں ایک مکان ہے جس کا جگہ کے اعتبار سے جھگڑا چل رہا ہے، ورثاء میں اس کے ساتھ چار وارث ہیں:

۱- ایک نے تو کاروبار اچھا ہونے کی بناء پر مکان کرائے پر لیکر رہائش اختیار کرلی ہے، اس کے باوجود گھر پر قبضہ کر رکھا ہے، اس نے مکان کے ایک بڑے کمرہ اور ایک چھوٹے کمرہ پر قبضہ کر رکھا ہے، جس میں اس کا ایک لڑکا رہتا ہے۔

---

(۱) "عن أبی أسیدالساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم إذجاء رجل من بنی سلمة، فقال: یارسول اللہ! هل بقي من برّ أبوی أبرّهما به بعد موتهما؟قال: "نعم، الصلاة علیهما والاستغفار لهما". الحدیث. (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثانی، ص: ۴۲۰، قدیمی)

"وعن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "إن العبد لیموت والداه أو أحدهما، وإنه لهما لعاق، فلایزال یدعولهما ویستغفرلهما حتی یکتبه اللہ باراً". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثالث، ص: ۴۲۱، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲-اورایک نے نیچے کے دو بڑے کمروں پر میری غیر موجودگی میں قبضہ کرلیا ہے۔

۳-اور تیسرا بھی اس کے پاس ایک وسیع کمرہ اور ایک چھوٹا کمرہ ہے اور احقر کے پاس صرف ایک کمرہ ہے جو چھوٹا تو نہیں لیکن بڑا بھی نہیں ہے۔ ترکہ میں والد صاحب کچھ زمین چھوڑ گئے ہیں جس کی دوسال کی آمدنی احقر کو نہیں ملی اس کے بعد آمدنی کاشتکار نے دی ہی نہیں۔

والدہ محترمہ کی ایماء پر یا ان کی جانبدارانہ تعلق پر یہ سب کچھ ہوتا ہے کہ ان حالات میں والدہ محترمہ نے ان کی حمایت بھرپور کی ہے اور ناچیز نے ان کی مخالفت میں جھگڑا بھی کیا ہے۔ یہ تمام موصوف کے دعوے ہیں اور ان حالات میں موصوف نے مع والدہ کے سب سے تعلق اس شرط پر توڑ دیئے ہیں کہ جب تک موصوف کو اس کا حق نہیں دیا جاتا وہ اس تعلق کو بحال نہیں کرے گا تو اس کا یہ عمل لوگ شریعت کے خلاف بتلاتے ہیں۔

موصوف کا یہ عمل شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان سب حالات کے باوجود قطع تعلق کرنا خود حق تلفی ہے، والدہ کا احترام اور ان کی خدمت اور ان کو خوش کرنا لازم ہے، دوسرے اہلِ قرابت کا یہی حق ہے، حدیث پاک میں آیا ہے کہ ”دنیاوی رنجش کی وجہ سے قطع تعلق کردینے والے کی دعاء قبول نہیں ہوتی اور اس کی مغفرت نہیں ہوتی“ اس لیے آپ والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کو خوش کریں اور دیگر اہلِ قرابت سے بھی سلام وکلام جاری رکھیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۴/۱۴۰۱ھ۔

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿ولاتقل لهما أف﴾ الآيه. (بنى إسرائيل: ۲۳)

”وعن المغيرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ”إن الله حرم عليكم عقوق الأمهات“. ”وعن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ” ليس الواصل بالمكافى، ولكن الواصل الذى إذا قطعت رحمه وصلها“. (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الأول، ص: ۴۱۹، قديمى)

”عن الأعمش قال: كان ابن مسعود جالساً بعد الصبح فى حلقة، قال: أنشد الله قاطع رحم لما قام عنا؛ فإنا نريد أن ندعو ربنا، وأن أبواب السماء مرتجة دون قطع رحم“. رواه الطبرانى، ورجاله رجال الصحيح، إلا أن الأعمش لم يدرك ابن مسعود“. (مجمع الزوائد، كتاب البر والصلة، باب صلة =

Maktaba Tul Ishaat.com

والدین میں نااتفاقی ہوتو اولاد کیا کرے؟

سوال[۹۱۱۰]: والدین کی خدمت کرنا قرآن وحدیث میں فرض بتایا گیا ہے، مگر والدین میں خود اتنی نااتفاقی ہے کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارہ نہیں کرتے، اگر لڑکے اپنی ماں کو رکھتے ہیں تو والد ناراض ہوکر فوراً الگ رہتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے کھانا بنا کر کھاتے ہیں۔ والدین کی جدائیگی کا عرصہ ۱۸، یا ۲۰/ سال کا ہوگیا ہے، اب اگر والدہ کو راضی کرتے ہیں تو والد ناراض ہوتے ہیں، حالانکہ دونوں پڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے وقت میں اولاد کیا کرے، کس کو راضی کرے اور کس کو ناراض رکھے؟

نیز والدہ کو ساتھ رکھتے ہیں تو لڑکے والدہ کی نازیبا حرکت جو کہ برداشت کے قابل نہیں برداشت نہیں کرتے، وہ حرکت یہ ہے کہ والدہ کبھی اپنے قرآن شریف کو بکس میں بند کردیتی ہیں اور اب کچھ دنوں سے وہ اپنے قرآن شریف کو اپنے ساتھ لے کر سوتی ہیں، حالانکہ رات کو پڑھتی بھی نہیں ہیں۔ اب ایسے حالات میں اولاد کیا کرے، والدین سے علیٰحدگی اختیار کرلے یا کیا کرے؟ تسلی بخش جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے، والدہ کی خدمت کرنے سے اگر والد ناراض ہوں اور بُرا کہیں تو خاموشی سے سن لیں، ان کو جواب نہ دیں (۱)۔ والدہ اگر اپنا قرآن شریف بکس میں بند کردیں تو ان کی اس بات پر کوئی اعتراض نہ کرے، گھر میں تلاوت کے لیے دوسرا قرآن شریف دوکان سے لے لیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کے دلوں میں محبت پیدا فرمادے اور لڑائی ختم کردے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۴/۱۴۰۱ھ۔

والدہ کی مانتا ہے تو والد ناراض ہوتے ہیں

سوال[۹۱۱۱]: زید کے والدین زندہ ہیں، زید کی والدہ کہتی ہے کہ گھر پر کام کرو اور والد کہتے ہیں کہ دہلی جاکر کام کرو اور دہلی میں آمدنی زیادہ ہے، اگر والدہ کی مانتا ہے تو والد اس سے بولنا چھوڑ دیتے ہیں اور

= الرحم وقطعها: ۸/ ۱۵۱، دارالفکر بیروت)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ووصينا الإنسان بوالديه إحساناً﴾ (سورة الأحقاف: ۱۵)

وقال الله تعالىٰ: ﴿ولا تقل لهما أفّ ولا تنهرهما﴾ (سورة الاسراء: ۲۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر والد کی بات مانے تو والدہ بولنا چھوڑ دیتی ہیں۔اب اس کا کیا کرنا چاہیئے، والدہ کی بات کو ترجیح دے یا والد کی بات کو ترجیح دے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر مکان پر رہ کر گزارہ نہیں ہوتا، پریشانی زیادہ رہتی ہے تو باہر جا کر کام کرے اور والدہ کو سمجھا دے کہ خفا نہ ہوں، روپیہ کما کر آپ کے واسطے لاؤں گا اور دعاء بھی کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کو مجھ سے خوش رکھے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

والدہ ناراض ہو تو کیا کرے؟

سوال[۹۱۱۲]: میری ماں مجھ سے اس وجہ سے ناراض ہے کہ وہ مجھے پڑھائی کو خرچہ دیتی رہی ہے، روپے سے بہت محبت کرتی ہے، اسلام کے خلاف رشوت وغیرہ کی ترغیب دیتی ہے، مجھ سے یہ کہتی ہے کہ مجھے اپنی صورت مت دکھا، میں اس میں راضی ہوں، خدا کے ڈر سے جاتا ہوں، گندے الفاظ سن کر میں اس سے علیحدگی اختیار کرلوں، اللہ کی نافرمانی تو نہیں ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً:

آپ خدمت میں جایا کریں، جسمانی خدمت بھی کریں، کچھ ہدیہ تحفہ بھی لے جایا کریں، موسم کی چیز، کبھی کپڑا، کبھی جوتا اور جو چیز ان کو مرغوب ہو پیش کردیا کریں، اللہ پاک سے دعاء بھی کیا کریں کہ ماں کے دل سے نفرت نکال کر محبت پیدا فرمادے، انشاء اللہ تعالیٰ کچھ مدت میں اچھا تغیر پیدا ہوگا(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۵/۹۶ھ۔

باپ کے مال سے مُطلّقہَ ماں کی مدد

سوال[۹۱۱۳]: ایک شخص جس کا نام خالد ہے، اس نے ایک عورت سے شادی کرلی اور اس عورت

---

(۱) (تقدم تخریجه تحت عنوان: ''والدین میں نااتفاقی ہو تو اولاد کیا کرے؟'')

(۲) (سیأتی تخریجه تحت عنوان: ''فاسق باپ کے ساتھ سلوک'')

Maktaba Tul Ishaat.com

کے پیٹ سے دولڑکے اور دوسری لڑکیاں پیدا ہوئیں، اس میں ایک کا نام زید اور دوسرے کا نام بکر ہے۔ پھر کسی وجہ سے خالد نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، طلاق دینے کے بعد خالد نے دوسری عورت سے شادی کی۔ دوسری عورت کے پیٹ سے تین بچے ہیں: ایک لڑکا اور دولڑکیاں۔ مگر طلاق دینے کے بعد زید اور بکر کی ماں پریشانی اور غربت کی زندگی گزار رہی ہے۔ اب زید اور بکر جو کہ بالغ ہیں وہ اپنی پریشان حال ماں کی مدد کرنا چاہتے ہیں ماں کا حق اور ماں کی خدمت سمجھ کر۔ تو وہ اپنی ماں کی خدمت کس طرح کریں؟

کیا باپ کی جائیداد میں سے بغیر باپ کی رضامندی اور بغیر پوچھے اس میں سے کچھ لے کر ماں کی مدد کرنا کیسا ہے؟ اور اس طرح لے کر ماں کو دینا ثواب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بغیر باپ کی اجازت کے اس کے مال میں سے والدہ کو کچھ نہ دیں (۱)، البتہ خود کما کر جس قدر ہو سکے خدمت کرتے رہیں۔ حق تعالیٰ فلاحِ دارین نصیب فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۸/ ۹۱ھ۔

فاسقہ والدہ کے ساتھ برتاؤ

سوال[۹۱۱۴]: ہندہ ایک عورت اس کا بیٹا زید ہے، ہندہ مطلقہ ایک اجنبی شخص کے مکان پر رہتی ہے اور اس اجنبی غیر شخص سے تعلق کل رہائش خانگی اس کے مکان میں بلا نکاح کئے ہوئے ہے، ہندہ ہر غیر شخص سے گفتگو کرنے میں بے حیا و بے شرم ہے، شرعی پردہ قطعی اٹھا دیا ہے، ہر اسلامی شخص سے متنفر ہے۔ چند امور قابلِ

---

(۱) "عن أبی حرة الرقاشی عن عمه رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ألا! لاتظلموا، ألا! لایحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه". الحدیث". (مشکوة المصابیح، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ص: ۲۵۵، قدیمی)

(ومجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب البیوع، باب الغصب: ۴/ ۱۷۲، دارالفکر، بیروت)

(وکنز العمال، الفرع الثانی فی أحکام الإیمان المتفرقة: ۱/ ۹۲، (رقم الحدیث: ۳۹۷)، مکتبه التراث الإسلامی حلب)

تفصیل کے لئے دیکھئے: (تنبیه الغافلین، باب ماجاء فی الظلم، ص: ۲۰۲، حقانیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

دریافت ہیں:

۱-زید بیٹا اپنی والدہ ہندہ سے شرعی برتاؤ کیسا کرے؟

۲-زید کو یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اگر میں والدہ کی خدمت نہ کروں اور میل جول نہ رکھوں اور ترکِ تعلق کرلوں تو شرعی گرفت اور قیامت میں مواخذہ تو نہ ہوگا، پر ممکن ہے ترکِ تعلق سے اصلاح ہوجائے اور اصلاح ہونے کی صورت میں عنداللہ ترکِ تعلق سے مواخذہ ہوگا یا نہیں؟ زید ہندہ (اپنی والدہ) کے کھانے وغیرہ کا کفیل نہیں بلکہ ہندہ خود اپنی ضروریات اپنے طور پر پورا کرتی ہے۔

امر اول: اصلاح شرعی ہندہ کی کہ وہ ان خرافات سے باز آجائے۔

امر دوم: زید مواخذہ شرعی روزِ قیامت سے سبکدوش ہوجائے، دینی دنیاوی حیثیت سے بَری الذمہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کو لازم ہے کہ اپنی والدہ کا احترام باقی رکھے، کوئی بات خلافِ ادب کرنا یا گستاخی سے پیش آنا درست نہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اصلاح کی کوشش کرے، خود سمجھائے یا کسی ایسے شخص کے ذریعے سے نصیحت کرائے جس کا اس پر اثر پڑ سکے، خود دعاء کرے، باقی تنگ کرنا، مارنا، پیٹنا، یا گالی وغیرہ دینا درست نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، ۲۴/۱۰/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/شوال/۵۹ھ۔

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿ولا تقل لهما أف، ولاتنهر هما﴾ (سورة بنى إسرائيل: ۲۳)

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "في فصول العلامي: إذا رأى منكراً من والديه يأمرهما مرةً، فإن قبلا فبها، وإن كرها سكت عنهما واشتغل بالدعاء والاستغفار لهما، فإن الله تعالى يكفيه ماأهمه من أمرهما". (ردالمحتار، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في تعزير المتهم: ۴/۷۸، سعيد)

"فإن الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر فيه مَنفعةُ مَن أمره ونهاه عن المنكر، والأب والأم =

Maktaba Tul Ishaat.com

باپ کوستانے کا وبال

سوال[۹۱۱۵]: میرا لڑکا صحبتِ زید کی وجہ سے میرا نافرمان ہے، مجھ کوستاتا ہے، میں نے بہت فتاوی منگا کر اس کو سنائے کہ اس کی اصلاح ہو مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا، اس کے متعلق آپ بھی فتوی دیں کہ ایسے لڑکے کے لئے اللہ ورسول کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

والد کا بہت بڑا حق ہے، والد کی خدمت وخوشنودی سے اللہ پاک کی خوشنودی اور جنت حاصل ہوتی ہے، والد کو ناراض کرنے سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں، والد کو ستانا اور تکلیف پہنچانا سخت محرومی ہے، اس کا وبال دنیا وآخرت دونوں جگہ بھگتنا ہوتا ہے۔ لڑکے کو اپنی حرکتوں سے باز آنا اور توبہ کرنا چاہیئے، ورنہ انجام نہایت سخت اور ناقابلِ برداشت ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۲/۲۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

= أحق بأن ينفع لهما ..... لكن ينبغي أن لا يعنف على الوالدين، فإن قبلا فبها، وإلاسكت واشتغل بالاستغفار لهما". (نفع المفتي والسائل، مايتعلق بإطاعة الوالدين، ص: ۴۲۳، دار ابن حزم)

(۱) قال الله تعالى: ﴿ووصينا الإنسان بوالديه إحساناً﴾ (سورة الأحقاف: ۱۵)

وقال الله تعالىٰ: ﴿ولاتقل لهما أف ولاتنهرهما﴾ (سورة بني إسرائيل: ۲۳)

"وعن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "رضى الرب في رضى الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد". (مشكوة المصابيح، باب البر والصلة، الفصل الثاني، ص: ۴۱۹، قديمي)

"وعنه (أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "رغم أنفه، رغم أنفه، رغم أنفه". قيل: من يارسول الله! قال: "من أدرك والديه عند الكبر أحد هما أوكلاهما، ثم لم يدخل الجنة". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البروالصلة، الفصل الأول، ص: ۴۱۸، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

فاسق باپ کے ساتھ سلوک

سوال[۹۱۱۶]: زید صاحبِ اولاد ہے، مگر بُرے فعلوں میں مبتلا ہے حتیٰ کہ ایک لڑکے نے بُرا فعل کرتے ہوئے دیکھ بھی لیا، جب اولاد نے زید کو منع کیا تو زید نے اولاد سے بولنا چھوڑ دیا، تو اب اولاد کا فرض ہے وہ زید سے بات چیت کریں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اولاد کو اپنے باپ کا ادب کرنا چاہیئے اور اس کو خوش رکھنا چاہیئے (۱)، لیکن آہستہ آہستہ موقع پاکر باپ کو خدا کے عذاب سے ڈرانا اور نصیحت بھی کرنا چاہیئے، بلکہ کسی بزرگ سے تعلق قائم کرادینا چاہیئے تاکہ ان کی صحبت اور ہدایت سے باپ کی یہ بُری عادت چھوٹ جائے۔ غرض نہ باپ سے تعلق ختم کریں، نہ بے ادبی سے پیش آئیں، نہ اس کو اس بُرے حال پر چھوڑیں، اس کے لئے دعاء اور خیر خواہی میں لگے رہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۱/۸۵ھ۔

باپ کے ساتھ سخت کلامی

سوال[۹۱۱۷]: باپ بیٹے میں سخت گفتگو ہورہی تھی، غصہ میں باپ نے کہہ دیا کہ میں جوتا ماردوں گا، اس پر بیٹے نے جواب دیا کہ سو جوتے میں تم کو ماروں گا۔ سوال یہ ہے کہ ایسے بیٹے کے لئے شریعت کیا حکم کرتی ہے؟

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تقل لهما أفّ، ولاتنهر هما﴾ (سورة بنی إسرائیل: ۲۳)

(۲) وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: "فی فصول العلامی: إذا رای منکراً من والدیه یأمرهما مرةً، فإن قبلا فبها، وإن کرها سکت عنهما واشتغل بالدعاء والا ستغفارلهما، فإن الله تعالی یکفیه ماأهمه من أمرهما". (ردالمحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی تعزیر المتهم: ۷۸/۴، سعید)

"فإن الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر فیه مَنفعةُ مَن أمره ونهاه عن المنکر، والأب والأم أحق بأن ینفع لهما ..... لکن ینبغی أن لا یعنف علی الوالدین، فإن قبلا فبها، وإلاسکت واشتغل بالاستغفار لهما". (نفع المفتی والسائل، مایتعلق بإطاعة الوالدین، ص: ۴۲۳، دار ابن حزم)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً و مصلیاً:

جو بیٹے باپ کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے ہیں وہ بہت نالائق اور بدقسمت ہیں، باپ کی تعظیم واجب ہے، جہاں تک اپنے بس میں ہو، والد کو خوش رکھا جائے اور اگر غصہ میں کچھ کہیں تو خاموش ہوکر سن لیا جائے، ہرگز کوئی جواب نہ دیا جائے، اس سے دین بھی تباہ ہوتا ہے اور دنیا بھی۔ والد کو چاہیئے کہ ایسے نالائق بیٹے سے ایسی بات نہ کرے جس سے وہ تلخ جواب دے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

بوڑھے باپ کی اطاعت

سوال[۹۱۱۸]: اگر باپ یا دادا بوڑھا ہے اور اولاد جوان ہے اور اولادان کا حکم نہ مانیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اولاد کے ذمہ باپ کا حکم ماننا لازم ہے خاص کر جبکہ وہ بوڑھے ضعیف ہوں تو ان کی فرمانبرداری وتعظیم اور زیادہ ضروری ہے، اگر وہ بھی خلاف شرع حکم دیں تو اس میں اطاعت نہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۲/۸۸ھ۔

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿و قضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه و بالوالدين إحساناً، إما يبلغن عندك الكبر أحدُهما أو كلاهما، فلا تقل لهما أفٍّ ولا تنهرهما، وقل لهما قولاً كريماً﴾ (سورة الإسراء: ۲۳)

قال العلامة الآلوسي: "والنهي عن ذلك يدل على المنع في سائر أنواع الإيذاء". (روح المعاني، (سورة الإسراء: ۲۳): ۱۵/۵۵، دارإحياء التراث العربي بيروت)

مزید تفصیل کے لے دیکھئے: (تفسير ابن كثير: ۳/۳۴، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ووصينا الإنسان بوالديه إحساناً﴾ (سورة الأحقاف: ۱۵)

وقال الله تعالىٰ: ﴿ووصينا الإنسان بوالديه حسناً، وإن جاهداك لتشرك بي ماليس لك به علم، فلاتطعهما﴾ (سورة العنكبوت: ۸) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

درجہ کس کا زیادہ ہے باپ یا ماں کا؟

سوال[۹۱۱۹]: کلامِ ربانی اور احادیث کے مطابق باپ کا حق و درجہ و مرتبہ زائد ہے یا ماں کا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

احترام کے لحاظ سے باپ کا رتبہ زیادہ ہے اور خدمت کے لحاظ سے ماں کا حق زیادہ ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۴/۱۴۰۱ھ۔

باپ نے دونوں بیٹوں کو الگ کردیا

سوال[۹۱۲۰]: دو بھائیوں میں شدید اختلاف ہوگیا، والد نے اتحاد کی بہت کوشش کی، جب کامیابی نہ ہوئی تو دونوں کو الگ کردیا، چولہا الگ کردیا، تاکہ آئندہ دلوں میں زیادہ فرق نہ پیدا ہو۔ تو والد صاحب کا یہ فیصلہ کیسا ہے؟

= "وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رجل: يارسول الله ! من أحق بحسن صحابتي؟ قال: "أمك". قال: ثم من؟ قال: "أمك". قال: ثم من؟ قال: "أمك". قال: ثم من ؟ قال: "أبوك". (مشكوة المصابيح، كتاب الأداب، باب البر والصلة، الفصل الأول، ص: ۴۱۸، قديمى)

"عن على رضى الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ..... قال: "لاطاعة فى معصية الله، إنما الطاعة فى المعروف". (الصحيح لمسلم، باب وجوب طاعة الأمراء فى غير معصية وتحريمها فى معصية: ۲/ ۱۲۵، قديمى)

(۱) "وعن عبدالله بن عمرو رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "رضى الرب فى رضى الوالد، وسخط الرب فى سخط الوالد". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثانى، ص: ۴۱۹، قديمى)

"إذا تعذر عليه مراعاة جميع حقوق الوالدين، رجح جانب الأب فيما يرجع إلى التعظيم والاحترام، وحق الأم فيما يرجع إلى الخدمة والإنعام". (فتاوى اللكنوى المسمى: نفع المفتى والسائل، مايتعلق باطاعة الوالدين، ص: ۴۲۲، دارابن حزم)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

کوشش وفہمائش کے باوجود جب اتحاد نہ ہوسکا اور دونوں کو علیحدہ کردیا کہ مزید فتنہ خانہ جنگی نہ ہو تو اچھا کیا، مگر دونوں کے ساتھ معاملہ یکساں کرنا چاہیئے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۵/۹۴ھ۔

کیا بغیر باپ کی اجازت کے نکاح کرنا نافرمانی ہے؟

سوال[۹۱۲۱]: ایک بالغ لڑکا غیر شادی شدہ ایک لڑکی سے عقد کرنا چاہتا ہے، مگر وہاں پر والد صاحب نے اس لئے شادی کرنے سے انکار کیا کہ کچھ اَن بَن ہوگئی ہے، حالانکہ پہلے وہیں رشتہ کیا تھا، دوسری جگہ جہاں لڑکے کو آٹھ ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا بات کرلی، لڑکے نے ان آٹھ ہزار روپیوں کو ٹھکرا کر پہلی جگہ اپنی مرضی سے شادی کرلی، جبکہ والد صاحب سے اصرار وضد کی وجہ سے ناراضگی ہوگئی۔ تو مذکورہ صورت میں لڑکا والد کا نافرمان ہوگا کہ نہیں، اگر نہیں تو کیوں، اور ہوگا تو کیوں؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

آٹھ ہزار روپے لڑکے کے لئے شرط قرار دینا غلط ہے، ناجائز ہے (۲)، ناجائز کام میں والد کی اطاعت نہیں، اگر لڑکے نے اس غلط رویئے سے بچنے کے لئے اپنی شادی خود کرلی تو وہ نافرمان نہیں ہوا:

---

(۱) "عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: تصدق علیّ أبی ببعض ماله، فقالت له أمی عمرة بنت رواحة رضی اللہ تعالیٰ عنها: لا أرضی حتی تشهد رسول اللہ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، فانطلق أبی إلی النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لیشهد علی صدقتی، فقال له رسول اللہ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: "أفعلت بولدک کلهم"؟ قال: لا، قال: "اتقوااللہ، واعدلوا فی أولادکم". (الصحیح لمسلم، کتاب الهبات، باب کراهة تفضیل بعض الأولاد فی الهبة: ۲/۳۷، قدیمی)

(۲) "عن هشام بن عروة عن أبیه عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: ..... ثم قام رسول اللہ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فی الناس، فحمد اللہ وأثنیٰ علیه، ثم قال: "مابال رجال یشترطون شروطاً لیست فی کتاب اللہ، ماکان من شرط لیس فی کتاب اللہ، فهوباطل وإن کان مأة شرط". الحدیث. (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الولاء: ۱/۳۷۷، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

"لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق". الحدیث(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۴/۱۴۰۶ھ۔

باپ بیٹوں کے حقوق

سوال [۹۱۲۲]: ا.....زید کی دوشادیاں ہوئیں: پہلی شادی اس کے دادا نے اپنے صرفہ سے بحالتِ بلوغ کی کہ جس کے چند سال گزرنے کے بعد اس کی بیوی کے مرنے پر زید کی دوسری شادی زید کے صرفہ سے اس طریقہ سے ہوئی کہ زید اپنی آمد اپنے والد کو بھیجتا رہا، بوقتِ شادی زید کے والد نے خدا کی قسم کھا کر اس کی خالہ سے کہا کہ ہمارے ذمہ اس شادی میں کوئی قرضہ نہیں ہے۔ زید کی دوسری شادی میں جتنا صرفہ ہوا وہ سب زید کی نگاہ میں رہا اور وہ سب زید کی موجودگی میں ہوا، پہلی شادی کا تخمینہ بھی زید کے خیال میں ہے۔

ایک مرتبہ زید کے والد نے لکھا کہ شادی کا قرضہ ہے۔ زید نے دریافت کیا کہ کس کا اور کتنا ہے؟ اور آپ نے بوقتِ شادی قرضہ نہ ہونے کی قسم کھائی تھی۔ اس پر جواب نہ آنے پر زید نے کل تخمینہ مصارف شادی کا لکھ کر اپنے والد کی خدمت میں بھیج دیا اور لکھا جو مجھ کو یاد ہے، میں لکھ دیتا ہوں اور اگر اس میں کسی قدر کمی بیشی ہو وہ مجھ کو لکھ دیجئے تاکہ اس کو دے کر مجری کرلیا جائے، لیکن والد کی طرف سے کوئی حساب نہیں آتا، حالانکہ زید کے روبرو جہاں تک صرفہ ہوا تھا وہ سب زید کے والد نے لکھ بھی دیا تھا۔ اس حساب کے نہ آنے پر زید کو اپنے

---

(۱) (فیض القدیر: ۱۲/۶۴۸۶، (رقم الحدیث: ۹۹۰۳) مکتبه نزار مصطفی الباز، مکة المکرمة)

"فقام عمران بن حصین رضی الله تعالیٰ عنه، فلقیه بین الناس قال: تذکر یوم قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الله". ..... فقال عمران بن حصین رضی الله تعالیٰ عنه للحکم: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "لاطاعة لأحد فی معصیة الله تبارک وتعالی". ..... قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لاطاعة فی معصیة الله تبارک وتعالی". (مسند أحمد، بقیة حدیث الحکم بن عمرو الغفاری رضی الله تعالیٰ عنه (رقم الحدیث: ۲۰۱۳۰ - ۲۰۱۳۰): ۶/۵۹، ۶۰، دارإحیاء التراث العربی، بیروت)

"عن علی رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ..... قال: "لاطاعة فی معصیة الله، إنما الطاعة فی المعروف". (الصحیح لمسلم، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة: ۲/۱۲۵، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

حساب کا اَور پختہ یقین ہوگیا۔

شادی کے بعد سے زید کی اہلیہ میکے چلی گئی اور کچھ دنوں زید کے ہاں رہی اس حالت میں بھی زید اپنے باپ کے پاس ماہواری خرچ روانہ کرتا رہا، اس ضرورت سے کہ اس کی بیوی کی واپسی پر کسی خاص ضرورت میں کام آجائیں گے۔ اس کے والد کے پاس بوجہ مدرسی وجائیداد اتنی آمدنی ہے کہ ان کے اخراجات کو کافی ہو، چنانچہ وہ کہہ بھی چکے ہیں کہ ہم اپنی لائق کرلیتے ہیں، تاہم وہ زید سے بھی کنبے کا خرچ کہہ کر مانگتے ہیں، کبھی شادی کے اخراجات کے نام سے مطالبہ کرتے ہیں اور کوئی حساب مانگنے پر حساب نہیں بتلاتے۔

میرا تخمینہ جو حساب کا ہے اس کے لحاظ سے شادی کے متعلق کوئی رقم بقایا نہیں ہونی چاہیئے، والد اور دوسرے شریکِ شادی اور واقف کار بھی میرے تخمینہ اور حساب کی تائید کرتے ہیں۔ میں نے تخمینہ پیش کرکے عرض کیا کہ میری جانب تو کوئی رقم بقایا نہیں ہونا چاہیے اور اگر بالفرض ہو تو وہ رقم جو میں نے شادی کے بعد علی الحساب بھیجی ہے اس کو کام میں لایئے۔ اس کے متعلق کبھی فرماتے ہیں کڑیاں خرید لی، کبھی فرماتے ہیں گھر کے خرچ کی تمہیں اطلاع نہیں، کبھی کہتے ہیں میرا بھی حق ہے۔

زید کی آمدنی بہت محدود ہے، نیز اس کا بھی خیال ہے کہ مسلمان اخراجات کی زیادتی سے تباہ ہوتے جارہے ہیں۔ زید کے والد اس سے بھی ناراض ہوتے ہیں کہ اپنی اہلیہ کے کپڑے خود بنالیتا ہے۔ پس کیا صورتِ موجودہ میں زید کے ذمہ کوئی امر ضروری ہے؟

۲..... جب کہ والد صاحب خرچ کا حساب نہیں دیتے اور زید کو اپنے اور شریک کے اشارہ کے ذریعہ سے علم ہو چکا کہ اس کے ذمہ کوئی مطالبہ باقی نہیں تو زید کا یہ کہنا کہ ہمارے ذمہ کچھ نہیں، داخلِ گناہ تو نہ ہوگا؟

۳..... کیا زید کے والد کو زید کی بیوی کا حق اپنے لئے لینے کا حق حاصل ہے؟

۴..... کیا زید کے والد کو زید اور اس کی بیوی کے لئے کپڑے نہ بنانے پر مجبور کرنے کا حق ہے؟

۵..... زید کے والد اگر کوئی ایسا کام کریں جس میں زید کی مضرّت یا حق تلفی ہو تو زید ان کی اس طرف توجہ مبذول کراسکتا ہے، نیز والد کے لئے زید کی عدم موجودگی میں ایسا کام جس سے اس کا ضرر یا حق تلفی ہو، کیسا ہے؟

۶..... اگر زید کے والد کے ذمہ واقع میں قرضہ نہ ہو اور وہ توریۂ یا غلط طریقہ سے قرضہ ظاہر کریں اور

Maktaba Tul Ishaat.com

کسی سے کہلوادیں کہ ہمارا قرضہ ہے تو کیا یہ جائز ہے؟

۷.....اگر زید کے پاس سامانِ زندگی موجود ہو تو شکرِ نعمت فرض ہے یا نہیں؟

۸.....زید شادی کا حساب سمجھنے میں حق بجانب ہے یا نہیں؟ اور والد کو حساب بتلانا چاہیئے یا نہیں؟

۹.....اگر والد کی آمدنی بدرجۂ کفایت ہو اور زید کوئی خاص طریقہ پر خدمت نہ کرے، بجز اس کے کہ جو شئے وہ طلب کریں بھیج دے تو اس کو گناہ تو نہ ہوگا؟

۱۰.....زید حتیٰ الامکان والدین کی اطاعت وادب کو ملحوظ رکھتا ہے، لیکن والد ناراض رہتے ہیں، بددعاء دیتے ہیں۔ کیا ناحق بددعاء قبول ہوجاتی ہے؟ والدین کو ناحق اولاد پر غصہ کرنا شریعت کی تعلیم کے موافق کیسا ہے؟ اولاد اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ کونسا طرزِ عمل مشروع ہے؟

۱۱..... جب کہ زید اس کے لیے تیار ہے کہ آپس کے معاملات روبرو بلاشرکتِ غیرے طے ہوجائیں، پھر زید کے والد کا ایسے اشخاص کو خانگی معاملات میں ڈالنا جن سے ہوا خیزی اور بدنامی کا اندیشہ ہو، شرعاً کیسا ہے؟ اور کیا زید کو والد کا یہ امر قابلِ قبول ہے؟

۱۲.....زید کے والد کو کوئی اہم کام زید سے مشورہ سے کرنا جائز ہے یا نہیں، جب کہ زید عندالناس مقبول ہے؟

شمس الاسلام از دہلی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

والد کے بہت حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بہت جگہ اپنی عبادت کے ساتھ والد پر احسان کی تاکید فرمائی ہے، احادیث میں والد کے حقوق کی رعایت اور راضی رکھنے کی سخت تاکید آئی ہے(۱)، اس لئے جہاں تک ہوسکے والد کو راضی رکھنا چاہیئے، جب تک کسی معصیت کا امر نہ ہو تو والد کا کہنا ماننا حتیٰ الامکان

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وقضی ربک ألاتعبدوا إلا إیاہ وبالوالدین إحساناً﴾ (بنی إسرائیل: ۲۳)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ووصینا الإنسان بوالدیہ حسناً﴾ (سورۃ العنکبوت: ۸)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿أن اشکرلی ولوالدیک﴾ (سورۃ لقمان: ۱۴)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وصاحبھما فی الدنیا معروفاً﴾ (سورۃ لقمان: ۱۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

ضروری ہے(۱)۔

۲.....اگر والد کے ذمہ قرض نہ ہو بلکہ والد کو خود ضرورت ہو تب بھی اولاد کو ضرور والد کی خدمت کرنی چاہیئے اگر چہ خود کسی قدر تنگی کرنی پڑے، اگر اپنے پاس ہی موجود نہ ہو تو مجبوری ہے(۲)۔

۳.....جو حق بیوی کا زید کے ذمہ واجب ہے وہ والد کو لینا جائز نہیں(۳)۔

۴.....اگر زید اپنے لئے یا اپنی بیوی کیلئے ضرورت سے زائد کپڑے بنائے تو والد کو حق حاصل ہے کہ منع کردے اور زید کو ماننا ضروری ہے(۴)، البتہ ضرورت کے موافق کپڑے کہ بغیر ان کے گزر نہ ہوسکتا ہے بنانے

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿وإن جاهداك لتشرك بي ماليس لك به علم فلا تطعهما﴾ (سورة العنكوت:۸)

(۲) "عن جابربن عبد الله رضي الله تعالیٰ عنه أن رجلاً قال: يارسول الله! إن لي مالاًوولداً، وإن أبي يريد أن يجتاح مالي، فقال: "أنت ومالك لأبيك". (سنن ابن ماجة، كتاب التجارات، باب مالرجل من مال ولده، ص: ۱۶۵، قديمي)

"يعني: أولادكم من أجل أكسابكم وأفضلها، فما كسبت أولادكم، فإنه حلال لكم ..... في الحديث دليلٌ على وجوب نفقة الوالد على ولده". (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، الفصل الثاني: ۶/ ۵۲۱، ۵۲۲، رشيديه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النفقة، فصل في نفقة الأقارب: ۵/۱۶۷-۱۷۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(۳) "وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "ألا! لاتظلموا ألا! لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه". (مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعاريه، الفصل الثاني، ۲۵۵، قديمي)

"فتجب للزوجة على زوجها؛ لأنها جزاء الاحتباس، وكل محبوس لمنفعة غيره يلزمه نفقته". (الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۳/ ۵۷۲، سعيد)

(۴) "وعن ابن عباس رضي الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "من أصبح مطيعاً لله في والديه، أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وإن كان واحداً فواحداً. ومن أصبح عاصياً لله في والديه، أصبح له بابان مفتوحان من النار، إن كان واحداً فواحداً". قال رجل: وإن ظلماه؟ قال: "وإن ظلماه، وإن ظلماه، وإن ظلماه". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البروالصلة: الفصل الثالث: ۴۲۱، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

سے منع کرنے کا حق والد کو حاصل نہیں (۱)۔

۵..... والد کو یہ ہرگز جائز نہیں کہ زید کو ضرر پہنچانے کی نیت سے کوئی حکم کریں (۲)۔ البتہ اگر ضرر پہچانے کی نیت تو نہیں مگر کسی شرعی کام یا ذاتی کام سے زید کو معمولی ضرر پہنچتا ہو، زید کو اس پر صبر کرنا چاہیئے (۳)۔

۶..... جھوٹ بولنا، دھوکا دینا جائز نہیں (۴)، مگر جب والد زید سے کچھ مانگے اور زید کے پاس گنجائش

---

(۱) "(وتفرض لها الكسوة في كل نصف حول مرةً) لتجدّد الحاجة حراً وبرداً". (الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۳/ ۵۸۰، سعيد)

(۲) "عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ملعون من ضارّ مؤمناً أومكر به". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب ماينهى عنه من التهاجر، الفصل الثاني، ص: ۴۲۸، قديمي)

(۳) "وعن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من أصبح مطيعاً لله في والديه، أصبح له بابان مفتوحان من الجنة، وإن كان واحداً فواحداً. ومن أصبح عاصياً لله في والديه، أصبح له بابان مفتوحان من النار، إن كان واحداً فواحداً". قال رجل: وإن ظلماه؟ قال: "وإن ظلماه، وإن ظلماه، وإن ظلماه". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البر والصلة: الفصل الثالث: ۴۲۱، قديمي)

(۴) "عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: " عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر، وإن البر يهدى إلى الجنة، ومايزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقاً. وإياكم والكذب، فإن الكذب يهدى إلى الفجور، وإن الفجور يهدى إلى النار، مايزال الرجل يكذب حتى يكتب عندالله كذاباً". (مشكوٰة المصابيح، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان، الفصل الأول، ص: ۴۱۲، قديمي)

"عن سفيان بن أسد الحضرمي رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "كبرت خيانةً أن تحدث أخاك حديثاً هولك به مصدق وأنت به كاذب". (مشكوة المصابيح، المصدر المتقدم، ص: ۴۱۳ قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتو ضرور دینا چاہیئے (۱)، اس کا موقعہ نہ آنے دے کہ والد دھوکا دے کر زید سے کچھ وصول کرے کہ یہ والد اور زید دونوں کیلئے شرم کی بات ہے۔

۷.....شکرِ نعمت ہر شخص پر فرض ہے (۲)۔

۸.....حساب صاف رکھنا چاہیئے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر زید کے یا والد کے ذمہ کوئی قرض نہ ہوتو والد کی خدمت نہ کرے بلکہ حتیٰ الوسع خدمت ضروری ہے۔

۹.....جس قدر زید میں طاقت ہو والد کی خدمت کرتا رہے، اگر باوجود قدرت کے خدمت نہیں کرے گا تو حقوق کی ادائیگی میں قصور رہے گا۔

۱۰.....والدین کبھی بلاوجہ اولاد کے لیے بددعاء نہیں کرتے، جب تنگ آکر پریشان ہوجاتے ہیں تب مجبور ہوکر بددعاء کرتے ہیں اور اگر بلاوجہ بددعاء کریں تو اس کی قبول ہونے کی توقع نہیں (۳)۔ تاہم اولاد کو چاہیئے کہ والدین کی کسی غصہ کی بات کا جواب نہ دے، سب کچھ خاموش سن لے، اس کی سعادت اسی میں ہے، اگر کوئی بات والدین بالکل ناحق کہیں تب بھی صبر کرے (۴) اور والدین کے لئے دعائے خیر کرے (۵)، البتہ

---

(۱) "وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله تعالىٰ عنه أن رجلاً أتى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: إن لي مالاً وإن والدي يحتاج إلى مالي، قال: "أنت ومالك لوالدك، إن أولادكم من أطيب كسبكم، كلوا من كسب أولادكم". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النفقات، الفصل الثاني، ص: ۲۹۱، قديمي)

(۲) قال الله تعالى: ﴿فاذكروني أذكركم، واشكروا لي ولاتكفرون﴾ (سورة البقرة: ۱۵۲)

(۳) قال الله تعالى: ﴿ولويعجل الله للناس الشر استعجالهم بالخير لقضي إليهم أجلهم﴾ (سورة يونس: ۱۱)

قال العلامة الآلوسي: "وعن مجاهد أنه قال: هو قول الإنسان لولده وماله إذا غضب: اللهم لاتبارك فيه، اللهم العنه". (روح المعاني: ۷۸/۱۱، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في تفسير الطبري: ۶۵/۱۱، دارالمعرفة، بيروت)

(۴) قال الله تعالى: ﴿ولاتقل لهما أف﴾ (سورة بني إسرائيل: ۲۳)

(۵) "إذارأى منكراً من والديه يأمرهما مرةً، فإن قبلا فبها، وإن كرهاسكت عنهما، واشتغل بالدعاء والاستغفار، فإن الله تعالى يكفيه ماأهمه من أمرهما". (ردالمحتار، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في تعزير المتهم: ۷۸/۴، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

معصیت کے کاموں میں اس کا ساتھ نہ دے(۱)۔ جب اولاد اس طرح نرمی اور صبر اور احسان وخدمت کرے گی تو انشاء اللہ والدین کی طبیعت میں نرمی آئے گی۔ اور سب کے ساتھ حسنِ سلوک سے ملنا چاہیئے اور حسنِ خلق کہتے ہیں کہ مخلوق کے ساتھ ایسا معاملہ کرے کہ جس سے خالق اور مخلوق دونوں راضی رہیں۔

۱۱.....معاملات کو آپس میں سلجھانا بہتر ہے(۲)، لیکن والدین اس سے متأثر نہ ہوں کہ انتہائی درجہ کی شفقت میں کمی نہ کریں(۳)۔ جھوٹی باتیں مشہور کرنا اور بدنام کرنا جائز نہیں، زید کے والد کو چاہیے کہ اس سے اجتناب کرے(۴)۔

---

(۱) "عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه أن رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ..... قال: "لاطاعة فی معصیةاللہ، إنما الطاعة فی المعروف". (الصحیح لمسلم، باب وجوب طاعة الأمراء: ۱۲۵/۲، قدیمی)

(۲) "عن أبی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "ألا أخبرکم بأفضل من درجة الصیام والصدقة والصلوة"؟ قال: قلنا: بلی، قال: "إصلاح ذات البین، وفساد ذات البین هی الحالقة". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب ماینهی عنه من التهاجر، الفصل الثانی، ص: ۴۲۸، قدیمی)

(۳) "عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "لایرحم اللہ من لایرحم الناس".

"وعن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: جاء أعرابی إلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: فقال: أتقبلون الصبیان، فما نقبلهم، فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "أوَ أملک لک أن نزع اللہ من قلبک الرحمة". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول، ص: ۴۲۱، قدیمی)

(۴) "وعن حذیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول: "لایدخل الجنة قتات". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، الفصل الأول، ص: ۴۱۱، قدیمی)

"عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "لیس المؤمن بالطعان ولابااللعان ولاالفاحش ولاالبذیّ"..(مشکوة المصابیح، کتاب ال داب، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، الفصل الثانی، ص:۴۱۳، قدیمی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

۱۲.....مشورہ کرلینا بہتر ہے (۱)، لیکن اگر اپنے کام میں والد مشورہ نہ کرے تو زید کو اس پر ناراض ہوجانا جائز نہیں (۲)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۱۱/۵۳ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ ذوالعقدہ/۵۳ھ۔

والد کی حالت خلافِ شرع ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال[۹۱۲۳]: میرے والد صاحب کی حرکتیں بیجا ہیں، انھوں نے اپنی بہو سے زنا کے لئے کہا، وہ شراب بھی پیتے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کوشش کیجئے کہ وہ کسی صاحبِ نسبت بزرگ کی خدمت میں جایا کریں، موقع ملے تو ان کو ایسی تبلیغی جماعت کے ساتھ روانہ کردیجئے جو صحیح طریقہ پر کام کرنے والی ہو جو اصول کی بھی پابندی کرے اور ان کے لیے اللہ پاک سے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہا کریں۔ اگر وہ پڑھنا جانتے ہوں تو حضرت اقدس اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ یا کسی دوسرے بزرگ کی کتابیں ان کو دیجئے کہ وہ ان کا مطالعہ کیا کریں، اگر وہ نہ پڑھیں تو خود کسی دوسرے سے ان کو کتابیں سنوائیں۔ اللہ پاک اصلاح فرمائے (۳)۔آمین۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۴/۸۹ھ۔

= "عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "ماأحب أنی حکیت أحداً، وأن لی کذا وکذا". (مشکوة المصابیح، المصدر السابق، ص: ۴۱۴، قدیمی)

(۱) قال اللہ تعالی: ﴿وشاورهم فی الأمر﴾ (سورة آل عمران: ۱۵۹)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وأمرهم شوری بینهم﴾ (سورة الشوری: ۳۸)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولاتقل لهما أف، ولاتنهرهما﴾ (سورة بنی اسرائیل: ۲۳)

(۳) قال اللہ تعالی: ﴿ولا تقل لهما أفّ، ولاتنهر هما﴾ (سورة بنی إسرائیل: ۲۳)

ایسی صورت میں والدین کے لئے دعائیں کرنی چاہیئے:

وقال العلامة ابن عابدین رحمه اللہ تعالیٰ: "فی فصول العلامی: إذا رای منکراً من والدیه یأمرهما مرةً، فإن قبلا فبها، وإن کرها سکت عنهما واشتغل بالدعاء والا ستغفارلهما، فإن اللہ تعالی =

Maktaba Tul Ishaat.com

باپ سے تنخواہ چھپانے کا حیلہ

سوال[۹۱۲۴]: ایک لڑکا کہتا ہے کہ جب اس کو تنخواہ ملتی ہے تو اس کے والد اس کے پاس سے مانگ لیتے ہیں اور لڑکا شرم وعزت کی خاطر تمام پیسہ دے دیتا ہے، اس کے بعد اس کے والد اس کو صرف کرایہ اور خرچ کے واسطے پیسہ دے دیتا ہے، مگر اس کو وہ ناکافی ہوتا ہے تو لڑکا اپنے والد کو کم تنخواہ بتا کر کم دیتا ہے۔ تو کیا اس طرح لڑکے کو کرنا جائز ہے یا نہیں اور کیا یہ شریعت کے نزدیک چوری ہوئی یا نہیں؟ مگر ایک بات یاد رہے کہ لڑکا بالغ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب تنخواہ ملے تو اپنی ضرورت کے موافق اس میں سے کسی دوسرے کے پاس رکھ دے اور کہہ دے کہ میرے پاس اتنا ہی پیسہ ہے، یا کسی دوست سے قرض لے کر ضرورت پوری کرلیا کرے اور تنخواہ ملتے ہی پہلے اس کا قرض ادا کردے، اس طرح گنجائش ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

قرض لے کر بچے کی پرورش کی گئی تو ادائیگی کس پر لازم ہے؟

سوال[۹۱۲۵]: زید نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے، ہندہ اپنے بال بچوں کے لئے غیر مسلموں سے سودی قرض لیتی رہتی تھی، زید اور ہندہ دونوں ہی گھر چلاتے تھے۔ اب بعد طلاق ہندہ پر جو قرض باقی رہ گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ قرض بچوں وغیرہ کے لیے تھا۔ تو اس قرض کی ادائیگی ہندہ پر واجب ہے یا زید پر واجب ہے، کیونکہ

= یکفیه ماأهمه من أمرهما". (ردالمحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی تعزیر المتهم: ۷۸/۴، سعید)

"فإن الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر فیه مَنفعةُ مَن أمره ونهاه عن المنکر، والأب والأم أحق بأن ینفع لهما ..... لکن ینبغی أن لا یعنف علی الوالدین، فإن قبلا فبها، وإلاسکتَ واشتغل بالاستغفار لهما". (نفع المفتی والسائل، مایتعلق بإطاعة الوالدین، ص: ۴۲۳، دار ابن حزم)

(۱) "التوریة أن یظهر خلاف ما أضمر فی قلبه ..... و أن یراد الإتیان بلفظٍ یحتمل معنیین، اهـ". (ردالمحتار، کتاب الإکراه: ۱۳۴/۶، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

زید کے بچوں کے لئے ہی ہوتا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ضابطہ میں اس قرض کی ادائیگی ہندہ پر واجب ہے، کیونکہ اس نے قرض لیا ہے، زید نے نہیں لیا، اگر زید نے ہندہ سے کہہ دیا تھا کہ قرض لے کر میرے بچوں کی پرورش کرنا، میں ادا کردوں گا تو زید اس قرض کا ذمہ دار ہے، وہ ادا کرے اگرچہ تقاضائے دیانت یہ ہے کہ زید اس قرض کو ادا کرے، کیونکہ بچوں کا نفقہ زید پر ہی لازم ہے، مگر قرض خواہوں کو زید سے مطالبہ کا حق نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۳/۱۵ھ۔

حقوق العباد میں کوتاہی کا علاج جبکہ اصحابِ حقوق معلوم نہ ہوں

سوال[۹۱۲۶]: بلوغ کے بعد اگر حقوق العباد میں غلطی ہوئی ہو اور یاد نہ ہو، اور اگر یاد ہو مگر وہ معاملہ جس میں غلطی ہوئی ہو صحیح طریقہ پر یاد نہ ہو کہ کس سے ہوا تھا، کس طرح ہوا تھا؟ مثلاً کسی کو کوئی تکلیف پہونچائی تھی، یا کسی سے کوئی چیز خریدی تھی، مگر یہ یاد نہیں ہے کہ کیا چیز خریدی تھی اور کتنے کی، یا کتنی خریدی تھی؟ اور یہ بھی یاد نہیں ہے کہ کس سے خریدی تھی؟ اور یہ یاد ہے کہ خریدی تھی، یا وہ شخص جس سے معاملہ ہوا تھا مرگیا ہو، اسی طریقہ سے تکلیف پہونچانے کا معاملہ بھی ہو۔ تو ان سب صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تین مرتبہ ﴿قل ھواللّٰہ﴾ پڑھ کر دعاء کرلیا کریں کہ یااللہ! جس جس کو مجھ سے تکلیف پہونچی ہے اور جس کا کوئی حق میرے ذمہ رہ گیا ہو اس کا ثواب اس کو پہونچادے۔ اگر صاحبِ حق موجود ہو اور یاد بھی ہو تو اس

---

(۱) "ولكن فائدته أن يرجع الغريم على الزوج، وبدون الأمر ليس له الرجوع عليه، وإنما يرجع رب الدين على المرأة ..... ظاهره أنه ليس لرب الدين الأخذ من الزوج بدون الحوالة". (البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب النفقات: ۴/۴۱۳، ۴۱۴، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب النفقات: مطلب في الأمر بالاستدانة على الزوج: ۳/۵۹۱-۵۹۳، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۲/۱۸۳، ۱۸۴، غفارية)

Maktaba Tul Ishaat.com

سے معافی تلافی کر کے صفائی کرلی جائے، یا کوئی مال حق ہو، ادا کردیا جائے۔ صاحبِ حق معلوم نہ ہو تو اتنی مقدار اس کی طرف سے خیرات کردی جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۷/ ۹۴ھ۔

باپ کے مال کا استعمال بلا اجازت

سوال[۹۱۲۷]: باپ کے مال سے بغیر باپ کی اجازت کے اور بغیر رضامندی کے بالغ لڑکوں کو باپ کا مال استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

باپ کو ناگوار گزرے تو اجازت نہیں (۲)۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أوشئ، فليتحلله منه اليوم قبل أن لايكون دينارولادرهم، إن كان له عمل صالح أخذمنه بقدر مظلمته". الحديث. (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الظلم، الفصل الأول، ص: ۴۳۵، قديمی)

"(عليه ديون ومظالم جهل أربابهاوأيس) من عليه ذلک (من معرفتهم، فعليه التصدق بقدرها من ماله". (الدرالمختار، كتاب اللقطة، مطلب فيمن عليه ديون ومظالم جهل أربابها: ۲۸۳/۴، سعيد)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۱۱/۶، سعيد)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿فلا تقل لهما أف﴾ (سورة الإسراء: ۲۳)

قال العلامة الآلوسی رحمه الله: "والنهی عن ذلک يدل على المنع في سائر أنواع الإيذاء".

(روح المعاني، (سورة الإسراء: ۲۳): ۵۵/۱۵، دارإحياء التراث العربی بيروت)

(وكذا في تفسير ابن كثير: ۳۴/۳، سهيل اكيڈمی لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب السلام والقيام والمصافحة

الفصل الأول فی السلام وإجابته

(سلام اوراس کے جواب کا بیان)

آنے والے کو بیٹھنے والے کا سلام کرنا

سوال[۹۱۲۸]: "قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "یسلم الراکب علی الماشی، والماشی علی القاعد، والقلیل علی الکثیر"(۱)۔

اگر کوئی آنے والا سلام نہ کرے اور بیٹھنے والا آنے والے کو سلام کرے، یا پیٹھ پیچھے کسی کو سلام کرے، تو مستحقِ ثواب ہوگا یا مستحق عذاب؟ بینوا و توجروا۔

عبدالسلام، ایواڑی، ضلع گوڑگاؤں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

اس صورت میں بھی مستحق ثواب ہوگا، گوافضل طریقہ وہ ہے جو حدیث شریف میں مذکور ہے:

"قال ابن بطال عن المهلب: تسليم الصغير لأجل حق الكبير؛ لأنه أمر بتوقيره والتواضع له، وتسليم القليل لأجل حق الكثير؛ لأنّ حقه أعظم، وتسليم المارّ لشبهه بالداخل على أهل المنزل، وتسليم الراكب لئلا يتكبر بركوبه، فيرجع إلى التواضع. وقال ابن العربی: حاصل ما فی الحديث أن المفضول بنوع ما يبدأ الفاضل، اهـ". بذل المجهود: ۳۲۲/۵(۲)۔

(**ترجمہ**) ''ابن بطال نے مہلب سے نقل کیا ہے کہ چھوٹے کا سلام کرنا

---

(۱) (مشكوة المصابيح: ۳۸۷/۲، كتاب الأدب، باب السلام، الفصل الأول، قديمی)

(۲) (بذل المجهود: ۳۲۲/۵، كتاب الأدب، أولی بالسلام، ناشر معهد الخليل الإسلامی)

Maktaba Tul Ishaat.com

بڑے کے حق کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ اس کو اس کی توقیر اور اس کے لئے تواضع کرنے کا حکم کیا گیا ہے۔ اور قلیل کا سلام کرنا کثیر کے حق کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ اس کا حق عظیم ہے۔ اور گزرنے والے کا سلام کرنا اس بنا پر ہے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے والے کے مشابہ ہے۔ اور سوار کا سلام کرنا اس لئے ہے تاکہ وہ اپنے سوار ہونے سے مغرور نہ ہو، بلکہ اس میں تواضع پیدا ہوجائے۔ ابن عربی نے بیان کیا ہے کہ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کس درجہ میں مفضول (کم درجہ) ہے، وہ فاضل (زیادہ درجہ والا) کو سلام میں ابتدا کرے''۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/شعبان/۶۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یکم/رمضان/۶۶ھ۔

طریقِ سلام اور اس کا جواب

سوال[۹۱۲۳]: ایک شخص کہتا ہے "السلام علیکم" دوسرا شخص جواب میں کہتا ہے "وعلیکم السلام ورحمة اللہ و برکاته و مغفرته"۔ کیا یہ جواب درست ہے، اس کا کہیں سے ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

افضل یہ ہے کہ سلام کرنے والا اس طرح سلام کرے: "السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاته" اور جواب دینے والا "وعلیکم السلام ورحمة اللہ و برکاته" کہے(۱)، اس سے زیادہ کوئی لفظ بڑھانا جیسے

---

(۱) "عن عمران بن حصين رضی اللہ تعالیٰ عنه أن رجلاً جاء إلى النبی صلى اللہ تعالیٰ علیه وسلم، فقال: السلام علیکم، فردّ علیه، ثم جلس فقال النبی صلى اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "عشر". ثم جاء آخر فقال: السلام علیکم و رحمة اللہ، فردّ علیه، فجلس، فقال: "عشرون". ثم جاء آخر فقال: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته، فرد علیه فجلس، فقال: "ثلثون". رواه الترمذی وأبو داؤد". (مشكوة المصابيح: ۳۹۸/۲، كتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثانی، قديمی)

(سنن أبی داؤد: ۷۰۶/۲، باب: كيف السلام، دارالحديث ملتان) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

"ومغفرته" مناسب نہیں اگرچہ بعض روایات میں لفظ "ومغفرته" سلام کے ساتھ وارد ہوا ہے، جیسا کہ مشکوۃ شریف، ص: ۳۹۸، میں ہے (۱)، مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ سلام کی انتہا

= "قيل: "البركات" عبارة عن الثبات، و لذا لا يزاد عليه لا في السلام و لا في الجواب". (مرقاة المفاتيح: ۴۲۷/۸، كتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثاني، رشيديه)

وقال العلامة النووي رحمه الله تعالىٰ: "والأفضل أن يقول: السلام عليكم، ليتناوله وملكيه، وأكمل منه أن يزيد ورحمة الله، وأيضاً وبركاته..... اهـ. وأما صفة الرد، فالأفضل والأكمل أن يقول: وعليكم السلام و رحمة الله و بركاته". (شرح النووي على الصحيح لمسلم: ۲۱۲/۲، كتاب السلام، باب: يسلم الراكب على الماشي، قديمي)

وقال العلامة القرطبي : "الثالثة : قوله تعالىٰ: ﴿فحيّوا بأحسن منها أو ردوها﴾ رد الأحسن أن يزيد فيقول : عليك السلام ورحمة الله، لمن قال : سلام عليك، فإن قال: سلام عليك و رحمة الله، زدت في ردك : وبركاته، وهذا هو النهاية، فلا مزيد. قال الله تعالىٰ مخبراً عن البيت الكريم: ﴿رحمة الله وبركاته﴾". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، (سورة النساء: ۸۶): ۲۰۷/۵، دار الكتب العلمية بيروت)

"روى النسائي عن عمران بن حصين رضي الله تعالىٰ عنه قال: كنا عند النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فجاء رجل، فسلم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وقال: "عشر" ثم جلس، ثم جاء آخر، فسلم، فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فرد عليه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال: "عشرون". ثم جلس، وجاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فرد عليه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وقال: "ثلاثون". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، (سورة النساء: ۸۶): ۲۱۰/۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) (مشكوة المصابيح: ۳۹۸/۲، باب السلام، الفصل الثاني، قديمي)

(وأبو داؤد: ۷۰۶/۲، باب كيف السلام، دار الحديث، بيرون بوهڑ گيٹ ملتان)

(وموطأ الإمام محمد، ص: ۳۸۵، باب رد السلام، مير محمد كتب خانه كراچي)

"وظاهره أن الزيادة على "وبركاته" خلاف السنة، كما يفيده ظاهر قول ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما، ويوافقه ما في مؤطأ يحي: مالك عن يحي ابن سعيد أن رجلاً سلّم على ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما، فقال: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته والغاديات والرائحات، فقال ابن عمر رضي الله =

Maktaba Tul Ishaat.com

"وبرکاته" ہے:

"والأفضل للمسلم أن يقول: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته، والمجيب كذلك يردّ، ولا ينبغي أن يزاد على "بركاته" شيء. قال ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: لكل شيء منتهى ومنتهى السلام: "وبركاته" كذا في المحيط، اهـ". الهندية: ٥/٣٢٥(١)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ جمادی الاولی/ ۶۰ھ۔

= تعالىٰ عنهما: وعليك ألفاً ثم. كأنه كره ذلك.

ويطابقه ما أخرجه البيهقي على ما ذكره في الدر المنثور عن عروة ابن الزبير أن رجلاً سلم عليه، فقال: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته، فقال عروة: ما ترك لنا فضلاً، إن السلام انتهى إلى البركة. لكن قد ورد في بعض الأخبار المرفوعة تجويز الزيادة، فعند أبي داؤد: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه، فجلس، فقال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "عشرة". ثم جاء ه آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فرد عليه فجلس، فقال: "عشرون". ثم جاء آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فرد عليه، فقال: "ثلثون". ثم أتى آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله و بركاته ومغفرته، فقال: "أربعون". وقال: "هكذا تكون الفضائل". و في كتاب عمل اليوم والليلة لابن السني: قال النووي في الأذكار: إسناده ضعيف.

عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه كان رجل يمرّ بالنبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يرعى دوابّ أصحابه، فيقول: السلام عليك يارسول الله، فيقول رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "وعليك السلام و رحمة الله و بركاته و مغفرته و رضوانه". فقيل: يا رسول الله! تسلّم على هذا سلاماً ما تسلّمه على أحد من أصحابك؟ قال: "وما يمنعني من ذلك". وهو ينصرف بأجر بضعة رجلاً، فالأولى القول بتجويز ذلك أحياناً، و الاكتفاء على بركاته أكثر". (التعليق الممجد على هامش موطأ الإمام محمد، ص: ٣٨٥، مير محمد كتب خانه)

(١) (الفتاوىٰ العالمكيرية: ٥/٣٢٥، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام)

Maktaba Tul Ishaat.com

آنے والے کے ذمہ سلام ہے

سوال[۹۱۲۴]: کسی شخص کے یہاں کچھ آدمی مزدوری کرتے ہوں جیسا کہ کھیت کاٹنا، اور وہ اپنے کام میں مشغول ہے، ایک شخص پیچھے سے آکر کھڑا ہوگیا اور یہ مزدور جو کہ کام کرنے والے تھے وہ مختلف برادری کے تھے اور نماز وغیرہ کے بالکل پابند نہیں تھے، ان میں سے ایک آدمی نے پیچھے ہوکر اس شخص کو سلام کیا جو پیچھے کھڑے ہوگئے تھے، انہوں نے سلام کا جواب آہستہ آواز سے دیا، جس آدمی نے سلام کیا تھا اس کو اس کے ساتھیوں نے نصیحت کی کہ تم کو سلام نہ کرنا چاہئے تھا۔ تو آپ سے یہ عرض ہے کہ سلام کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا اور کتنا عذاب منع کرنے والوں کو ملے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص کسی کے پاس جائے اس کو چاہئے کہ سلام کرے(۱) اور جس کے پاس جائے وہ سلام کا جواب دے(۲)، لیکن اس نے سلام نہیں کیا، وہ خاموش ہوکر کھڑا ہوگیا اور جس کے پاس گیا تھا اس نے سلام کرلیا اور اس کی بڑائی کا لحاظ کرلیا تب بھی گناہ نہیں، بلکہ اس کو بہت ثواب ملے گا، اس پر اعتراض کرنا اور سلام سے روکنا غلط ہے۔ جو شخص سلام کی ابتدا کرے اس کی فضیلت آئی ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱/۸۸ھ۔

---

(۱) "ویسلم الماشی علی القاعد، ویسلم الذی یأتیک من خلفک، کذا فی المحیط". (الفتاویٰ العالمکیریة: ۲۲۵/۵، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام، رشیدیه)

(وکذا فی ردالمحتار: ۴۱۶/۶، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، سعید)

(۲) سلام کا جواب دینا واجب اور مسلمان کا حق ہے:

"عن البراء بن عازب رضی الله تعالیٰ عنه قال: أمرنا النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بسبع، ونهانا عن سبع: أمرنا باتباع الجنائز، وعیادة المریض، وإجابة الداعی، ونصر المظلوم، وإبرار القسم، ورد السلام". الحدیث. (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز: ۱۶۶/۱، قدیمی)

(وصحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب بدء السلام، بابٌ: ۹۲۰/۲، قدیمی)

(۳) "عن أبی أمامة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "إن أولی الناس بالله من بدأ بالسلام". رواه أحمد والترمذی وأبو داؤد". (مشکوة المصابیح: ۳۹۸/۲، کتاب الأدب، =

Maktaba Tul Ishaat.com

"السلام علیکم" میں اضافہ

سوال[۹۱۲۵]: ۱.....زید بکر کی ملاقات کے وقت "السلام علیکم ورحمة اللّٰہ و برکاته" کہتا ہے۔ اور بکر اس کے جواب میں "ورحمة اللّٰہ و برکاته و مغفرته" کہتا ہے۔ بکر کا یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ کتب تحریر کیجئے۔

۲.....اگر زید "ورحمة اللّٰہ و برکاته و مغفرته" کہتا ہے اور بکر اس کے جواب میں "وعلیکم السلام ورحمة اللّٰہ" صرف کہہ کر یہ بھی کہتا ہے کہ سلام کا جواب دینے والا "و مغفرته" نہیں کہے گا۔ لہذا ایسی صورت میں سب جائز ہے یا ناجائز اور سوال کا جواب دینے والا صحیح راستے پر ہے یا نہیں؟

۳.....یہ بھی تحریر کریں "و مغفرته" سلام کے اندر.....کہنا بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

روایات میں "و مغفرته" بھی آیا ہے اور بعض میں اس سے زائد بھی، سلام میں اور جواب میں بھی۔ اور بعض میں "و برکاته" کو سلام کی انتہا بتایا گیا ہے اور اس پر اضافہ کو منع کیا گیا ہے، اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ سلام اس طرح کرنا مستحب ہے: "السلام علیکم ورحمة اللّٰہ و برکاته" اور جواب میں بھی اسی طرح مستحب ہے یعنی "وعلیکم السلام ورحمة اللّٰہ وبرکاته". اس پر اضافہ ومغفرته سلام کا کرنے والا کرے اور نہ جواب دینے والا کرے:

"عن عمران بن حصین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن رجلاً جاء إلی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، فقال: السلام علیکم، فردّ علیه، ثم جلس فقال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "عشر". ثم جاء آخر فقال: السلام علیکم و رحمة اللّٰہ، فردّ علیه، فجلس، فقال: "عشرون". ثم جاء آخر فقال: السلام علیکم و رحمة اللّٰہ وبرکاته، فرد علیه فجلس، فقال: "ثلثون". رواه

= باب السلام، الفصل الثانی، قدیمی)

"عن عبداللّٰہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "البادیٔ بالسلام بریٌٔ من الکبر". رواه البیهقی فی شعب الإیمان". (مشکوة المصابیح، کتاب الأدب، باب السلام، ص: ۴۰۰، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الترمذی وأبو داؤد"(١)۔

"وعن معاذ بن أنس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بمعناه، وزاد: "ثم أتی آخر، فقال: السلام علیکم و رحمة اللّٰہ و برکاته ومغفرته، فقال: "أربعون". وقال: "هکذا تکون الفضائل". رواه أبوداود(٢)۔

---

(١) (مشکوة المصابیح: ٣٩٨/٢، کتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثانی، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد: ٧٠٦/٢، باب: کیف السلام، دارالحدیث، ملتان)

"قیل: "البرکات" عبارة عن الثبات، و لذا لا یزاد علیه لا فی السلام و لا فی الجواب". (مرقاة المفاتیح: ٤٢٧/٨، کتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثانی، رشیدیه)

وقال العلامة النووی رحمه اللّٰہ تعالیٰ: "والأفضل أن یقول: السلام علیکم، لیتناوله وملکیه، وأکمل منه أن یزید "ورحمة اللّٰہ" وأیضاً "وبرکاته" ..... اهـ. وأما صفة الرد، فالأفضل والأکمل أن یقول: وعلیکم السلام و رحمة اللّٰہ و برکاته". (شرح النووی علی الصحیح لمسلم: ٢١٢/٢، کتاب السلام، باب: یسلم الراکب علی الماشی، قدیمی)

وقال العلامة القرطبی : "الثالثة : قوله تعالیٰ: ﴿فحیّوا بأحسن منها أو ردوها﴾ رد الأحسن أن یزید فیقول : علیک السلام ورحمة اللّٰہ، لمن قال : سلام علیک، فإن قال: سلام علیک و رحمة اللّٰہ، زدت فی ردک : وبرکاته، وهذا هوالنهایة، فلا مزید. قال اللّٰہ تعالیٰ مخبراً عن البیت الکریم: ﴿رحمة اللّٰہ وبرکاته﴾". (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، (سورة النساء: ٨٦): ٢٠٧/٥، دارالکتب العلمیة بیروت)

"روی النسائی عن عمران بن حصین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: کنا عند النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، فجاء رجل، فسلم، فقال: السلام علیکم، فرد علیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم وقال: "عشر". ثم جلس، ثم جاء اٰخر، فسلم، فقال: السلام علیکم ورحمة اللّٰہ، فرد علیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، فقال: "عشرون". ثم جلس، وجاء اٰخر، فقال: السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاته، فرد علیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، وقال: "ثلاثون". (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، (سورة النساء: ٨٦): ٢١٠/٥، دارالکتب العلمیة بیروت)

(٢) (مشکوة المصابیح: ٣٩٨/٢، باب السلام، الفصل الثانی، قدیمی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

"عن محمد بن عمرو بن عطاء قال: كنت جالساً عند عبد الله بن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما، فدخل عليه رجل يمانيّ فقال: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته، ثم زاد شيئاً مع ذلك أيضاً. قال ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما مَن هذا؟ –وهو يومئذ قد ذهب بصره– قالوا: هذا اليمانى الذى يغشاك فعرّفوه إياه حتى عرفه، قال ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما: إن السلام انتهى إلى "البركة". قال محمد: وبهذا نأخذ، إذا قال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فليكفف، فإن اتباع السنة أفضل". مؤطا إمام محمد(١)- وبسط

= (وأبو داؤد: ٢/٧٠٦، باب كيف السلام دار الحديث، بيرون بوهڑ گيٹ ملتان)

(١) (موطأ الإمام محمد، ص:٣٨٥، باب رد السلام، مير محمد كتب خانه كراچى)

"وظاهره أن الزيادة على "وبركاته" خلاف السنة، كما يفيده ظاهر قول ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما، ويوافقه ما فى مؤطأ يحى: مالك عن يحى ابن سعيد أن رجلاً سلّم على ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، فقال: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته والغاديات والرائحات، فقال ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما: وعليك الفا ثم كأنه كره ذلك.

ويطابقه ما أخرجه البيهقى على ما ذكره فى الدر المنثور عن عروة ابن الزبير أن رجلاً سلم عليه، فقال: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته، فقال عروة: ما ترك لنا فضلاً، إن السلام انتهى إلى البركة. لكن قد ورد فى بعض الأخبار المرفوعة تجويز الزيادة، فعند أبى داؤد: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه، فجلس، فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "عشرة". ثم جاء ه آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فرد عليه فجلس، فقال: "عشرون". ثم جاء آخر فقال : السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فرد عليه، فقال: "ثلثون". ثم أتى آخر فقال: السلام عليكم ورحمة الله و بركاته ومغفرته، فقال: "أربعون". وقال: "هكذا تكون الفضائل". و فى كتاب عمل اليوم والليلة لابن السنى: قال النووى فى الأذكار: إسناده ضعيف.

عن أنس رضى الله تعالىٰ عنه كان رجل يمرّ بالنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يرعى دوابّ أصحابه، فيقول : السلام عليك يارسول الله، فيقول رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "وعليك السلام و رحمة الله و بركاته و مغفرته و رضوانه". فقيل: يا رسول الله! تسلّم على هذا سلاماً ما تسلّمه على أحد من أصحابك؟ قال: "وما يمنعنى من ذلك". وهو ينصرف بأجر بضعة رجلاً. فالأولى القول =

Maktaba Tul Ishaat.com

الحافظ فی الفتح: ١١/٥(١)۔

= بتجویز ذلک أحیاناً، و الاکتفاء علی برکاته أکثر". (التعلیق الممجد علی هامش موطأ الإمام محمد، ص: ٣٨٥، میر محمد کتب خانه)

(١) قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالیٰ: "قوله: "فقالوا السلام علیک و رحمة الله". کذا للأکثر فی البخاری هنا، و کذا للجمیع فی بدء الخلق، ولأحمد ومسلم من هذا الوجه من روایة عبد الرزاق، ووقع هنا للکشمیهنی، فقالوا: وعلیک السلام و رحمة الله، وعلیها شرح الخطابی، واستدل بروایة الأکثر لمن یقول: یجزئ فی الرد أن یقع باللفظ الذی یبتدأ به، کما تقدم. قیل: ویکفی أیضاً الرد بلفظ الإفراد".

(قوله: فزادوه: ورحمة الله) فیه مشروعیة الزیادة فی الرد علی الابتداء، و هو مستحب بالاتفاق، لوقوع التحیة فی ذلک فی قوله تعالیٰ: ﴿فحیوا بأحسن منها أو ردّوها﴾، فلو زاد المبتدئ "ورحمة الله" استحب أن یزاد "وبرکاته" فلو زاد "وبرکاته" فهل تشرع الزیادة فی الرد؟ و کذا لو زاد المبتدئ علی وبرکاته، هل یشرع له ذلک؟ أخرج مالک فی المؤطأ عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: انتهی السلام إلی البرکة.

وأخرج البیهقی فی الشعب من طریق عبد الله بن بابیه قال: جاء رجل إلی ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فقال : السلام علیکم و رحمة الله و برکاته و مغفرته، فقال: حسبک إلی "وبرکاته". انتهی إلی وبرکاته. ومن طریق زهرة بن معبد قال: قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه: انتهی السلام إلی وبرکاته. ورجاله ثقات. وجاء عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما الجواز، فأخرج مالک أیضاً فی المؤطأ عنه، أنه زاد فی الجواب: "والغادیات والرائحات".

وأخرج البخاری فی الأدب المفرد، من طریق عمرو بن شعیب عن سالم مولی ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: وکان ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما یزید إذا رد السلام، فأتیته مرةً فقلت : السلام علیکم، فقال : السلام علیکم ورحمة الله. ثم أتیته فزدت و برکاته، فرد وزاد: وطیب صلواته. ومن طریق زید بن ثابت رضی الله تعالیٰ عنه أنّه کتب إلی معاویة رضی الله تعالیٰ عنه: السلام علیکم -یا أمیر المؤمنین!- و رحمة الله و برکاته و مغفرته و طیب صلوته.

ونقل ابن دقیق العید عن أبی الولید بن رشد أنه یؤخذ من قوله تعالیٰ: ﴿فحیوا بأحسن منها﴾ الجواز فی الزیادة علی البرکة إذا انتهی إلیها المبتدئ. أخرج أبوداؤد والترمذی والنسائی بسند قوی =

Maktaba Tul Ishaat.com

"والأفضل: السلام عليكم و رحمة الله و بركاته، والمجيب كذلك يرد، ولايزيد على هذا". فتاوى عالمگيرى: ۵/۳۳۰(۱)۔ "ولايزيد الراد على "وبركاته". درمختار: ۵/۳۶۵(۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

= عن عمران بن حصين رضى الله تعالىٰ عنه قال: جاء رجل إلى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: السلام عليكم، فرد عليه، وقال: "عشر". ثم جاء آخر فقال: السلام عليكم و رحمة الله، فرد عليه، وقال: "عشرون". ثم جاء آخر فزاد: "وبركاته" فرد وقال: "ثلاثون". وأخرجه البخارى فى الأدب المفرد من حديث أبى هريرة، وصححه ابن حبان وقال: "ثلاثون حسنةً". وكذا فيما قبلها صرح بالمعدود. وعند أبى نعيم فى عمل اليوم والليلة من حديث علىّ رضى الله تعالىٰ عنه أنه هو الذى وقع له مع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ذلك. وأخرج الطبرانى من حديث سهيل بن حنيف بسند ضعيف رفعه: "من قال: السلام عليكم، كتب له عشر حسنات. ومن زاد: ورحمة الله، كتبت له عشرون حسنةً. ومن زاد: وبركاته، كتبت له ثلاثون حسنةً".

وأخرج أبو داود من حديث سهل بن معاذة بن أنس الجهنى عن أبيه بسند ضعيف نحو حديث عمران، وزاد فى آخره: ثم جاء آخر فزاد: ومغفرته، فقال: "أربعون". وقال: "هكذا تكون الفضائل". وأخرج ابن السنى فى كتابه بسندٍ واهٍ من حديث أنس رضى الله تعالىٰ عنه قال: كان رجل يمر فيقول: السلام عليك يارسول الله! فيقول له: "وعليك السلام ورحمة الله وبركاته ومغفرته ورضوانه". وأخرج البيهقى فى الشعب بسند ضعيف أيضاً من حديث زيد بن أرقم رضى الله تعالىٰ عنه: كنا إذا سلم علينا النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قلنا: وعليك السلام و رحمة الله و بركاته ومغفرته".

وهذه الأحاديث الضعيفة إذا انضمّت قَوِى ما اجتمعت عليه من مشروعية الزيادة على "وبركاته". واتفق العلماء على أن الردّ واجب على الكفاية". (فتح البارى: ۱۱/۶، كتاب الاستيذان، باب بدء السلام، دارالمعرفة بيروت)

(۱) العبارة بتمامها: "والأفضل للمسلم أن يقول: السلام عليكم و رحمة الله وبركاته، والمجيب كذلك يردّ. ولا ينبغى أن يزاد على البركات شىء. قال ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما: لكل شىء =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= منتهى و منتهى السلام البركات، كذا في المحيط". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۵/۵، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام و تشميت العاطس، رشيديه)

(۲) العبارة بأسرها: "ولا يزيد الرادُّ على "وبركاته". (الدرالمختار). قال العلامة الشامي رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: ولا يزيد الرادُّ على وبركاته) قال في التاتارخانية: والأفضل للمسلّم أن يقول : السلام عليكم و رحمة الله وبركاته، والمجيب كذلك يرد، ولا ينبغي أن يزاد على البركات شئ، اهـ". (ردالمحتار: ۴۱۴/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

(وكذا في الفتاوى الكاملية، ص: ۲۷۳، كتاب الحظر والإباحة، مكتبه حقانيه پشاور)

ترجمۂ عربی عبارات

''حضرت عمران بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، السلام علیکم کہا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا۔ وہ شخص بیٹھ گیا، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دس نیکیاں''۔ پھر دوسرا شخص آیا، اس نے السلام علیکم ورحمة الله کہا، حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا۔ وہ شخص بیٹھ گیا، ارشاد فرمایا: ''بیس نیکیاں''۔ پھر ایک اَور شخص آیا اس نے السلام علیکم ورحمة الله وبركاته کہا حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا وہ بیٹھ گیا۔ ارشاد فرمایا: ''تیس نیکیاں''۔ امام ترمذی اور امام ابوداود نے اس کو روایت کیا ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی معنی میں روایت کی ہے، اس میں اتنی زیادتی اَور ہے: پھر ایک شخص آیا، اس نے "السلام علیکم و رحمة الله وبركاته ومغفرته" کہا، آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''چالیس نیکیاں''۔ اور ارشاد فرمایا: ''اسی طرح فضیلتیں (ثواب میں زیادتی) ہونگی''۔ امام ابوداود نے اس کو روایت کیا ہے۔

محمد بن عمرو بن عطاء فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک یمنی شخص حاضر ہوا اور السلام علیکم ورحمة الله و بركاته کہا اس کے ساتھ کچھ =

Maktaba Tul Ishaat.com

سلام کرنے کے لئے پاؤں پر ہاتھ پھیرنا

سوال[۹۱۲۶]: ہمارے یہاں سلام کا رواج اس طرح ہے کہ چھوٹے بیٹھ کر اپنے بڑوں کے قدم پر ہاتھ پھیرتے ہیں، آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ آیا اس قسم کا سلام عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

سلام کا یہ طریقہ خلافِ سنت وخلافِ اسلام ہے، ہریجنوں کا طریقہ ہے، اس کو ترک کرنا لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

سلام کے لئے ہاتھ سے اشارہ

سوال[۹۱۲۷]: بوقتِ سلام دست برداشتن چہ حکم دارد؟

= اَور بھی زیادہ کہا، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ کون شخص ہے- اس وقت حضرت کی بینائی جاچکی تھی- لوگوں نے جواب دیا: یہ آنے والا یمنی شخص ہے اور اس کا تعارف کرایا، یہاں تک کہ اس کو پہچان لیا- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سلام وبرکت (وبرکاتہ) پر ختم ہوجاتا ہے"۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں، جب کسی نے السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کہا تو اس پر رُک جائے، اس لئے کہ اتباعِ سنت افضل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔

اور افضل السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ ہے اور مجیب بھی اسی طرح جواب دے "وبرکاتہ" پر زیادتی نہ کرے، فتاوی عالمگیری۔ اور کوئی "وبرکاتہ" پر زیادتی نہ کرے، درمختار".

(۱) اس سے سجدے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو جائز نہیں ہے:

"و في القهستاني: الإيماء في السلام إلى قريب الركوع كالسجود. وفي العمادية: ويكره الانحناء؛ لأنه يشبه فعل المجوس". (مجمع الأنهر: ۵۴۲/۲، كتاب الكراهية، فصل في أحكام النظر واللمس، دار إحياء التراث العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

بوقتِ ضرورت برائے سلام یا جواب دست برداشتن روا ست، مثلاً: کسے را از دور سلام کند یا جواب دهد و آواز نتوان رسانید، یا کسے که را سلام کند یا جواب دهد و آن آواز نمی شنود، پس دریں صورت چوں بزبان سلام کند یا جواب دهد بدست نیز اشاره کند. وبے ضرورت چنیں نمودن چنانکه طریقهٔ ابنائے زمانه است، مکروه است. وبر اشارهٔ دست اکتفاء نمودن در سلام یا جواب و بزبان نگفتن مکروه است (۱). فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ۔

---

(۱) "وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "ليس منا من تشبه بغيرنا، ولا تشبهوا باليهود و لا بالنصارى، فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع، وتسليم النصارى الإشارة بالأكفّ". رواه الترمذى، وقال: إسناده ضعيف".

قال الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "وعن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "ليس منا": أى من أهل طريقتنا و مراعى متابعتنا "من تشبه بغيرنا": أى من غير أهل ملّتنا "لا تشبهوا" -بحذف إحدى التائين-: أى لا تتشبهوا باليهود "ولا بالنصارى" زِيدَ "لا" لزيادة التأكيد. "فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع، وتسليم النصارى الإشارة بالأكفّ" -بفتح فضم جمعُ كفٍ- والمعنى: لاتشبهوا بهم جميعاً فى جميع أفعالهم خصوصاً فى هاتين الخصلتين، ولعلهم كانوا يكتفون فى السلام أو ردّه أو فيهما بالإشارتين من غير نطق بلفظ السلام الذى هو سنة آدم وذريته من الأنبياء والأولياء.

كأنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كوشِفَ له أن بعض أمته يفعلون ذلک، أو مثل ذلک من الانحناء أو مطأطأة الرأس، أو الاكتفا بلفظ السلام فقط. ولقد رأيت فى المسجد الحرام واحداً من المتصوفة الداخلة فى سلک السالكين المرتاضين المتوكلين الزاهدين فى الدنيا المكتفى بإزار ورداء صائم الدهر لازم الاعتكاف، ليس شيء عنده من أسباب الدنيا، وهو على ذلک أكثر من أربعين سنةً، ثم اختار السكوت المطلق فى آخر العمر بحيث يكتفى فى رد السلام باشارة الرأس، مع أنه ما كان خالياً عن نوع معرفة ودوام تلاوة وحسن خلق و سخاوة نفس، إلا أنه كان ما يرى أنه يطوف. والله أعلم =

Maktaba Tul Ishaat.com

الحافظ فی الفتح: ١١/٥(١)۔

= بتجويز ذلک أحياناً، و الاكتفاء على بركاته أكثر". (التعليق الممجد على هامش موطأ الإمام محمد، ص: ٣٨٥، مير محمد كتب خانه)

(١) قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالىٰ: "قوله: "فقالوا السلام عليک و رحمة الله". كذا للأكثر فی البخاری هنا، و كذا للجميع فی بدء الخلق، ولأحمد ومسلم من هذا الوجه من رواية عبد الرزاق، ووقع هنا للكشميهنی، فقالوا: وعليک السلام و رحمة الله، وعليها شرح الخطابی، واستدل برواية الأكثر لمن يقول: يجزئ فی الرد أن يقع باللفظ الذی يبتدأ به، كما تقدم. قيل: ويكفی أيضاً الرد بلفظ الإفراد".

(قوله: فزادوه: ورحمة الله) فيه مشروعية الزيادة فی الرد على الابتداء، و هو مستحب بالاتفاق، لوقوع التحية فی ذلک فی قوله تعالىٰ: ﴿فحيوا بأحسن منها أو ردّوها﴾، فلو زاد المبتدئ "ورحمة الله" استحب أن يزاد "وبركاته" فلو زاد "وبركاته" فهل تشرع الزيادة فی الرد؟ و كذا لو زاد المبتدئ على وبركاته، هل يشرع له ذلک؟ أخرج مالک فی المؤطأ عن ابن عباس رضی الله تعالىٰ عنهما قال: انتهى السلام إلى البركة.

وأخرج البيهقی فی الشعب من طريق عبد الله بن بابيه قال: جاء رجل إلى ابن عمر رضی الله تعالىٰ عنهما فقال : السلام عليكم و رحمة الله و بركاته و مغفرته، فقال: حسبک إلى "وبركاته". انتهى إلى وبركاته. ومن طريق زهرة بن معبد قال: قال عمر رضی الله تعالىٰ عنه: انتهى السلام إلى وبركاته. ورجاله ثقات. وجاء عن ابن عمر رضی الله تعالىٰ عنهما الجواز، فأخرج مالک أيضاً فی المؤطأ عنه، أنه زاد فی الجواب: "والغاديات والرائحات".

وأخرج البخاری فی الأدب المفرد، من طريق عمرو بن شعيب عن سالم مولى ابن عمر رضی الله تعالىٰ عنهما قال: وكان ابن عمر رضی الله تعالىٰ عنهما يزيد إذا رد السلام، فأتيته مرةً فقلت : السلام عليكم، فقال : السلام عليكم ورحمة الله. ثم أتيته فزدت و بركاته، فرد وزاد: وطيب صلواته. ومن طريق زيد بن ثابت رضی الله تعالىٰ عنه أنّه كتب إلى معاوية رضی الله تعالىٰ عنه: السلام عليكم -يا أمير المؤمنين!- و رحمة الله و بركاته و مغفرته و طيب صلوته.

ونقل ابن دقيق العيد عن أبی الوليد بن رشد أنه يؤخذ من قوله تعالىٰ: ﴿فحيوا بأحسن منها﴾ الجواز فی الزيادة على البركة إذا انتهى إليها المبتدئ. أخرج أبوداؤد والترمذی والنسائی بسند قوی =

Maktaba Tul Ishaat.com

سلام میں ہاتھ کا اشارہ

سوال[۹۱۲۸]: کسی کو"السلام علیکم" کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

سلام کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کی بھی گنجائش ہے اگرچہ ضرورت نہیں(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ۔

بحالتِ اذان سلام کا حکم

سوال[۹۱۲۹]: اذان ہوتے وقت اگر کوئی سلام کرے تو جوابِ سلام دینا چاہیے یا نہیں، ایسے وقت سلام کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اذان کے وقت سلام کا جواب دینا واجب نہیں، کیونکہ جوابِ اذان ذکر ہے اور ذکر و دعاء و تسبیح وغیرہ کی حالت میں اگر سلام کیا جائے تو اس کا جواب واجب نہیں ہوتا:

"وفی شرح الشرعة: صرح الفقهاء بعدم وجوب الردّ فی بعض المواضع: القاضی إذا سلم علیه الخصمان، والأستاد الفقیه إذا سلم علیه تلمیذه أو غیره أوَانَ الدرس، وسلام السائل والمشتغل بقرأة القرآن، والدعاء حال شغله، والجالسین فی المسجد لتسبیح أو قرأة أو ذکر حال التذکیر"(۲)۔

---

(۱)(تقدم تخریجه تحت عنوان: "سلام میں ہاتھ کا اشارہ")

(۲)(ردالمحتار: ۱/۶۱۸، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة، ومایکره فیها، مطلب: المواضع التی لا یجب فیها رد السلام، سعید)

"ویکره السلام عند قرأة القرآن جهراً، وکذا عند مذاکرة العلم، وعند الأذان والإقامة. والصحیح أنه لا یردّ فی هذه المواضع أیضاً، کذا فی الغیاثیة..... حکی عن الشیخ الإمام الجلیل أبی بکر محمد بن الفضل البخاری أنه کان یقول فیمن جلس للذکر أیّ ذکر کان، فدخل علیه داخل وسلم علیه: وسعه أن لا یردّ، کذا فی المحیط". (الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۲۵، ۳۲۶، کتاب الکراهیة، =

Maktaba Tul Ishaat.com

لیکن جوابِ اذان سے فارغ ہوکر سلام کا جواب دینا مناسب ہے، کما حققه الشیخ ابن عابدین فی ردالمحتار، ص: ٦٤٥(١)۔

اور جو شخص جوابِ اذان میں مشغول ہو، اس کو سلام کرنا مکروہ ہے(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ ربیع الأول/ ۵۵ھ۔

نماز پڑھنے اور وضو کرنے والوں کو سلام کرنا

سوال[۹۱۳۰]: ۱.....مسجد میں وضو سے پہلے یا بعد میں کچھ آدمی سنتیں نفلیں پڑھ رہے ہوں اور کوئی مسجد میں داخل ہو، یا اپنی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آئے، ایسی حالت میں اس کو سلام بلند آواز سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

= الباب السابع فی السلام، رشیدیه)

(وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ٦/٣٥٤، كتاب الكراهية، نوع في السلام، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق: ٢/ ٢٧١، باب ما يفسد الصلاة، إمداديه ملتان)

(وكذا في البحر الرائق: ٢/ ١٦، باب ما يفسد الصلاة، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق: ١/ ٣٩٥، باب ما يفسد الصلاة، دارالكتب العلمية بيروت)

(١) "فإنه يمكن أن يجيب، ثم يرد السلام". (ردالمحتار: ١/ ٣٩٩، كتاب الصلوة، باب الأذان، مطلب في تكرار كراهة الجماعة، سعيد)

"إذا لم يرد السلام في الحال، هل يرد بعد الفراغ من الخطبة؟ على قول محمد رحمه الله تعالىٰ يردّ". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ٥/ ٣٢٦، الباب السابع في السلام، رشيديه)

(٢) "لعله إنما يجب رد السلام وإن قلنا: إنه لا ينال الإجابة، أو قلنا بعدم وجوبها؛ لأن السلام عليه في هذه الحالة غير مشروع كالسلام على القارئ والمؤذن، فلذا لم يجب رده، كما قدمناه". (ردالمحتار: ١/ ٤٠٠، كتاب الصلوة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲..... وضو خانہ مسجد سے ملحق ہے، کچھ آدمی وضو کر رہے ہیں، سو ایسی حالت میں نو وارد وضو کرنے والوں کو سلام کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....نماز پڑھنے والوں کو اگر سلام کرے تو ناجائز ہے(۱)، اسی طرح جو شخص دعاء، تسبیح، ذکر وغیرہ میں مشغول ہے اسے سلام کرنا بھی منع ہے(۲)۔ ہاں! کوئی شخص فارغ ہو تو اس کو سلام کرنا درست ہے، مسجد میں بھی اور باہر بھی۔

۲..... وضو کرنے والے کو سلام کرنا درست ہے جب کہ وہ دعاء نہ پڑھ رہا ہو(۳) ورنہ

---

(۱) (سیأتی تخریجه تحت عنوان "نمازی کو سلام"۔)

(۲) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ:

"سلامک مکروه علی من ستسمع ومن بعد ما أبدی یسن ویشرع

مصل وتال ذاکر ومحدث خطیب ومن یصغی إلیهم ویسمع

قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: ذاکر) فسره بعضهم بالواعظ؛ لأنه یذکر الله تعالىٰ، ویذکر الناس به، والظاهر أنه أعم، فیکره السلام علی مشتغل بذکر الله تعالىٰ بأی وجه کان، رحمتی". (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب المواضع التی یکره فیها السلام: ۱/۶۱۱، سعید)

(۳) وضو کے دوران بعض غیر منقول دعائیں فقہائے کرام نے ذکر کی ہیں، لیکن دورانِ وضوء بعض دعائیں منقول بھی ہیں:

"عن عقبة بن عامر رضی الله تعالىٰ عنه، قال: کنا مع رسول الله صلی الله تعالىٰ علیه وعلی آله وسلم خدام ..... فأدرکت رسول الله صلی الله تعالىٰ علیه وسلم یخطب الناس، فسمعته یقول: "مامنکم من أحد یتوضأ، فیحسن الوضوء، ثم یقوم، فیرکع رکعتین یقبل علیهما بقلبه ووجهه إلا فقد أوجب". فقلت: بخ بخ ما أجود هذه! فقال رجل بین یدی التی قبلها: یاعقبة أجود منها، فنظرت، فإذا هو عمر بن الخطاب رضی الله تعالىٰ عنه، قلت: ماهی یاأبا حفص!؟ قال: إنه قال آنفاً قبل أن تجیئی: "مامنکم من أحد یتوضأ، فیحسن الوضوء، ثم یقول حین یفرغ من وضوء ه: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشریک له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، إلا فتحت له أبواب الجنة الثمانیة یدخل من أیها شاء". (سنن أبی داؤد، کتاب الطهارة، باب مایقول الرجل إذا توضاء: ۱/۲۵، مکتبه إمدادیه ملتان)

"وعن عمر بن الخطاب رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالىٰ علیه وسلم:

Maktaba Tul Ishaat.com

مکروہ ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۳/۵۵ھ۔

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۱۸/ ربیع الاول/ ۵۵ھ۔

نمازی کوسلام

سوال[۹۱۳۱]: اگرکوئی شخص نماز میں ہواور آنے والا اسے سلام کرے تو اس کو زبان یا اشارہ سے جواب دینا ضروری ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جب کوئی شخص نماز میں مشغول ہواس کوسلام نہ کیا جائے کہ یہ مکروہ ہے(۲)،اگرکسی نے ناواقفیت سے

= "من توضأ فأحسن الوضوء، ثم قال: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريک له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين، فتحت له ثمانية أبواب من الجنة من أيها شاء". (الجامع الترمذی، کتاب الطهارة، باب مایقال بعد الوضوء: ۱/۱۸، سعید)

"وعن البراء بن عازب رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "مامن عبد يقول حين يتوضأ: بسم الله، ثم يقول بكل عضو: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريک له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، ثم يقول حين يفرغ: اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين، إلا فتحت له ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء ..... الخ". (ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب فی مباحث الاستعانة فی الوضوء بالغیر: ۱/۱۲۷، سعید)

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالیٰ:

"سلامک مکروه علی من ستسمع ومن بعد ماأبدی یسن ویشرع

مصل وتال ذاکر ومحدث خطیب ومن یصغی إلیهم ویسمع

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: ذاكر) فسره بعضهم بالواعظ؛ لأنه يذكر الله تعالیٰ، ويذكر الناس به، والظاهر أنه أعم، فيكره السلام على مشتغل بذكر الله تعالیٰ بأی وجه كان، رحمتی". (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب المواضع التی یکره فیها السلام: ۱/۶۱۶، سعید)

(۲) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالیٰ: ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

سلام کرلیا تو وہ جواب نہ دے، نہ زبان سے نہ اشارہ سے(۱)، شامی میں اس کی تصریح موجود ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۶/۹۱ھ۔

= "سلامک مکروہ علی من ستسمع و من بعد ما أبدی یسن و یشرع
مصل و تال ذاکر و محدث خطیب و من یصغی إلیهم و یسمع".

قال ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: سلامک مکروه) ظاهره التحریم، وسیجیء التصریح بالإثم فی بعضها. (قوله: ومن بعد ما أبدی، الخ) فعل مضارع رباعی: أی أظهر، والمعنی: وغیر الذی أذکره هنا یسن، و لا یناقضه قوله والزیادة تنفع؛ لأنه من کلام صاحب النهر، کما ستعرفه، فافهم". (ردالمحتار: ۱/۶۱۲، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب: المواضع التی یکره فیها السلام، سعید)

(۱) "عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: کنا نسلّم علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهو فی الصلاة قبل أن نأتی أرض الحبشة، فیرد علینا، فلما رجعنا من أرض الحبشة، أتیته فوجدته یصلی، فسلمت علیه، فلم یردّ علیّ حتی إذا قضی صلوته، قال: "إن الله یحدث من أمره ما یشاء، وإن مما أحدث أن لا تتکلموا فی الصلاة". فرد علیّ السلام، وقال: "إنما الصلاة لقرأة القرآن و ذکر الله، فإذا کنت فیها فلیکن ذلک شانک". رواه أبو داؤد". (مشکوة المصابیح، ص: ۹۱، کتاب الصلوة، باب ما لا یجوز من العمل فی الصلاة ومالا یباح، الفصل الثانی، قدیمی)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام وتشمیت العاطس: ۵/۳۲۶، رشیدیه)

(وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، نوع فی السلام: ۶/۳۵۴، رشیدیه)

(۲) قال العلامة الحصکفی رحمه الله تعالیٰ: "و ردالسلام -ولو سهواً- بلسانه لا بیده، بل یکره علی المعتمد". (الدرالمختار). قال الشامی رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: لا بیده): أی لا یفسدها رد السلام بیده، خلافاً لمن عزا إلی أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ أنه مفسد، فإنه لم یُعرف نقله من أحد من أهل المذهب، وإنما یذکرون عدم الفساد بلا حکایة خلاف، بل صریح کلام الطحاوی أنه قول أئمتنا الثلاثة، وکأن هذا القائل فهم من قولهم: (ولا یرد بالإشارة) أنه مفسد، کذا فی الحلیة لابن أمیر حاج =

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

سوال[۹۱۳۲]: مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا چاہئے یا نہیں، جب کہ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہوتے ہیں، کچھ وظائف میں، کچھ خاموش بیٹھے ہوتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ایسی حالت میں ان کو سلام کرنا مستحب نہیں (۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

= الحلبی. واستدرک فی البحر علی قوله: (فإنه لم یعرف، الخ) بأن نقله صاحب المجمع وهو من أهل المذهب المتأخرین.

ومع هذا فالحق أن الفساد لیس بثابت فی المذهب، وإنما استنبطه بعض المشایخ مما فی الظهیریة و غیرها من أنه لو صافح بنیة التسلیم فسدت، فقال : فعلی هذا تفسد أیضاً إذا ردّ بالإشارة. ویدل لعدم الفساد أنه علیه السلام فعله، کما رواه أبوداؤد، وصححه الترمذی. وصرح فی المنیة بأنه مکروه: أی تنزیهاً، وفعله علیه السلام لتعلیم الجواز، فلا یوصف فعله بالکراهة، کما حققه فی الحلیة، اهـ". (ردالمحتار: ۱/۶۱۲، کتاب الصلوة، مطلب: الفرق بین السهو والنسیان، سعید)

وقال الرافعی رحمه الله تعالیٰ : "(قوله: کما حققه فی الحلیة) لکن قال الزیلعی: ولا یرد بالإشارة؛ لأنه علیه السلام لم یرد بها علی ابن مسعود ولا جابر رضی الله تعالیٰ عنهما. وما روی من قول صهیب: "سلمت علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهو یصلی فرد بالإشارة" یحتمل أنه کان نهیاً عن السلام، أو کان حالة التشهد وهو یشیر، فظنه رداً، اهـ".

وقال المقدسی بعد ذکر حاصل ما فی شرح المنیة: أقول: ما ذکره الشارح یرد هذا؛ لأن الرد مشترک یراد به عدم القبول، و لعله المراد من فعلهٖ علیه السلام، فکأنه یرد علیهم سلامهم ویعلمهم أنه فی الصلاة، ویراد به المکافأة، ولیس بمراد. وبهذا التوفیق یستغنی عن التطویل والتعسف وجعله مکروهاً تنزیهاً لوقوعه من النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم". (تقریرات الرافعی علی ردالمحتار: ۱۱۸، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها، سعید)

(۱) (سیاتی تخریجه تحت عنوان "نمازیوں، ذاکرین، منتظرین نماز اور خاموش لوگوں کو آتے وقت سلام کرنا"، فلیراجع ، ص: رقم الحاشیة: ۱)

Maktaba Tul Ishaat.com

خالی مسجد میں سلام کرنے کا حکم

سوال[۹۱۲۳]: ۱.....اگر مسجد میں کوئی نہ ہوتو اس صورت میں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یا نکلتے ہوئے سلام کرنا کیسا ہے؟

نمازیوں، ذاکرین، منتظرینِ نماز اور خاموش لوگوں کو آتے وقت سلام کرنا

سوال[۹۱۲۴]: ۲.....بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مسجد کے کل حاضرین نماز میں مشغول ہیں اور آنے والا سلام کرتا ہے، یا کچھ لوگ نماز میں کچھ وضو میں اور کچھ نماز کے انتظار میں، اس صورت میں داخل ہونے والا سلام کرتا ہے۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

۳.....یہی صورت نکلنے کے وقت ہوتی ہے کہ جانے والا سلام کر کے چلا جاتا ہے، حالانکہ لوگ اپنی سنتوں میں مشغول ہوتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا صورتوں میں سلام کرنے والا اس قدر بلند آواز سے سلام کرتا ہے کہ حاضرین میں سے ہر شخص بہ آسانی سن لیتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....یہ طریقہ ٹھیک ہے، اس طرح کہنا چاہیے "السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین" مگر یہ داخل ہوتے وقت تو ثابت ہے(۱) نکلتے وقت کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔

---

(۱) "ولو دخل و لم یر أحداً، یقول: "السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین". (الدر المختار).

قال الشامی رحمه اللّٰه تعالیٰ: "(قوله: وعلی عباد اللّٰه الصالحین) فیکون مسلّماً علی الملائکة الذین معه، وصالحی الجن والحاضرین وغیرهم، وقالوا: إن الجن مکلفون بما کلّفنا به. ومقتضاه أنه یجب علیهم الرد، ولایخرجون عنه إلا بالإسماع، و لم أرحکمه، وقد یقال: إنهم أمِروا بالاستتار عن أعین الإنس؛ لعدم الأنس والمجانسة، ورده ظاهراً من قبیل الإعلان، فتدبر". (ردالمحتار: ۴۱۶/۶، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، سعید)

(وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: ۲۰۷/۴، کتاب الحظر والإباحة، دارالمعرفة بیروت)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۳۲۵/۵، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام، رشیدیه) =

Maktaba Tul Ishaat.com

۲..... یہ مکروہ ہے، ردالمحتار میں یہ مسئلہ موجود ہے(۱)۔

۳..... یہ بھی مکروہ ہے، کذا فی رد المحتار (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۶/۹۱ھ۔

= (وكذا في أحكام القرآن للجصاص: ۳/۴۸۹، قديمي)

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ:

"سلامک مکروه علی من ستسمع ومن بعد ما أبدی یسن و یشرع

ومصل و تال ذاکر محدث خطیب و من یصغی إلیهم و یسمع".

(الدرالمختار).

قال الشامي رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: سلامک مکروه) ظاهره التحریم، و سیجیء التصریح بالإثم في بعضها. (قوله: و من بعد ما أبدی، الخ) فعل مضارع رباعي: أی أظهر من کلام صاحب النهر کما ستعرفه، فافهم. (قوله: ذاکر) فسره بعضهم بالواعظ؛ لأنه یذکّر الله تعالىٰ و یذکّر الناس به، والظاهر أنه أعمّ فیکره السلام علی مشتغل بذکر الله تعالىٰ بأیّ وجه کان، رحمتي". (ردالمحتار: ۱/۶۱۲، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، سعید)

"السلام تحیة الزائرین، والذین جلسوا في المسجد للقرأة والتسبیح أو لانتظار الصلاة، ما جلسوا فیه لدخول الزائرین علیهم، فلیس هذا أوَانُ السلام، فلا یسلّم علیهم، ولهذا قالوا: لوسلم علیهم الداخل، وسِعَهم أن لا یجیبوه، کذا في القنیة ..... ولا یسلم عند الخطبة یوم الجمعة والعیدین واشتغالهم بالصلاة، لیس فیهم أحد إلا یصلي، کذا في الخلاصة". (الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۲۵، ۳۲۶، کتاب الکراهیة، الباب السابع في السلام، رشیدیه)

(وکذا في البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة: ۶/۳۵۴، کتاب الکراهیة، نوع في السلام، رشیدیه)

واضح رہے کہ کراہت کا حکم اس وقت ہے جب سارے لوگ نماز میں مشغول ہوں، اگر کچھ نماز میں مشغول ہوں اور کچھ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوں تو سلام کرے یا نہ کرے، دونوں کا اختیار ہے:

"وإن دخل مسجداً وبعض القوم في الصلاة وبعضهم لم یکونوا فیها، یسلم، وإن لم یسلم، لم یکن تارکاً للسنة، اهـ". (ردالمحتار: ۶/۴۱۳، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، سعید)

(۲) (مر آنفاً في الحاشیة المتقدمة)

Maktaba Tul Ishaat.com

کھانا کھانے والے کوسلام کرنا

سوال[۹۱۳۵]: قرآن مجید پڑھنے والے کوسلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، یا کھانا کھانے والے کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے کوسلام کرنا مکروہ ہے اور ایسے سلام کا جواب دینا بھی واجب نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/۸/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۷/شعبان/۵۸ھ۔

ڈھیلے سے استنجا سکھاتے وقت سلام کا جواب

سوال[۹۱۳۶]: ڈھیلے سے استنجا خشک کرتے وقت اگر کسی نے سلام کیا تو جواب دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جوشخص پیشاب کے بعد ڈھیلہ سے استنجا خشک کررہا ہے اس کو اگر کوئی شخص سلام کرے تو جواب دینے

---

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ:

"ودع آكلاً إلا إذا كنتَ جائعاً و تعلم منه أنه ليس يمنع".

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "يكره السلام على العاجز عن الجواب حقيقةً كالمشغول بالأكل أو الاستفراغ، أو شرعاً كالمشغول بالصلاة وقرأة القرآن، ولو سلم لايستحق الجواب، اهـ".

(الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۶۱۷، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، مطلب: المواضع التي يكره فيها السلام، سعيد)

"(قولهم: كآكل) ظاهره أن ذلك مخصوص بحال وضع اللقمة في الفم والمضغ، و أما قبلُ وبعدُ، فلا يكره، لعدم العجز، وبه صرح الشافعية". (ردالمحتار: ۶/۴۱۵، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کے متعلق معارف السنن میں دوقول نقل کئے ہیں، ایک میں اجازت ہے دوسرے میں ممانعت(۱)۔تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جس وقت قطرہ آرہا ہے اس وقت جواب نہ دے اور جب محض احتیاط کے لئے ڈھیلا رکھا ہے تو جواب دے دے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

استنجا سکھاتے ہوئے سلام کا جواب

سوال[۹۱۲۷]: ۱.....زید پیشاب کے بعد یا قضائے حاجت کے بعد ڈھیلا سکھا رہا تھا، اس حالت میں عمر نے اس کو سلام کیا۔تو زید سلام کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں؟

۲.....حدیث شریف میں جو حالتِ استنجا میں سلام اور بات چیت کی جو ممانعت ہے، اس سے کون سی حالت اور کون سا وقت مراد ہے؟

۳.....عمر کہتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ میں کلوخ سکھاتے وقت سلام کا جواب دینے کو جائز قرار دیا ہے۔کیا عمر کا کہنا صحیح ہے؟

---

(۱) "وأما السلام على من يستنجي من البول بالحجر أو المدر، قاعداً أو قائماً –كما تعورف اليوم في بلادنا– فلم يثبت فيه من القدماء شئ، وكان الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي رحمه الله يقول برد السلام عند ذلك، وكان الشيخ محمد مظهر النانوتوي–مؤسس المعهد العربي "مظاهر علوم"– بسهارنفور يقول بترك الرد". (معارف السنن، باب في كراهية ردالسلام غير متوضئ: ۱/۱۷ ۳، سعيد)

(۲) **سوال**: استنجا کرتے وقت سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: فقہاء نے پیشاب کرتے وقت سلام کرنے کو مکروہ لکھا ہے، استنجا کرتے وقت اگر تقاطر بول یعنی پیشاب کے قطرے گرتے ہوں تو اس حکم کی رو سے اس وقت بھی سلام مکروہ ہے اور اگر تقاطر بول نہ ہو تو پھر بھی بے ادبی سے خالی نہیں، اس لئے ایسے مواقع پر سلام کرنے سے اجتناب کیا جائے، اور اگر سلام کرے تو استنجا کے بعد جواب دے دے، کیونکہ سلام کے جواب میں تاخیر جائز ہے"۔(إمداد الفتاوىٰ، كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، استنجاء كے وقت سلام كا حكم: ۲/۱ ۵۹، مكتبه دارالعلوم كراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....اگراس کوقطرہ نہیں آرہا ہے محض احتیاطاً سکھا رہا ہے تو جواب دے دے، ورنہ نہیں (۱)۔

۲.....جب کہ قضائے حاجت میں مشغول ہو(۲)۔

۳.....فتاویٰ رشیدیہ کا حاصل جوابات کی شق اول مراد ہے یعنی جب کہ محض احتیاطاً سکھا رہا ہو:

"سلامك مكروه ..... ومن هو في حال التغوط أشنع، اه". درمختار۔ قال الشامي: "مراده مايعم البول، اه". ردالمحتار: ۱/۱۵ ٤(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۴/۹۰ھ۔

---

(۱) (راجع، ص: ۸۲، رقم الحاشية: ۱)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً جائز لکھا ہے:

سوال: "استبراء کرتے وقت سلام کا جواب دینا یا خود سلام کرنا چاہیے یا نہیں، حدیث شریف میں تو "إذا البول" کا لفظ آیا ہے پھر لوگ استنجا کرتے وقت سلام کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ یہ ان کی غلط فہمی ہے یا کچھ اصل بھی ہے؟ علاوہ بریں حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ حائضہ بھی سلام کرتیں اور سلام کا جواب دیتی تھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقاطر مانع تحیت نہیں؟

جواب: في الدر المختار، أول باب مفسدات الصلوة: "سلامک مکروه علی من ستسمع ..... فهذا ختام والزيادة تنفع". ان ابیات میں مواضعِ کراہیتِ سلام کو شمار کیا ہے، مگر اس میں یہ حالت معدود نہیں، اور تامل سے اور بھی کوئی دلیل منع کی نہیں معلوم ہوتی، پس ظاہر اًیہ بلا سند محض رسم پڑ گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم وعلمه أتم". (إمداد الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة، احکام سلام وتعظیم اکابر، استنجاء کے وقت سلام: ۴/۹، مکتبه دارالعلوم کراچی)

(۲) "ردالسلام واجب، إلا على من في الصلوة ..... أو في قضاء حاجة الإنسان". (ردالمحتار، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها: ۱/۶۱۸، سعيد)

(۳) (الدرالمختار: ۱/۶۱۷، سعيد)

"ولايسلم على الذي يتغني، والذي يبول، والذي يطير الحمام..... رجل سلم على من كان في الخلاء يتغوط ويبول، لاينبغي له أن يسلم عليه في هذه الحالة، فإن سلم عليه، قال أبوحنيفة رحمه الله تعالىٰ: يرد عليه السلام بقلبه لابلسانه، وقال أبويوسف رحمه الله تعالىٰ: لايرد عليه لابالقلب ولا باللسان ولا بعد الفراغ أيضاً. وقال محمد رحمه الله: يردّ عليه السلام بعد الفراغ من الحاجة". =

Maktaba Tul Ishaat.com

گھٹنے کھولے ہوئے کوسلام

سوال[۹۱۳۸]: ایک آدمی گھٹنے کھولے بیٹھا ہے، دوسرااس کے پاس آتا ہے، آنے والا بیٹھے ہوئے کوسلام کرے یانہ کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

حنفیہ کے نزدیک گھٹنا عورت ہے اور کاشفِ عورت کوسلام کرنا مکروہ لکھا ہے:"ودع کافراً أیضاً ومکشوف عورة، ومن هو فی حال التغوط أشنع، اهـ". درمختار: ۱/۶۴۵(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ پر پڑھی ہوئی آیت پر سجدۂ تلاوت اور سلام کا جواب

سوال[۹۱۳۹]: ٹیپ ریکارڈ یا ریڈیو میں اگر سجدۂ تلاوت کی آیت سنی جائے تو کیا سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟ نیز مذکورہ صورتوں میں اگر سلام علیک سنا جائے تو جواب دینا بھی واجب ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اگر قاری یا متکلم کی قرأت وآواز کوکسی آلہ میں محفوظ کرلیا گیا تو اس میں آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہوگا، ٹیپ ریکارڈ کا بھی یہی حکم ہے، اس کے سلام کا جواب بھی ضروری نہیں۔ ریڈیو میں تقاضۂ احتیاط یہ ہے کہ آیتِ سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کیا جائے، اوراس کے سلام کا جواب بھی دیا جائے بشرطیکہ اصل

= (الفتاویٰ العالمکیریة، الباب السابع فی السلام: ۵/۳۲۶، رشیدیه)

(۱) (الدرالمختار، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها: ۱/۶۱۷، سعید)

قال الشامی رحمه الله تعالیٰ العبارة المذکورة: "(قوله: ومکشوف عورة) ظاهره و لو الکشف لضرورة". (ردالمحتار: ۱/۶۱۷، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة، ومایکره فیها، مطلب: المواضع التی یکره السلام، سعید)

(وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة: ۶/۳۵۵، کتاب الکراهیة، نوع فی السلام، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

آواز سے سنائی دے رہی ہو، کوئی ریکارڈ نہ ہو(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۵/۸۹ھ۔

سلامِ غائب کا جواب

سوال[۹۱۴۰]: اگر کوئی شخص کسی کا سلام پیش کرے تو جواب کس طرح دینا چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

علیه و علیکم السلام(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱)''ظاہر ہے کہ یہ آلہ حال ہی میں ایجاد ہوا ہے، اس کا حکم صریح الفاظ میں کتب فقہ یا نصوص کتاب وسنت میں نہیں ہوسکتا، قواعد واصول اور امثال ونظائر ہی سے اس کا حکم دریافت کیا جاسکتا ہے۔فقہائے کرام کے کلام میں اس کی ایک نظیر یہ مذکور ہے کہ صوت صدی یعنی آواز بازگشت جو کسی گنبد یا کنوئیں میں سنی جاتی ہے، یہ آواز چونکہ متکلم کی اصلی آواز نہیں، بلکہ اس کا عکس ہے، جو ایک غیر جاندار، غیر ذی شعور چیز کے ذریعہ انسان تک پہنچا ہے، اس لئے فقہاء نے اس کو تلاوت قرار نہیں دیا اور وجوب سجدہ کے لئے تلاوتِ صحیحہ شرط ہے، اس لئے بازگشت کے ذریعہ آیت سجدہ سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب نہیں''۔(آلات جدیدہ کے شرعی احکام، باب ریڈیو پر تلاوت قرآن، عنوان:''ریڈیو پر آیتِ سجدہ کی تلاوت، ص:۱۶۴، إدارۃ المعارف کراچی)

(۲) "وعن غالب رحمه الله تعالیٰ قال: إنا لجلوس بباب الحسن البصری رحمه الله تعالیٰ إذ جاء رجل فقال: حدثنی أبی عن جدی، قال: بعثنی أبی إلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقال: ائته فاقرأه السلام، قال: فأتیته فقلت: أبی یقرئک السلام، فقال: "علیک وعلی أبیک السلام". رواه أبو داؤد". (مشکوة المصابیح، ص: ۳۹۹، کتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثانی، قدیمی)

"وفی الحصن: وإذا بلغ سلاماً، فلیقل: وعلیه السلام و رحمة الله وبرکاته". رواه الجماعة عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها مرفوعاً. أو "وعلیک وعلیه السلام". رواه النسائی عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً". (مرقاة المفاتیح: ۴۳۶/۸، کتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثانی، رشیدیه)

"أن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوماً: "یاعائشة! هذا جبرئیل یقرئک السلام". فقلت: وعلیه السلام و رحمة الله وبرکاته، تری مالا أری". تریدرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم". (صحیح البخاری: ۵۳۲/۱، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضی الله تعالیٰ عنها، قدیمی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی کوسلام کرنا یا لکھنا

سوال[۹۱۴۱]: زید نے اپنی بیوی کو"سلام علیکم"کیا، یا خط لکھا، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

بیوی کوسلام کرنا اور خط میں لکھنا بالکل درست ہے، کوئی شبہ نہ کریں، بلکہ شوہر جب مکان میں آوے تو وہ خود سلام کرے، اس کا انتظار نہ کرے کہ بیوی سلام کرے گی تو جواب دوں گا(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۱۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱۱/۸۸ھ۔

= قال الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "و لو قال لآخر: اقرأ فلاناً السلام، يجب عليه ذلك". (الدرالمختار). وقال الشامي رحمه الله تعالىٰ: "وقال أيضاً: ويستحب أن يرد على المبلّغ أيضاً، فيقول: وعليك وعليه السلام، اهـ. ومثله في شرح تحفة القِران للمصنف. وزاد: وعن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: يجب، اهـ. لكن قال في التاتارخانيه: ذكر محمد حديثاً يدلّ على أن من بلغ إنساناً سلاماً عن غائب، كان عليه أن يرد الجواب على المبلّغ أولاً، ثم على ذلك الغائب، اهـ. وظاهره الوجوب، تأمل". (ردالمحتار: ۴۱۵/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

(وكذا في الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۱۹۴/۵، دارالكتب العلمية بيروت)

(۱) لقوله تعالىٰ: ﴿فإذا دخلتم بيوتاً فسلّموا﴾ الاية (سورة النور: ۶۱)

"وقال الزهري: إذا دخلت بيتك، فسلم على أهلك، فهم أحق مَن سلّمت عليه". (أحكام القرآن للجصاص: ۴۸۹/۳، قديمي)

"وعن قتادة قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم "إذا دخلتم بيتاً، فسلموا على أهله".

"وعن أنس رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "يا بُنيّ! إذا دخلت على أهلك، فسلم، يكون بركةً عليك وعلى أهل بيتك". رواه الترمذي.

"وعن جرير رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مرّ على نسوة، فسلم عليهن. رواه أحمد". (مشكوة المصابيح: ۳۹۹، كتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثاني، قديمي)

"الرجل مع المرأة إذا التقيا، سلم الرجل أولاً، كذا في فتاوى قاضي خان". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۵/۵، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

امرد کا کسی کو سلام کرنا

سوال[۹۱۴۲]: ۱.....امرد ہر ایک سے سلام کرسکتا ہے یا نہیں؟

امرد کے سلام کا جواب بحالتِ شہوت

سوال[۹۱۴۳]: ۲.....امرد کے سلام کا جواب دینا بحالتِ شہوت کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....کرسکتا ہے، اگر فتنہ نہ ہو(۱)۔

۲.....ایسی حالت میں اس کا جواب نہ دے، فعلِ بد تو آخری درجہ ہے، بسا اوقات نظر اس کا سبب بن جاتی ہے۔ نیت اگر دیکھنے ہی تک محدود رہے، یعنی اس کی شہوت دیکھنے سے ہی پوری ہوجاتی ہے تو یہ بھی درست نہیں، بلکہ بعض اربابِ تحقیق نے ایسی نظر کو اشد وافحش قرار دیا ہے، کیونکہ جتنا مقصود تھا وہ حاصل ہوگیا(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴۴/۵/۹۰ھ۔

دو شخص یکدم سلام کریں تو جواب کس پر ہے؟

سوال[۹۱۴۴]: بسا اوقات دو مسلمانوں کی ملاقات ہوتی ہے اور دونوں بیک وقت "السلام

= (وكذا في فتاوى قاضي خان: ۴۲۳/۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في التسبيح والتسليم، رشيديه)

(۱) قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ:

"ردالسلام واجب إلا على من في الصلوة أو ياكل شغلا
أو سلّم الطفل أو السكران أو شابة يخشى بها افتتان"

(ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب المواضع التي لايجب فيها ردالسلام: ۶۱۸/۱، سعيد)

(۲) "وإن كان صبيحاً، فحكمه حكم النساء، وهو عورة من قرنه إلى قدمه، لايحل النظر إليه عن شهوة ..... وفيه إشارة إلى أنه لوعلم منه الشهوة أو ظن أو شك حرم النظر، كما في المحيط وغيره، اهـ".

(ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ۴۶۵/۶، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

علیکم" کہہ دیتے ہیں تو اس صورت میں جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"إذا التقيا فأفضلهما أسبقهما، فإن سلّما معاً، يرد كل واحد". عالمگیری(۱) اس سے معلوم ہوا کہ دونوں جواب دیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱/۲۹ھ۔

نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا

سوال[۹۱۴۵]: نئے چاند کو دیکھ کر اگر سلام کرے تو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا ثابت نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۳/۲۵ھ۔

آداب عرض وغیرہ

سوال[۹۱۴۶]: "آداب عرض ہے" اور اسی جیسے دوسرے لفظوں سے مصلحۃً مثلاً کسی ڈاکٹر، لیڈر یا امیر سے اس کے گمان بدخلقی و بدتہذیبی سے بچنے کے لئے یا جان پہچان ہونے کی وجہ سے، یا ایسے ہی کسی اور وجہ سے غیر مسلم سے سلام کے بجائے ان لفظوں کو استعمال کرنا کیسا ہے؟

---

(۱) (الفتاویٰ العالمكيرية: ۲۲۵/۵، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار: ۴۱۶/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

حاصلِ جواب یہ ہے کہ دونوں سلام کرنے والوں پر ایک دوسرے کا جواب دینا لازم اور ضروری ہے۔

(۲) "عن بلال بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالىٰ عنه، أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان إذا رآى الهلال، قال: "اللهمّ! أهِلّه علينا بالأمن والإيمان والسلامة والإسلام ربيّ وربك الله تعالىٰ". (عمل اليوم والليلة، باب مايقول إذا رأى الهلال، ص: ۵۹۶، مكتبة الشيخ)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

گنجائش ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴۴/۵/۹۰ھ۔

ناراضگی کی وجہ سے ترکِ سلام کی مدت

سوال[۹۱۴۷]: زید اور عمر دونوں کا رہنا سہنا ایک ساتھ تھا، بعد میں کسی بناء پر دونوں لڑ گئے اور زید نے عمر سے یہ کہہ دیا کہ تیرا آج سے مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ تم میری کوئی چیز استعمال کرنا اور نہ میں تمہاری کوئی چیز استعمال کروں گا۔لیکن ناراضگی کو تین دن گذرنے ہی نہیں پائے تھے کہ عمر نے زید سے سلام کرلیا، مگر زید نے کوئی جواب نہیں دیا۔اب شرعاً گناہ کس پر ہے، کیا عمر زید سے سلام کرتا رہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

تعلق رکھنے میں اگر فتنہ ہو تو زیادہ میل جول نہ رکھا جائے، مگر سلام نہ ترک کیا جائے(۲)۔اگر ایک

---

(۱) "فمن تمكن من دفع الظلم عن نفسه، فذلك خيرله". (ردالمحتار، كتاب الزكوة، باب العشر، مطلب: هل يجب العشر على المزارعين في الأراضي السلطانية: ۳۳۶/۲، سعيد)

(۲) "عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لايحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال، يلتقيان، فيعرض هذا و يعرض هذا، و خيرُهما الذي يبدأ بالسلام". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، ص: ۴۲۷، كتاب الأدب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول، قديمي)

قال الملا على القاري رحمه الله تعالىٰ: "قال الخطابي: رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلته، ولا يجوز فوقها، إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله تعالىٰ، فيجوز فوق ذلك ..... وأجمع العلماء على أن من خاف مكالمة أحد وصِلَته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرةً في دنياه، يجوز له مجانبته وبُعده، ورب صرم جميل خيرٌ من مخالطةٍ تؤذيه..... اهـ.

والمعنى: أفضلهما في طريق الأخلاق و حسن المعاشرة "الذي يبدأ بالسلام": أي ثم الذي يرده. وفيه إيماء إلى أن مَن لم يردّه ليس فيه خيراً، أصلاً، فيجوز هجرانه بل يجب؛ لأنه بترك ردالسلام صار فاسقاً، وإنما يكون البادئ خيرهما الدلالة فعلها، على أنه أقرب إلى التواضع وأنسب إلى =

Maktaba Tul Ishaat.com

ان میں سے سلام کرتا ہے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا، دوسرا اگر جواب نہیں دے گا تو وہ ذمہ دار رہے گا (۱)، تاہم وہ اگر منع کر دے کہ مجھے سلام مت کرو، تمہارے سلام سے مجھے تکلیف ہوتی ہے تو پھر سلام نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۴/۱۵ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= الصفاء وحسن الخلق، وللإشعار بأنه معترف بالتقصير". (مرقاة المفاتيح: ۸/۷۵۹، باب ما ينهى عنه من التهاجر و التقاطع واتباع العورات، الفصل الأول، رشيديه)

(۱) "وعن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لايكون لمسلم أن يهجر مسلماً فوق ثلثة، فإذا لقيه سلّم عليه ثلاث مرات كل ذلك لا يرد عليه، فقد باء بإثمه". رواه أبو داؤد". (مشكوة المصابيح، ص: ۴۲۸، كتاب الأدب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، ..... اهـ، الفصل الثانى، قديمى)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فی سلام الکافر والفاسق وردّہ علیھما

(کافراور فاسق کے سلام اوراس کے جواب کا بیان)

کافر کا سلام

سوال[۹۱۴۸]: اگر مجھ سے ایک کافر کہے کہ تو عمر کو "نمستے" کہہ دینا(۱) یا "جے رام جی" کہہ دینا(۲) تو مجھے کیا کہنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آپ کو "سلام" کہنا چاہئے(۳)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ۔

غیر مسلم اور فاسق کو سلام

سوال[۹۱۴۹]: ا.....غیر مسلم کو سلام کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر ان کے مجمع سے گزر ہو تو ان کو سلام کیا جائے یا نہیں؟

---

(۱) "نمستے: بندگی، آداب، تسلیم"۔(فیروز اللغات، ص: ۱۳۷۹، فیروز سنز، لاھور)

(۲) "جے رام: عجم کے ایک باطل پیغمبر کا نام ہے"۔(لغات سعیدی، (المادہ: جی) ص: ۲۴۲، سعید)

"رام: فرمانبردار، محکوم، ہر شمسی مہینے کا اکیسواں دن"۔(لغات سعیدی، حرف الراء، ص: ۳۴۸، سعید)

(۳) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "إذا لقی أحدكم أخاه فليسلّم عليه".

"عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضی الله تعالیٰ عنه وعنهم أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "ليس منا من تشبه بغيرنا، لا تشبهوا باليهود ولا بالنصاری". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۹۹، باب السلام، الفصل الثانی، قديمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

''آداب، عرض، نمستے'' کا جواب کس طرح دیا جائے؟

سوال[۹۱۵۰]: ۲.....آداب عرض، نمستے (۱) وغیرہ جو کلمات ان کی طرف سے بطور سلام استعمال ہے ان کا جواب کیسے دیا جائے؟

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کفار کو سلام کے الفاظ

سوال[۹۱۵۱]: ۳.....جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کن کلمات سے کفار کو سلام کرتے اور کیسے جواب دیتے تھے؟

کفار کو ''السلام علیکم'' کے ساتھ سلام کا حکم

سوال[۹۱۵۲]: ۴.....کفار کو ''السلام علیکم'' کے ساتھ سلام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

فساق وفجار کو ابتدا بالسلام کا حکم

سوال[۹۱۵۳]: ۵.....فساق وفجار کا کیا حکم ہے، ان میں ابتدا بالسلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہ کیا جاوے تو بداخلاقی وتکبر ہے۔ اس سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....جو کلمات ان کے یہاں بطورِ سلام مستعمل ہوتے ہیں ان کو نہ ابتداءً کہے نہ جواباً، وقتِ ضرورت ان کو "السلام علی من اتبع الهدی" سے خطاب کرنا درست اور ثابت ہے (۲)۔ اگر وہ "السلام علیکم"

---

(۱) ''نمستے: بندگی، آداب، تسلیم''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۳۷۹، فیروز سنز، لاهور)

(۲) "أن عبدالله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما أخبره أن أبا سفیان بن حرب رضی الله تعالیٰ عنه أخبره أن هرقل أرسل إليه فی رکب من قریش ..... "بسم الله الرحمن الرحیم، من محمد عبد الله و رسوله إلی هرقل عظیم الروم: سلامٌ علی من اتبع الهدی". (صحیح البخاری: ۵/۱، باب بدء الوحی، قدیمی)

"إذا سلّم علی أهل الذمة، فلیقل: السلام علی من اتبع الهدی. وکذلک یکتب فی الکتاب إلیهم، اهـ. وفی التاتارخانیة: إذا کتبت إلی یهودی أو نصرانی فی حاجة، فاکتب: السلام علی من اتبع الهدی، اهـ". (ردالمحتار: ۴۱۲/۶، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

کہیں تو جواب میں "وعلیکم" کہہ دیا جاوے(۱)۔

۲.....اگر وہ اپنے کلمات "نمستے" وغیرہ کہیں تو جواب میں "هداك الله" اور "سلام" کہہ دیا جاوے، فقط "سلام" کہہ دینا بھی درست ہے(۲)۔

جب مجمع مخلوط ہو تو "السلام علیکم" کہنا چاہئے اور نیت ان کی ہو جو اس کے اہل ہیں، اگر خالص ان کا ہو تو "السلام علی من اتبع الهدی" کہے:

"أما التسليم على أهل الذمة، فقد اختلفوا فيه: قال بعضهم: لابأس بأن يسلم عليهم. وقال بعضهم: لايسلم عليهم. وهذا إذا لم يكن للمسلم حاجة إلى الذمي، وإذا كان له حاجة، فلابأس بالتسليم عليه. ولابأس برد السلام على أهل الذمة، ولكن لا يزاد على قوله: "وعليكم". قال الفقيه أبوالليث: إن مررت بقوم وفيهم كفار، فأنت بالخيار: إن شئت قلت: السلام عليكم، وتُريد به المسلمين، وإن شئت قلت: السلام على من اتبع الهدى، اهـ". فتاوى عالمگيری: ٤/٩٦(٣)۔

وفي البخاری، ص: ٢٢٤: "باب التسليم في مجلس فيه أخلاط من المسلمين

---

(۱) "عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إذا سلّم عليكم أهل الكتاب، فقولوا: وعليكم". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب الأدب، باب السلام، الفصل الأول، ص: ۳۹۸، قديمی)

"قال النووی: اتفقوا على الرد على أهل الكتاب إذا سلموا، لكن لا يقال لهم: "وعليكم السلام" يعني ولا "عليكم السلام" ولا "عليك السلام" بقرينة قوله: وأما إذا كان منفرداً فلا يأتي بصيغة الجمع؛ لإيهامه التعظيم، وإن كان المرء عليكم ما تستحقّونه من إرادة التعظيم". (مرقاة المفاتيح: ۸/۴۲۱، باب السلام، رشيديه)

(وكذا في شرح النووی على الصحيح لمسلم: ۲/۲۱۳، كتاب السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب، قديمی)

(۲) كما مر في الحاشية المتقدمة انفاً

(۳) (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۲۵، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

والمشرکین" وفیه: "فسلّم علیهم النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم". الحدیث(۱)۔

۵.....سلام "تحیہ" ہے جس سے اکرام وتعظیم کے ساتھ دعاء مقصود ہے، فاسق معلن احکامِ شرع کا اکرام نہیں کرتا جس کی وجہ سے وہ خود بھی مستحقِ اکرام نہیں ہے، اس لئے اس کو سلام کرنا مکروہ ہے: "ولا یسلم علی الفاسق المعلن، اهـ". رد المحتار: ۱/۴۱۴(۲)۔

لیکن بسا اوقات یہ ترکِ سلام بغض ودشمنی کا باعث بن جاتا ہے جس کی وجہ سے بہت سے احکام کی خلاف ورزی، بلکہ ہتک ہوتی ہے۔ نیز اس کے فسق کی وجہ سے اس کے ایمان سے صَرف نظر ہوکر اس کی بے توقیری بھی بعض دفعہ پیدا ہوجاتی ہے۔ ایسی حالت میں بحیثیتِ مومن اس کو سلام کیا جاوے تو اس سے تعلیماتِ اسلام کی اشاعت بھی ہوتی ہے، محبت اور اُلفت بھی پیدا ہوتی ہے جس کی بنا پر ایسے لوگ اسلام کے احکام کو سننے

---

(۱) العبارة بتمامها: "باب التسلیم فی مجلس فیه أخلاط من المسلمین والمشرکین ..... و فیه أن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم رکب حماراً علیه إکاف تحته قطیفة فدکیة، فأردف أسامة بن زید، وهو یعود سعد بن عبادة فی بنی الحارث بن خزرج، وذلک قبل وقعة بدر، حتی مر فی مجلس فیه أخلاط من المسلمین والمشرکین عبدة الأوثان والیهود، وفیهم عبد اللّٰه بن أبیّ بن سلول، وفی المجلس عبد اللّٰه بن رواحة. فلما غشیت المجلس عجاجةُ الدابة خمّر عبد اللّٰه بن أبیّ أنفه بردائه، ثم قال: لا تغبروا علینا، فسلم علیهم النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، ثم وقف فنزل فدعاهم إلی اللّٰه ..... اهـ". (صحیح البخاری: ۲/۹۲۴، کتاب الاستیذان، باب التسلیم فی مجلس فیه أخلاط من المسلمین والمشرکین، قدیمی)

(ومشکوة المصابیح: ۲/۳۹۸، کتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثانی، قدیمی)

"قال النووی إذا مر بمجلس فیه مسلم وکافر أن یسلم بلفظ التعمیم و یقصد به المسلم. قال ابن العربی: ومثله إذا مر بمجلس یجمع أهل السنة والبدعة، و بمجلس فیه عدول و ظلمة، وبمجلس فیه محب و مبغض. واستدل النووی علی ذلک بحدیث الباب". (فتح الباری: ۱۱/۴۷، باب التسلیم فی مجلس فیه أخلاط من المسلمین والمشرکین، قدیمی)

(وکذا فی شرح النووی علی الصحیح لمسلم: ۲/۲۱۴، قدیمی)

(۲) (ردالمحتار مع الدرالمختار: ۶/۴۱۲، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

کے لئے بھی آمادہ ہوتے ہیں، بغض اور دشمنی سے تحفظ رہتا ہے اور اپنی بڑائی بھی پیدا نہیں ہوتی (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۵/۹۰ھ۔

غیر مسلم کے سلام کا جواب

سوال[۹۱۵۴]: بستی کے بعض اہلِ ہنود بوقتِ ملاقات کہتے ہیں ''نمستے''۔ کسی کو ''رام رام'' کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیا جواب دینا چاہئے؟ حافظ شیرازی کے اس شعر کا کیا مطلب ہے:

حافظا گر وصل خواهی صلح کن با خاص و عام

با مسلمان الله، با برهمن رام رام

کیا حافظ شیرازی ''رام رام'' کا جواب ''رام رام'' سے دینے کی اجازت دیتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جواب میں ''هداك الله'' کہا جائے (۲)۔ یہ شعر حافظ شیرازی کا نہیں ہے، اللہ جانے کس کا ہے، یہ

---

(۱) ''و يسلم المسلم على أهل الذمة لو له حاجة إليه، وإلا كره، هو الصحيح''. (الدر المختار).

قال الشامي رحمه الله تعالىٰ: ''(قوله: لو له حاجة إليه): أي إلى الذمي المفهوم من المقام. قال في التاتارخانية: لأن النهي عن السلام لتوقيره، ولا توقير إذا كان السلام لحاجة''. (ردالمحتار: ۴۱۲/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

''وهذا إذا لم يكن للمسلم حاجة إلى الذمي، وإذا كان له حاجة، فلا بأس بالتسليم عليه. ولا بأس برد السلام على أهل الذمة، ولكن لا يراد على قوله: وعليكم''. (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۵/۵، الباب السابع في السلام، رشيديه)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۵/۶، كتاب الكراهية، نوع في السلام، رشيديه)

''واختلف في السلام على الفساق، في الأصح أنه لا يبدأ بالسلام. كذا في التمرتاشي. ولو كان له جيران سفهاء إن سالمهم يتركون الشر حياءً منه، وإن أظهر خشونة يزيدون الفواحش يعذر في هذه المسالمة ظاهراً، كذا في القنية في المتفرقات''. (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۶/۵، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، رشيديه)

(۲) ''ولو سلم يهودي أو نصراني أو مجوسي على مسلم، فلا بأس بالرد، ولكن لا يزيد على قوله =

Maktaba Tul Ishaat.com

کوئی دلیلِ شرعی نہیں جس سے "رام رام" کے جواب پر استدلال کیا جاسکتا ہو۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

غیر مسلم کے سلام کا جواب

سوال[۹۱۵۵]: کیا کسی ہندو کو "رام رام" کرنے یا لینے سے کفر عائد ہوجاتا ہے، یا "جے رام" کرنے سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اسلامی شعائر "السلام علیکم" ہے، غیر اسلامی شعار کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر اگر وہ غیر کا شعار ہو تو اس کو اختیار کرنا معصیت ہے، اگر مذہبی شعار ہو تو کفر تک نوبت پہنچ جانے کا خطرہ ہے، اس لئے جواب میں "هداك الله الإسلام" کہہ دیا جائے (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۳/۹۰ھ۔

= وعلیک، کما فی الخانیة". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۴۱۲/۶، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، سعید)

(۱) "وعنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم فهو منهم". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۳۷۵/۲، قدیمی)

"قال الطیبیؒ: هذا عام فی الخَلق والخُلق والشعار، ولمّا کان الشعار أظهر فی الشبه ذکر فی هذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غیر". (مرقاة المفاتیح: ۱۵۵/۸، کتاب اللباس، الفصل الثانی، حقانیه پشاور)

وقال العلامة المناوی رحمه الله تعالیٰ: "و قال بعضهم: قد یقع التشبه فی أمور قلبیة من الاعتقادات وإرادات و أمور خارجیة من أقوال و أفعال، قد تکون عبادات و قد تکون عادات فی نحو: طعام و لباس و مسکن و نکاح و اجتماع وافتراق و سفر و إقامة ورکوب وغیرها، وبین الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة. و قد بعث الله المصطفیٰ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالحکمة التی هی سنة وهی الشرعة والمنهاج الذی شرعه له، فکان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما یباین سبیل المغضوب علیهم =

Maktaba Tul Ishaat.com

غیر مسلم کے سلام کا جواب

سوال[۹۱۵۶]: اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں کیا کہنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

وعلیکم، یا"هَداكَ اللّٰه الإسلام"(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۵/۹۰ھ۔

سلامِ کافر کا جواب

سوال[۹۱۵۷]: اگر ایک کافر زید کے ذریعہ بکر کو سلام کہلائے تو بکر جواب میں کیا کہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

یوں کہے"وعلیکم السلام، وهداه اللّٰه الإسلام"(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

= والضالین، فأمر بمخالفتهم فی الهدی الظاهر فی هذا الحدیث. وإن لم یظهر فیه مفسدة لأمور: منها أن المشارکة فی الهدی تؤثر تناسبات و تشاکلاً بین المتشابهین، تعود إلی موافقة ما فی الأخلاق والأعمال، وهذا أمر محسوس..... اهـ". (فیض القدیر: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکةالمکرمة ریاض)

(۱) (راجع للتخریج المسئلة الآتیة)

(۲) "أما التسلیم علی أهل الذمة، فقد اختلفوا فیه: قال بعضهم: لابأس بأن یسلم علیهم. وقال بعضهم: لایسلم علیهم. وهذا إذا لم یکن للمسلم حاجة إلی الذمی، وإذا کان له حاجة، فلابأس بالتسلیم علیه. ولابأس برد السلام علی أهل الذمة، ولکن لا یزاد علی قوله: "وعلیکم". قال الفقیه أبواللیث: إن مررت بقوم وفیهم کفار، فأنت بالخیار: إن شئت قلت: السلام علیکم، وتُرید به المسلمین، وإن شئت قلت: السلام علی من اتبع الهدی، اهـ". (الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۲۵، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام، رشیدیه)

"باب التسلیم فی مجلس فیه أخلاط من المسلمین والمشرکین ..... و فیه أن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم رکب حماراً علیه إکاف تحته قطیفة فدکیة، فأردف أسامة بن زید، وهو یعود سعد =

Maktaba Tul Ishaat.com

أیضاً

سوال[۹۱۵۸]: اگر کافر مسلمان کو "جے رام جی" کہے اور مسلمان ہاتھ اٹھادے، یا "آداب" کہہ دے تو جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

گنجائش ہے کہ فقط ہاتھ اٹھادے، یا "آداب" کہہ دے، بہتر ہے کہ "هداك الله الإسلام" کہے(۱)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

شیعوں کے سلام کا جواب

سوال[۹۱۵۹]: ۱.....شیعہ وغیرہ اگر اہل السنّت والجماعت کو "السلام علیکم" کریں تو جواب میں "وعلیکم السلام" کہنا چاہئے یا نہیں؟

= بن عبادة في بني الحارث بن خزرج، وذلک قبل وقعة بدر، حتى مر في مجلس فيه أخلاط من المسلمين والمشركين عبدة الأوثان واليهود، وفيهم عبد الله بن أبيّ بن سلول، وفي المجلس عبد الله بن رواحة. فلما غشيت المجلس عجاجةُ الدابة خمّر عبد الله بن أبيّ أنفه بردائه، ثم قال: لا تغبروا علينا، فسلم عليهم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ثم وقف فنزل فدعاهم إلى الله ..... اهـ". (صحيح البخاري: ۹۲۴/۲، كتاب الاستيذان، باب التسليم في مجلس فيه أخلاط من المسلمين والمشركين، قديمي)

(ومشكوة المصابيح: ۳۹۸/۲، كتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثاني، قديمي)

"قال النووي: إذا مر بمجلس فيه مسلم وكافر أن يسلم بلفظ التعميم و يقصد به المسلم. قال ابن العربي: ومثله إذا مر بمجلس يجمع أهل السنة والبدعة، و بمجلس فيه عدول و ظلمة، وبمجلس فيه محب و مبغض. واستدل النووي على ذلک بحديث الباب". (فتح الباري: ۴۷/۱۱، باب التسليم في مجلس فيه أخلاط من المسلمين والمشركين، قديمي)

(وكذا في شرح النووي على الصحيح لمسلم: ۲۱۴/۲، قديمي)

(۱) (تقدم تخريجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

Maktaba Tul Ishaat.com

أیضاً

سوال[۹۱۶۰]: ۲.....جوشیعہ اپنی زبان سے یہ کہے کہ بزرگوں پر تبرا نہیں کرتا، اس کے سلام کے جواب میں "وعلیکم السلام" کہہ دے تو حرج نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....جوشیعہ فاسق ہیں کافر نہیں ہیں، ان کے سلام کا جواب شریعت کے موافق "وعلیکم السلام ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ" دینا چاہیئے۔ اور جوشیعہ کافر ہیں ان کے جواب میں صرف "وعلیکم" کہہ دینا چاہئے(۱)۔

۲.....جوشیعہ صحابہ یا دیگر اکابر پر سب وشتم نہیں کرتے، اور بھی کفریات نہیں کرتے تو ان کے سلام کے جواب میں "وعلیکم السلام ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ" کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۷/۱۱/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/۱۱/۵۶ھ۔

قادیانی کے سلام کا جواب اور اس کی دعوت

سوال[۹۱۶۱]: اگر کوئی قادیانی سلام کرے تو جواب دیا جائے گا یا نہیں، یا از خود ان کو سلام کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ نیز اگر وہ دعوت دے تو شرکت کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ یا اُن کو اپنی کسی دعوت میں بلا سکتے ہیں یا نہیں؟

---

(۱) "واختلف فی السلام علی الفساق، فی الأصح أنه لا یبدأ بالسلام، کذا فی التمرتاشی. ولو کان له جیران سفهاء إن سالمهم یترکون الشر حیاءً منه، وإن أظهر خشونه، یزیدون الفواحش یعذر فی هذه المسالمة ظاهراً، کذا فی القنیة فی المتفرقات". (الفتاویٰ العالمکیریة: ۳۲۶/۵، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام، رشیدیه)

(۲) (تقدم تخریجه تحت عنوان: "غیر مسلم اور فاسق کو سلام")

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

قادیانی نے نصوصِ قطعیہ کے خلاف اپنا عقیدہ اپنی کتابوں میں لکھا ہے، اس لئے وہ اسلام سے خارج ومرتد ہیں، جو مسلمان قادیانی مذہب اختیار کرلے اُس کا بھی وہی حکم ہے، اس کو سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا اور اس اس کی دعوت قبول کرنا اور اس کی دعوت کرنا جائز نہیں۔ تمام کفار کے ساتھ جو معاملہ کیا جاتا ہے، مرتد کا معاملہ اس سے مختلف ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱/۱۲ھ۔

قادیانی وشیعہ کو سلام اور جواب

سوال[۹۱۶۲]: شیعہ جو رافض کہلاتے ہیں، یا مرزا قادیانی لوگوں کو سلام کرنا یا ان کے سلام کا جواب دینا شرع شریف میں کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ان لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے، اگر یہ لوگ سلام کریں تو جواب میں فقط "وعلیکم" کہہ دیا جائے(۲)، یا

---

(۱) "واعلم أن تصرفات المرتد علىٰ أربعة أقسام ..... و يبطل منه اتفاقاً ما يعتمد الملّة. وهي خمس: النكاح والذبيحة والعصير والشهادة والإرث، الخ". (الدرالمختار).

"أي ما يكون الاعتماد في صحته على كون فاعله معتقداً ملةً من الملل: أي والمرتد لا ملة له أصلاً؛ لأنه لا يقرّ على ما انتقل إليه. وليس المراد ملة سماوية، لئلا يرد النكاح المجوسي والوثني صحيح ولا ملة لهما سماوية، بل المراد للأعم". (ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد: ۲۴۹/۴، سعيد)

(۲) "عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إذا سلّم عليكم أهل الكتاب، فقولوا: وعليكم". متفق عليه". (مشكوة المصابيح: ۳۹۸/۲، كتاب الأدب، باب السلام، الفصل الثاني، قديمي)

(وكذا في ردالمحتار: ۴۱۲/۶، ۴۱۴، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

"ھداك الله" کہہ دینا چاہئے (۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۹/۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۹/۵۵ھ۔

فرقۂ خاکساری کے ساتھ سلام وطعام

سوال[۹۱۶۳]: ایک شخص کے عقائد ہیں کہ خاکسار کافر ہیں، پھر زید ان کافروں کے ساتھ سلام وکھانا کھاتا ہے۔تو کیا مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں اور قابلِ معاملات دنیاوی ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

عنایت اللہ مشرقی بانی خاکسار نے اپنی تحریرات ''تذکرہ'' ''قول فیصل'' وغیرہ میں عقائدِ اسلام کا استہزاء کیا ہے اور سخت ترین توہین کر کے بنیادی چیزوں کا انکار کر دیا ہے، اس لئے وہ علمائے اسلام کے فتوی کے مطابق کافر ہے۔ایسے لوگوں کے ساتھ بلاضرورت میل جول سلام کلام محبت کا تعلق رکھنا ناجائز ہے (۲)،

---

(۱) "أما التسليم على أهل الذمة، فقد اختلفوا فيه: قال بعضهم: لابأس بأن يسلم عليهم. وقال بعضهم: لايسلم عليهم. وهذا إذا لم يكن للمسلم حاجة إلى الذمي، وإذا كان له حاجة، فلابأس بالتسليم عليه. ولابأس برد السلام على أهل الذمة، ولكن لا يزاد على قوله: "وعليكم". قال الفقيه أبوالليث: إن مررت بقوم وفيهم كفار، فأنت بالخيار: إن شئت قلت: السلام عليكم، وتُريد به المسلمين، وإن شئت قلت: السلام على من اتبع الهدى، اهـ". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۵/۵، كتاب الكراهية، الباب السابع فى السلام، رشيديه)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا اليهود والنصارى أولياء، بعضهم أولياء بعض، ومن يتولهم منكم فإنه منهم﴾ (سورة المائدة: ۵۱)

"أى لايتخذ أحد منكم أحداً منهم ولياً بمعنى لاتصافوهم مصافاة الأحباب ولاتستنصروهم".

(روح المعانى، (سورة المائد: ۵۱): ۱۵۲/۶، دارإحياء التراث العربى بيروت)

وقال الله تعالى: ﴿و لا تركنوا إلى الذين ظلموا فتمسكم النار﴾ (سورة هود: ۱۱۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس لئے کہ ان کے عقائد دوسروں میں بھی سرایت کریں گے، لہٰذا ان سے بالکل علیحدہ رہنا چاہئے۔ جو شخص بلا ضرورتِ شرعیہ ان سے تعلق رکھے وہ گناہ گار ہوگا، اس کا اسلام خطرے میں ہے(۱)۔ تاہم اس کو کافر کہنا درست نہیں ہے(۲)۔

---

(۱) "عن أبی عبیدة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم إن بنی إسرائیل لما وقع فیهم النقص، کان الرجل یری أخاه علی الذین فینهاه عنه، فإذا کان الغد لم یمنعه ما رآی منه أن یکون أکیله وشریبه وخلیطه فضرب الله قلوب بعضهم ببعض ونزل فیهم القرآن، فقال: ﴿لعن الذین کفروا من بنی إسرائیل علی لسان داؤد وعیسی بن مریم﴾ حتی بلغ ﴿ولو کانوا یؤمنون بالله والنبی وما أنزل إلیه ماتخذوهم أولیاء، ولکن کثیراً منهم فاسقون﴾ قال: وکان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم متکئاً فجلس، وقال: "لا، حتی تأخذوا علی یدی الظالم فتاطروه علی الحق اطراً". (سنن ابن ماجة، باب الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر: ۲/۲۸۹، قدیمی)

"قال الخطابی رحمه الله تعالیٰ: رخص للمسلم أن یغضب علی أخیه ثلاث لیال لقلته، ولا یجوز فوقها، إلا إذا کان الهجران فی حق من حقوق الله تعالیٰ، فیجوز فوق ذلک ..... قال: وأجمع العلماء علی أن من خاف من مکالمة أحد وصلته مایفسد علیه دینه أو یدخل مضرةً فی دنیاه، یجوز له مجانبته وبعده". (مرقاة المفاتیح، کتاب الأدب، باب ماینهی عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۵۰۲۷): ۸/۷۵۸، ۷۵۹، رشیدیه)

"وعن الحسن: لاتجالس صاحب هوی، فیقذف فی قلبک ماتتبعه علیه، فتهلک، أو تخالفه فیمرض قلبک ..... وعن أبی قلابة: لاتجالسوا أهل الأهواء ولاتجادلوهم، فإنی لاآمن أن یغمسوکم فی ضلالتهم ویلبسوا علیکم ماکنتم تعرفون. قال أیوب: وکان -والله- من الفقهاء ذوی الألباب. وعنه أیضاً: أنه کان یقول: إن أهل الأهواء أهل ضلالة، ولا أری مصیرهم إلا إلی النار. وعن الحسن: لاتجالس صاحب بدعة، فإنه یمرض قلبک". (الاعتصام للشاطبی رحمه الله تعالیٰ، باب فی ذم البدع وسوء منقلب أصحابها: ۱/۶۵، دارالمعرفة، بیروت)

(۲) قال العلامة ابن نجیم رحمه الله تعالیٰ: "وفی الفتاویٰ الصغری: الکفر شیٔ عظیم، فلا أجعل المؤمن کافراً متی وجدت روایةً أنه لایکفر، اهـ". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۵/۲۱۰، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

بعض ناواقف سیدھے سادھے مسلمان مشرقی کے عقائد سے واقف نہیں، مگر اس کی ظاہری تنظیم کو دیکھ کر اس کی تحریک میں شریک ہوگئے، ان کو مشرقی کی خرابیاں دکھلا کر اس تحریک سے بچانا چاہئے۔ اور کسی شخص کے متعلق جب تک پوری تحقیق نہ کرلی جائے اس وقت تک اس کے کفر کا حکم لگانا درست نہیں، اس معاملہ میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۲/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۲/۵۹ھ۔

فاسق کو سلام کرنا

سوال[۹۱۶۴]: کوئی فاسق مبتلائے فسق ہو، مثلاً: ریش تراشتا ہو، یا دیگر فسق کے اندر مبتلا ہو تو اس کو سلام کرنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں مولوی صاحب مکروہ تحریمی بتلاتے ہیں، اگر یہ بات صحیح ہے تو عام طور سے گشتوں میں متکلم صاحب کو اس سلسلہ میں پیش قدمی کرنی پڑتی ہے۔ لہذا کیا صورت اختیار کرنی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص مبتلائے فسق ہو اور اس کو سلام کرنے یا اس کی دعوت قبول کرنے سے اس کی اصلاح کی توقع ہو تو اس کو سلام بھی کیا جائے اور دعوت بھی قبول کی جائے بشرطیکہ وہ حرام مال سے نہ کھلائے، اگر ترک سلام یا ترک دعوت سے اصلاح کی توقع ہو تو ترک کردیں۔ بقصد تعظیم فسق سلام کرنا جائز نہیں ہے(۲)، لیکن جب اس میں

---

(۱) "إذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع، فعلى المفتي أن يميل إلى ذلك الوجه، كذا في الخلاصة". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، قبيل الباب العاشر في البغاة: ۲/۲۸۳، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۱۰، رشيديه)

(۲) "واختلف في السلام على الفساق، في الأصح أنه لا يبدأ بالسلام، كذا في التمرتاشي. ولو كان له جيران سفهاء إن سالمهم يتركون الشر حياءً منه، وإن أظهر خشونه، يزيدون الفواحش يعذر في هذه المسالمة ظاهراً، كذا في القنية في المتفرقات". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۲۶، كتاب الكراهية، الباب السابع في السلام، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ایمان بھی موجود ہے تو اکرام مسلم لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۹/۹۰ھ۔

کسی کو منافق کہہ کر سلام کا جواب نہ دینا

سوال[۹۱۲۵]: زید نے عمر کو سلام کیا، لیکن عمر نے زید کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ عمر کے پاس بیٹھے ہوئے سعید نے جب عمر سے زید کو سلام کا جواب نہ دینے کے متعلق پوچھا تو عمر نے کہا کہ زید منافق ہے، منافق کے سلام کا جواب مسلمان کو نہیں دینا چاہیے، حالانکہ الحمدللہ تینوں حضرات مسلمان ہیں۔ براہِ کرم شریعت کے فیصلے سے مطلع فرمائیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں برادری عمر کے ساتھ کیا سلوک کرے جب کہ وہ ابھی تک زید کو منافق کہنے کے فیصلے پر اڑا ہوا ہے؟

مہربانی فرما کر حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے مدرسہ کی مہر بھی لگا دیجئے، اپنے دستخط کے ساتھ تاکید سند رہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سلام کا جواب دینا حق مسلم ہے جو کہ واجب ہے:

"عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "للمؤمن علی المؤمن ست خصال: يعوده إذا مرض، ويشهده إذا مات، ويجيبه إذا دعاه، ويسلم عليه إذا لقيه، الخ". مشكوة شريف: ۳۹۷/۲(۱)۔

"ردالسلام واجبٌ، اھ"۔ شامی(۲)۔

مسلمان کو منافق کہنے سے تعزیر کا حکم ہے:

قال العلامة الحصكفی رحمه الله تعالیٰ: "وعزر الشاتم بيا كافر، يا خبيث، وياسارق،

---

(۱) (مشكوة المصابيح، باب السلام: ۳۹۷/۲، قديمی)

(۲) (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب: المواضع التی لايجب فيها ردالسلام: ۶۱۸/۱، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

یافاجر، یا مخنث، یا زندیق، یا منافق، الخ". درمختار(۱)۔

اگرطبیعت میں کسی مسلمان سے ذاتی معاملات کی بناء پرغصہ ہوتو تین روز سے زیادہ سلام وکلام بندنہیں کرنا چاہیے، حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے(۲)،لہٰذا عمر کو چاہیے کہ غصہ ختم کر کے حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پرعمل کرے، بلکہ جوابِ سلام نہ دینے کی معذرت بھی کرے۔ یہی شریفانہ طریقہ ہے۔ زید کے اندراگرخرابی ہےتواس کونرمی اور ہمدردی سے نصیحت کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۲۶/ ۷/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ،دارالعلوم دیوبند،۲۶/ ۷/۹۲ھ۔

داڑھی منڈے کوسلام اوراس کے سلام کا جواب اوراس کی اولاد کا حکم

سوال[۹۱۶۶]: ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب ہیں جوداڑھی منڈے کودرکنارداڑھی کترے کو بھی سلام نہیں کرتے ہیں، بلکہ سلام کا جواب دینا بھی حرام سمجھتے ہیں۔ان سے جب سوال کیا تو جواب دیا کہ:

---

(۱) (الدرالمختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی الجرح المجرد: ۶۹/۴، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر: ۷۱/۵، رشیدیه)

(۲) "عن أبی أیوب الأنصاری رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لایحل للرجل أن یهجر أخاه فوق ثلاث لیال". الحدیث. (مشکوة المصابیح، کتاب الأدب، باب ما ینهی من التهاجر والتقاطع، الخ، ص:۴۲۷، قدیمی)

قال العلامة الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ تحته: "قال الخطابی رحمه الله تعالیٰ: رخص للمسلم أن یغضب علی أخیه ثلاث لیال لقلته، و لایجوز فوقها، إلا إذا کان الهجران فی حق من حقوق الله تعالیٰ، فیجوز فوق ذلک. و فی حاشیة السیوطی علی المؤطا: قال ابن عبد البر رحمه الله تعالیٰ: ..... وأجمع العلمآء علی أن من خاف من مکالمة أحد و صلته ما یفسد علیه دینه، أو یدخل مضرةً فی دنیاه، یجوز له مجانبته وبُعده، و رب صرم جمیل خیرٌ من مخالطة تؤذیه ..... وإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة علی مر الأوقات مالم یظهر منه التوبة والرجوع إلی الحق". (مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب الأدب، باب ما ینهی عنه من التهاجر والتقاطع ..... الخ، الفصل الأول: ۷۵۸/۸، ۷۵۹، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

''داڑھی کا ایک مشت رکھنا واجب ہے، اس کا تارک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، فاسق ہے، مردود الشہادۃ ہے، داڑھی کترنا حرام ہے، اس کی امامت، اقامت، اذان مکروہ تحریمی ہے۔ جو مونچھوں کو نہ کترائے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے خارج ہے، اس کی نماز نامقبول ہے، فاسق لعین ہے۔ داڑھی کترے کو سلام تو درکنار جواب دینا بھی حرام ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نہ ان کی طرف رحمت سے دیکھتا ہے، نہ ان کی دعا قبول کرتا ہے، فرشتے داڑھی کترے کو ملعون کہتے ہیں، داڑھی کترے اللہ کے نزدیک یہود ونصاریٰ ہیں''۔

مولانا نے ترمذی شریف، نسائی شریف، طحاوی شریف وغیرہ کا حوالہ دیا۔ نیز مولانا نے مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتوی نقل کیا کہ: داڑھی کترے کا نکاح بھی نہیں ہوتا ہے، اس کے بچے حرامی ہوتے ہیں، اس کا ایمان نکل جاتا ہے، اس کو چاہیئے کہ ایمان کی تجدید کرے (اصلاح الرسوم)۔

بقولِ عالم صاحب کیا سب داڑھی منڈوں کو سلام نہ کیا جائے، بلکہ داڑھی منڈے اور داڑھی کترے کو جواب بھی نہ دیا جائے، کیا یہ سمجھا جائے کہ ان کے نکاح نہیں ہوئے؟ کیا (بقولِ احادیث وفتوی مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) ان کے بچوں کو حرامی سمجھا جائے، کیوں کہ آج کل اَسی فیصد داڑھی منڈے ہیں۔ ۱۵/ فیصد داڑھی کترے ہیں اور پانچ فیصد ایسے ہیں جن کی داڑھی ایک مشت سے زائد ہے؟ آج کل کے حالات کے تحت داڑھی منڈوں اور داڑھی کتروں کے ساتھ کیا رویہ اپنایا جائے، ان کو کیا سمجھا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

داڑھی منڈانا حرام ہے، ایک مشت کے پہونچنے سے پہلے کترانا، یا کترا کر ایک مشت سے کم کرالینا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں، اس منڈانے اور کترنے میں غیر قوموں کے ساتھ تشبہ ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسا شخص مقبول الشہادۃ اور عادل نہیں، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

"وأما الأخذ منها و هي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة و مخنثه الرجال، فلم يبحه أحدٌ، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم، فتح". الدر المختار: ۲/۱۱۳(۱)۔

---

(۱) (الدر المختار: ۲/۴۱۸، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، سعيد) =

Maktaba Tul Ishaat.com

"یحرم علی الرجل قطع لحیته". درمختار: ۵/۲۱۶(۱)۔

فاسق معلن کوسلام کرنا بھی مکروہ ہے۔ان سب کے باوجود ایسے شخص کا نکاح بھی منعقد ہوجائے گا اوراس کی اولاد بھی ثابت النسب ہوگی، حرامی نہیں ہوگی، وہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کبیرہ گناہ کی وجہ سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا، نہ اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتا ہے، جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں تشریح ہے، البتہ اگر کوئی شخص حرامِ قطعی لعینہ کو حلال اعتقاد کرے تو اس اعتقاد کی وجہ سے

= قال الشامی رحمه الله تعالیٰ: "وعن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یحمل الإعفاء علی إعفائها عن أن یأخذ غالبها أو کلها، کما هو فعل مجوس الأعاجم من حلق لُحاهم، ویؤیده ما فی مسلم عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه، عنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "جزوا الشوارب، وأعفوا اللحی، خالفو المجوس". فهذه الجملة واقعة موقع التعلیل، وأما الأخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم یبحه أحدٌ، اهـ ملخصاً". (ردالمحتار: ۲/۴۱۸، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، مطلب فی الأخذ من اللحیة، سعید)

(۱) (الدرالمختار: ۶/۴۰۷، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، سعید)

قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ تحت قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "وإعفاء اللحیة": قال التوربشتی: أی توفیرها -یقال: عفا النبت إذا کثر، وأعفوته أنا وأعفیته لغتان- وقص اللحیة من صنع الأعاجم و هو البوم شعار کثیرٍ من المشرکین کالأفرنج والهنود، ومَن لا خلاق له فی الدین من الطائفة القلندریة". (مرقاة المفاتیح: ۲/۹۱، باب السواک، الفصل الأول، رشیدیه)

"وقص اللحیة من سنن الأعاجم وهوالیوم شعار کثیر من المشرکین والأفرنج والهنود و مَن لا خلاق له فی الدین ممن یتبعونهم ویحبون أن یزیّوا بزیّهم ..... فعلم من ذلک أن ما یفعله بعض من لا خلاق له فی الدین من المسلمین فی الهند والأتراک حرام". (بذل المجهود: ۱/۳۳، باب السواک من الفطرة، إمدادیه ملتان)

قال الشاه ولی الله المحدث الدهلوی رحمه الله تعالیٰ: "واللحیة هی الفارقة بین الصغیر والکبیر، وهی جمال الفحول و تمام هیأتهم، فلا بد من إعفائها. وقصها سنة المجوس، وفیه تغییر خلق الله، ولحوق أهل السؤدد والکبریاء بالرعاع". (حجة الله البالغة: ۱/۵۱۷، ۵۱۸، خصال الفطرة وما یتصل بها، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس پر کفر کا حکم ہوگا:

"ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرةً إذا لم يستحلّها، ولانُزيل عنه اسم الإيمان". شرح فقه أكبر، ص: ٨٦(١)۔

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ عبارت بلفظہ نقل کی جائے جس کا سوال میں حوالہ ہے تو اس کی تشریح وتوضیح کردی جائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/ ۸/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/ ۸/ ۹۲ھ۔

مظلوم ظالم کے سلام کا جواب دے

سوال[۹۱۶۷]: اگر ظالم اپنے مظلوم پر سلام کرے اور مظلوم بوجہ اپنے رنج وغصہ ونفرت کے جواب نہ دے، کیا مظلوم شرعاً گنہگار ہے اور کیا مظلوم پر ظالم بد بخت کے سلام کا جواب دینا شرعاً واجب ہے اور کیا شریعت اجازت دیتی ہے کہ مظلوم اپنے ظالم کے سلام کو جوتی سے ٹھکرادے؟

الجواب حامداومصلیا:

سلام شعارِ اسلام اور حقِ مسلم ہے اور جواب دینا واجب ہے(۲)، مظلوم کو چاہئے کہ جوابِ سلام

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۷، قديمی)

(۲) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "حق المسلم علی المسلم خمس: ردالسلام، وعيادة المريض ..... اهـ". متفق عليه".

"وعن البراء بن عازب رضی الله تعالیٰ عنه قال: أمرنا النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم بسبعٍ، ونهانا عن سبع: أمرنا بعيادة المريض، واتباع الجنائز، وتشميت العاطس، ورد السلام ..... اهـ". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، ص: ۱۳۳، باب عيادة المريض وثواب المريض، الفصل الأول،قديمی)

"عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: "السلام اسمٌ من أسماء الله عزوجل، وضعه الله فی الأرض، فأفشوه بينكم، فإن الرجل إذا سلم علی القوم فردوا عليه، كان له عليهم فضل درجة؛ لأنه =

Maktaba Tul Ishaat.com

کوترک کر کے اپنے ذخیرۂ آخرت کونقصان نہ پہونچائے اورترکِ واجب کا وبال اپنے سر نہ رکھے۔ اوراس کو ''بدبخت'' یا ''کم بخت'' یا اَور کوئی ایسا کلمہ نہ کہے جس سے انتقام ہوجائے، ممکن ہے کہ جلے ہوئے دل سے نکلا ہوا کوئی کلمہ اتنا سخت ہو کہ ظالم کے ظلم کے مساوی ہوجائے، یا اس سے بھی بڑھ جائے، وہاں ہر چیز کا وزن ہوگا (۱) پھر سنت اور شعار اور حق مسلم کو جوتی سے ٹھکرا دینا نہایت خطرناک ہے، اس کا تو کبھی تصور بھی ذہن میں نہیں آنا چاہیئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۸/۸۸ھ۔

تاش کھیلنے والوں کو سلام

سوال[۹۱۶۸]: اگر کسی جگہ پر تاش وغیرہ کھیلا جارہا ہو تو ایسے موقعہ پر "السلام علیکم" کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چوسر وغیرہ کھیلنے والوں کو سلام کرنے کی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو سلام کرلیا جاوے اس نیت سے کہ جتنی دیر بھی ان کی توجہ اس معصیت (کھیل) سے ہٹ کر دوسری طرف منتقل ہوجائے، اچھا ہے:

"ویسلم علی قوم فی معصیة و علی من یلعب بالشطرنج ناویاً أن یشغلهم عما هم فیه

= ذکرهم، فإن لم یردّوا علیه ردّ علیه من هو خیرٌ منهم و أطیب. وروی الأعمش عن عمر بن مرة عن عبد الله بن الحارث قال: إذا سلم الرجل علی القوم کان له فضل درجة، فإن لم یردّوا علیه ردت علیه الملائکة و لعنتهم". (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی: ۱۹۵/۵، دارالکتب العلمیة بیروت)

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿والوزن یومئذ الحق، فمن ثقلت موازینه، فأولئک هم المفلحون﴾ (سورة الأعراف: ۸)

وقال الله تعالیٰ: ﴿ونضع الموازین القسط لیوم القیامة، فلا تظلم نفس شیئاً، وإن کان مثقال حبة من خردل أتینا بها، و کفی بنا حاسبین﴾ (سورة الأنبیاء: ۴۷)

Maktaba Tul Ishaat.com

عند أبی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ، وکره عندهما تحقیراً لهم، اهـ". شامی(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۳/۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۶/ ربیع الأول/ ۵۷ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) (ردالمحتار: ۱/۶۱۷، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب: المواضع التی یکره فیها السلام، سعید)

وقال بعد هذه العبارة: "وظاهر قوله: (مالم تعرف توبتهم) أن المراد کراهة السلام علیهم فی غیر حالة مباشرة المعصیة، أما فی حالة مباشرتها ففیه الخلاف المذکور". (ردالمحتار، المصدر السابق)

(وکذا فی ردالمحتار: ۶/۴۱۵، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۲۶، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام، رشیدیه)

(وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة: ۶/۳۵۵، کتاب الکراهیة، نوع فی السلام، رشیدیه)

"وعلیک إذا مرّ علی قوم و هم فی معصیة، یسلم علیهم علی قصد أن یشغلهم عما هم فیه". (الفتاوی السراجیة، کتاب الکراهیة، باب التسلیم، ص: ۴۷، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث فی المصافحة والمعانقة

(مصافحہ اور معانقہ کا بیان)

مصافحہ کی تعریف اور طریقہ

سوال[۹۱۶۹]: مصافحہ کی کیا تعریف ہے اور اس کے کتنے طریقے ہیں، از روئے شرع اس کے کتنے طریقے ہو سکتے ہیں، پھر ان میں کونسا طریقہ افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

داہنے ہاتھ کے بطن کو دوسرے آدمی کے داہنے بطن سے ملانا اور بایاں ہاتھ دونوں سے داہنے ہاتھ کو ظہر سے ملانا یہ مصافحہ ہے، یہی سنت ہے(۱)۔ بعض دفعہ صرف داہنے ہاتھ سے بھی ثابت ہے، کذا فی شرح الترمذی(۲)۔

---

(۱) "باب المصافحة. قال ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه: علمنی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم التشهد و کفی بین کفیه". (صحیح البخاری: ۹۲۶/۲، کتاب الاستیذان، باب المصافحة، قدیمی)

"(باب المصافحة) هی مفاعلة من الصفحة، والمراد بها الإفضاء بصفحة الید إلی صفحة الید..... ووجه إدخال هذا الحدیث فی المصافحة أن الأخذ بالید یستلزم التقاء صفحة الید بصفحة الید غالباً". (فتح الباری: ۶۲/۱۱، کتاب الاستیذان، باب المصافحة، قدیمی)

"(قوله: و تمامه) ونصه: وهی إلصاق صفحة الکف بالکف وإقبال الوجه بالوجه، فأخذ الأصابع لیس بمصافحة، خلافاً للروافض". (ردالمحتار: ۳۸۱/۶، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره، سعید)

(۲) "اعلم أن السنة أن تکون المصافحة بالید الواحدة، أعنی: الیمنی من الجانبین، سواء کانت عند اللقاء أو عند البیعة ..... وقال الإمام النووی: یستحب أن تکون المصافحة بالیمنی، وهو أفضل". (تحفة الأحوذی، أبواب الاستیذان والأدب، باب ماجاء فی المصافحة، فائدة فی بیان أن السنة فی المصافحة أن تکون بالید الواحدة، (رقم الحدیث: ۲۸۷۵): ۵۱۸/۷، ۵۱۹، المکتبة السلفیة مدینة منورة)

Maktaba Tul Ishaat.com

انگوٹھے کوانگوٹھے کی جڑ سے ملا کراور ہاتھ کو پکڑ کر کسی قدر حرکت دینا بھی ثابت ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۲/۲۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

جبراً مصافحہ کرنا

سوال[۹۱۷۰]: روک روک کر مصافحہ کروانا کیسا ہے اور کیا قانونِ شرعی ہے کہ عوام کو روک کر چاہے طبیعت مانے یا نہ مانے مصافحہ کرایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کوئی استاذ، والد یا مربی اپنا ماتحت بچوں، غیر آدمی کو بطورِ تربیت وتعلیم روک کر مصافحہ کرائے تو اس میں مضائقہ نہیں، غیر آدمی جب مصافحہ سے گھبراتا ہو تو اس پر زور نہ دیا جائے(۲)۔مصافحہ کرنا حدیث وفقہ سے

---

(۱) "تجوز المصافحة؛ لأنها سنة قديمة متواترة، لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من صافح أخاه المسلم وحرك يده، تناثرت ذنوبه". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامي: "(قوله :لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) كذا في الهداية. وفي شرحها للعيني: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إن المؤمن إذا لقي المؤمن فسلم عليه وأخذ بيده فصافحه، تناثرت خطاياهما كمايتناثر الشجر". رواه الطبراني والبيهقي".

"والسنة أن تكون بكلتا يديه، وبغير حائل من ثوب أوغيره، وعند اللقاء بعد السلام، وأن يأخذ الإبهام، فإن فيه ينبت المحبة، كذا جاء في الحديث، ذكره القهستاني وغيره، اهـ". (ردالمحتار: ۶/ ۳۸۱، ۳۸۲، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، سعيد)

(وكذا في تحفة الأحوذي شرح الترمذي: ۷/۵۱۸، مكتبه سلفيه مدينه منوره)

(۲) اگر کوئی مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اس سے مصافحہ کرنا ضروری ہے، اعتراض کرنا مناسب نہیں، کیونکہ اس سے اذیت اور تکلیف پہونچتی ہے:

قال الملا علي القاري رحمه الله تعالىٰ: "ولا يخفى أن في كلام الإمام نوع تناقض؛ لأن إتيان السنة في بعض الأوقات لايسمى بدعةً مع أن عمل الناس في الوقتين المذكورين ليس على وجه الاستحباب المشروع، فإن محل المصافحة المشروعة أول الملاقاة، وقد يكون جماعة يتلاقون من =

Maktaba Tul Ishaat.com

ثابت ہے(۱)، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام واولیائے عظام اور تمام امتِ مسلمہ کا طریقہ رہا ہے(۲)، اس کی فضیلت بھی آئی ہے(۳)، ان فضائل کو بیان کرنے پر اکتفا کر کے ترغیب تو دی جائے، مگر اس

= غير مصافحة ويتصاحبون بالكلام ومذاكرة العلم وغيره مدةً مديدةً، ثم إذا صلوا يتصافحون، فأين هذا من السنة المشروعة، ولهذا صرح بعض علمائنا بأنها مكروهة حينئذٍ، وأنها من البدع المذمومة، نعم لو دخل أحد في المسجد والناس في الصلوة أو على إرادة الشروع فيها، فبعد الفراغ لو صافحهم، لكن بشرط سبق السلام على المصافحة، فهذا من جملة المصافحة المسنونة بلا شبهة. ومع هذا إذا مدّ مسلم يده للمصافحة، فلا ينبغي الإعراض عنه بجذب اليد، لما يترتب عليه من أذى يزيد على مراعاة الأدب". (مرقاة المفاتيح: ۴۵۸/۸، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، رشيديه)

(۱) "عن قتادة قال: قلت لأنس رضي الله تعالىٰ عنه: أكانت المصافحة في أصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ قال: نعم". رواه البخاري". (مشكوة المصابيح، كتاب الأداب، باب المصافحة والمعانقة، ص: ۴۰۱، قديمي)

(۲) "وعن أيوب بن بُشير عن رجل من عنزة أنه قال: قلت لأبي ذر رضي الله تعالىٰ عنه: هل كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يصافحكم إذا لقيتموه؟ قال: ما لقيتُه قط إلا صافحني". (مشكوة المصابيح: ۴۰۲/۲، كتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني، قديمي)

"تجوز المصافحة؛ لأنها سنة قديمة متواترة، لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من صافح أخاه المسلم وحرك يده، تناثرت ذنوبه". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامي: "(قوله :لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) كذا في الهداية. وفي شرحها للعيني: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إن المؤمن إذا لقي المؤمن فسلم عليه وأخذ بيده فصافحه، تناثرت خطايا هما كما تناثر الشجر". رواه الطبراني والبيهقي".

"والسنة أن تكون بكلتا يديه، وبغير حائل من ثوب أوغيره، وعند اللقاء بعد السلام، وأن يأخذ الإبهام، فإن فيه عرقا ينبت المحبة، كذا جاء في الحديث، ذكره القهستاني وغيره، اهـ". (ردالمحتار: ۳۸۱/۶، ۳۸۲، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، سعيد)

(وكذا في تحفة الأحوذي شرح الترمذي: ۵۱۸/۷، مكتبه سلفيه مدينه منوره)

(۳) "عن البراء بن عازب رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان، إلا غفر لهما قبل أن يتفرقا". رواه أحمد والترمذي وابن ماجة. وفي رواية أبي =

Maktaba Tul Ishaat.com

پر اصرار اور زور نہ دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

سلام کے ساتھ مصافحہ

سوال[۹۱۷۱]: مصافحہ کے ساتھ سلام کرنا کیسا ہے جب کہ دونوں ایک بستی میں مقیم ہوں؟ اس حدیث کا کیا مطلب ہے:

"قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان، إلا غفر لهما قبل أن یتفرقا". رواه أبو داود، ص:۱۸۲، ریاض الصالحین، مصری(۱)۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مصافحہ مستحسن ہے، مگر اصرار نہیں ہونا چاہئے (۲)۔ اس کا مطلب تو ظاہر ہے اگر کوئی اشکال ہو تو تحریر کیجئے السراج المنیر ص:۱۰۱ میں لکھا ہے:

"والمراد الصغائر قیاساً علی النظائر، و یستثنی من هذا الحکم الأمرد الجمیل

= داؤد: قال: "إذا التقی المسلمان فتصافحا و حمدا اللّٰہ واستغفراه، غفر لهما".

"وعن البراء بن عازب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "من صلی أربعاً قبل الهاجرة، فکأنما صلاهن فی لیلة القدر، والمسلمان إذا تصافحا، لم یبق بینهما ذنب إلا سقط". رواه البیهقی فی شعب الإیمان". (مشکوة المصابیح: ۲/ ۴۰۱، ۴۰۳، کتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثانی، الفصل الثالث، قدیمی)

(۱) "عن البراء بن عازب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان، إلا غفر لهما قبل أن یتفرقا". رواه أحمد والترمذی وابن ماجة. و فی روایة أبی داؤد: قال: "إذا التقی المسلمان فتصافحا و حمدا اللّٰہ واستغفراه، غفر لهما". (مشکوة المصابیح: ۲/ ۴۰۱، کتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثانی، قدیمی)

(۲) "الإصرار علی المندوب یبلغه إلی حد الکراهیة". (السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة: ۲/ ۲۶۵، کتاب الکراهیة، قبیل فصل فی القرأة، سهیل اکیڈمی لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

الوجه فتحرم مصافحته، ومَن به داء كالأبرص والأجذم، فتكره مصافحته، اهـ"(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/۸/۶۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱/۹/۶۶ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

غیر مسلم سے مصافحہ

سوال[۹۱۷۲]: کسی غیر مسلم مرد سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟ اگر وہ ہاتھ بڑھائے تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

درست ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۵/۹۰ھ۔

کافر فاسق سے مصافحہ ومعانقہ

سوال[۹۱۷۳]: کیا کفار وفساق وفجار سے مصافحہ معانقہ کیا جاسکتا ہے؟ اور اس سلسلے میں فعلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہے؟ اور اگر یہ لوگ ملاقات کے لئے آئیں اور مصافحہ، معانقہ کے لئے بڑھیں تو کیا ان سے اپنے ہاتھ کھینچ لیں؟

---

(۱) (السراج المنير شرح الجامع الصغير في أحاديث البشير والنذير: ۱/۹۸، مكتبة الإيمان السمانية مدينة منورة)

(وكذا في فتح الباري، كتاب الاستيذان، باب المصافحة: ۱۱/۶۵، قديمي)

(۲) "كره للمسلم مصافحة الذمي كذا في نسخ الشارح وأكثر المتون". (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "أي بلاحاجة لما في القنية: لابأس بمصافحة المسلم جاره النصراني إذا رجع بعد الغيبة، ويتأذى بترك المصافحة". (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۴۱۲، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

مصافحہ، معانقہ کا مقصود اظہارِ محبت، تعظیم، شفقت ہے، والکافر لایستحق ذلك۔ اصلاً سلام ہے اور مصافحہ اس کا تتمہ ہے اور "لاتبدأ أهل الكتاب بالسلام"(۱) میں اصل ہی کو ختم کر دیا گیا، پھر تتمہ کی گنجائش کہاں۔ فاسق، فاجر ایمان سے خارج نہیں، گنہگار ہے۔

شامی جلد نمبر:۱، میں ان لوگوں کو شمار کرایا ہے جن کو سلام کرنا مکروہ ہے، ان میں فاسق بھی ہے(۲)، لیکن جہتِ فسق کے علاوہ کسی اَور جہت سے اگر وہ مستحقِ اکرام ہو تو اس کا یہ حکم نہیں۔ نیز اگر مظاہرہ اخلاق کے ذریعہ اصلاح مقصود ہو تو پھر جہت بدل جائے گی، بلکہ کافر کے لئے بھی یہ جہت مجوز ہو سکے گی(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "فلايسلم ابتداء على كافر لحديث: "لاتبدء وا اليهود ولا النصارى بالسلام، فإذا لقيتم أحدهم فى طريق فاضطروه إلى أضيقه". رواه البخارى". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۴۱۲/۶، سعيد)

(۲) "ردالسلام واجب إلا على من فى الصلوة ..... أو شابة يخشى عليه افتتان أو فاسق". (الدرالمختار مع ردالمحتار، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها: ۶۱۸/۱، سعيد)

(۳) جیسا کہ اگر کسی غیر مسلم سے کوئی کام پڑ جائے اور اسی کام اور حاجت کی بناء پر اس کو سلام کرنا جائز ہے اسی طرح اگر اس کی اصلاح مقصود ہو تو بھی اس میں گنجائش ہے کہ اس کو سلام کیا جائے:

"أما التسليم على أهل الذمة، فقد اختلفوا فيه: قال بعضهم: لابأس بأن يسلم عليهم. وقال بعضهم: لايسلم عليهم. وهذا إذا لم يكن للمسلم حاجة إلى الذمى، وإذا كان له حاجة، فلابأس بالتسليم عليه. ولابأس برد السلام على أهل الذمة، ولكن لا يزاد على قوله: "وعليكم". قال الفقيه أبوالليث: إن مررت بقوم وفيهم كفار، فأنت بالخيار: إن شئت قلت: السلام عليكم، وتُريد به المسلمين، وإن شئت قلت: السلام على من اتبع الهدى، اهـ". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۵/۵، كتاب الكراهية، الباب السابع فى السلام، وشدنه)

Maktaba Tul Ishaat.com

محرم عورتوں سے مصافحہ

سوال[۹۱۷۴]: محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے، جیسے کہ والدہ ہے یا ہمشیرہ وغیرہ؟

الجواب حامداًومصلیاً:

درست ہے، کما ورد فی الروایات (۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/ ۷/ ۹۵ھ۔

چھوٹی لڑکیوں سے معانقہ

سوال[۹۱۷۵]: بسا اوقات اپنے اقارب سے معانقہ کرنا پڑتا ہے، ان میں چھوٹی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں۔تو یہ معانقہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اپنے بیٹے، بیٹی، بہن وغیرہ سے معانقہ کرنا درست ہے جن سے معانقہ کرنے میں شہوت نہ ہو، اور جہاں اس کا خطرہ ہو وہاں پرہیز کیا جائے (۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/ ۲/ ۹۵ھ۔

---

(۱) "وعن عائشة رضی الله تعالیٰ عنهما قالت: ما رأیت أحداً کان اشبه سمتاً و هدیاً و دلاً"–وفی روایة–: "حدیثاً و کلاماً برسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من فاطمة، کانت إذا دخلت علیه، قام إلیها فأخذ بیدها فقبّلها وأجلسها فی مجلسه. وکان إذا دخل علیها، قامت إلیه فأخذت بیده فقبّلته وأجلسته فی مجلسها". رواه أبوداؤد". (مشکوة المصابیح: ۴۰۲/۲، کتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثانی، قدیمی)

قال الملا علی القاری: "فأخذ بیدها فقبلها": أی بین عینیها أو رأسها، والأظهر الأول، کما رواه ابن عدی والبیهقی .....اهـ". "وکان إذا دخل علیها، قامت إلیه، فأخذت بیده فقبلته": أی عضواً من أعضائه الشریفة، والظاهر أنه الید المنیفة". (مرقاة المفاتیح: ۴۶۹/۸، کتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثانی، رشیدیه)

(۲) "عن جعفر بن أبی طالب رضی الله تعالیٰ عنه فی قصة رجوعه من أرض الحبشة، قال: فخرجنا حتی =

Maktaba Tul Ishaat.com

معانقہ کرنے کا طریقہ

سوال[۹۱۷۶]: معانقہ کا سنت طریقہ کیا ہے، بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ تین مرتبہ کاندھے سے ملتے ہیں اور بعض لوگ صرف ایک طرف ملتے ہیں۔ صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

صرف ایک طرف کافی ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

= أتينا فتلقّاني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فاعتنقني". (مشكوة المصابيح: ۴۰۲/۲، كتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني، قديمي)

قال العلامة الشامي رحمه الله تعالىٰ: "المكروه عن المعانقة ما كان على وجه الشهوة، وعبّر عنه المصنف بقوله: (في إزار واحد) فإنه سبب يفضي إليها، فأما على وجه البر والكرامة إذا كان عليه قميص واحد، فلا بأس به، اهـ". (ردالمحتار: ۳۸۱/۶، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء، سعيد)

وقال الرافعي: "إن كان بشهوة فهو حرام اتفاقاً، و بدونها فجائز اتفاقاً، كما نقله عن الخانية".

(تقريرات الرافعي على ردالمحتار: ۳۰۸/۶، باب الاستبراء، سعيد)

(وكذا في البحرالرائق: ۳۶۳/۸، كتاب الكراهية، فصل في الاستبراء، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق: ۵۶/۷، كتاب الكراهية، فصل في الاستبراء، دارالكتب العلمية بيروت)

(۱) "وعن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: قدم زيد بن حارثة المدينة ورسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في بيتي، فأتاه فقرع الباب، فقام إليه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عرياناً يجرّ ثوبه –والله ما رأيته عرياناً قبله ولا بعده– فاعتنقه و قبّله". رواه الترمذي".

"عن جعفر بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه في قصة رجوعه من أرض الحبشة: قال: فخرجنا حتى أتينا فتلقّاني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فاعتقني، ثم قال: "ما أدري أنا بفتح خيبر أفرح أم بقدوم جعفر". ووافق ذلك فتح خيبر". رواه في شرح السنة". (مشكوة المصابيح: ۴۰۲/۲، كتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني، قديمي) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= "وكذا معانقته في إزار واحد، وقال أبو يوسف: لابأس بالتقبيل والمعانقة في إزار واحد. ولو كان عليه قميص أوجبة، جاز بلا كراهة بالإجماع، وصححه في الهداية، وعليه المتون". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامي رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: وكذا معانقته) قال في الهداية: ويكره أن يقبّل الرجل فم الرجل أو يده أو شيئاً منه أو يعانقه. وذكر الطحاوي أن هذا قول أبي حنيفة و محمد رحمهما الله تعالىٰ. وقال أبو يوسف رحمه الله تعالىٰ: لا بأس بالتقبيل والمعانقة، لما روى أنه عليه السلام عانق جعفراً حين قدم من الحبشة وقبّله بين عينيه. ولهما ما روى أنه عليه السلام نهى عن المكامعة، وهي المعانقة، وعن المكاعمة وهي التقبيل، وما رواه محمولٌ على ماقبل التحريم. قالوا: الخلاف في المعانقة في إزار واحد، أما إذا كان عليه قميص أو جبة، لا بأس به بالإجماع، هوالصحيح، اهـ". (ردالمحتار: ۳۸۰/۶، ۳۸۱، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، سعيد)

وقال الرافعيؒ: "(ثم قول أبي يوسف: لابأس، الخ) إن كان بشهوة، فهو حرام اتفاقاً، وبدونها فجائز اتفاقاً، كما نقله عن الخانية". (تقريرات الرافعي على ردالمحتار: ۳۰۸/۶، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الرابع فی القیام والتقبیل

(قیام اور تقبیل کا بیان)

بزرگوں کی تعظیم کے لئے قیام

سوال[۹۱۷۷]: بزرگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب وہ تشریف لائیں تو ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/ ۸/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/ ۸/ ۸۷ھ۔

قیامِ تعظیمی

سوال[۹۱۷۸]: قیامِ تعظیمی جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً یہاں جب حضرت مہتمم صاحب وحضرت شیخ کے آتے وقت طلباء کھڑے ہوتے ہیں، یا کسی اور بزرگ کے آتے وقت کھڑے ہوتے ہیں۔ازروئے شرع یہ قیام جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) "عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنه: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم للأنصار: "قوموا إلی سیدکم". متفق علیه". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الأول، ص ۴۰۳، قدیمی)

"وقال بعض العلماء: فی الحدیث إکرام أهل الفضل من علم أو صلاح أو شرف بالقیام لهم إذ أقبلوا، هکذا احتج بالحدیث جماهیر العلماء". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب القیام: ۸/ ۴۷۴، رشیدیه کوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر حضرت مہتمم صاحب اور حضرت شیخ یا کوئی بھی بزرگ تشریف لائیں تو ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا تقاضائے ادب ہے اور مستحب ہے، لیکن اگر ان کو اس قیام سے اذیت ہو اور وہ منع کریں تو قیام نہیں کرنا چاہیے۔ اذیت سے بچانا واجب ہے، جیسے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو دیکھ کر سب کھڑے ہوگئے، اس پر قیام سے منع فرمادیا، پھر اس کے بعد تشریف لاتے ہوئے دیکھتے تو ناگواری کا لحاظ رکھتے ہوئے قیام نہیں کیا کرتے تھے:

"عن أبی أمامة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: خرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم متکئاً علی عصاء، فقمنا له، فقال: "لاتقوموا کما تقوموا الأعاجم یعظم بعضها بعضاً". رواه أبوداؤد۔

"عن أنس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: لم یکن شخص أحب إلیهم من رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، وکانوا إذا رأوه، لم یقوموا، لما یعلمون من کراهیته لذلك". رواه الترمذی. وقال: هذا حدیث حسن صحیحٌ". مشکوة شریف: ۲/۴۰۳، باب القیام الفصل الثانی(۱)۔

"وفی الوهبانیة: یجوز بل یندب القیام تعظیماً للقادم: أی إن کان ممن یستحق التعظیم، اھ"(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۴/۹۰ھ۔

مہمان کے لئے قیام وتقبیل

سوال[۹۱۷۹]: عربوں کے یہاں تقریب میں کوئی جاتا ہے تو قدیم دستور کے موافق تمام مجلس

---

(۱) (مشکوة المصابیح، باب القیام، الفصل الثانی، ص: ۴۰۳، قدیمی)

(وجامع الترمذی، أبواب الأدب، باب ماجاء فی کراهیة قیام الرجل للرجل. ۲/۱۰۴، سعید)

(وسنن أبی داؤد، کتاب الأداب، باب الرجل یقوم للرجل یعظّمه: ۲/۳۶۳، إمدادیه ملتان)

(۲) (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء: ۶/۳۸۴، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

کے لوگ کھڑے ہوکر خیر مقدم کرتے ہیں اور تقبیل بھی کرتے ہیں۔ایسی جگہ اگر جانا ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

قیام وتقبیل کا شریعتِ مطہرہ کے اندر کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

بڑوں کے لئے قیام کرنا درست بلکہ مستحسن ہے(۱)۔مہمان کا اکرام کرنا چاہئے،تقبیلِ یدین میں بھی مضائقہ نہیں ہے۔حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حبشہ سے مدینہ طیبہ آئے تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی پیشانی کی تقبیل کی تھی،ہاں!محلِ فتنہ ہوتو اس سے احتراز کرنا چاہئے (۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ،دارالعلوم دیوبند،۲/۸/۱۴۰۶ھ۔

---

(۱) "عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنه: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم للأنصار: "قوموا إلی سیدکم". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الأول، ص: ۴۰۲، قدیمی)

قال الملا علی القاری رحمه اللہ تعالیٰ: "قیل: أی لتعظیمه، ویستدل به علی عدم کراهته، فیکون الأمر بالإباحة ولبیان الجواز ..... اهـ.

وقال بعض العلماء: فی الحدیث إکرام أهل الفضل من علم أوصلاح أوشرف بالقیام لهم إذا أقبلوا، هکذا احتج بالحدیث جماهیر العلماء..... وقال الإمام حجة الإسلام الغزالی: القیام مکروه علیٰ سبیل الإعظام لا علی سبیل الإکرام. قال ابن حجرفی فتح الباری: هذا تفصیل حسن مرتب". (مرقاة المفاتیح: ۸/۴۷۳، ۴۷۴، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الأول، رشیدیه)

قال الحافظ ابن حجر رحمه اللہ تعالیٰ: "إن قیام المرء وس للرئیس الفاضل والإمام العادل، والمتعلم للعالم مستحبٌ، وإنما یکره لمن کان بغیر هذه الصفات..... وفیه: ثم نقل عن أبی الولید بن رشد أن القیام یقع علی أربعة أوجه: الأول: محظور، وهو أن یقع لمن یرید أن یقام إلیه تکبراً وتعاظماً علی القائمین إلیه. والثانی: مکروه، وهو أن یقع لمن لا یتکبر ولا یتعاظم علی القائمین، ولکن یخشی أن یدخل نفسه بسبب ذلک ما یحذر، ولما فیه من التشبه بالجبابره. والثالث: جائز، وهوأن یقع علی سبیل البروالإکرام لمن لایرید ذلک، ویؤمن معه التشبه بالجبابره. والرابع: مندوب، وهو أن یقوم لمن قدم من سفر فرحاً بقدومه لیسلم علیه، أو إلی من تجددت له نعمة فیهنّئه بحصولها، أو مصیبة فیعزیه =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= بسببها..... وقال البيهقي: القيام على وجه البر والإكرام جائز كقيام الأنصار لسعد، وطلحة لكعب. ولا ينبغي لمن يقام له أن يعتقد استحقاقه لذلك، حتى إن ترك القيام له، حنق عليه أوعاتبه أوشكاه". (فتح الباری: ۱۱/ ۶۱، کتاب الاستیذان، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "قوموا إلى سيدكم"، قدیمی)

"وفي الوهبانيه: يجوز بل يندب القيام تعظيماً للقادم كمايجوز القيام، ولو للقارئ بين يدى = العالم، وسيجيء نظماً". (الدرالمختار).

قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: يجوز بل يندب القيام تعظيماً للقادم): أى إن كان ممن يستحق التعظيم. قال فى القنية: قيام الجالس فى المسجد لمن دخل عليه تعظيماً، وقيام قارئ القرآن لمن يجئ تعظيماً لايكره إذا كان فيمن يستحق التعظيم. وفى مشكل الآثار: القيام لغيره ليس بمكروه لعينه، إنما المكروه محبة القيام لمن يقام له، فإن قام لمن لا يقام له لايكره". (ردالمحتار: ۶/ ۳۸۴، کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیرہ، قبیل: فصل فی البیع، سعید)

"ومن قام إجلالاً لشخص فجائز وفي غيرأهل العلم بعض يقرر". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامي: "قال فى القنية: وقيل له: أن يقوم بين يدى العالم تعظيماً له أما فى حق غيره لايجوز، اهـ، فهذه مسألة القيام بين يديه، وهو غيرمسألة القيام لقدومه تعظيماً، فتنبه لذلك، ش". (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۶/ ۴۲۸، سعید)

قیام للغیر کی اجازت اس وقت ہے جبکہ آنے والے کے دل میں اس کی خواہش نہ ہو، اگر آنے والے کے دل میں اس کی خواہش ہے، یا اس کے دل میں تکبر پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، یا قیام سے اس کو خوشی ہوتی ہے تو اس کیلئے قیام جائز نہیں۔ فتح الباری کی مذکورہ بالا عبارت کے علاوہ اس کے عدم جواز پر خود حدیث بھی دال ہے:

" وعن معاوية رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من سره أن يتمثل له الرجال قياماً، فليتبوأ مقعده من النار". رواه الترمذى، وأبوداؤد". (مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، ص: ۴۰۲، قدیمی)

"وعن معاوية رضى الله عنه": أى ابن أبى سفيان، فإنه المراد منه الإطلاق. "قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من سره": أى أعجبه وجعله مسروراً، ولفظ الجامع: "من أحب أن يتمثل": أى ينتصب له الرجل قياماً: أى يقفون بين يديه قائمين لخدمته وتعظيمه من قولهم: مثل بين يديه مثولاً:=

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= أی انتصب قائماً..... هذا الوعید لمن سلک فیه طریق التکبر بقرینة السرور للمثول. وأما إذ لم یطلب ذلک وقاموا من تلقاء أنفسهم طلباً للثواب أولإرادة التواضع، فلا بأس به". (مرقاة المفاتیح: ۴۷۶/۸، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، رشیدیه)

کسی کے شر اور ضرر سے بچنے کے لئے بھی قیام جائز ہے:

"عن الشیخ الحکیم أبی القاسم: کان اذا دخل علیه غنیٌّ یقوم له ویعظّمه، ولا یقوم للفقراء وطلبة العلم، فقیل له فی ذلک؟ فقال: الغنی یتوقع منی التعظیم، فلو ترکتُه لتضرر، والفقراء والطلبة إنما یطمعون فی جواب السلام والکلام معهم فی العلم". (ردالمحتار: ۳۸۴/۶، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی الاستبراء، قبیل: فصل فی البیع، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق: ۳۶۴/۸، کتاب الکراهیة، فصل فی الاستبراء، رشیدیه)

(۲) "عن أجلح، عن الشعبی أن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تلقی جعفر بن أبی طالب، فالتزمه، وقبّل ما بین عینیه".

"عن إیاس بن دغفل قال: رأیت أبانضرة قبّل خدّ الحسن رضی الله تعالیٰ عنه". (سنن أبی داؤد: ۲۰۹/۲، کتاب الأدب، باب فی قبلة ما بین العینین، داراالحدیث ملتان)

"لا یکره تقبیل لزهد وعلم وکبر سن. قال النووی: تقبیل ید الغیر إن کان لعلمه وصیانته وزهده ودیانته ونحو ذلک من الأمور الدینیة لم یکره بل یستحب. وإن کان لغناه أو جاهه فی دنیاه، کره، وقیل: حرام، اهـ.

"وقیل: الحرام ماکان علی وجه التملق والتعظیم، وأما المأذون فیه فعند التودیع والقدوم من السفر وطول العهد بالصاحب، وشدة الحب فی الله مع أمن النفس. وقیل: لا یقبل الفم بل الید والجبهه". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثانی: ۴۶۲/۸، رشیدیه)

"وکره تحریماً -قهستانی- تقبیل الرجل فم الرجل أویده أوشیئاً منه، وکذا تقبیل المرأة المرأة عند لقاء أو وداع، قنیة. وهذا لو عن شهوة، وأما علی وجه البر، فجائز عند الکل، خانیة. وفی الاختیار: عن بعضهم: لابأس به إذا قصد البر وأمن الشهوة کتقبیل وجه فقیه ونحوه". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامی رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: وأما علی وجه البر، فجائز عندالکل)". قال =

Maktaba Tul Ishaat.com

بزرگوں کے ہاتھ پیر چومنا

سوال[۹۱۸۰]: کسی کی صرف تعظیم وتوقیر بجالانا اوراس کومعبود نہ سمجھنا، یہ تعظیم جائز ہے یانہیں اور یہ شرک تونہیں؟ اپنے پیرومرشد سے ملاقات کے وقت ہاتھوں کا چومنا اور پیروں کا چومنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جومستحقِ تعظیم وتوقیر ہواس کی ایسی تعظیم وتوقیر بجالانا جوخدا کے ساتھ مخصوص نہیں جائز ہے، یہ شرک نہیں ہے۔ کسی بزرگ پیرومرشد کا ہاتھ چومنا جائز ہے(۱)۔ پَر اس طرح نہ چومے جس سے سجدہ کی صورت ہو جائے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۱/۹۲ھ۔

= الإمام العيني بعد كلام: فعلم إباحة تقبيل اليد والرجل والرأس والكشح كما علم من الأحاديث المتقدمة إباحتها على الجبهة، وبين العينين". (ردالمحتار: ۳۸۰/۶، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۶۹/۵، كتاب الكراهية، الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك، رشيديه)

(۱) (تقدم تخريجه، ص: ۱۲۲، رقم الحاشية: ۲)

(۲)"عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رجل: يارسول الله! -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- الرجل منا يلقى أخاه أوصديقه أينحني له؟ قال: "لا". (مشكوة المصابيح، ص: ۴۰۱، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني، قديمي كتب خانه)

قال الملا على القاري رحمه الله تعالى: "أينحني له" من الانحناء، وهو إمالة الرأس والظهر تواضعاً وخدمةً. "قال: "لا": أي فإنه في معنى الركوع، وهو كالسجود من عبادة الله سبحانه". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقه، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۶۸۰): ۴۶۱/۸، رشيديه)

"تقبيل الأرض بين يدى العلماء والعظماء فحرام، والفاعل والراضى به آثمان؛ لأنه يشبه عبادة الوثن. وهل يكفر إن على وجه العبادة والتعظيم؟ كَفَر. وإن على وجه التحية، لا، وصار آثماً مرتكباً =

Maktaba Tul Ishaat.com

علماء کی قدم بوسی ودست بوسی

سوال[۹۱۸۱]: علماء وصلحاء کے ہاتھ پاؤں چومنا، ان کے آگے جھکنا کیا جائز ہے، کوئی گناہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

علم اور بزرگی کے احترام کی خاطر ہاتھ پَیر چومنے کی اجازت ہے، مگر ایسا نہ ہو کہ سجدہ کی صورت بن جائے، اس کی اجازت نہیں (۱) جھکنے کی بھی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔

= للكبيرة". (الدرالمختار).

قال ابن عابدينؒ: "(قوله: إن على وجه العبادة أو التعظيم، كفر، الخ) تلفيق لقولين، قال الزيلعي: وذكر الصدر الشهيد أنه لا يكفر بهذا السجود؛ لأنه يريد به التحية. وقال شمس الأئمةالسرخسي: إن كان لغيرالله تعالى على وجه التعظيم، كفر، الخ. وقال القهستاني: وفي الظهيرية: يكفر بالسجدة مطلقاً. وفي الزاهدي: الإيماء في السلام إلى قريب الركوع كالسجود. وفي المحيط: أنه يكره الانحناء للسلطان وغيره، الخ. وظاهر كلامهم إطلاق السجود على هذا التقبيل".

(ردالمحتار: ۳۸۳/۶، فصل في الاستبراء وغيره، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۶۹/۵، الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك والتواضع لهم وتقبيل أيديهم أويد غيرهم وتقبيل رجل ووجه، رشيديه)

"وفي القهستاني: الإيماء في السلام إلى قريب الركوع كالسجود. وفي العمادية: ويكره الانحناء؛ لأنه يشبه فعل المجوس..... وفي المجتبى: الإيماء بالسلام إلى قريب الركوع كالسجود، والانحناء مكروه". (مجمع الأنهر وملتقى الأبحر: ۵۴۲/۲، كتاب الكراهية، فصل في أحكام النظرونحوه، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "لمّا قدمنا المدينة، فعلنا نتبادر من رواحلنا، فنقبّل يد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ورجله. ان عبد الرحمن بن أبي ليلى حدثهُ أن عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما حدثه، وذكر قصة. قال: فدنونا يعني من النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقبّلنا يده". (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في قبلة اليد: ۷۰۹/۲، دارالحديث ملتان) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "ولا بأس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك، درر. ونقل المصنف عن الجامع أنه لابأس بتقبيل يد الحاكم والمتدين والسلطان العادل. وقيل: سنة، مجتبى. وتقبيل رأسه: أي العالم أجود، كما في البزازيه، ولا رخصة فيه: أي في تقبيل اليد لغيرهما: أي لغير عالم وعادل، هو المختار، مجتبى. وفي المحيط: إن لتعظيم إسلامه وإكرامه جاز، وإن لنيل الدنيا كره". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامي: "(قوله: وقيل: سنة): أي تقبيل يد العالم والسلطان العادل. قال الشرنبلالي: وعلمت أن مفاد الأحاديث سنيته أو ندبه، كما أشار إليه العيني..... أن رجلاً أتى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: يارسول الله! أرِني شيئاً أزداد به يقيناً فقال: "اذهب إلى تلك الشجرة فادعها". فذهب إليها، فقال: إن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يدعوك، فجاء ت حتى سلّمتْ على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال لها: "ارجعي". فرجعت. قال: ثم أذن له فقبّل رأسه ورجليه..... اهـ". (ردالمحتار: ۳۸۳/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في الاستبراء وغيره، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۶۹/۵، الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك، رشيديه)

(۲) "عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رجل: يارسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الرجل منا يلقى أخاه أوصديقه أينحني له؟ قال: "لا". (مشكوة المصابيح، ص: ۴۰۱، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني، قديمي)

قال الملا على القاري رحمه الله تعالى: "أينحني له" من الانحناء، وهو إمالة الرأس والظهر تواضعاً وخدمةً. "قال: "لا": أي فإنه في معنى الركوع، وهو كالسجود من عبادة الله سبحانه". (مرقاة المفاتيح، كتاب الأدب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۶۸۰): ۴۶۱/۸، رشيديه)

"تقبيل الأرض بين يدى العلماء والعظماء فحرام، والفاعل والراضي به آثمان؛ لأنه يشبه عبادة الوثن. وهل يكفر إن على وجه العبادة والتعظيم؟ كَفَر. وإن على وجه التحية، لا، وصار آثماً مرتكباً للكبيرة". (الدرالمختار).

قال ابن عابدينؒ: "(قوله: إن على وجه العبادة أو التعظيم، كفر، الخ) تلفيق لقولين، قال =

Maktaba Tul Ishaat.com

قدم بوسی

سوال[۹۱۸۲]: اعلیٰ حضرت! مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں شرعی رائے کا طلب گار ہوں، ازراہ کرم مدلل جواب سے نوازیں، اگر چہ رائے ہی مقلد کے لئے کافی ہے، مگر چونکہ بعض اناڑی قسم کے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے، یہی وجہ ہے کہ خلافِ ادب مدلل جواب کے لئے لکھ رہا ہوں، امید ہے کہ گستاخی معاف ہوگی:

قدم بوسی کے بارے میں: "طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح" میں ہے:

"وورد فی أحادیث ذکرها البدر العینی مایفید أن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کان یقبل یده ورجله ..... فعلم من مجموع ما ذکرنا إباحة تقبیل الید والرجل والکشح والرأس والجبهة والشفتین وبین العینین، ولٰکن کل ذلك إذا کان علی وجه المبرة والإکرام. وفی الهدایة: ویکره أن یقبل الرجل فم الرجل أو یده أوشیئاً منه أو یعانقه فی إزار واحد. وقال

= الزیلعی: وذکر الصدر الشهیدأنه لا یکفر بهذا السجود؛ لأنه یرید به التحیة. وقال شمس الأئمة السرخسی: إن کان لغیراللہ تعالی علی وجه التعظیم، کفر، الخ. وقال القهستانی: وفی الظهیریة: یکفر بالسجدة مطلقاً. وفی الزاهدی: الإیماء فی السلام إلی قریب الرکوع کالسجود. وفی المحیط: أنه یکره الانحناء للسلطان وغیره، الخ. وظاهر کلامهم إطلاق السجود علی هذا التقبیل". (ردالمحتار: ۳۸۳/۶، فصل فی الاستبراء وغیره، کتاب الحظر والإباحة، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۳۶۹/۵، الباب الثامن والعشرون فی ملاقاة الملوک والتواضع لهم وتقبیل أیدیهم أوید غیرهم وتقبیل رجل ووجه، رشیدیه)

"وفی القهستانی: الإیماء فی السلام إلی قریب الرکوع کالسجود. وفی العمادیة: ویکره الانحناء؛ لأنه یشبه فعل المجوس..... وفی المجتبی: الإیماء بالسلام إلی قریب الرکوع کالسجود، والانحناء مکروه". (مجمع الأنهر وملتقی الأبحر: ۲/ ۵۰۰، کتاب الکراهیة، فصل فی أحکام النظرونحوه، داراحیاء التراث العربی بیروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

أبويوسف رحمه الله تعالىٰ: لابأس بذلك كله". ص: ١٧٥ (١)۔

وفيه أيضاً: "وأما المعانقة، فقالا بكراهتها، ويبيح: أى أبويوسف رحمه الله تعالىٰ للرجل معانقته مثله وتقبيله للمبرة بلا شهوة". ص:١٧٥ (٢)۔

ان عبارتوں پر نظر رکھتے ہوئے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ صاحبِ طحطاوی کا مکروہ کہنا طرفین کے قول کی بنا پر ہے، مگر تقبیل اور معانقہ کے بارے میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے، بلکہ ترکِ قدم بوسی اگر باعثِ اختلاف ہو اور افتراق بین الاقارب اور قطعِ رحم کا سبب ہو تو مستحب ہے، جیسا کہ قیام کے متعلق:

"قال ابن وهبان في شرحه: والقيام يستحب في زماننا، لما يورث تركُه من الحقد والبغضاء". طحطاوى، ص: ١٧٥ (٣)۔

کیا ان کی رائے صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

جو شخص واجب الاکرام ہو، اس کی قدم بوسی کی اجازت ہے، لیکن اعتقاد میں غلو نہ ہو، اور سجدہ کی ہیئت نہ ہونے پائے:

" طلب من عالم أو زاهد أن يدفع إليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبّله، أجابه. وقيل: لا يرخص فيه"(٤)۔

عبارتِ منقولہ سے معلوم ہوا کہ اس میں دو قول ہیں: ایک میں اجازت ہے، وهو الأوسع۔ دوسرے میں ممانعت ہے، وهو الأورع۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(١) (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ٣١٩، كتاب الصلوة، فصل فى صفة الأذكار، قديمى)

(٢) (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوة، فصل فى صفة الأذكار، ص: ٣٢٠، قديمى)

(٣) (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، المصدر السابق)

(٤) (الدرالمختار: ٦/٣٨٣، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، سعيد)

"طلب من عالم أو زاهد أن يدفع إليه قدمه ليقبله، لا يرخص فيه ولا يجيبه إلى ذلك عند البعض، وذكر بعضهم: يجيبه إلى ذلك". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية: ٥/٣٦٩، الباب الثامن والعشرون فى ملاقاة الملوك والتواضع لهم، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

تقبیل یدین ورجلین

السوال[۹۱۸۳]: ماتقولون فی تقبیل القدمین والیدین، وما ثبوته، ولمن یجوز، ولمن لا یجوز، ومن أیّ جهة؟ ولتکن الجوابات کلها من أجزاء السوالات بالدلائل المنقولة عن الکتب المشهورة مع الحوالات بالصفحات۔

المستفتی: فدوی محمد بدرالدجی عفی عنہ، ضلع چاٹگام۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"ولا بأس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرك، درر. ونقل المصنف عن الجامع أنه لا بأس بتقبیل ید الحاکم المتدین و السلطان العادل. وقیل: سنة، مجتبی. وتقبیل رأسه: أی العالم أجود، کما فی البزازیة. ولا رخصة فیه: أی فی تقبیل الید لغیرهما: أی لغیر عالم وعادل، هوالمختار، مجتبی. وفی المحیط: إن لتعظیم إسلامه وإکرامه، جاز، وإن لنیل الدنیا کره. طلب من عالم أو زاهد أن یدفع إلیه قدمه ویمکنه من قدمه لیقبله، أجابه. وقیل: لایرخص فیه، الخ". الدرالمختار۔

قال الشامی: "(قوله: أجابه) لما أخرجه الحاکم أن رجلاً أتی النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، فقال: یارسول اللّٰه! -صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم- أرنی شیئاً، أزداد به یقیناً، فقال: "اذهب إلی تلك الشجرة، فادعها". فذهب فقال: إن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یدعوك، فجاء ت حتّٰی سلمت علی النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم، فقال: لها: "ارجعی". فرجعت. قال: ثم أذن له، فقبّل رأسه ورجلیه". وقال: "لو کنت امر أحداً أن یسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها". وقال صحیح الإسناد، الخ". من الرسالة الشرنبلالیة، الخ". ردالمحتار علی در المختار، کتاب الخطر والإباحة: ۳۳۷/۵(۱)۔ فقط

---

(۱) (ردالمحتار: ۳۸۳/۶، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی الاستبراء وغیره، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۳۶۹/۵، الباب الثامن والعشرون فی ملاقاة الملوك، رشیدیه)

سوال: "قدم اور ہاتھ چومنے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس کا ثبوت کیا ہے کس کے لئے جائز اور کس کے لئے =

Maktaba Tul Ishaat.com

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ العبد محمود گنگوھی عفا اللہ عنہ، معین المفتی بمدرسۃ مظاہر علوم سہارنفور، الہند۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، المبتلی بأمانة الإفتاء بالمدرسة العالية المشتهرة بمظاهر علوم، الواقعة ببلدة سهارنفور، یوبی، ۷/ جمادی الأولیٰ/ ۶۷ھ۔

ماں کے پیروں کو تعظیماً چھونا

سوال[۹۱۸۴]: کیا اسلامی اصول کے مطابق تعظیماً ماں کے پیر چھونا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث سے دلیل عنایت فرمائیں۔

= ناجائز اور کس وجہ سے؟

جواب: ''عالم صاحب ورع کے ہاتھ کو بوسہ دینا بطور تبرک اس میں کچھ حرج نہیں، دُرر۔ اور مصنف نے جامع سے نقل کیا ہے کہ دیانت دار حاکم اور سلطانِ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں اور کہا گیا ہے کہ سنت ہے مجتبیٰ۔ اور ان کے علاوہ (لوگوں) کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت نہیں۔ یہی مختار ہے۔ (مجتبیٰ) اور محیط میں ہے کہ اگر اس کے اسلام کی تعظیم اور اس کے اکرام کی بناء پر ہو تو جائز ہے اور اگر حصول دنیا کے لئے ہو تو مکروہ ہے۔ کسی عالم یا زاہد سے ان کے قدم کے بوسہ دینے کی اجازت طلب کی گئی تو ان کو اس کا موقع دے دینا چاہیے اور کہا گیا ہے کہ اس کی اجازت نہیں۔ اھ۔ درمختار۔ شامی نے درمختار کے قول اجابہ (اس کا موقع دے دے) کے تحت لکھا ہے کہ حاکم نے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایسی چیز دکھایئے جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس درخت کو بلا لاؤ وہ گیا اور اس درخت سے کہا کہ تجھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا رہے ہیں، اس پر وہ حاضر خدمت ہوا اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ وہ چلا گیا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو اجازت دی، اس نے آپ کے سرِ مبارک اور قدمینِ مبارکین کو بوسہ دیا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حاکم نے اس روایت کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ اھ۔ رسالہ شرنبلالی سے یہ ماخوذ ہے۔ ردالمحتار علی الدرالمختار: ۵/ ۳۳۷، باب الحظر والإباحة فقط۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

تعظیم کے لئے ماں کے پَیروں کو چھونا قرآن پاک کی کسی آیت اور حدیث شریف کی کسی روایت میں نہیں دیکھا، یہ اسلامی تعظیم نہیں، بلکہ غیروں کا طریقہ ہے جس سے بچنا چاہیے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

والدین کی قدم بوسی

سوال[۹۱۸۵]: والدین، مرشد، اساتذہ کی بخیالِ خیر قدم بوسی کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

والدین، اساتذہ، مشائخ کی قدم بوسی کی اجازت ہے بشرطیکہ سجدہ کی ہیئت نہ پیدا ہوجائے، اور دیکھنے والوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ یہ سجدہ کررہا ہے، ورنہ اجازت نہیں(۲)۔اور احتیاط کا تقاضا بھی ہے کہ ان کی بھی قدم بوسی نہ کی جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۲/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۲/۸۸ھ۔

پیر یا والدین کے پَیر کو چومنا

سوال[۹۱۸۶]: پیر یا والدین یا استاد کے پاؤں کو محبت یا عزت سے بوسہ دینا یا ہاتھ لگا کر ملنا کیسا ہے؟

---

(۱) چونکہ اس میں جھکنا پڑتا ہے جس سے رکوع اور سجدہ کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، اس لئے یہ درست نہیں، راجع للتخریج، ص: ۱۲۷، رقم الحاشیة: ۲، وص: ۱۲۴، رقم الحاشیة: ۲. واللہ اعلم بالصواب.

البتہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''ظاہراً قواعد سے تفصیل معلوم ہوتی ہے کہ اگر ممسوح متبرک، متقی ہو اور ماسح متبع سنت، صحیح العقیدہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔واللہ اعلم''۔(إمداد الفتاوی: ۴/۲۷۹، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (جواہر الفقہ، دست بوسی وقدم بوسی، اقوال فقہاء، سوال دوم: ۱/ ۲۰۰، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

(۲) (راجع، ص: ۱۲۷، رقم الحاشیة: ۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

۱..... پاؤں کو چومنے میں بسا اوقات سجدہ کی صورت ہو جاتی ہے، نیز دوسروں کے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ ہے کہ وہ تعظیم میں غلو کریں گے، لہٰذا احتیاط یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی، مدرسہ مظاہر علوم، ۵۶/۱۲/۲۶ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۹/ ذی الحجہ/ ۵۶ھ۔

عورت کا شوہر کے پیروں کو چھونا

سوال[۹۱۸۷]: کیا بیوی شوہر کے پیر چھو سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پیر چھونا اسلامی تعظیم نہیں ہے، بلکہ غیروں کا طریقہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۰/۴۱ھ۔

بڑوں کے پیر پکڑ کر دعائیں لینا

سوال[۹۱۸۸]: زید اپنے بچوں سے کہتا ہے کہ ماں، دادا، دادی وغیرہ کے پیر پکڑ کر ان سے

---

(۱) "وفی رسالة المصافحة للشرنبلالی عن شیخ مشایخه الحانوتی: التحیة بالرکوع، واسترخاء الرأس مکروهة لکل أحد مطلقاً". (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی صفة الأذکار، ص: ۳۲۰، قدیمی)

"طلب من عالم أوزاهد أن یدفع إلیه قدمه لیقبله، لایرخص فیه". (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الثامن والعشرون فی ملاقاة الملوک والتواضع لهم: ۳۶۹/۵، رشیدیه)

(وکذا فی جواهر الفقة، باب دست بوسی وقدم بوسی، اقوال فقہاء، سوال دوم: ۲۰۰/۱، مکتبه دارالعلوم کراچی)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیره: ۳۸۳/۶، سعید)

(۲) اس چھونے کی حالت میں رکوع کی اقرب ہیئت بن جاتی ہے، جو کہ ناجائز ہے، (کما تقدم تخریجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

Maktaba Tul Ishaat.com

دعائیں لو، اس لئے کہ وہ نیک اور بزرگ ہستیاں ہیں، مثلاً: عید وغیرہ کے موقع پر، یا سفر میں آنے جانے کے وقت۔ تو یہ پیر پکڑنا کیا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

تبرکاً وتعظیماً کسی بزرگ کے پیر کو بوسہ دینے کی اجازت ہے جبکہ سجدہ کی ہیئت پیدا نہ ہو اور عقیدہ بھی خراب نہ ہو(۱)۔ پَیر پکڑنا جس کو ''پیر لاگن'' بھی کہتے ہیں، یعنی صرف پَیر وں کو چھو لینا یہ برہمنوں کے یہاں تعظیم کا رواج اور ان کا شعار ہے، اس سے پرہیز لازم ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۹۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، ۱۹/۱/۹۵ھ۔

پَیر پکڑ کر معافی مانگنا

سوال[۹۱۸۹]: پیر پکڑ کر معافی مانگنا اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ پیر پکڑنے میں جھکنا پڑتا ہے اور کسی کے سامنے جھکنا درست نہیں ہے۔ پس اگر جائز ہے تو اچھا ہے یا نہیں؟

---

(۱) "عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رجل: يارسول الله! -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- الرجل منا يلقى أخاه أو صديقه أينحني له؟ قال: "لا". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، ص: ۴۰۱، قديمي)

"الانحناء للسلطان أو لغيره مكروه؛ لأنه يشبه فعل المجوس". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن والعشرون: ۳۶۹/۵، رشيديه)

"وأما تقبيل يد صاحبه عند اللقاء فمكروه بالإجماع، وكذا مايفعلونه من تقبيل الأرض بين يدى العلماء، والعظماء، فحرام، والفاعل والراضي به آثمان؛ لأنه يشبه عبادة الوثن". (الدرالمختار)

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "وفي الزاهدي: الإيماء في السلام إلى قريب الركوع كالسجود، وفي المحيط: أنه يكره الأنحناء للسلطان وغيره، اهـ. وظاهر كلامهم إطلاق السجود على هذا التقبيل". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره: ۳۸۳/۶، سعيد)

(۲) "وعنه (أى ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم فهو منهم". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۳۷۵، كتاب اللباس، الفصل الثاني، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

معافی مانگنے کے لئے پیر پکڑنا کہیں نظر سے نہیں گزرا، بظاہر تو یہ برہمن کی تعظیم ہے، بغیر معافی کے بھی ان کے یہاں کسی کے پیر چھونے کا رواج ہے جس کو ''پیر لاگن'' کہتے ہیں بطور کسی عالم زاہد کے پیر کو بوسہ دینا مصرح ہے:

"طلب من عالم أو زاهدٍ أن يدفع إليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبله، أجابه"(۱)۔

مگر اس کے مقابلہ میں دوسرا قول بھی ہے: "وقيل: لا يرخص فيه، اهـ". درمختار(۲)۔

اس کے ثبوت میں علامہ شامی نے: ۵/۲۴۵، میں لکھا ہے:

"أخرجه الحاكم أن رجلاً أتى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال: يارسول الله! أرني شيئاً أزداد به يقيناً. فقال: "اذهب إلى تلك الشجرة فادعها". فذهب إليها، فقال: إن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يدعوك. فجاءت حتى سلّمت على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال لها: "ارجعي" فرجعت. قال: ثم أذن له فقبل رأسه ورجليه". وقال: "لوكنت آمراً أحداً أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها". وقال: صحيح الإسناد. من رسالة الشرنبلالي، اهـ"(۳)۔

مگر ایسی ہیئت نہ ہو کہ سجدہ کی شکل بن جائے (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

والدین یا استاد کی قبر کو بوسہ دینا

سوال[۹۱۹۰]: پیر یا والدین یا استاد کی قبر کو پیار یا عزت سے بوسہ دینا عندالشرع الشریف کیا حکم ہے، جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في الاستبراء وغيره: ۶/۳۸۳، سعيد)

(۲) (الدرالمختار، المصدر السابق)

(۳) (الدرالمختار مع ردالمحتار، المصدر السابق)

(۴) (راجع، ص: ۱۲۷، رقم الحاشية: ۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ناجائز ہے:

"ولا يمس القبر ولا يقبّله، فإنه من عادة أهل الكتاب، ولم يعهد الاستلام إلا للحجر الأسود والركن اليماني خاصةً، اهـ". طحطاوی، ص: ۲۳۱(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی، مدرسہ مظاہر علوم، ۲۶/۱۲/۵۶ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۹/ ذی الحجہ/ ۵۶ھ۔

امرد کا بوسہ بلا شہوت

سوال[۹۱۹۱]: ایک مولوی صاحب کی زبانی سنا ہے کہ امرد کا بوسہ لینا بغیر شہوت کے جائز ہے۔ اور تقویت کے لئے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کنز الدقائق کے حاشیہ پر بھی لکھا ہے۔ سو مذکورہ مسئلہ کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا امرد کا بوسہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور کنز کے حاشیہ پر ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

میں نے کنز الدقائق کے حاشیہ پر یہ مسئلہ نہیں دیکھا، ان سے عبارت یا باب وغیرہ کا حوالہ لیکر لکھیں تو اس کو دیکھا جائے۔ تقبیل کی اقسام، درمختار، کتاب الخطر والإباحة میں فصل فی البیع سے کچھ

---

(۱) (حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح، ص: ۶۲۰، فصل فی زيارة القبور، قديمی)

"وفی القنية: قال أبو الليث: لا يعرف وضع اليد على القبر سنةً ولا مستحباً، ولا نرى به بأساً. وقال علاء الدين التاجری: هكذا وجدناه من غير نكير من السلف. وقال شرف الأئمة: بدعة. وعن جار الله العلامة: مشايخ مكة ينكرون ذلك ويقولون: إنه عادة أهل الكتاب. وفی إحياء علوم الدين: إنه من عادة النصاری، انتهى. ولا شك أنه بدعة لاسنة فيه ولا أثر عن صحابی ولا عن إمام ممن يعتمد عليه فيكره، ولم يعهد الاستلام فی السنة إلا للحجر الأسود والركن اليمانی خاصةً". (الحلبی الكبير، ص: ۶۰۸، مبحث زيارة القبور، سهيل اكيڈمی لاهور)

"ومن البدع وضع اليد على القبر". (ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر: ۱/۱۸۸، فصل فی الصلاة على الميت، دارإحياء التراث العربی بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

قبل مذکور ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "(فائدة) قيل: التقبيل على خمسة أوجه: قبلة المودّة للولد على الخد، وقبلة الرحمة لوالديه على الرأس، وقبلة الشفقة لأخيه على الجبهة، وقبلة الشهوة لمرأته وأمَته على الفم، وقبلة التحية للمؤمنين على اليد. وزاد بعضهم قبلة الديانة للحجر الأسود، جوهرة". (الدرالمختار على ردالمحتار: ۳۸۴/۶، كتاب الخطر والإباحة، سعيد)

مذکورہ عبارت میں امرد کو بوسہ دینے کا ذکر نہیں، لہٰذا خوفِ فتنہ کی وجہ سے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

باب الترضی والترحم

(رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام کہنے کا بیان)

"علیه السلام" و"رضی اللّٰه عنه" کا استعمال

سوال[۹۱۹۲]: "علیه السلام" کہنا کیا انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر فرشتوں، مثلاً: جبرئیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام کیوں کہا جاتا ہے؟ اسی طرح سنا گیا ہے کہ "رضی اللّٰه عنه" صحابہ کرام کے لئے خاص ہے، مگر بعض عوام اور بعض بزرگانِ دین کو سنا گیا ہے کہ وہ صحابہ کرام کے علاوہ دیگر حضرات، مثلاً: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بریلوی حضرات اعلیٰ حضرت کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ تو یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

سلام، دعائیہ کلمہ ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے غیرِ انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی بولا جاسکتا ہے(۱)،

---

(۱) "وأما السلام، فقال الشيخ أبو محمد الجويني من أصحابنا: هو في معنى الصلوة، فلا يستعمل في الغائب، ولا يفرد به غير الأنبياء، فلا يقال: عليٌّ عليه السلام، وسواء في هذا الأحياء والأموات. وأما الحاضر فيخاطب به فقال: سلامٌ عليك، والسلام عليك، أو عليكم، وهذا مجمع عليه، انتهى ما ذكره. قلت: وقد غلب هذا في عبارة كثير من النساخ لكتب أن يفرد عليٌّ رضي الله عنه بأن يقال: عليه السلام من دون سائر الصحابة، أو كرم الله وجهه. وهذا وإن كان معناه صحيحاً، ولكن ينبغي أن يسوى بين الصحابة في ذلك، فإن هذا من باب التعظيم والتكريم، فالشيخان وأمير المؤمنين عثمان أولى بذلك منه رضي الله عنهم أجمعين". (تفسير ابن كثير، (سورة الأحزاب: ٥٦): ٤/٥١٧، سهيل اكيڈمی لاهور)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (كشف الباري عما في صحيح البخاري للشيخ سليم الله خان دامت=

Maktaba Tul Ishaat.com

ہمیشہ وقتِ ملاقات اس کی تعلیم بھی دی گئی ہے:"السلام علیکم وعلیکم السلام"(۱)۔ پنجگانہ نمازوں کے ختم پر امام اور مقتدی سب ہی کہتے ہیں:"السلام علیکم ورحمة اللّٰہ" اس میں امام اور مقتدی، نیز ملائکہ کی

= فیوضهم، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة الذاریات، کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ "علیه السلام" لکھنا جائز ہے، ص: ۶۲۲، مکتبه فاروقیه کراچی)

(۱) "عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما أن رجلاً سأل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: أیّ الإسلام خیرٌ؟ قال: "تطعم الطعام، وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف". (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب إفشاء السلام من الإسلام: ۹/۱، قدیمی)

"أن الطفیل بن أبی بن کعب أخبره أنه کان یأتی عبد الله بن عمر رضی الله عنهما فیغدو معه إلی السوق، قال: فإذا غدونا إلی السوق لم یمرّ عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما علی سقّاط ولا علی صاحب بیعة ولا مسکین ولا أحد إلا سلّم علیه ..... قال: وأقول: اجلس بناهنا نتحدث، قال: فقال لی عبدالله ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما: یا أبابطن! –وکان الطفیل ذابطن– إنما نغدو من أجل السلام نسلّم علی من لقینا". (مؤطأ الإمام مالک، کتاب الجامع، باب جامع السلام، ص: ۷۲۵، میر محمد)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (کتاب الأذکار للنووی رحمه الله، کتاب السلام والاستئذان وتشمیت العاطس وما یتعلق بها، باب فضل السلام والأمر بإفشائه، ص: ۳۰۵، دار البیان، بیروت)

"عن أبی أمامة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "إن أولی الناس بالله من بدأ بالسلام". رواه أحمد و أبو داؤد والترمذی". (مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب السلام، الفصل الثانی، ص: ۳۹۸، قدیمی)

"و عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "للمسلم علی المسلم ست بالمعروف: یسلم علیه إذا لقیه". الحدیث. (مشکاة المصابیح، باب السلام، الفصل الثانی، ص: ۳۹۸، قدیمی)

"والأفضل للمسلم أن یقول: السلام علیکم و رحمة الله و برکاته، والمجیب کذلک یرد..... و یأتی بواو العطف في قوله: وعلیکم السلام". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام: ۳۲۵/۵، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

نیت کی جاتی ہے(۱)۔کوئی شخص کسی کا سلام پہونچائے تو کہا جاتا ہے: "علیه و علیکم السلام"(۲)۔

اصولِ فقہ کی مشہور کتاب، اصول الشاشی کے شروع میں ہے:"والسلام علی أبی حنیفة وأحبابه رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم" (۳)۔

قرآن کریم "سورۂ لم یکن" میں نیکوکار مؤمنین کے لئے ارشاد فرمایا گیا: ﴿رضی اللّٰه عنهم﴾(٤) صحابہ کرام کی تخصیص نہیں، لیکن عرفاً یہ لفظ صحابہ کرام کے لئے مستعمل ہوتا ہے، پس جہاں غیرِ صحابی کے ساتھ التباس ہوتا ہو، وہاں غیر صحابی کے لئے بولنے سے احتراز (بچنا) چاہئے۔

اعلیٰ حضرت کے معتقدین ان کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل اور بعض ان کو صحابہ کرام کا مظہرِ اتم قرار دیتے ہیں جیسا کہ "وصایا شریف" کے مختلف ایڈیشنوں سے ظاہر ہے، وہاں احتراز لازم ہے(۵)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "(ثم يسلم بتسليمتين) و يقول: السلام عليكم و رحمة الله، كذا في المحيط ." (فتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث فى سنن الصلاة، الخ : ۱/۷۶، رشيديه)

(۲) "و يستحب أن يرد على المبلّغ أيضاً، فيقول: و عليك و عليه السلام". (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۲/۴۱۵، فصل فى البيع، سعيد)

(۳) (أصول الشاشي، ص:۵، قديمى)

(۴) (سورة البينة :۸)

(۵) "يستحب الترضى والترحم على الصحابة والتابعين فمن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار، فيقال: رضى الله عنه، أو رحمه الله، ونحو ذلك. وأما ما قاله بعض العلماء: إن قوله: رضى الله عنه مخصوصٌ بالصحابة، ويقال فى غيرهم: رحمه الله فقط، فليس كما قال، ولا يوافق عليه، بل الصحيح الذى عليه الجمهور استحبابه، ودلائله أكثر من أن تحصر. فإن كان المذكور صحابياً ابن صحابى قال: قال ابن عمر رضى الله عنهما، وكذا ابن عباس، وابن الزبير، وابن جعفر، وأسامة بن زيد ونحوهم، يشمله وأباه جميعاً". (كتاب الأذكار للنووى رحمه الله، باب الصلوة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله تعالىٰ عليهم وسلم، فصل: يستحب الترضى والترحم على الصحابة والتابعين، ص:۱۶۰، دارالبيان بيروت) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

اہلِ بیت کے لئے "علیہ السلام" کا استعمال

سوال[۹۱۹۲]: زید امام عالی مقام امام حسین کے ساتھ "علیہ السلام" کہتا ہے، لیکن عمر منع کرتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ علمائے اہلِ سنت اور اربابِ فتاویٰ تو صلوٰۃ پر پابندی لگاتے ہیں کہ غیر انبیاء کو اصالۃً صلوٰۃ نہیں بھیج سکتے، "علیہ السلام" پر کوئی پابندی نہیں لگاتے، کتبِ فقہ: شامی وعالمگیری وغیرہ(۱)۔ نیز حضرات حسنین کو "علیہ السلام" کہنے کے بہت سے دلائل ہیں، چنانچہ:

۱-آیتِ قرآنی: ﴿سلام علی إلیاسین﴾ کی دوسری قرأت امام نافع مدنی اور ابن عامر سے: ﴿سلام علی ال یاسین﴾ ہے، جس کی تفسیر میں مفسر ابن کثیر: "یعنی "آل محمد" لکھتے ہیں(۲) اور تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بھی ایسا ہی ہے(۳)۔ چونکہ حضرات حسنین آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، لہذا ان کے ساتھ "علیہ السلام" کہنا قرآن سے ثابت ہے۔

= "(ویستحب الترضی للصحابة رضی الله عنهم) وكذا من اختُلف فی نبوته كذی القرنين ولقمان". (الدرالمختار). "(قوله: ويستحب الترضي للصحابة)؛ لأنهم كانوا يبالغون فی طلب الرضاء من الله تعالىٰ، ويجتهدون فی فعل ما يرضيه، ويرضون بما يلحقهم من الابتلاء من جهته أشد الرضاء، فهولاء أحق بالرضا، وغيرهم لا يلحق أدناهم ولو أنفق ملء الأرض ذهباً". (ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۷۵۴/۶، سعيد)

(۱) "ولا يصلى على غير الأنبياء و لا غير الملائكة إلا بطريق التبع". (ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۷۵۳/۶، سعيد)

(وكذا فی الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية،مسائل شتى : ۴۴۶/۶، رشيديه)

(۲) ﴿سلام على إل ياسين﴾ كما يقال فی إسماعيل: إسماعين، وهی لغة بنی أسد ..... وقرأ اخرون ﴿سلام على إدراسين﴾ وهی قرأة ابن مسعود رضی الله تعالىٰ عنه. وقرأ اخرون: ﴿سلام على آل ياسين﴾ يعنی آل محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". (تفسير ابن كثير، (الصافات: ۱۳۰): ۲۸/۴، مكتبة دارالسلام)

(۳) "﴿سلام﴾ منا سعادة و سلامة ﴿على آل ياسين﴾ على آل محمد عليه السلام". (تفسير ابن عباس على هامش الدر المنثور، (الصافات) : ۳۴۵/۴، مؤسسة الرسالة بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲-مفسرین میں امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر میں حضرات حسنین کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" لکھا ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ تعالیٰ جو فقہ حنفی میں صاحب ہدایہ سے بھی بلند پایہ ہیں، انہوں نے احکام القرآن میں جابجا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "علیہ السلام" لکھا ہے۔

۳-امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جو بالاتفاق امام المحدثین ہیں، انہوں نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں متعدد جگہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ "علیها السلام" لکھا ہے، دیکھئے: فتح الباري على هامش صحيح البخاري، جلد اول، ص: ۵۶، ۵۴۳، ۵۲۶، جلد دوم، ص: ۵۷۶، ۶۰۰، ۶۱۰، جلد ہفتم، ص: ۵۳، ۱۱۴، ۲۳۶، ۳۴۵، ۳۴۷، ۳۵۵، ۳۵۷۔

۴-امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے الأدب المفرد مطبوعہ دارالاشاعت، مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی، میں لکھا ہے:

"عن عدی بن ثابت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: سمعت البراء یقول: رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم والحسن صلوات اللّٰہ علیه علی عاتقه هو یقول: "اللّٰهم! إنی أحبه فأحبه"(۱)۔

۵-امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں لکھتے ہیں:

"مرّ بحسن بن علی علیهما السلام" ملاحظہ ہو: "سنن أبی داؤد، مطبع قادری دهلی، ص: ۹۳، ۹۴، جلد اول(۲)۔

۶-شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ "شرح تراجم بخاری" میں لکھتے ہیں: "من قتل الحسین علیه السلام"۔ شرح تراجم ابواب بخاری، ص: ۳۲، ہمراہ صحیح البخاری، مطبوعہ رشیدیہ کتب خانہ دہلی (۳)۔

---

(۱) (الأدب المفرد، باب حمل الصبی علی العاتق، ص: ۴۵، رحمانیه لاهور)

(۲) (السنن لأبی داؤد، کتاب الصلوة، باب فی الرجل یصلی عاقصاً شعره: ۱/۲۲، إمدادیه)

(۳) (رسالة شرح تراجم، أبواب صحیح البخاری فی مقدمة صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ماقیل فی قتال الروم: ۱/۳۲، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

ان کے علاوہ اس کثرت سے علمائے اہل سنت نے حضرات حسنین کے ساتھ "علیہ السلام "لکھا ہے جس کا شمار مشکل ہے۔

علمائے دورِ حاضر کے محققین نے بھی ان حضرات کو "علیہ السلام"لکھا ہے، مثلاً: مولانا شبلی نعمانی ''سیرۃ النبی'' میں، مولانا سید سلیمان ندوی ''خطباتِ مدراس'' میں، مولانا ابوالکلام آزاد ''شہید اعظم'' میں، مولانا عبدالسلام ندوی ''اسوۂ صحابہ'' وغیرہ میں۔

مذکورہ دلائل کے ہوتے ہوئے عمر کا ان حضرات کو "علیہ السلام" کہنے سے روکنا صحیح ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث وفقہ سے ثبوت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

فی نفسہ "السلام علیہ" یا "علیہ السلام" نبی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، غیر نبی کے لئے بھی استعمال کرنا درست ہے، اس کے لئے معصوم ہونا بھی ضروری نہیں ہے، چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مواقع میں اس کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ اصولِ فقہ کی درسی کتاب ''اصول الشاشی'' کے شروع میں مصنف نے لکھا ہے: "والسلام علی أبی حنیفة وأحبابه "(۱)۔ اس کو بھی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال میں پیش فرمایا ہے اور جلیل القدر محدثین کے حوالے بھی دیئے ہیں (۲)، مگر شرح فقہ اکبر، ص:۲۰۴، میں ہے:

"و فی الخلاصة أیضاً: إن فی الأجناس عن أبی حنیفة رحمه الله تعالیٰ: لا یصلی علی غیر الأنبیاء والملائکة، و من صلی علی غیرهما لا علی جهة التبعیة، فهو غال من الشیعة التی سُمّیت بالروافض، انتهیٰ. و مفهومه أن حکم السلام لیس کذلك، و لعل وجهه أن السلام تحیة أهل الإسلام، و لا فرق بین "السلام علیه" و "علیه السلام" إلا أن قوله: علیٌّ علیه السلام من

---

(۱) (أصول الشاشی، ص: ۵، قدیمی)

(۲) ''لفظ سلام کا غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں، اس کی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ حدیث میں علی الخصوص ابوداؤد، صحیح بخاری میں حضرت علیؓ وحضرات حسنینؓ، وحضرت فاطمہؓ وحضرت خدیجہؓ وحضرت عباسؓ کے ذکر کے ساتھ لفظ علیہ السلام کا مذکور ہے''۔ (فتاویٰ عزیزی، باب الخلافة، عنوان: بارہ امام پر بالاستقلال درود کا فیصلہ، ص: ۲۳۵، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

شعار أهل البدعة، فلا يستحسن في مقام المرام، اهـ"(۱)۔

پس اگر کسی جگہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مثلاً "علیہ السلام" کہنا روافض کا شعار ہو کہ وہ معصوم مان کر ایسا کہتے ہوں تو اس شعار سے بچنے کے لئے دیگر اکابر حضرات ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت خدیجۃ الکبری، حضرت فاطمۃ الزہراء- رضی اللہ تعالیٰ عنہم و جمیع الصحابۃ- کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ اس لفظ کا استعمال کرلیا جائے، یا پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ بھی نہ استعمال کیا جائے جس سے کہ اہلِ باطل کے شعار سے تحفظ ہو جائے (۲)۔

احقر کے خیال میں یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں کہ اس کو محاذ بنا کر منظرِ کربلا پیش کردیا جائے۔ طرفین کے دلائل فراہم کرنے سے کچھ ایسا ہی اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ پاک ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۴/۹۰ھ۔

"علیہ السلام" اور لفظ "امام" کا استعمال

سوال[۹۱۹۳]: زید کہتا ہے کہ حدیث پاک: "من تشبه بقوم فهو منهم" (۳) کی روشنی میں ہم اہل السنۃ والجماعت کو ہر اس چیز سے بچنا چاہئے جو کسی قوم کا خاصہ اور شعار ہو، مثلاً: رافضیوں کا شعار ہے کہ وہ حضرات حسنین کے لئے "علیہ السلام" کہتے ہیں اور جب اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں تو حیدر علی، امام علی،

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۶۶، ۱۶۷، قديمی)

(۲) "قلت: و قد غلب هذا في عبارة كثير من النساخ للكتب أن ينفرد علي رضى الله تعالىٰ عنه بأن يقال: "عليه السلام" من دون سائر الصحابة، أو "كرم الله وجهه" . و هذا وإن كان معناه صحيحاً، لكن ينبغي أن يسوّي بين الصحابة في ذلك، فإن هذا من باب التعظيم والتكريم، فالشيخان وأمير المؤمنين عثمان أولى بذلك منه رضى الله تعالىٰ عنهم أجمعين". (تفسير ابن كثير، (سورة الأحزاب : ۵۶): ۳/۶۸۲، دار الفيحاء دمشق)

"والظاهر أن العلة في منع السلام ما قاله النووي في علة منع الصلاة: إن ذلك شعار أهل البدع". (ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى : ۶/۷۵۳، سعيد)

(۳) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۴، قديمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

حسن علی، حسین علی، جواد علی، باقر حسین، کاظم رضا، وغیرہ وغیرہ جیسے نام رکھتے ہیں (۱) اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جب اس قوم کا کوئی نام آتا ہے اور اس شخص کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ وہ سنی ہے یا شیعی تو فوراً اس طرف ذہن جاتا ہے کہ ہو نہ ہو، شیعہ ہو۔ کیونکہ روافض ان ناموں کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں رکھتے۔

بکر کہتا ہے کہ اچھے کاموں میں بُروں کی مشابہت بُری نہیں جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاوی عزیزی میں فرمایا ہے۔ اگر تشبہ برفض ہوتا تو علمائے اہل سنت وجماعت نے نہ تو یہ نام رکھے ہوتے اور نہ اپنی کتابوں میں کثرت سے ہر زمانہ میں "علیہ السلام" حضرات حسنین کے لئے استعمال کیا ہوتا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید وبکر میں حق پر کون ہے، ان حضرات کے لئے لفظ: "إمام" اور "علیہ السلام" کہنا اور اسمائے مذکورین کا نام رکھنا تشبہ برفض ہے یا نہیں، کوئی گناہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

شرح فقہ اکبر، ص: ۲۰۴، ملا علی قاری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ "علیه السلام" لکھنے کو شعارِ شیعہ واہل بدعت فرمایا ہے، اس لئے وہ منع فرماتے ہیں (۲)۔ صحابہ کے ساتھ "تـــرضـــی" اہل سنت

---

(۱) "وعنه: أی ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم" أی من شبه نفسه بالكفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷): ۸/۱۵۵، رشیدیه)

(۲) "أن قوله: علیّ علیه السلام من شعار أهل البدعة، فلا یستحسن فی مقام المرام". (شرح الفقه الأكبر للملاعلي القاری، ص: ۱۶۷، قدیمی)

"وأما السلام، فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحید عن الإمام الجوینی أنه فی معنی الصلاة، فلا یستعمل فی الغائب و لا یفرد به غیر الأنبیاء، فلا یقال: علیّ علیه السلام ..... والظاهر أن العلة فی منع السلام ما قاله النووي فی علة منع الصلاة: إن ذلک شعار أهل البدع". (رد المحتار، کتاب الخنثیٰ، مسائل شتی: ۶/۷۵۳، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

والجماعت کا شعار ہے(۱)، فتاوی عزیزی میں اس کی بھی اجازت ہے(۲)۔ابوداؤدشریف اور بخاری شریف کی اسانید میں ان کے اور چندناموں کے ساتھ "علیہ السلام" کا لفظ موجود ہے(۳)۔ہوسکتا ہے کہ یہ کسی جگہ مخصوص شعار ہو روافض کا، مگر عالمگیر شعار نہ ہو، لہٰذا جہاں شعار ہو وہاں بچنا چاہیئے، جہاں نہ ہو وہاں گنجائش دی جائے(۴)۔یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں کہ مستقل موضوع بحث بنایا جائے۔

جس نام کے معنی فی نفسہ صحیح ہوں مگر کسی علاقہ میں وہ نام غیروں کا شعار بن گیا تو اس سے احتراز چاہیئے، الّا یہ کہ وہ منصوص وماٴثور ہوں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

"علیہ السلام" وترضی وترحم

سوال[۹۱۹۴]: دورِ نبوت وصحابہ وتابعین میں حضرات انبیائے کرام کے لئے "علیہ السلام" اور صحابہ کرام کے لئے "رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ"، تابعین کے لئے "رحمہ اللّٰہ تعالیٰ" جیسے آج کل بولا جاتا ہے، بولا جاتا تھا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قرآن کریم نے صحابہ کرام کے لئے "رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم" کا لفظ استعمال کیا ہے(۵)، بعض

---

(۱) "(ويستحب الترضي للصحابة) وكذا من اختُلف في نبوته كذي القرنين و لقمان". (الدر المختار، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتى: ۶/۷۵۴، سعيد)

(۲) "لفظ سلام کا غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں، اس کی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ حدیث میں علی النصوص ابوداؤد، صحیح بخاری میں حضرت علیؓ وحضرات حسنینؓ، وحضرت فاطمہؓ وحضرت خدیجہؓ وحضرت عباسؓ کے ذکر کے ساتھ لفظ علیہ السلام کا مذکور ہے"۔(فتاوی عزیزی(اردو)، ص: ۲۳۵، باب الخلافة، سعيد)

(۳) في نسخةٍ على هامش صحيح البخاري: "قال: عليٌّ عليه السلام". (صحيح البخاري، كتاب التفسير، (سورة الزاريات): ۲/۷۱۹، (رقم الحديث: ۶)، قديمي)

(وسنن أبي داؤد، كتاب الصلوة، باب في الرجل يصلي عاقصاً شعره: ۱/۱۰۲، إمداديه)

(۴) "أقول: و كراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضاً، لكن لا مطلقاً، بل في المذموم و فيما قصد به التشبه بهم". (رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۶/۷۵۳، سعيد)

(۵) قال الله تعالىٰ: ﴿جزاؤهم عند ربهم جنات عدن تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها أبداً، رضي الله =

Maktaba Tul Ishaat.com

صحابہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ان کے وفات (شہادت) پر یہ لفظ ارشاد فرمایا ہے(۱) اور صحابہ وتابعین کے زمانہ میں ذرا زیادہ یہ لفظ مستعمل ہوا، پھر عام ہوگیا۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے لفظ "علیه السلام" دورِ نبوی ہی میں زیادہ مستعمل تھا، صحابہ کرام بھی استعمال فرماتے تھے اور بعد کے حضرات بھی۔ تابعین کے لئے لفظ "رحمه الله تعالیٰ" دور صحابہ میں بہت کم تھا، بعد میں زیادہ ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= عنهم و رضوا عنه، ذلک لمن خشي ربه﴾. (البينة: ۸)

(۱) ''حضرت وہب ابن قابوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں جو کسی وقت میں مسلمان ہوئے تھے اور اپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے، بکریاں چراتے تھے۔ اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے، پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ احد کی لڑائی پر گئے ہوئے ہیں، بکریوں کو وہیں چھوڑ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں ایک جماعت کفار کی حملہ کرتی ہوئی آئی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اِن کو منتشر کردے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے''۔ حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹا دیا۔ دوسری مرتبہ یہی صورت پیش آئی، تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوش خبری دی۔ اس کا سننا تھا کہ تلوار لے کر کفار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور شہید ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے وہب جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی، اور شہید ہونے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ وہب کے سرہانے کھڑے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ: ''اللہ تم سے راضی ہو، میں تم سے راضی ہوں''۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے دفن فرمایا، باوجودیکہ اس لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی زخمی تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے کسی کے عمل پر بھی اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہب کے عمل پر آیا، میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے یہاں ان جیسا اعمال نامہ لے کر پہنچوں۔ ان پر رشک اس خاص کارنامہ کی وجہ سے ہے کہ جان کو جان نہیں سمجھا، ورنہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرات اس سے کہیں بڑھے ہوئے ہیں''۔ (فضائل اعمال، حکایات صحابہ، باب ہفتم، حضرت وہب بن قابوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احد میں شہادت، ص: ۷۸، ۷۹، کتب خانہ فیضی لاہور)

Maktaba Tul Ishaat.com

ایضاً

حضرت صدر مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سوال[۹۱۹۵]: سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "علیہ السلام" کہنا، اس کے جواز کا فتویٰ دار العلوم سے صادر ہونا سخت حیرانی کا باعث ہے۔ غالباً کسی نومشق طالب علم نے فتوی کی ترتیب دی اور آپ حضرات نے بلاتعمق کے تصدیق فرما کر اہل سنت وجماعت کے کاز کو نقصان پہنچایا۔

قرآن کریم کا طریقہ یہ ہے کہ اس نے انبیاء کے اسماء کے ساتھ ''سلام''(۱) اور ذکرِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ''ترضی'' کا استعمال کیا ہے(۲)۔ اہل بدعات اور روافض سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خصوصیت سے "علیہ السلام" کہتے ہیں، ان کا عقیدہ عصمتِ اثناعشریہ سے بھی متعلق ہے۔

فقہاء اور مفسرین کی چند عبارتیں ملاحظہ فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں:

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے حجتِ شرعیہ بن سکتی تھی اگر دیگر فقہائے مجتہدین کی عبارات ان کا ساتھ دیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض خدمت ہے کہ خود فتاویٰ عزیزی کے قدیم نسخہ میں جو بنارس کے مولانا محمد ابراہیم صاحب مرحوم رحمہ اللہ تعالیٰ کے کتب خانہ میں دیکھا گیا جس میں تفصیل سے دس صفحات پر پھیلا کر جواز وعدمِ جواز ہر دو طرح کے دلائل قلمبند فرما کر کے اخیر میں اپنا قولِ فیصل یوں فرماتے ہیں:

۱ ..... ''پس واضح دلائل مثلِ آفتابِ نیمروز گردید که صلوة چه بلکه سلام هم بالاستقلال بر غیرِ انبیاء جائز نیست، وآنچه اسناد و شهود بر جوازِ سلام آوردند نمونهٔ اینست قابلِ تمسک نیستند، لاحتمال الوجوه الأخر فیها۔ وشاهد نص فی المطلوب باید به محتمل الوجوه، کما سبق. پس اثباتِ دعویٰ بآنها نتوان کرد غور باید کرد و انصاف باید داد، ورجال را بحق باید شناخت نه حق را بر جال''. فتاوی عزیزی

---

(۱) قال الله تعالیٰ:﴿ سلام علی نوح فی العالمین﴾ (سورة الصافات: ۷۹)

و قال الله تعالیٰ ﴿سلام علی إل یاسین﴾. (سورة الصافات: ۱۳۰)

و قال الله تعالیٰ : ﴿سلام علی إبراهیم﴾. (سورة الصافات: ۱۰۹)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿ رضی الله عنهم و رضوا عنه ﴾ (سورة البینة: ۸)

Maktaba Tul Ishaat.com

مخطوطه، ص: ۳۳۰، ۳۳۱ (۱).

۲.....تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

"أما إذا أفرد غيره من أهل البيت بالصلوة، فمكروه، وهو من شعار الروافض. و في الإكليل في توضيح الصلوة والسلام ناقلاً عن الإمام الجويني: إنه في معنى الصلوة، فلا يستعمل في الغائب و لا يفرد به غير الأنبياء، فلا يقال: عليّ عليه السلام. وبعد السطرين: قد بين علة المنع بحيث قال: والظاهر أن العلة في منع السلام ما قاله النووي في علة منع الصلوة: إن ذلك شعائر أهل البدع، ثم استشهد من شفاء القاضي عياض تركتها اختصاراً"(۲)۔

۳.....قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر مظہری میں بڑی وضاحت سے فرمایا ہے:

"لكن أهل الشرع من المحدثين والفقهاء اصطلحوا على اختصاص لفظ "الصلوة" بالأنبياء أو بنبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إلا تبعاً. و بناءً على هذا الاصطلاح قال مالك رحمه الله تعالىٰ: أكره الصلوة على غير الأنبياء. قال عياض رحمه الله تعالىٰ: هذا قول مالك و سفيان، وهو قول المتكلمين والفقهاء، قالوا: يُذكر غير الأنبياء بالرضىٰ و الغفران والرحمة".

"الصلوة على غير الأنبياء فلم يكن من المعروف، وإنما أحدثت في دولة بني هاشم يعني الخلفاء العباسية". ملخصاً۔

یہ تفسیر پارہ نمبر:۱۱، آیت: ﴿وصل عليهم﴾ الخ کے تحت منقول ہے(۳)۔

۴.....روح المعانی، پ نمبر۱۱: ﴿وصل عليهم﴾ کے تحت مفصل وضاحت مذکور ہے:

"فلا يقال: عليٌّ عليه السلام، بل يقال: رضي الله تعالىٰ عنه. والظاهر أن العلة في منع السلام ما قاله النووي في علة منع الصلوة من أن ذلك شعار أهل البدع، وأنه مخصوص في لسان السلف بالأنبياء والملائكة عليهم السلام"(٤)۔

---

(۱) (فتاویٰ عزیزی (اردو)، ص: ۲۳۷، باب الخلافة، سعيد)

(۲) (مدارک التنزیل، (سورة الأحزاب) : ۲/ ۳۵۴، قديمی)

(۳) (التفسير المظهري، (سورة التوبة : ۱۰۳)، ۴/۲۹۲، حافظ كتب خانه كوئٹه)

(۴) (روح المعاني : ۲۲/ ۸۶، تحت قوله تعالىٰ: ﴿صلوا عليه﴾ (سورة الأحزاب : ۵۶)، داراحياء بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

۵..... ''شفاء'' قاضی عیاض حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ میں سلام کی بحث میں بڑی صاف عبارت مل جائے گی۔ دیکھ لیں(۱)۔

---

(۱) قال القاضی رحمه الله: "عامة أهل العلم متفقون على جواز الصلوة على غير النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وروى عن ابن عباس: "أنه لاتجوز الصلوة على غير النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". وروى عنه: لاتنبغى الصلوة على أحد إلا النبيين. وقال سفيان: يكره أن يصلى إلا على نبى. ووجدت بخط بعض شيوخى: مذهب مالک أنه لايجوز أن يصلى على أحد من الأنبياء سوى محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وهذا غير معروف من مذهبه، وقد قال مالک فى المبسوط ليحيى بن إسحاق أكره الصلوة على غير الأنبياء، وماينبغى لنا أن نتعدى ما أمرنا به. قال يحيى بن يحيى: لست آخذ بقوله، ولا بأس بالصلوة على الأنبياء كلهم وعلى غيرهم، واحتج بحديث ابن عمر وبما جاء فى حديث تعليم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الصلوة عليه، وفيه: "وعلى أزواجه وعلى آله".

وقد وجدت معلقاً عن أبى عمران الفاسى: روى عن ابن عباس رضى اللهتعالىٰ عنهما كراهة الصلوة على غير النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قال: وبه نقول، ولم يكن يستعمل فيما مضى. وقد روى عبدالرزاق عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "صلوا على أنبياء الله ورسله، فإن الله بعثهم كما بعثنى". قالوا: والأسانيد عن ابن عباس لينة.

والصلوة فى لسان العرب بمعنى الترحم والدعاء، وذلک على الإطلاق حتى يمنع منه حديث صحيح أو إجماع، وقد قال تعالى: ﴿هو الذى يصلى عليكم وملكته﴾ [الأحزاب: ۴۳] الآية. وقال: ﴿خذ من أموالهم صدقةً تطهرهم وتزكيهم بها، وصل عليهم﴾ [التوبة: ۱۰۳]، الآية. وقال: ﴿أولئک عليهم صلوت من ربهم ورحمة﴾ [البقرة: ۱۵۷].

وقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "اللهم صل على آل أبى أوفى". وكان إذا أتاه قوم بصدقتهم قال: "اللّٰهم صلى على آل فلان". وفى حديث الصلوة: "اللّٰهم صلى على محمد وعلى أزواجه وذريته". وفى آخر: "وعلى آل محمد". قيل: أتباعه وقيل: أمته، وقيل: آل بيته، وقيل: الأتباع والرهط والعشيرة، وقيل: آل الرجل ولده، وقيل: قومه، وقيل: أهله الذين حرمت عليهم الصدقة.

وفى رواية أنس سئل النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من آل محمدٍ؟ قال: "كل تقى". ويجى على مذهب الحسن أن المراد بآل محمدٍ محمد نفسه، فإنه كان يقول فى صلاته على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "اللهم اجعل صلواتک وبركاتک على آل محمدٍ". يريد نفسه؛ لأنه كان لايخل =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= بالفرض ویأتی بالنفل؛ لأن الفرض الذی أمر الله تعالیٰ به هو الصلوة علی محمد نفسه، وهذا مثل قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : "لقد أوتی مزماراً من مزامیر آل داؤد". یرید من مزامیر داؤد.

وفی حدیث أبی حمید الساعدی فی الصلوة: اللّٰهم صل علی محمد وأزواجه وذریته". وفی حدیث ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما أنه کان یصلی علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعلی أبی بکر وعمر". ذکره مالک فی المؤطا من روایة یحیی الأندلسی. والصحیح من روایة غیره ویدعو لأبی بکر وعمر. وروی ابن وهب عن أنس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه: کنا ندعو لأصحابنا بالغیب، فنقول: اللّٰهم اجعل منک علی فلان صلوات، ثم الأبرار الذین یقومون باللیل ویصومون بالنهار. قال القاضی: والذی ذهب إلیه المحققون وأمیل إلیه ما قاله مالک وسفیان رحمهما الله.

وروی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه واختاره غیر واحدٍ من الفقهاء والمتکلمین أنه لایصلی علی غیر الأنبیاء عند ذکرهم بل هو شیٔ یختص به الأنبیاء توقیراً وتعریزاً کما یخص الله تعالیٰ عند ذکره بالتنزیه والتقدیس والتعظیم، ولا یشارکه فیه غیره، کذلک یجب تخصیص النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وسائر الأنبیاء بالصلوة والتسلیم ولا یشارکه فیه سواهم، کما أمر الله بقوله: ﴿صلوا علیه وسلموا تسلیماً﴾ [الأحزاب: ۵۶]. ویذکر من سواهم من الأئمة وغیرهم بالغفران والرضی کما قال تعالیٰ: ﴿یقولون ربنا اغفرلنا ولإخواننا الذین سبقونا بالإیمان﴾ [الحشر: ۱۰]، وقال : ﴿والذین تبعوهم بإحسان رضی الله تعالیٰ عنهم﴾ [التوبة: ۱۰۰].

أیضاً فهو أمرٌ لم یکن معروفاً فی الصدر الأول کما قال أبو عمران، وإنما أحدثه الرافضة والمتشیعة فی بعض الأئمة، فشارکوهم عند الذکر لهم بالصلوة وساووهم بالنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی ذلک. وأیضاً فإن التشبه بأهل البدع منهی عنه، فتجب مخالفتهم فیما التزموه من ذلک، وذکر الصلوة علی الآل والأزواج مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بحکم التتبع والإضافة إلیه لا علی التخصیص. قالوا: وصلاة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی من صلی علیه مجراها مجری الدعاء، والمواجهة لیس فیها معنی التعظیم والتوقیر. قالوا: وقد قال تعالیٰ: ﴿لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً﴾ [النور: ۶۱]. فکذلک یجب أن یکون الدعاء له مخالفاً لدعاءِ الناس بعضهم لبعض، وهذا اختیار الإمام أبی المظفر الإسفرائینی من شیوخنا، وبه قال أبو عمر بن عبدالبر". (کتاب الشفاء للقاضی عیاض، الباب الرابع فی حکم الصلوة علیه والسلام، الفصل الثامن فی الاختلاف فی =

Maktaba Tul Ishaat.com

۶.....''نسیم الریاض شرح شفاء'' قاضی عیاض میں وضاحت بھی خوب قابلِ دید ہے(۱)۔

۷.....شرح فقہ اکبر میں ہے:

"قوله: عليٌّ عليه السلام من شعار أهل البدع، فلا يستحق في مقام المرام، تفسير أبي السعود" (۲)۔

۸.....تفسیر کبیر میں ہے:

"إن أصحابنا يمنعون من ذكر صلوات الله عليه وعليه الصلوة والسلام إلا في حق الرسول"(۳)۔

۹.....اصول الشاشی کا حوالہ بھی دیتے ہیں: "والسلام على أبي حنيفة" تو وہ جذبۂ عقیدت میں

= الصلوة على غير النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۴۴۱، ۴۴۳، دارالفكر بيروت)

(۱) "الواقع بين العلماء في الصلوة على غير الأنبياء صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أي في جواز الصلوة على غيره من المؤمنين غير الأنبياء كالصحابة ونحوهم، وسائر الأنبياء: أي بقيتهم غيره كإبراهيم وموسى ونحوهما. وسائر بمعنى "باقي" كما تقدم. والخلاف في جواز الصلوة على من ذكر استقلالاً لابطريق التبعية له، كالصلوة على آله وأزواجه. قال القاضي عياض المؤلف وفقه الله: "عامة أهل العلم": أي جميعهم متفقون على جواز الصلوة على غير النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من الأنبياء والملائكة والمؤمنين، ودعواه الاتفاق مطلقاً ليست بمسلمة. وقد قال النووي رحمه الله تعالىٰ في الأذكار: اجمعوا على طلب الصلوة على نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وكذلك أجمع من يعتد به على استحبابها على سائر الأنبياء والملائكة استقلالاً، وأما غيرهم ابتداء، فالجمهور على أنه لايصلى عليهم، واختلف في هذا المنع، فقال بعض أصحابنا: إنه حرام، والأكثر على أنه مكروه، كراهة تنزيه. وذهب كثير إلى أنه خلاف الأولىٰ، وليس مكروهاً، والصحيح الذي عليه الأكثر كراهة تنزيه؛ لأنه شعار أهل البدع. انتهى". (نسيم الرياض في شرح الشفاء، الباب الرابع من القسم الثاني في حكم الصلوة عليه والتسليم لديه، فصل في الاختلاف في الصلوة على غير النبي : ۳/۵۰۴، المكتبة السلفية المدينة المنورة)

(۲) (شرح الفقه الأكبر للقاري، ص:۱۶۷، قديمي)

(۳) (التفسير الكبير، (سورة التوبة : ۱۰۳): ۱۶/۱۸۰، مكتب الإعلام الإسلامي)

Maktaba Tul Ishaat.com

لکھ گئے ہیں(۱)۔

۱۰.....وہیں پر حاشیہ بھی دیکھ لیا جائے، جمہور عدمِ جواز کی طرف گئے ہیں(۲)۔

۱۱....."أما الصلوة على غير الأنبياء عليهم الصلوة والسلام، فيجوز تبعاً، وتكره استقلالاً؛ لأنه في العرف شعار ذكر الرسل، ولذلك كره أن يقال: محمد عزوجل مع كونه عزيزاً جليلاً"(۳)۔

غنية المستملي (المعروف بالكبيري) میں ہے:

"فلا يقال: فلان عليه السلام، فالواجب الاتباع واجتناب الابتداع"(٤)۔

۱۲.....تفسیر کشاف میں ہے:

"لأنه يؤدي إلى الاتباع بالروافض". ٣/٢٤٦(٥)۔

۱۳.....طیبی کے حوالہ سے مشکوۃ کے حاشیہ پر ہے:

---

(۱) (أصول الشاشي، ص: ٥، قديمي)

(۲) "قوله: على أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ. ذكره لبراعته الاستهلال، وأردفه بالصحابة إشارةً إلى أنه من التابعين، وهو الأشبه بالصواب، لما لم يختلفوا في رؤيته أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه. وإنما خص أبا حنيفة رحمه الله تعالىٰ بالدعاء بالسلامة ليعلم أن المصنف رحمه الله تعالىٰ حنفي المذهب". (حاشية أصول الشاشي، المصدر السابق، (رقم الحاشية: ٨)، قديمي)

(۳) لم أجد هذه العبارة بلفظها، وقد ذكر النووي المسألة بهذا اللفظ: "ولا يصلى على غير الأنبياء استقلالاً ..... ولكن يصلى عليهم تبعاً، فيقال تبعاً: اللهم صلى على محمد وآل محمد وأصحابه وأزواجه وذريته ..... لم ينقل (السلف) استعمالهم ذلك، بل خصوا به الأنبياء كما خصوا الله تعالىٰ بالتقديس والتسبيح، فيقال ..... قال عزوجل ..... ولايقال: قال النبي عزوجل وإن كان عزيزاً جليلاً". (حاشية النووي على صحيح الإمام مسلم، كتاب الصلوة، باب الصلوة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعد التشهد: ١/١٧٦، قديمي)

(۴) (الحلبي الكبير للشيخ إبراهيم الحلبي الحنفي، ص:٣، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۵) (الكشاف، (سورة الأحزاب : ٥٦): ٣/٥٥٨، دار الكتب العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

"فالجمهور على عدم الجواز ابتداءً، وقيل: إنه حرام، و قيل: إنه مكروه، وقيل: هو ترك الأولىٰ، والصحيح أنه مكروه كراهة تنزيه، واتفقوا على جواز جعل غير الأنبياء تبعاً لهم في الصلوة"(۱)۔

۱۴.....خود جماعت دیوبند کے سرخیل حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ "ردالسلسلہ" میں فرماتے ہیں: "بجز حضرات انبیاء، ملائکہ علی نبینا وعلیہم السلام کے کسی اَور پر استقلالاً درود شریف وسلام نہ پڑھے، البتہ تبعاً مضائقہ نہیں"۔ص:۹(۲)۔

۱۵.....صلاۃ علی النبی کی فصل اَشعۃ اللمعات:۱/۴۰۵، نکال کر دیکھ لیا جائے، جمہور کا مختار مذہب یہ لکھا ہے کہ:

"مخصوص است بانبياء، ومشاركت نيست بايشان جزءِ ايشان را در آن، الخ"(۳).

۱۶.....درمختار میں ابن عابدین کہتے ہیں:"لا يصلى على غير الأنبياء و على غير الملائكة إلا بطريق التبع". پھر انہوں نے بھی شفاء کی عبارت مذکور نقل کی ہے،۵/۴۹۷(۴)۔

اخیر میں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دارالعلوم جیسے علمی فقہی اور بین الاقوامی شہرت یافتہ جگہ سے اس قدر غیر ذمہ دارانہ شرعی تحریر صادر ہو، امید کہ نظر ثانی کے بعد جواب ارسال فرمائیں گے۔تمام فتوے مختلف مقامات سے آچکے ہیں، کتابت جاری ہے، عنقریب شائع کرانا ہے۔

فتوے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے، ہونا تو یہی چاہئے کہ فرصت نہ بھی ہو، تو اس کے لئے فرصت نکال لیجئے، ہم دارالعلوم جیسی دینی درسگاہ سے بھی توقع باندھے منتظر ہیں، امید کہ فوراً فرصت نکال کر جواب عنایت

---

(۱) (حاشية مشكوة المصابيح، باب الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و فضلها، ص: ۸۷، (رقم الحاشية : ۱)، قديمى)

(۲) لم أظفر عليه

(۳) (أشعة اللمعات، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و فضلها : ۱/۴۰۴، مكتبه نوريه رضويه سكهر)

(۴) (الدر المختار، كتاب الخنثى، مسائل شتى : ۶/۷۵۳، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

فرمائیں گے۔اس میں اہل بدعت اوراہل سنت کے مابین اس نوع کا معرکۃ الآراء عقیدہ گرم ہے،اہلِ بدعت ایسے ہیں جوصحابہ کی ایک جماعت پرلعن وطعن کرتے ہیں وہ مجوزینِ "علیه السلام" بہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں،ورنہ دیوبندی وبریلی کے مختلف اداروں سے جوابات موصول ہوچکے ہیں،سب نے منع تجویز فرمائے فقط۔والسلام۔

حیدرعلی،کتب خانہ مہدوی،مظہرالعلوم بنارس۔

الجواب حامداًومصلیاً:

۱.....سلام ایک تحیہ اوردعاء ہے،زندوں کے لئے بھی،مُردوں کے لئے بھی۔ملاقات کے وقت اس کی تعلیم دی گئی ہے(۱) "السلام علیکم، و علیکم السلام"(۲)،اس کے ساتھ "و رحمة اللّٰه"اور "وبرکاته" بھی ثابت ہے(۳)۔

---

(۱) "عن أبی أمامة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم :" إن أولی الناس باللہ من یبدأ بالسلام". رواه أحمد و أبوداود والترمذی". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب السلام، الفصل الثانی، ص: ۳۹۸، قدیمی)

(۲) "والأفضل للمسلم أن یقول : السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاته، والمجیب کذلک یرد". (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب السابع فی السلام : ۳۲۵/۵، رشیدیه)

(۳) "عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنه أن رجلاً جاء إلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، فقال: السلام علیکم، فرد علیه، ثم جلس، فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم : "عشر". ثم جاء اٰخر، فقال: السلام علیکم ورحمة اللہ، فرد علیه، فجلس: فقال: "عشرون". ثم جاء اٰخر، فقال: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته، فرد علیه، فجلس، فقال: "ثلاثون". رواه الترمذی وأبوداؤد". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب السلام، الفصل الثانی، ص: ۳۹۸، قدیمی)

(وکذا فی سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب کیف السلام: ۷۰۶/۲، دارالحدیث ملتان)

وقال العلامة النووی رحمه اللہ تعالیٰ: "والأفضل أن یقول: السلام علیکم لیتناوله وملکیه، وأکمل منه أن یزید: ورحمة اللہ، وأیضاً وبرکاته ..... وأما صفة الرد، فالأفضل والأکمل أن یقول: وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتهم". (شرح النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب السلام، باب لیسلم الراکب علی الماشی: ۲۱۲/۲، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

سلام کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ پہلے سے جان پہچان ہوتو سلام کیا جائے بلکہ: "وتقرئ السلام على من عرفت و من لم تعرف، اهـ". بخاری شریف(۱)۔

اس کو آپس کی محبت کا ذریعہ بتایا گیا ہے، اس لئے اس کے پھیلانے اور عام کرنے کا حکم ہے:

"أوَلا أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم؟ أفشوا السلام بينكم، اهـ". مسلم شريف"(۲)۔

صغیر، کبیر، قلیل، کثیر، راکب، ماشی، قاعد، سب کو ہی اس کی تلقین کی گئی ہے(۳)، حتی کہ ملائکہ کو آدم علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام کا سلام کرنا اور ان کا جواب دینا منقول ہے(۴)۔ الحاصل یہ کسی کا مخصوص ومتعین حصہ نہیں، اس لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی مخصوص نہیں، نہ کسی معصوم کی تعیین وتخصیص ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، خود اہلِ بیت اطہار ہوں، یا خلفائے راشدین مہدیین ہوں، یا دیگر اکابر ہوں، کسی کے لئے اس کی مخالفت نہ قرآن کریم میں ہے، نہ حدیث شریف میں، نہ اجماع سے ثابت، نہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے۔

---

(۱) (صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب السلام للمعرفة و غير المعرفة : ۲/ ۹۲۱، قديمي)

(۲) (الصحيح للإمام مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، وأن محبة المؤمنين من الإيمان، وأن إفشاء السلام سبب لحصولها: ۱/ ۵۴، قديمي)

(۳) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "يسلم الصغير على الكبير، والمارّ على القاعد، والقليل على الكثير".

"وعنه رضي الله تعالىٰ عنه يقول : قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "يسلم الراكب على الماشي، والماشي على القاعد، والقليل على الكثير". (صحيح البخاري، كتاب الاستيذان، باب تسليم القليل على الكثير، وبابٌ: يسلم الراكب على الماشي : ۲/ ۹۲۱، قديمي)

(۴) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "خلق الله آدم على صورته ..... فلما خلقه قال: اذهَبْ فسلِّم على أولئك النفر وهو نفر من الملائكة جلوس فَاستمِع ما يُحيُّونَكَ فإنها تَحِيَّتُكَ وتحيَّة ذرّيتك، فذهب فقال: السلام عليكم، فقالوا: السلام عليك ورحمة الله ..... اهـ". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب السلام، الفصل الأول: ۲/ ۳۹۷، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

کسی وقت یا کسی مقام میں اگر یہ لفظ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عرفاً مخصوص ہوکر شعارِ روافض ہوگیا ہے تو اس کی شعاریت کو ختم کردینے کی ضرورت ہے، اس کی دوصورتیں ہیں: ایک یہ کہ حضرات خلفائے اربعہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و دیگر ازواجِ مطہرات کے لئے بھی اس کو استعمال کیا جائے (۱)۔

روافض کا عقیدہ ان سب کے حق میں معصومیت کا نہیں، بلکہ بعض کے حق میں تو نہایت قبیح عقیدہ رکھتے ہیں۔ بس یہ بات ختم ہوجائے گی کہ یہ لفظ معصوم کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی نہ اختیار کیا جائے، اس سے بھی بظاہر نفسِ شعاریت باقی نہ رہے گی (۲)، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عوام کے ذہنوں میں یہ بات ضرور مستقر ہوجائے گی کہ یہ لفظ معصوم کے لئے مستعمل ہوتا ہے غیر معصوم کے لئے نہیں۔

بس جن اکابر محدثین: امام بخاری و امام ابوداؤد وغیرہ کے کلام میں یہ لفظ غیر نبی کے لئے استعمال ہوا ہے ان کے متعلق یہ خیال قائم ہوگا کہ وہ بھی ان کو معصوم مانتے تھے اور ان کا عقیدہ بھی وہی تھا جو شیعوں کا عقیدہ ہے اور اس عقیدہ میں وہ اکابر اور شیعہ متحد ہیں، یا شیعوں کا عقیدہ ان سے ماخوذ ہے، یا نعوذ باللہ وہ بھی شیعہ تھے، اس لئے اس خرابی کے پیشِ نظر غور کرلیا جائے کہ شعاریت کو ختم کرنے کی کونسی صورت اَہون ہے۔

آپ نے جو عبارات منسلکہ پرچہ میں نقل کی ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کے علاوہ بقیہ اکثر عبارات پہلے بھی دیکھی ہوئی ہیں، اب مکرر بھی مراجعت کی، ان میں سے بیشتر عبارات تو لفظ "صلوۃ" سے متعلق ہیں "سلام" کے متعلق نہیں۔ اور بعض عبارات احناف کی نہیں، غیر احناف کی ہیں جن کو حنفیہ

---

(۱) "قلت: و قد غلب فی هذا فی عبارة كثير من النساخ للكتب أن يفرد علی رضی الله تعالیٰ عنه بأن يقال: "عليه السلام" من دون سائر الصحابة أو "كرم الله وجهه". وهذا وإن كان معناه صحيحاً، لكن ينبغی أن يسوّی بين الصحابة فی ذلک، فإن هذا من باب التعظيم والتكريم، فالشيخان وأمير المومنين عثمان أولی بذلک منه رضی الله عنه، ورضی عنهم أجمعين". (تفسير ابن كثير، (سورة الأحزاب: ۵۶)، ۳/۵۱۶، ۵۱۷، سهيل اكيڈمی، لاهور)

(۲) "لا يصلی علی غير الأنبياء و علی غير الملائكة ..... اهـ". (الدرالمختار، كتاب الخنثی، مسائل شتی: ۶/۷۵۳، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

پر حجت قرار دینا مشکل ہے۔

۱.....حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہر دو عبارت متعارض ہیں۔

۲.....مدارک کی عبارت منقولہ میں "الصلوۃ" کو اہل بیت کے لئے مکروہ لکھا ہے "السلام" کا اس میں ذکر نہیں۔ اس کے حاشیہ اکلیل میں "السلام" کا مکروہ ہونا، امام جوینی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے، نیز قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا حوالہ دیا ہے۔

یہ ہر سہ حضرات حنفی نہیں، ان کے منع کا مدار بھی شعاریت ہے جس کا حل اوپر بیان کر دیا گیا، جیسے: لفظ "امام" شیعوں کے نزدیک معصوم کے لئے مخصوص اور ان کا شعار ہے، مگر اہل سنت والجماعت نے اس لفظ کو دوازدہ حضرات کے لئے مخصوص نہیں رکھا، بلکہ اَور بھی بہت سے حضرات پر اس کا اطلاق کیا، جیسے ائمۂ اربعہ، ائمۂ مجتہدین اور ائمۂ کلام وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اب یہ شبہ نہیں ہوتا کہ امام کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے اس کی شعاریت ختم ہوگئی (۱)۔

۳.....قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جو عبارت آپ نے نقل کی ہے وہ سب بحث لفظ "الصلوۃ" کے متعلق ہے، نہ کہ "السلام" کے متعلق (۲)۔

۴.....روح المعانی میں لفظ "علیّ علیه السلام" کو منع کیا ہے، احقر نے بھی گذشتہ فتوی میں بحوالۂ شرح فقہ اکبر میں یہ عبارت نقل کر دی تھی، اس کی دلیل قیاس ہے "الصلوۃ" پر علت وہ ہی شعار ہے جس کا بیان اوپر آ چکا ہے۔

---

(۱) "أما إذا أفرد غيره من أهل البيت، فمكروه، و هو من شعار أهل البدع". (تفسير مدارک: ۳۵۴/۲، قديمی)

(۲) "لكن أهل الشرع من المحدثين والفقهاء اصطلحوا على اختصاص لفظ "الصلاة" بالأنبياء أو بنبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إلا تبعاً. و بناءً على هذا الاصطلاح قال مالک رحمه الله تعالىٰ: أكره الصلاة على غير الأنبياء. وقال عياض: هذا قول مالک و سفيان، و هو قول المتكلمين و الفقهاء، قالوا: يذكر غير الأنبياء بالرضى والغفران والرحمة. وأما الصلاة على غير الأنبياء، فلم يكن من المعروف، و إنما أحدثت في دولة بنى هاشم، يعنى خلفاء العباسية". (التفسير المظهرى: ۲۹۲/۴، حافظ كتب خانه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

۵.....قاضی عیاض حنفی نہیں۔

۶.....وہ بحث بھی دیکھ لی ہے۔

۷.....اس کو خود یہاں کے فتوی میں نقل کیا گیا تھا جیسا کہ ابھی نمبر:۴ کے ذیل میں گذرا۔

۸.....تفسیر کبیر کے مصنف حنفی نہیں، علاوہ ازیں اس میں "الصلوۃ" کا تذکرہ ہے "السلام" کا نہیں ہے۔

۹.....اس میں بھی "الصلاۃ" سے بحث ہے "السلام" سے تعرض نہیں، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جس قدر عقیدت ہے اور اس کی بناپر "السلام علی أبی حنیفة" مصنف اصول الشاشی نے لکھدیا ہے تو کیا ان کو معصوم تصور کر کے لکھا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا حضرت امام سے بڑے صحابہ اس عقیدت کے مستحق نہیں، درحقیقت ایسا لکھ کر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے شعاریت پر ضرب لگادی اور بتادیا کہ یہ لفظ معصوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔

۱۰.....میری کتاب میں اس پر کوئی حاشیہ ہی نہیں، بہتر ہوتا آپ وہ عبارت بھی نقل فرمادیتے، تاہم اگر جمہور احناف کا یہ مسلک ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے تو مجھے اصرار نہیں، رجوع کرلوں گا، مگر اب تک میری نظر سے یہ نہیں گزرا، بلکہ اہلِ ترجیح فقہاء سے اس کا راجح اور مختار ہونا بھی نہیں دیکھا۔

۱۱.....کبیری میں اصالۃً تو "الصلوۃ" کو غیر انبیاء اور غیر ملائکہ پر استقلالاً مکروہ لکھا ہے اور اس کا اجماعی ہونا نقل کیا ہے اور روافض کا اختلاف نقل کیا ہے کہ وہ غیر انبیاء اور غیر ملائکہ پر بھی "الصلوۃ" کے قائل ہیں، پھر "السلام" کو اس پر قیاس کیا، اس کی علت وہی شعاریت ہے، جس کا حل بتادیا گیا(۱)۔

۱۲.....اس کا حاصل بھی وہی تشبہ بالروافض سے احتراز ہے جس کی صورت اوپر لکھدی گئی۔

۱۳.....اس عبارت نے مسئلہ کو بہت ہلکا کردیا: "والصحیح أنه مکروه کراهة تنزیه"(۲) تو اس

---

(۱) "و أما استقلالاً فتکره إلا علی الأنبیاء و الملائکة، علی ذلک إجماع السلف، خلافاً للروافض ..... و کذلک "علیه السلام" لم یعهد فی لسان الشرع إلا تبعاً، فلا یقال: فلان علیه السلام ..... اهـ". (الحلبی الکبیر، ص:۳، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) (حاشیة مشکوة المصابیح، باب الصلاة علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و فضائلها، الفصل =

Maktaba Tul Ishaat.com

پر تشدد زیبا نہیں۔ کراہتِ تنزیہہ پر رسالہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر یہ عبارت بھی مجموعی صلوۃ وسلام کے متعلق ہے۔

۱۴.....اس میں درود شریف والسلام کے مجموعہ کو استقلالاً انبیاء اور ملائکہ کے لئے مخصوص بتایا گیا ہے، نہ کہ "السلام" کو(۱)۔

۱۵.....اشعۃ اللمعات سے جو عبارت آپ نے نقل کی ہے، وہ صلوۃ و سلام کے مجموعہ سے متعلق ہے نہ کہ سلامِ محض سے، چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے:

"اختلاف کردہ اند کہ آیا جائز است صلوۃ وسلام بر غیرِ انبیاء باستقلال یا نے؟ ومختار نزدِ جمہور آنست کہ مخصوص است بانبیاء، ومشارکت نیست بایشاں جزِ ایشاں"۔

اس کے تقریباً ڈیڑھ سطر کے بعد ہی محض "السلام" کے متعلق یہ عبارت ہے:

"ومتعارف در متقدمین تسلیم بود بر اہلِ بیتِ رسول اللہ از ذریت وازواجِ مطہرات در کتبِ قدیمہ از مشایخِ اہل سنت و جماعت کتابتِ آن یافتہ می شود، و درمتأخرین ترکِ آن متعارف شدہ است. واللہ أعلم"(۲)۔

اب غور کیجئے کہ اہلِ سنت و جماعت کے متقدمینِ مشائخ پر کیا حکم لگایا جائے گا، اگر آپ کے مخالف فریق نے یہ عبارت بھی پیش کردی تو آپ کا استدلال بہت کمزور و بے جان ہو کر رہ جائے گا۔

۱۶.....درمختار علامہ علاء الدین حصکفی کی تصنیف ہے، ابن عابدین کی تصنیف نہیں، پھر جو عبارت آپ نے نقل کی ہے وہ "الصلوۃ" کے متعلق ہے "السلام" سے متعلق نہیں۔

= الأول، ص: ۸۷، (رقم الحاشية : ۱)، قديمی)

(۱) "و لا يصلى على غير الأنبياء و لا غير الملائكة إلا بطريق التبع". (الدر المختار، كتاب الخنثى، مسائل شتى : ۶/۷۵۳، سعيد)

(۲) (أشعة اللمعات شرح مشكوة (فارسی)، كتاب الصلوة، باب الصلاة، باب الصلوة على النبى وفضلها : ۱/۴۰۵، مكتبه نوريه رضويه. سكهر)

Maktaba Tul Ishaat.com

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ مالکی کی جو تصنیف علامہ ابن عابدین نے نقل کی ہے، وہ بھی مجموعۂ صلوۃ وسلام سے متعلق ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"وقال القاضی عیاض رحمه الله تعالیٰ: الذی ذهب إليه المحققون، وأميل إليه ما قاله مالك و سفيان، واختاره غير واحد من الفقهاء والمتكلمين أنه يجب تخصيص النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وسائر الأنبياء بالصلوة والتسليم، الخ"(۱)۔

علامہ شامی کی اپنی رائے بھی ملاحظہ فرمالی جائے، "وهو هذا:

"أقول: و كراهة تشبه بأهل البدع مقررة عندنا أيضاً، لكن لا مطلقاً، بل فی المذموم وفيما يقصد به التشبه بهم، اهـ"(۲)۔

اس نے تو استدلال کی بنیاد کو بالکل ہی متزلزل کر دیا۔

احقر ان تمام عبارات کو مکرر دیکھنے کے بعد بھی اپنی رائے میں تغییر وترمیم کی ضرورت نہیں سمجھتا، ورنہ بلا جھجک رجوع کر لیتا اور قطعاً ناجائز لکھ دیتا۔

احقر کی درخواست اب بھی وہی ہے (جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہے) کہ اس مسئلہ کو موضوعِ بحث نہ بنایا جائے، یہ ایک مستقل فتنہ ہے جس میں اَور وکالت نہیں کر سکیں گے، بلکہ استدلال کی حیثیت (کمزور اور بودے پن) کی وجہ سے مسلک کو مجروح کر دیں گے۔ عجب نہیں کہ اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ آئندہ کو آپ سے اعتماد ہی ختم ہو جائے، پھر آپ کوئی پختہ ٹھوس بات فرمائیں تو اس کے تسلیم کرنے میں بھی تأمل کیا جائے۔

دارالعلوم کے دارالافتاء پر آپ نے جو کچھ افسوس کیا ہے وہ غایتِ تعلق کی بنا پر ہے: "المسلم مراۃ المسلم" کا تقاضہ بھی یہی ہے۔

امید ہے کہ آئندہ بھی خیر خواہانہ مشورہ سے محروم نہیں فرمائیں گے، میں انشاء اللہ قدر کی نگاہ سے دیکھوں گا اور شکر گزار ہونگا۔ فقط والسلام۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۴/۹۰ھ۔

---

(۱) (رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۶/۷۵۳، سعيد)

(۲) (ردالمحتار، المصدر السابق)

Maktaba Tul Ishaat.com

أیضاً

سوال[۹۱۹۶]: مخدوم ومکرم حضرت مفتی صاحب دامت معالیکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسب ہدایت تحقیقات اور حضرت والا کا فتوی مرسل ہے۔ فریق ثانی کے متعلق یہ عرض ہے:

۱..... وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعن وطعن کو روا رکھتے ہیں، سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "علیہ السلام" کہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ بنارس میں انہوں نے مستقل فتنہ پیدا کر دیا ہے اور یزید کو علانیہ ملعون اور جہنمی اور کافر کہتے ہیں۔

۲..... اور اس فتنہ پیدا کرنے والے ایک مخصوص ادارہ کے علماء ہیں جو ہمیشہ اس نوع کے فتنے کو ابھارتے ہیں۔ امید کہ فوراً جواب سے نوازیں گے۔ دارالعلوم دیوبند کے فتوے کے بغیر ہم لوگ یتیم ہیں۔ فقط والسلام۔

ابوطارق، عبدالقدوس قاسمی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

محترمی زید احترامہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسبِ ہدایت نظر ثانی وثالث کے بعد جواب ارسال ہے:

۱..... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو شخص لعنت کرتا ہے، وہ لعنت اسی پر واپس جاتی ہے اور وہ شخص اپنی عاقبت برباد کرتا ہے(۱)۔ اگر وہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "علیہ السلام" کہتا ہے تو آپ سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر وسیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو "علیہم السلام" کہئے تاکہ شعاریت ختم ہو جائے(۲)۔

---

(۱) "عن أبی ذر رضی الله تعالیٰ عنه أنه سمع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "لایرمی الرجل رجلاً بالفسوق، ولا یرمیه بالکفر، إلا ارتدّت علیه إن لم یکن صاحبه کذلک". (صحیح البخاری، باب ماینهی عن السباب واللعن: ۸۹۳/۲، قدیمی)

(۲) "وقد غلب فی هذا فی عبارة کثیر من النساخ لکتب أن یفرد علیٌّ رضی الله عنه بأن یقال: علیه =

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر آپ نے خود حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "علیہ السلام" نہ کہا تو آپ بچ جائیں گے، مگر وہ اس سے باز نہیں آئے گا اور اس کی شعاریت برقرار رہے گی اور بہت سے مشائخ متقدمین سے ایسی عبارتیں نقل کردے گا جن سے اس کا دعویٰ ثابت ہوگا، اور آپ ان مشائخ کا احترام کریں گے اور ان کے خلاف کچھ نہ کہہ سکیں گے۔

یزید کو کافر اور جہنمی کہنا ہمارا مسلک نہیں (۱)، بلکہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور علامہ کیاہراسی شافعی نے اس کو کافر اور مخلد فی النار فرمایا ہے (۲)، ہم لوگ نہ اس کو کافر کہتے ہیں اور نہ اس کی تعریف میں قصیدہ خوانی کرکے اس کو خلیفۃ الخامس علیہ السلام کہتے ہیں (۳) اگرچہ شرح عقائد نسفی میں اس پر لعنت کو جائز لکھا ہے، بلکہ لعنت کر بھی دی ہے (۴)، لیکن ہمارے اکابر نے یہ طریقہ پسند نہیں کیا۔

۲.....ان کے جواب میں اگر خاموشی اختیار کی جائے تو ممکن ہے کہ سنجیدہ طبقہ اس کو قابل التفات نہ سمجھے، پھر بعد چندے یہ خود ہی ختم ہو جائے، ورنہ جواب کی صورت میں تو پھر جواب الجواب وغیرہ کی نوبت آکر امتداد ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک رحم فرمائے اور فتنوں سے محفوظ رکھے۔ والسلام۔

احقر: محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۴/۹۰ھ۔

= السلام من دون سائر الصحابة، أو كرم الله وجهه. وهذا وإن كان معناه صحيحاً، ولكن ينبغي أن يسوى بين الصحابة في ذلك، فإن هذا من باب التعظيم والتكريم، فالشيخان وأمير المؤمنين عثمان أولى بذلك منه رضى الله تعالىٰ عنه وعنهم أجمعين". (تفسير ابن كثير، (سورة الأحزاب: ٥٦): ٥١٧/٤، سهيل اكيڈمی لاهور)

(۱) "وإنما اختلفوا في يزيد بن معاوية حتى ذكر في الخلاصة وغيره أنه لاينبغي اللعن عليه؛ لأن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نهى عن لعن المصلين ومن كان من أهل القبلة". (شرح فقه الأكبر، ص: ۷۲، قديمی)

(۲) "وبعضهم أطلق اللعن عليه: أي على يزيد لما أنه كفر حين أمر بقتل الحسين رضى الله تعالىٰ عنه انتهى". (شرح الفقه الأكبر، المصدر السابق)

(۳) "وحقيقة الأمر التوقف فيه، ومرجع أمره إلى الله سبحانه تعالى". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۷۳، قديمی)

(۴) "والحق أن رضا يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذلك وإهانته أهل بيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه =

Maktaba Tul Ishaat.com

یزید کے لئے "علیہ السلام" اور "رضی اللہ عنہ" کا استعمال

سوال[۹۱۹۷]: کیا یزید کے نام کے ساتھ علیہ السلام یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں اور لکھ سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"علیہ السلام" عموماً انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ کہتے اور لکھتے ہیں (۱)، کبھی اہل بیت کے لئے بھی یہ لفظ مستعمل ہوتا ہے۔ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے (۲)، کبھی دیگر اولیاء اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۳/۹۵ھ۔

فاسق وفاجر کے لئے "رضی اللہ عنہ" اور "نور اللہ مرقدہ"

سوال[۹۱۹۸]: اگر ایک فاسق وفاجر شخص کو ہم "رضی اللہ عنہ" کہیں تو گناہ ہے۔ "نور اللہ مرقدہ" کہیں تو حرج ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر کیا فاسق وفاجر کے لئے دعائے مغفرت نہ کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دعائے مغفرت اگر فاسق وفاجر کے لئے جائز نہ ہوتی تو نماز جنازہ اس کی میت پر نہ پڑھی جاتی (۳)۔

= وسلم مما تواتر معناه وإن كان تفاصيله آحاد، فنحن لانتوقف فی شأنه بل فی إيمانه لعنة الله عليه وعلى أنصاره وأعوانه". (شرح العقائد النسفية للتفتازانی، ص: ۱۱۷، المطبع اليوسفی)

(۱) "قال الجمهور من العلماء: لايجوز إفراد غير الأنبياء بالصلوة؛ لأن هذا قد صار شعاراً للأنبياء إذا ذكروا، فلا يلحق بهم غيرهم، فلا يقال: "قال أبوبكر صلى الله عليه، أو قال على صلى الله عليه" وإن كان المعنى صحيحاً". (تفسير ابن كثير، (سورة الأحزاب: ۵۶): ۳/۲۸۲، مكتبه دارالفيحاء)

(۲) "(ويستحب الترضی للصحابة) وكذلك من اختلف فی نبوته كذی القرنين ولقمان". (الدرالمختار، كتاب الخنثی، مسائل شتی: ۶/۷۵۴، سعيد)

(۳) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "الجهاد واجب عليكم مع كل أمير، براً كان أ فاجراً ..... الصلوة واجبة على كل مسلم، براً كان أو فاجراً وإن عمل =

Maktaba Tul Ishaat.com

عرفاً "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" صحابہ کرام کے لئے، یا بہت سے بہت ان کے قریب تر حضرات کے لئے ہے، اس وجہ سے کسی فاسق و فاجر کے لئے ایسے کلمات کہنے سے ان کے صحابہ ہونے، یا ان کے قریب تر بلند مرتبہ ہونے کا شبہ ہوتا ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= الكبائر". (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في الغز ومع أئمة الجور: ۱/ ۳۵۰، امداديه ملتان)

"عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما: أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صلى على زانية ماتت في نفاسها وولدها". (مجمع الزوائد للهيثمي، كتاب الجنائز، باب الصلوة على أهل لا إله إلا الله: ۳/ ۴۱، دار الفكر بيروت)

(۱) "يستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين فمن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار، فيقال: رضي الله عنه، أو رحمه الله، ونحو ذلك. وأما ما قاله بعض العلماء: إن قوله: رضي الله عنه مخصوصٌ بالصحابة، ويقال في غيرهم: رحمه الله فقط، فليس كما قال، ولا يوافق عليه، بل الصحيح الذي عليه الجمهور استحبابه، ودلائله أكثر من أن تحصر. فإن كان المذكور صحابياً ابن صحابي قال: قال ابن عمر رضي الله عنهما، وكذا ابن عباس، وابن الزبير، وابن جعفر، وأسامة بن زيد ونحوهم، يشمله وأباه جميعاً". (كتاب الأذكار للنووي رحمه الله، باب الصلوة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فصل: يستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين، ص: ۱۶۰، دار البيان بيروت)

"(ويستحب الترضي للصحابة رضي الله عنهم) وكذا من اختُلف في نبوته كذي القرنين ولقمان". (الدر المختار). "(قوله: ويستحب الترضي للصحابة)؛ لأنهم كانوا يبالغون في طلب الرضا من الله تعالىٰ، ويجتهدون في فعل ما يرضيه، ويرضون بما يلحقهم من الابتلاء من جهته أشد الرضا، فهولاء أحق بالرضا، وغيرهم لا يلحق أدناهم ولو أنفق ملء الأرض ذهباً". (رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۶/ ۷۵۴، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب الحجاب

الفصل الأول فی ثبوت الستر ووجوبه

(پردہ کے ثبوت اور وجوب کا بیان)

پردہ فرض ہے یا سنت؟

سوال[۹۱۹۹]: ۱.....غیر محرم سے مستورات کے لئے پردہ فرض ہے یا سنت؟ اور قرآن شریف کی کس آیت شریفہ کی رو سے، یا کس حدیث شریف کی رو سے تا کہ پوری تسلی کر کے عمل کیا جائے؟

پردہ کس سے فرض ہے؟

سوال[۹۲۰۰]: ۲.....زید کے باپ سے زید کی بیوی کو پردہ کرنا آیا ہے یا نہیں؟ اور اگر پردہ کرنا نہیں آیا تو اس کے بارے میں قرآن شریف کی کوئی آیت شریفہ ہے، یا حدیث شریف ہے؟ اسے بھی درج فرما کر آگاہی بخشیں۔ فقط۔

ڈاکٹر محمد عبدالرشید، اسسٹنٹ سرجن سول ہسپتال، صوابی، ڈاکخانہ صوابی، ضلع پشاور۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱.....فرض ہے، لقوله تعالیٰ: ﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم﴾ الآية"(۱). بدائع الصنائع: ۱۲۱/۵ (۲)۔

---

(۱) (سورة النور. ۳۱)

(۲) العبارة بتمامها: "وأما النوع السادس: وهن الأجنبيات الحرائر، فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى الوجه والكفين، لقوله تعالىٰ: ﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم﴾ [النور: ۳۰]، إلا أن النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة وهي الوجه والكفان رخص بقوله تعالىٰ: ﴿ولا يبدين زينتهن إلا ماظهر منها﴾ [النور: ۳۱]. والمراد من الزينة مواضعها، ومواضع الزينة الظاهرة الوجه والكفان، فالكحل زينة الوجه، والخاتم زينة الكف، ولأنها تحتاج إلى البيع والشراء والأخذ والعطاء، ولا يمكنها ذلك عادةً =

Maktaba Tul Ishaat.com

"لایجوز النظر إلی المرأة، لما فیه من خوف الفتنة، ولهٰذا قالؐ علیه الصلوة السلام: "المرأة عورة مستورة". زیلعی: ۶/ ۱۷(۱)۔

﴿فاسئلوهن من وراء حجاب﴾ الآیة(۲)۔

۲.....نہیں: "یحل للرجل النظر من ذوات محارمه إلیٰ رأسها ..... لقوله تبارك وتعالیٰ: ﴿ولا یبدین زینتهن إلا لبعولتهن أو آبائهن أو آباء بعولتهن﴾ الآیة". بدائع: ۵/ ۱۲۰(۳)۔

وبسط طرق الاستدلال فی إلقاء السکینة۔ بلکہ ان کے خلاف نص ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/ ۱۱/ ۵۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف، یکم/ ذی الحجہ/ ۵۴ھ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

= إلا بکشف الوجه والکفین، فیحل لها الکشف، وهذا قول أبی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه". (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الاستحسان، النوع السادس: ۶/ ۴۹۲، دارالکتب العلمیة بیروت)

(۱) (تبیین الحقائق، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر والمس: ۷/ ۳۹، دارالکتب العلمیة بیروت)

(۲) (سورة الأحزاب: ۵۳)

"عن ابن عمر رضی الله عنهما، عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "المرأة عورة، فإنها إذا خرجت من بیتها، استشرفها الشیطٰن". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۲۶۹، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، الفصل الثانی، قدیمی)

(وکذا فی الهدایة: ۴/ ۴۵۸، فصل فی الوطی والنظر والمس، کتاب الکراهیة، مکتبة شرکت علمیة)

(۳) (بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان، النوع الثالث: ۶/ ۴۸۹، دارالکتب العلمیة بیروت)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/ ۳۲۸، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه ومالایحلّ له، کتاب الکراهیة، رشیدیه)

(وکذا فی الدرالمختار: ۶/ ۳۶۷، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، سعید)

(وکذا فی الهدایة: ۴/ ۴۶۱ کتاب الکراهیة، فصل فی الوطی والنظر والمس، مکتبه شرکة علمیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

پردہ کا حکم

سوال[۹۲۰۱]:۱..... پردہ اسلام میں ضروری ہے یا نہیں؟

۲.....اگر کوئی عورت پردہ نہ کرے تو اس کو گناہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

۱..... پردہ اسلام میں ضروری چیز ہے، قرآن کریم(۱) اور حدیث شریف سے ثابت ہے(۲)۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿یا أیها النبی قل لأزواجک و بناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن﴾ (سورة الأحزاب: ۵۹)

وقال العلامة الجصاص: "روی عن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال: "الجلباب الرادء". وقال ابن أبی نجیح عن مجاهد: یتجلببن، لیعلم أنهن حرائر، ولا یعرض لهن فاسق. وروی محمد بن سیرین عن عبیدة: ﴿یدنین علیهن من جلابیبهن﴾. قال: تقنّع عبیدة، وأخرج إحدی عینیه.

وحدثنا عبدالله بن محمد قال: حدثنا الحسن بن أبی الربیع قال: أخبرنا عبدالرزاق قال: أخبرنا معمر عن الحسن قال: کن إماء بالمدینة یقال لهن: کذا وکذا، یخرجن فیتعرض لهن السفهاء فیؤذونهن، وکانت المرأة الحرة تخرج فیحسبون أنها أمَة فیتعرضون لها، فیؤذونها، فأمر الله المؤمنات أن: ﴿یدنین علیهن من جلابیبهن، ذلک أدنی أن یعرفن﴾ أنهن حرائر فلایؤذین ..... اهـ". (أحکام القرآن للحصاص: ۵۴۶/۳، قدیمی)

(۲) "وعن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "المرأةعورة، فإذا خرجت، استشرفها الشیطان". رواه الترمذی". (مشکوة المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثانی، ص: ۲۶۹، قدیمی)

"وعن أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها أنها کانت عند رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وميمونة رضی الله تعالیٰ عنها إذا أقبل ابن أم مکتوم، فدخل علیه، فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "احتجبا منه". فقلت: یا رسول الله! أليس هو أعمی لا یبصرنا؟ فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أفعمیا وَ ٰنِ، أنتما ألستما تبصرانه"؟ (مشکوة المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثانی، ص: ۲۶۹، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....وہ گنہگار رہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف ۲۰/ ربیع الثانی/ ۵۸ھ۔

پردہ کس عمر سے کس عمر تک کرنا چاہیے؟

سوال[۹۲۰۲]: پردہ کے متعلق عورت کو کتنی عمر تک پردہ کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب لڑکی سیانی ہوجائے کہ اس کے اندر ایسا مادہ پیدا ہوجائے کہ خود اس کو مرد کی خواہش ہونے لگے، یا مرد کو اس کی خواہش ہونے لگے تو وہ پردہ کے قابل ہوگی، پھر ساری عمر پردہ کرے گی، کسی وقت بھی اس کو آزادی نہیں کہ بے پردہ ہوکر مَردوں میں گھومتی پھرے(۲)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/ ۵/ ۹۲ھ۔

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿تلك حدود الله، و من يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه﴾ (سورة الطلاق ۱)

وقال الله تعالىٰ: ﴿ومن يعص الله ورسوله ويتعدّ حدوده، يدخله ناراً خالداً فيها، وله عذاب مهين﴾ (سورة النساء: ۱۴)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿يا أيها النبي قل لأزواجك و بناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ (سورة الأحزاب: ۵۹)

وقال العلامة الجصاص: "روى عن عبد الله رضي الله تعالىٰ عنه قال: "الجلباب الرادء". وقال ابن أبي نجيح عن مجاهد: يتجلببن، ليعلم أنهن حرائر، ولا يعرض لهن فاسق. وروى محمد بن سيرين عن عبيدة: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾. قال: تقنّع عبيدة، وأخرج إحدى عينيه.

وحدثنا عبدالله بن محمد قال: حدثنا الحسن بن أبي الربيع قال: أخبرنا عبدالرزاق قال: أخبرنا معمر عن الحسن قال: كن إماء بالمدينة يقال لهن: كذا وكذا، يخرجن فيتعرض لهن السفهاء فيؤذونهن، وكانت المرأة الحرة تخرج فيحسبون أنها أمَة فيتعرضون لها، فيؤذونها، فأمر الله المؤمنات أن: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن، ذلك أدنى أن يعرفن﴾ أنهن حرائر فلايؤذين .....اهـ". (أحكام القرآن للجصاص، (سورة الأحزاب: ۵۹): ۵۴۶/۳، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

چہرہ کا پردہ

سوال[۹۲۰۳]: چہرہ کا پردہ عورت کے لئے کسی حدیث یا کلام اللہ سے ثابت ہے، یا اجماعِ امت اور قیاس سے؟ اور اس کی علت اندیشۂ فساد ہے، یا اَور کچھ، اگر اندیشہ فساد نہ رہے تو پھر منہ کا چھپانا فرض ہے یا واجب یا مستحب؟

سعید احمد کھیڑہ، افغان۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مقلد کا منصب علت اور دلیل پوچھنا نہیں (۱)، یہ کام مجتہد کا ہے، مقلد کا فرض ہے کہ اس کے امام نے قرآن وحدیث کو دیکھ کر سمجھ کر جو مسئلہ بتادیا ہے اس پر عمل کرے، مأخذ کے درپے نہ ہو۔ اجنبی سے چہرہ کا چھپانا بلا اندیشۂ فساد بھی علاوہ مواقع مستثنیٰ کے ہر حال میں ضروری ہے:

"(فحل النظر) مقيدٌ بعدم الشهوة، وإلافحرام، وهذا في زماننا فمنع من الشابة، قهستاني وغيره". درمختار(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۷/۱۰/۵۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف ۲۹/شوال ۵۴ھ۔

---

(۱) قال العلامة الحصكفيؒ: "على أن الواجب على المقلد العمل بقول المجتهد وإن لم يظهر دليله، كما أفاده في رسم المفتي". (الدرالمختار: ۳/۲۱۰، كتاب النكاح، باب الرضاع، سعيد)

(۲) (الدرالمختار: ۶/۳۷۰، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، سعيد)

وقال الله تعالى: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ قال أبوبكر: "في هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين، و إظهار الستر و العفاف عند الخروج، لئلا يطمع أهل الريب فيهن. وفيها دلالة على أن الأمَة ليس عليها ستر وجهها وشعرها؛ لأن قوله تعالىٰ: ﴿ونساء المؤمنين﴾ ظاهره أنه أراد الحرائر". (أحكام القرآن للجصاص، (سورة الأحزاب: ۵۹). ۳/۵۴۶، قديمي)

قال الحافظ ابن كثير: "أمر الله نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن في حاجة أن يغطّين وجوههن من فوق رؤسهن بالجلابيب و يبدين عيناً واحدةً". (تفسير ابن كثير: ۳/۶۸۴، (سورة الأحزاب: ۵۹)، مكتبه دارالسلام، رياض) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= ''آج کل بعض لوگ یہ شور مچارہے ہیں کہ ''اسلام میں پردہ کا حکم تو ہے، مگر چہرہ کا پردہ نہیں ہے'' ان نادانوں کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آتی کہ اگر چہرہ کا پردہ نہیں ہے تو مَردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کا کیوں حکم دیا گیا؟ چہرہ ہی میں کشش ہے اور وہی مجمع المحاسن ہے، سورۃ احزاب کی آیت ﴿یدنین علیھن من جلابیبھن﴾ سے چہرہ ڈھانکنے کا واضح حکم معلوم ہورہا ہے۔

بعض لوگوں کو نماز کے مسئلہ سے دھوکہ ہوا ہے، کیونکہ نماز میں عورت کا چہرہ کھلا رہنے سے نماز ہوجاتی ہے (جس پر قیاس کرکے چہرہ کے پردہ نہ ہونے پر استدلال کرتے ہیں) حالانکہ کتبِ فقہ میں یہ مسئلہ شرائطِ نماز میں لکھا ہے، نہ کہ احکامِ پردہ میں، لہٰذا چہرہ کھول کر نماز ہوجانے سے غیر محرموں کے سامنے چہرہ کھول کر آنے پر استدلال کرنا بددیانتی ہے۔ حضرات فقہاءؒ نے شرائطِ نماز میں اس مسئلے کو لکھا ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ نے اس مسئلے کے بعد: "وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال" فرما کر ایسے فاسد خیال لوگوں کے منہ پر مہر ثبت فرمایا ہے۔

اور شیخ ابن الہمامؒ نے زادالفقیر میں لکھا ہے کہ:

"و في الفتاوى: الصحيح أن المعتبر في فساد الصلوة انكشاف ما فوق الأذنين، وفي حرمة النظر يستوى ما يليها: أى ما فوق الأذنين وما تحتهما". (زاد الفقير، ص: ۲۵ مجلس علمي ڈابهيل)

دوسری بات یہ ہے کہ اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ چہرہ کھولنے کی اجازت ہے تب بھی غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جو لوگ ﴿إلا ما ظهر منها﴾ سے عورتوں کے لئے عام طور پر چہرہ کھولکر گھومنے پھرنے کا جواز ثابت کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، کیونکہ ان الفاظ میں عورتوں کو چہرہ کھولنے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ دوسرے اعضاء کی طرح ان کے چھپانے کے اہتمام سے زحمت وتکلیف نہ ہو، اس میں نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولنے کے جواز وعدم جواز کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ (اور) آیت میں ﴿إلا ما ظهر﴾ فرمایا، نہ کہ "إلا ما أظهرن" اسی سے صاف ظاہر ہے کہ عورت کو قصداً وارادۃً نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے''۔ (ملخص از خواتین کے لئے شرعی احکام)

نیز اس دورِ فساد میں فتنہ سے مامون رہنے کی کون گارنٹی دے سکتا ہے؟ اور خوفِ فتنہ وفساد کی وجہ سے چہرہ کے پردہ پر تمام علمائے کرام متحد ومتفق ہیں، بالفرض اگر چہرے کا پردہ نہیں تب بھی اس دورِ فساد میں فتنہ کی وجہ سے واجب ہے، لأن درء المفسدة مقدم على جلب المنفعة. والله اعلم بالصواب.

Maktaba Tul Ishaat.com

چہرہ کا پردہ

سوال[۹۲۰۴]: خالدہ ادیب خانم نے جوایک مشہور ترکی خاتون ہیں، ترکی میں مشرق ومغرب کی کشمکش کے عنوان پر اپنے ساتویں خطبہ میں یہ بات صاف طور پر ظاہر کی ہے کہ:

''کلام الٰہی کے اعتبار سے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سر، سینے، اور زینت کو چھپادیں، چہروں کے چھپانے کا کہیں ذکر نہیں ہے اور نہ عورتوں سے کہا گیا کہ وہ گھر میں بیٹھی رہیں اور خدمتِ عامہ انجام نہ دیں''۔ علاوہ ازیں اسی خطبہ میں آگے چل کر یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''اگر اس پردہ کو مسلمان قائم رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں اختیار ہے، مگر وہ یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ اس کی بنا مذہب کے احکام پر ہے''۔

لہٰذا برائے مہربانی یہ فرمایئے کہ وہ کونسی احادیث یا اسلامی روایات ہیں جن کی رو سے عورتوں کو بغیر عذر چہرہ چھپانا ضروری ہوجاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سر، سینہ، زینت اور تمام بدن کے چھپانے کا حکم تسلیم کرنے کے بعد چہروں کے چھپانے کے حکم میں تامل کرنا ہی حیرت انگیز ہے، غور کا مقام ہے ﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم﴾(۱) کا حکم کس لئے ہے، اگر اس سے چہروں کا پردہ مقصود نہیں تو کیا ہے، اور ﴿يا أيها النبى قل لأزواجك و بناتك و نساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ الاية(۲) کا کیا مطلب ہے؟

اس کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس طرح مروی ہے:

"قال على بن أبى طلحة، عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما: أمر الله نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن فى حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب، ويبدين عيناً واحدة، اهـ". ابن كثير(۳)۔

---

(۱) (سورة النور: ۳۰)

(۲) (سورة الأحزاب: ۵۹)

(۳) (تفسير ابن كثير: ۳/۶۸۴، (سورة الأحزاب: ۵۹)، دار الفيحاء دمشق)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو اصالۃً گھروں میں رہنے کا حکم ہے، اگر کسی حاجت کے لئے مجبوراً نکلیں تو چہرہ اور سر چھپا کر نکلیں، راستہ دیکھنے کے لئے ایک آنکھ کی مقدار کھولنے کی گنجائش ہے۔ اور عبیدۃ سلمانی نے اس آیت کی تفسیر بتلاتے وقت اپنا چہرہ اور سر چھپا کر دکھلایا اور صرف بائیں آنکھ کو کھولے رکھا، کذا فی تفسیر ابن کثیر(۱)۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز پڑھنا کس قدر موجب فضیلت ہے، لیکن ارشاد ہے:

"صلوة المرأة فی بیتها أفضل من صلوتها فی حجرتها، وصلوتها فی مخدعها أفضل من صلوتها فی بیتها". رواه أبو داؤد(۲)۔

ایک اور روایت میں ہے:

"ولا تمنعوا إماء الله مساجد الله، و لكن ليخرجن و هن تفلات". و فی روایة: "وبيوتهن خيرٌ لهن"(۳)۔

ایک دفعہ کچھ عورتیں جمع ہو کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - مرد جہاد کر کے فضیلت میں ہم سے بڑھ گئے، آپ کوئی عمل ایسا بتایئے جس سے جہاد جیسی فضیلت حاصل ہو، ارشاد ہوا:

"من قعدت منكن فی بيتها، فإنها تدرك عمل المجاهدين فی سبيل الله تعالىٰ"(٤)۔

یعنی "جو تم میں سے اپنے گھر میں بیٹھی رہے اس کو جہاد جیسا اجر ملے گا"۔

جہاد جیسی عبادت اور خدمت ملک وملت کے مقابلہ میں بھی عورتوں کو گھر میں بیٹھے رہنے کا حکم ہوا۔

---

(۱) "وقال محمد بن سيرين: سألت عبيدة السلمانی عن قول الله عزوجل: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ فغطى وجهه و رأسه، وأبرز عينه اليسرى". (تفسير ابن كثير: ۳/۶۸۴، دار الفيحاء دمشق)

(۲) (مشكوة المصابيح، ص: ۹۶، كتاب الصلوة، باب الجماعة، الفصل الثانی، قديمی)

(وسنن أبی داؤد: ۱/۹۱، كتاب الصلوة، باب ما جاء فی خروج النساء إلى المسجد، إمداديه ملتان)

(۳) (سنن أبی داؤد: ۱/۹۱، كتاب الصلوة، باب ما جاء فی خروج النساء إلى المسجد، إمداديه ملتان)

(۴) (تفسير ابن كثير: ۳/۶۳۷، دار الفيحاء دمشق)

Maktaba Tul Ishaat.com

ترمذی کی روایت میں ہے:

"عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "إن المرأة عورة، فإذا خرجت، استشرفها الشیطان"(۱)۔

خالدہ ادیب خانم نے افسانہ نگاری اور عبارت آرائی، یا دیگر طرقِ مروجہ سے ملک وقوم کی خدمت کر کے ممکن ہے کہ ادبی دنیا میں کوئی خاص شہرت پیدا کی ہو، اور ارباب قلم سے خراجِ تحسین وصول کیا ہو، لیکن مذہبی اصول وفروع پر عبور کے لئے صرف اتنا کافی نہیں، بلکہ اس کا ساحل بہت بعید ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفاء اللہ عنہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ ۸/ ۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۵/ شعبان/ ۶۴ھ۔

محرم سے پردہ کی حد

سوال[۹۲۰۵]: پردہ دار عورت، بہنوئی، بھائی، پھوپھا، چچا، دیور سے پردہ کس حد تک کرے؟ یعنی شریعت میں اس کا کیا درجہ ہے؟ اور ہاتھ صرف گٹوں تک اور چہرہ کھول کر سامنے آجائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے، یعنی ان لوگوں سے کس درجہ تک پردہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بھائی اور چچا سے پردہ نہیں(۲)، بہنوئی، پھوپھا، چچا زاد بھائی وغیرہ سے پردہ ہے، بالکل ان کے

---

(۱) (سنن الترمذی: ۱/ ۲۲۲، أبواب الرضاع، باب، قبیل أبواب الطلاق واللعان، سعید)

(۲) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأخواتکم و عماتکم و خالٰتکم و بنات الأخ و بنات الأخت﴾ فأفرد بنات الأخ، وبنات الأخت بالذکر؛ لأن اسم الأخ والأخت لا یتناولهن کما یتناول اسم البنات بنات الأولاد". (أحکام القرآن للجصاص: ۲/ ۱۷۷، قدیمی)

وقال العلامة الشامی رحمه اللّٰہ تعالیٰ: "وفروع أبویه وإن نزلن، فتحرم بنات الإخوة والأخوات وبنات أولاده الإخوة والأخوات". (ردالمحتار: ۳/ ۲۸، فصل فی المحرمات، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۱/ ۲۷۳، الباب الثالث فی بیان المحرمات، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

سامنے نہ آئے (۱)۔ اگر ایک ہی مکان میں رہتے ہوں اور مکان کی تنگی ہو تو مجبوراً اتنا پردہ بھی کافی ہے کہ چہرہ ہاتھ نہ کھولے بلکہ گھونگھٹ کرے (۲) اور تنہائی میں ایک جگہ ان کے ساتھ نہ ہو اور بے تکلفی ہنسی مذاق نہ کرے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

مشترکہ مکان میں شرعی پردہ

سوال[۹۲۰۶]: جس مکان میں پورا خاندان ساتھ رہتا ہو، وہاں پردہ قائم رکھنے کی صورت (جب

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿حرمت عليكم أمهاتكم و بناتكم وأخواتكم و عماتكم و خالتكم و بنات الأخ وبنات الأخت﴾ ..... الخ". (سورة النساء: ۲۳)

وقال العلامة الشامي: "أنواع تحريم النكاح سبع:

قرابة ملك رضاع جمع وزِيدَ خمسة أتتك بالبيان

تطليقة لها ثلاثاً واللعان تعلق بحق غير من نكاح

أوعدة خنوثة بلا اتضاح وآخر الكل اختلاف الجنس

كالجن والمائى لنوع الإنس".

(ردالمحتار: ۲۸/۳، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، سعيد)

(وكذا فى النهر الفائق: ۲۸۵/۲، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، قديمى)

(۲) "والمراد تحذير المرأة منهم كما يحذر من الموت، فإن الخوف من الأقارب أكثر، والفتنة منهم أوقع، لتمكنهم من الوصول والخلوة بلا نكير". (لمعات على هامش مشكوة المصابيح، تحت الحديث: "الحمو الموت". كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول، ص: ۲۶۸، قديمى)

(۳) "وعن عمر رضى الله تعالىٰ عنه، عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لا يخلونّ رجل بالمرأة إلا كان ثالثهما الشيطان". رواه الترمذى". (مشكوة المصابيح، ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثانى، قديمى)

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ جیٹھ اور دیور یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہوں) تحریر فرماتے ہوئے پردہ شرعی کو واضح فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

باقی بدن تو چھپا رہتا ہی ہے، چہرہ بھی سامنے نہ کریں اور نامحرم کے ساتھ خلوت کا موقع کبھی آنے نہ دیں، ہنسی مذاق سے پوری احتیاط رکھیں۔ یہ اس وقت جب کہ مکان میں تنگی کی وجہ سے اتنی گنجائش نہ ہو کہ نامحرم کی آمد کے وقت مکان کے اندرونی حصہ میں چلی جائیں، یا پردہ درمیان میں لٹکا دیں، اگر گنجائش ہو تو چہرہ چھپا کر بھی سامنے آنے سے اجتناب کریں۔ یہ تو عورتوں کے حق میں ہے۔

مَردوں کے حق میں یہ ہے کہ جب مکان میں جائیں، اطلاع کر کے جائیں اور نگاہ نیچی رکھیں اور ہنسی مذاق، نیز خلوت سے پوری احتیاط کریں:

"عن عقبة بن عامر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "إیاکم والدخول علی النساء". فقال رجل من الأنصار: یا رسول اللّٰہ! أفرأیت الحمو؟ قال: "الحمو الموت، اهـ". بخاری شریف(۱)۔

"زاد ابن وهب فی روایته عن مسلم: سمعت اللیث یقول: الحمو أخو الزوج وما أشبه من أقارب الزوج ابن العم و نحوه. و وقع عند الترمذی بعد تخریج الحدیث قال الترمذی: یقال: هو أخو الزوج، کره له أن یخلو بها، قال: ومعنی الحدیث علی نحو ما روی: "لایخلون رجل بامرأة فإن ثالثهما الشیطان، اهـ". و هذا الحدیث الذی أشار إلیه أخرجه أحمد من حدیث عامر بن ربیعة. وقال النووی رحمه اللّٰہ تعالیٰ. اتفق أهل العلم باللغة علی أن الأحماء أقارب زوج المرأة کأبیه وعمه وأخیه وابن أخیه وابن عمه ونحوهم، اهـ". فتح الباری: ۲۸۹/۹(۲)۔

---

(۱) (صحیح البخاری: ۷۸۷/۲، کتاب النکاح، بابٌ: لا یخلونّ رجل بامرأة إلا ذو محرم، والدخول علی المغیبة، قدیمی)

(۲) (فتح الباری: ۳۳۱/۹، کتاب النکاح، (رقم الحدیث: ۵۲۳۲)، دارالفکر بیروت)

(وکذا فی مرقاة المفاتیح: ۲۷۸/۶، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۳۱۰۲)، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

"الخلوة بالأجنبية حرام، اهـ". درمختار(۱)۔

"تمنع من كشف الوجه بين رجال لخوف الفتنة، اهـ".تنوير: ۱/۴۲۲(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔

---

(۱) (الدرالمختار: ۳۶۸/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس،سعيد)

(۲) (تنوير الأبصار مع ردالمحتار: ۴۰۶/۱، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، سعيد)

ترجمہ عربی عبارت:

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عورتوں پر داخل ہونے سے بچو'' انصار میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم- دیور کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ ارشاد فرمایا: ''دیور تو موت ہے''۔ (بخاری شریف)۔

''ابن وہب نے مسلم کی روایت میں زیادہ کیا ہے کہ میں نے لیث سے سنا فرماتے تھے: حمو (دیور) شوہر کا بھائی ہے اور جو شوہر کے عزیز واقارب میں سے اس کے مشابہ ہو: چچا ہو بیٹا وغیرہ۔ اور حدیث کی تخریج کے بعد ترمذی نے کہا ہے: کہا جاتا ہے کہ شوہر کے بھائی کے لئے مکروہ ہے کہ اس کے ساتھ (بھائی کی بیوی کے ساتھ) تنہائی کرے۔

اور حدیث کے معنی جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اور یہ حدیث جس کی طرف اشارہ کیا ہے احمد نے عامر بن ربیعہ کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے۔ اور نوویؒ نے کہا کہ علمائے سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ احماء سے مراد عورت کے شوہر کے اقارب ہیں، جیسے: شوہر کا باپ، اس کا چچا، اس کا بھائی اور بھائی اور چچا کا بیٹا اور ان کے مثل''۔ (فتح الباری)۔

''اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام ہے''۔ درمختار۔ ''لوگوں کے درمیان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا فتنہ کے اندیشہ سے'' (تنویر)۔

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی کو بے پردگی پر مجبور کرنا

سوال[۹۲۰۷]: زید نے اپنی لڑکی صفیہ کا عقد عمر کے بیٹے ظفر کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس کی لڑکی پردہ میں رہے گی اور ارکانِ شرعی کی پابند رہے گی۔ ظفر نے دو سال کے بعد اپنی بیوی کو بے پردہ رکھنا شروع کیا، نیز جب وہ قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہے تو اسے جواب دیا جاتا ہے کہ کیا رام کہانی شروع کر رکھی ہے۔ زید کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ اپنی بچی کو گھر لے آیا۔ ظفر کا اصرار ہے کہ وہ اپنی بیوی کو لے جائے گا، زید کا کہنا ہے کہ تم نے شرط پوری نہیں کی اس لئے اب میں رخصت نہ کروں گا۔ ایسی صورت میں شرعی نقطۂ نگاہ سے کیا کرنا چاہئے؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کو چاہئے کہ وہ ظفر سے پختہ عہد کرلے اور چند معزز آدمیوں کے سامنے تحریر کرالے کہ ظفر اب آئندہ اپنی بیوی کو پردہ کے ساتھ رکھے گا، بے پردگی پر مجبور نہ کرے گا، نیز احکامِ شرع کی پابندی کرے گا۔ اور اگر اس پر اطمینان نہ ہو تو زوجہ کو چاہئے کہ حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے (۱) کہ ظفر میرا شوہر ہے مجھے بے پردہ رکھتا ہے اور احکام شرع کی بجا آوری میں مخل ہوتا ہے۔ اس پر حاکم ظفر کو بلا کر تحقیق کرے اور اس کو حکم دے کہ تم اپنی زوجہ کو پردہ میں رکھو اور احکام شرع کی پابندی میں رکاوٹ نہ ڈالو، ورنہ آزاد کردو۔ اس پر ظفر احکام شرع کی پابندی کا وعدہ کرے، یا آزاد کردے اگر وعدہ کرے تو بہتر ہے، اگر آزاد

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿وإن خفتم شقاق بينهما، فابعثوا حَكَماً من أهله وحكماً من أهلها، إن يريدا إصلاحاً يوفق الله بينهما﴾ (سورة النساء: ۱۱۶)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالیٰ عليه: "أي وجهوا وأرسلوا إلى الزوجين لإصلاح ذات البين ﴿حَكَماً﴾: أي رجلاً عدلاً عارفاً حسن السياسة والنظر في حصول المصلحة ..... وخص الأهل؛ لأنهم أطلب للصلاح وأعرف بباطن الحال وتسكن إليهم النفس، فيطلعون على ما في الضمير كل من حب وبغض، وإرادة صحبة، أو فرقة، وهذا على وجه الاستحباب". (روح المعاني، (سورة النساء: ۱۱۶): ۶/۲۶، دار إحياء التراث العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

کردے تو بعد عدت نکاحِ ثانی درست ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، مظاہر علوم سہارنپور۔

بیوی کو بے پردگی سے روکنا

سوال[۹۲۰۸]: زید اپنی بیوی کو اس بات پر تنبیہ کرتا ہے کہ وہ پردہ غیر محرم سے کرے اور چاہتا ہے کہ علم دین سیکھے، مگر وہ دونوں سے انکار کرتی ہے۔نیز زید کی حیثیت چنٹی، روٹی اور گاڑھ پہنانے کی ہے اور اس کی بیوی کہتی ہیں کہ یہ خوراک ہم سے نہیں کھائی جاتی اور اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر جہاں چاہتی ہے، جاتی ہے یعنی اپنی خالہ وغیرہ کے یہاں جہاں پر غیر محرم آتے جاتے ہیں، یعنی اس کے ماموں کا لڑکا، یا اس کے خالو اور اس کے خالو کا بہنوئی وغیرہ جن سے وہ پردہ کرنے سے گریز کرتی ہے۔

باوجود اس کے کہ چند مرتبہ اس کو ہدایت کی گئی کہ وہ پردہ کرے مگر وہ باز نہیں آئی اور یہ جواب دیا گیا کہ ان سے پردہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔نیز زید کو اعتبار نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند سے علیحدہ رہ کر پاکدامن رہے۔عرصہ ڈیڑھ ماہ سے وہ خود چلی گئی بلا خاوند کی مرضی۔اب اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زوجہ کے ذمہ لازم ہے کہ امورِ مذکورہ میں زید کی اطاعت کرے(۲) اور صبر وشکر کے ساتھ

---

(۱) "عدة الحرة ..... ثلاثة قروء: أي حيض، لقوله تعالىٰ: ﴿والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء﴾..... اهـ". (مجمع الأنهر: ۱/۴۶۴، كتاب الطلاق، باب العدة، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) "حق الزوج على الزوجة أن تطيعه في كل مباح يأمرها به". (البحر الرائق، كتاب النكاح، باب القسم: ۳/۳۸۵، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب النكاح، باب القسم: ۲/۲۹۷، إمداديه)

(وكذا في الدر المنتقى شرح الملتقى على هامش مجمع الأنهر، كتاب النكاح، باب القسم: ۱/۵۵۰، مكتبه غفاريه كوئٹه)

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "ظاهره أنه عند الأمر به يكون واجباً عليها كأمر السلطان الرعية به". (ردالمحتار، كتاب النكاح، باب القسم: ۳/۲۰۸، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

زندگی گذارے(۱)،علمِ دین بقدرِضرورت سیکھنا فرض ہے(۲)۔نامحرم سے پردہ فرض ہے(۳)،اگر وہ نامحرم سے پردہ نہ کرے، بلکہ اس کے سامنے چہرہ کھولے تو مرد کوحق ہے کہ مناسب سزادے اور بقدرِ ضرورت پیٹ بھی سکتا ہے(۴)۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: جاء ت امرأة إلى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقالت: یا رسول اللہ! ما حق الزوج علی المرأة؟ قال: "أن لا تمنع نفسها ولو کانت علی ظهر قتب. ولا تصوم یوماً إلا باذنه إلا رمضان، فإن فعلت، کان الأجر له والوزر علیها. ولاتخرج إلا باذنه، فإن خرجت لنفسها لعنتها ملائکة الرحمة و ملائکة العذاب حتی ترجع". (تنبیه الغافلین، ص: ۲۷۸، باب حق الزوج علی زوجته، مکتبه حقانیه پشاور)

."ومنها وجوب طاعة الزوج علی الزوجة". (بدائع الصنائع: ۲۱۳/۳، کتاب النکاح، فصل فی طاعة الزوج، دارالکتب العلمیه بیروت)

(۲) "عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم : "طلب العلم فریضة علی کل مسلم". (مشکوة المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی، ص: ۳۴، قدیمی)

قال العلامة الملا علی القاری رحمه اللہ تعالیٰ: "قال الشراح: المراد بالعلم ما لا مندوحة للعبد من تعلمه کمعرفة الصانع والعلم بوحدانیته ونبوة رسوله، وکیفیة الصلاة، فإن تعلمه فرض عین". (مرقاة المفاتیح: ۴۷۷/۱، کتاب العلم (رقم الحدیث: ۲۱۸)، رشیدیه)

(وکذا فی الدرالمختار، قبیل مطلب فی فرض الکفایة وفرض العین: ۴۲/۱، سعید)

"قال العلائی فی فصوله: من فرائض الإسلام تعلم مایحتاج إلیه العبد فی إقامة دینه وإخلاص عمله للہتعالی، ومعاشرة عباده. وفرض علی کل مکلف ومکلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة تعلم علم الوضوء والغسل" (رد المحتار: ۴۲/۱،ملطب فی الفرق بین المصدر والحاصل بالمصدر، سعید)

(وکذا فی فتح الباری: ۱۴۱/۱،دار الفکر بیروت)

"واعلم أن تعلم العلم یکون فرض عین، وهو بقدر مایحتاج لدینه". (الدرالمختار، المقدمة: ۴۲/۱، سعید)

(۳) قال اللہ تعالی﴿وقل للمؤمنات یغضضن من أبصارهن ویحفظن فروجهن ولایبدین زینتهن إلاماظهر﴾ الآیة (سورة النور: ۳۱)

(۴) "عن قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: ذکر لنا أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، قال فی خطبة =

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر بلا اجازت و بلا رضامندیٔ شوہر کہیں جائے گی تو جب تک شوہر کے گھر واپس نہ آئے نفقہ کی مستحق نہیں، یعنی شوہر کو حق ہے کہ نفقہ بند کردے کہ جب میرے مکان پر آئے گی تب نفقہ دوں گا(۱)۔ اور جب شوہر کو بدگمانی ہے تو اس کو ہرگز جائز نہیں کہ زوجہ کو کسی ایسی جگہ جانے کی اجازت دے، جس جگہ اس کو خدشہ اور بدگمانی ہے، اگر جازت دے گا تو گنہگار ہوگا(۲)۔

یہ بھی ضروری ہے کہ عورت کے حقوق میں حتی الوسع کمی نہ کرے(۳)، اگر باوجودِ قدرت کے کمی کرے

= وهو يومئذ بمنى: "أيها الناس! إن لكم على النساء حقاً، وإن لهن عليكم حقاً، وإن من حقكم عليهن أن يحفظن فرشكم ..... فإن هن فعلن ذلك، فقد أحل الله لكم أن تضربوهن ضرباً غير مبرح". (تنبيه الغافلين، ص: ۲۷۸، باب حق الزوج على زوجته، مكتبه حقانيه پشاور)

(وكذا في بدائع الصنائع: ۶۱۳/۳، كتاب النكاح، فصل في طاعة الزوج، دار الكتب العلمية بيروت)

"بخلاف الزوج إذا عزر زوجته، لترك الزينة والإجابة إذا دعاها إلى فراشه، وترك الصلوة، والخروج من البيت". (كنز الدقائق).

قال العلامة ابن نجيم: "ومنه ما إذا كشفت وجهها لغير محرم أو كلّمت أجنبياً ..... وكما يجوز ضربها للخروج إذا كان الخروج بغير حق". (البحر الرائق، كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير: ۸۲/۵، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير: ۳۷۵/۲، غفاريه)

(۱) "وإن نشزت، فلانفقة لها حتى تعود إلى منزله، والناشزة هي الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵۴۵/۱، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الأول في نفقة الزوجة، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار على تنوير الأبصار: ۵۷۶/۳، باب النفقة، سعيد)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۴۲۶/۱ كتاب الطلاق، باب النفقة، رشيديه)

(۲) لقوله عليه السلام: "اتقوا مواضع التهم". (كشف الخفاء، حرف الهمزة مع الباء الموحدة، (رقم الحديث: ۸۸): ۳۷/۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) "وعن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "الدنانير أربعة: دينار تنفقه في سبيل الله تعالىٰ ..... و دينار تنفقه على أهلك، وأعظمها أجراً الدينار الذي تنفقه على أهلك". (تنبيه الغافلين، =

Maktaba Tul Ishaat.com

گا تو گنہگار ہوگا۔شوہر کو بھی چاہے کہ زوجہ کو نرمی سے اولاً سمجھائے (۱) ہر بات پر ناراض نہ ہو،ممکن ہے وہ مان جائے اور آئندہ ایسی خلافِ طبع،خلافِ شرع حرکات سے باز آجائے (۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ،معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم،۱۳/۵/۵۹ھ۔

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ، صحیح:عبداللطیف،مدرسہ ہذا سہارنپور۔

جو عورت پہلے سے بے پردہ ہو اس کو بھی پردہ لازم ہے

سوال[۹۲۰۹]: شادی سے پہلے عورت نے کبھی پردہ نہیں کیا،شادی کے بعد اس کا خاوند کہتا ہے کہ پردہ کرو،مگر یہ کہہ کر ٹال دیتی ہے کہ اب تک پردہ نہیں کیا تو اب کیا پردہ کرنا ہے،جب کہ ہر شخص اس کو جانتا ہے۔دوسرے اس علاقہ میں برقع کا رواج بھی نہیں ہے۔تو اس عورت کو خاوند کے کہنے کے مطابق پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کو پردہ کرنا چاہئے،اگر کسی نے مدتِ دراز تک نماز نہیں پڑھی اور وہ یہ کہے کہ اب بڑی عمر میں کیا نماز پڑھیں گے تو اس کا یہ جواب غلط ہے،اسی طرح اس عورت کا جواب غلط ہے۔فقط واللہ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۱۴/۱۱/۱۴۰۶ھ۔

= ص: ۲۸۰، باب حق المرأة على الزوج، مكتبه حقانيه پشاور)

(۱) "قال أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه : سئل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أيّ المؤمنين أكمل إيماناً؟ قال: "أحسنهم خلقاً مع أهله". (تنبيه الغافلين، باب حق المرأة على الزوج، ص: ۲۷۹)

(۲) "عن الحسن البصريّ، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "استوصوا بالنساء خيراً، فإنهن عندكم لا يملكن لأنفسهن شيئاً". (تنبيه الغافلين، باب حق المرأة على الزوج، ص: ۲۷۹، مكتبة حقانيه پشاور)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في طاعة الزوج: ۲۱۳/۳، دار الكتب العلميه بيروت)

"وينبغي للآمر والناهي أن يرفق، ليكون أقرب إلى تحصيل المطلوب، فقد قال الإمام الشافعي: من وعظ أخاه سراً فقد نصحه وزانه، ومن وعظه علانيةً فقد فضحه وشانه". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۸۶۳/۸، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے پردہ ہے؟

سوال[۹۲۱۰]: کچھ لوگوں نے ایسا مشہور کر رکھا ہے کہ عورت کے نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے جس سے نکاح ہوا ہے اس سے پردہ ضروری ہے۔ تو اس کی کیا اصلیت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عورت کا جس مرد سے نکاح ہوگیا وہ اس کا شوہر ہوگیا، اگرچہ ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، اس سے پردہ نہیں(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۲/۲۸ھ۔

لڑکیوں کا فیکٹری میں کام کرنا

سوال[۹۲۱۱]: یہاں انگلینڈ کا یہ اصول ہے کہ لڑکا یا لڑکی کی عمر جب تک سولہ سال کی نہ ہو اس وقت تک اسکول جانا فرض ہے، جب سولہ سال کی عمر ہو جاتی ہے تو اسکول کی طرف سے فیکٹری میں کام دیتے ہیں۔ تو ہم لوگوں کا پوچھنا یہ ہے کہ لڑکی کو اسکول کی جانب سے کام ملتا ہے، اس فیکٹری میں خالص عورتوں ہی کا کام ہوتا ہے اور اس میں عورتیں ہی کام کرتی ہیں، مرد کا نام بھی نہیں۔ یہ فیکٹری سپلائی کی ہے۔ میں نے دو عالم سے پوچھا، انھوں نے یہ جواب دیا کہ جس فیکٹری میں عورتیں ہی کام کرتی ہوں اس میں کام پر لڑکی کو بھیجنے میں کوئی حرج تو نہیں، جس ڈیپارٹ منٹ میں عورتیں کام کرتی ہیں وہاں کی سُپر وائزر عورت ہی ہوتی ہے۔

---

(۱) "أما النظر إلى زوجته و مملوكته، فهو حلال من قرنها إلى قدمها عن شهوة وغير شهوة، وهذا ظاهر، إلا أن الأولى أن لا ينظر كل واحد منهما إلى عورة صاحبه، كذا في الذخيرة". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۷/۵، كتاب الكراهية، الباب الثامن، فيما يحل للرجل النظر إليه ومالايحل له، رشيديه)

"(وينظر إلى فرج أمَته و زوجته) يعني عن شهوة وغير شهوة، قال عليه السلام: "غضّ بصرك إلا عن زوجتك وأمتك". وما روى عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: كنت أغتسل أنا و رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في إناء واحد". ولأنه يجوز المس والغشيان" (البحر الرائق: ۳۵۴/۸، فصل في النظر واللمس، كتاب الكراهية، رشيديه)

(وكذا في الهداية: ۴۶۱/۴، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، مكتبه شركة علميه ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

بوقتِ حاجت شرعی حدود کی رعایت رکھتے ہوئے اجازت ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۵/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۵/۹۰ھ۔

عورتوں کو مزدوری کے لئے باہر نکلنا

سوال[۹۲۱۲]: ہم ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سابقہ زمانہ سے ہمارے خاندان

---

(۱) "(قوله: ومعتدة الموت تخرج يوماً وبعض الليل لتكتسب) لأجل قيام المعيشة؛ لأنه لا نفقة لها، حتى لو كان عندها كفايتها، صارت كالمطلقة، فلا يحل لها أن تخرج لزيارة ولا لغيرها ليلاً أو نهاراً. والحاصل أن مدار الحل كون خروجها بسبب قيام شغل المعيشة فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها". (البحر الرائق: ۲۵۸/۴، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في الإحداد، رشيديه)

"ولها السفر والخروج من بيت زوجها للحاجة". (الدرالمختار: ۱۴۵/۳، كتاب النكاح، باب المهر، سعيد)

وقال الرافعي رحمه الله: "(قول الشارح: للحاجة) ولغيرها لا تخرج ولو خاليةً من الأزواج للأمر بالقرار في البيوت". (تقريرات الرافعي على ردالمحتار: ۱۹/۳، سعيد)

"قال في البحر: فإذا أرادت أن تخرج إلى مجلس العلم بغير رضى الزوج، ليس لها ذلك. فإذا وقعت لها نازلةٌ، إن سأل الزوج من العالم وأخبرها بذلك، لايسعها الخروج، وإن امتنع من السوال يسعها الخروج من غير رضى الزوج. وإن لم تقع لها نازلة، لكن أرادت ..... ولا يسعها الخروج مالم تقع لها نازلة". (حاشية طحطاوى على الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۲۶۸/۲، دارالمعرفة بيروت)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله: "(وتعتدانِ): أى معتدة طلاق وموت في بيتٍ وجبت فيه، لايخرجان منه إلا أن تخرج أو يتهدم المنزل أو تخاف انهدامه أو تلف مالها أو لا تجد كراء البيت ونحو ذلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۵۳۶/۳، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في الحداد، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

میں مچھلی پکڑنے اور اس کے فروخت کرنے کا پیشہ چلا آرہا ہے۔ گھر کے تمام مرد وعورت اپنی قوتِ بازو سے کما کر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر وہ زمانہ شریف تھا، دوسروں کی عزت کو خود اپنی عزت سمجھا جاتا تھا، مگر آج زمانے کی فضا نے ہر شخص کے دل میں فتنہ اور بے حیائی کے جذبات کو پیدا کر دیا ہے۔ اور ہماری قوم اس قدر بے خبر ہے کہ وہ اپنے مذہب کے ایک ادنیٰ سے جز پر بھی عامل نہیں ہے۔ ہماری عورتیں باہر لوگوں کی مزدوری کرتی ہیں، ہم ان کو منع کرتے ہیں مگر باز نہیں آتی ہیں۔ اور کچھ غنڈے قسم کے لوگ بھی گھر پر ٹھہرتے ہیں جس کی وجہ سے بعض وہ عورتیں جو باز رہتی ہیں، ان کو بھی جانے کا موقع ملتا ہے۔

اس لئے پُر زور عرض ہے کہ آپ ان عورتوں کی کمائی حرام قرار دے کر ایسا حکم صادر فرمائیں جس کے ذریعہ یہ عورتیں اپنے اس مزدوری کے پیشہ کو چھوڑ کر پردہ کی پابند ہو جائیں اور پردہ کا حکم ان کے لئے کیا جائے تاکہ بے حیائی کا شکار نہ بنیں۔ نیز یہ بات بھی ہماری قوم میں رائج ہے: حق سلب کر لینا، ناپ تول میں کمی کرنا، جھوٹ بولنا۔ اس لئے اس پر بھی شرعی روشنی میں ان باتوں پر جواز یا ممانعت کا حکم لگائیں۔ آیا یہ باتیں صحیح ہیں یا باطل؟ اور باطل پر عمل کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بے حیائی اور بدکاری کی بُرائی کو سب ہی جانتے ہیں، کوئی بے خبر نہیں (۱)۔ ایسی حالت میں صرف فتویٰ کافی نہیں بلکہ تعلیم کا انتظام کیا جائے، گھروں میں دینی کتابیں سنائی جائیں، بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے، علمائے حق کے وعظ کہلوائیں، سب برادری اس پر غور کر کے اصلاح کا پختہ ارادہ کرے، ہر شخص اپنی بیوی کا نان ونفقہ پورا پورا دے اور اس کو مجبور کرے کہ اب تم کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں، تمہاری ہر ضرورت یہیں پوری کی جائے گی، مچھلی پکڑنے اور فروخت کرنے کے لئے بھی مت جانا۔

دوسرے کا حق غصب کر لینا کبیرہ گناہ ہے، جو شخص ایک بالشت زمین کسی کی غصب کرے گا ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا (۲) اور چار پیسے کے عوض سات سو فرض مقبول

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ولا تقربوا الفواحش ماظهر منها ومابطن﴾ (سورة الأنعام: ۱۵۱)

وقال الله تعالیٰ: ﴿ولاتقربوا الزنى إنه فاحشةً وساء سبيلاً﴾ (سورة بني إسرائيل: ۳۲)

(۲) "عن سعيد بن زيد رضي الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "من أخذ =

Maktaba Tul Ishaat.com

نمازیں دلائی جائیں گی (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۸/۱۳۹۰ھ۔

حفاظتِ نظر کے ساتھ بازار سے خرید وفروخت

سوال[۹۲۱۳]: یہاں کے دوکاندار کلکتہ میں کروم خریدنے کے لئے جاتے ہیں، کلکتہ میں جو کروم بناتے ہیں وہ غیر مسلم ہیں، ان لوگوں کی جو عورتیں ہیں وہ بھی اپنے مردوں کے ساتھ کام کرتی ہیں، عام بیوپاری لوگ مال خریدنے جاتے ہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی عورتیں بچوں کو دودھ دیتے وقت چھاتی کو ننگی کر کے دودھ دیتی ہیں، بیوپاری لوگ سامنے ہی ہوتے ہیں۔ مسلم بیوپاری کو وہاں جا کر مال خریدنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مال خریدنا تو درست ہے، لیکن نامحرم پر نظر نہ کی جائے، جیسا کہ بازار میں بھی بہت سی عورتیں سر وبازو کھولے ہوئے رہتی ہیں، ان کی طرف نظر ممنوع ہے (۲) اور نفس بازار سے اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنا شرعاً درست ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

= شبراً من الأرض ظلماً، فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين". (مشكوة المصابيح، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ص: ۲۵۴، قديمى)

(۱) لم أظفر عليه

(۲) "عن الحسن مرسلاً قال: بلغنى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لعن الله الناظر والمنظور إليه". رواه البيهقى فى شعب الإيمان". (مشكوة المصابيح، ص: ۲۷۰، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، قديمى)

"وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۷/۵، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه، رشيديه)

اگر اچانک بلاقصد نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے، مگر پھر دوسری بار قصداً اجنبیہ کو دیکھنا جائز نہیں، لقول عليه الصلوة =

Maktaba Tul Ishaat.com

عورتوں کو گھومنے کے لئے باہر نکلنا

سوال[۹۲۱۴]: آج کل بعض حضرات کا خیال ہے کہ چہار دیواری میں عورتوں کو محصور رکھنا ظلم ہے، عورتوں کو اپنے شوہروں کے ساتھ برقع اوڑھ کر گھومنا چاہئے، کیونکہ عہدِ نبوی میں عورتیں جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور ہر کام میں امداد دیتی تھیں۔

محمد یونس۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جن شرائط اور احوال کی رعایت سے عہدِ نبوی میں عورتیں جہاد میں شریک ہوئی ہیں، آج ان کا عشرِ عشیر بھی موجود نہیں، بلکہ ان کا پایا جانا عادۃً محال ہے، تاہم جس درجہ میں فقہاء نے اجازت دی ہے اس درجہ میں جہاد کے لئے آج بھی عورتوں کا نکلنا جائز ہے، یعنی اضطرار کی حالت میں نفیرِ عام کے وقت عورتوں کو جہاد کے لئے نکلنا درست ہے بشرطیکہ ان کو قتال کی قدرت بھی ہو اور لشکر بڑا ہو، مرہم پٹی وغیرہ کے لئے بوڑھی عورتوں کو نکلنا جائز ہے، جوانوں کو جائز نہیں:

"قال محمد رحمه الله تعالىٰ: لا يعجبنا أن تقاتل النساء المسلمات مع الرجال إلا أن يضطرّ المسلمون إلى ذلك، فإن اضطر المسلمون إلى ذلك بأن جاء النفير، وكان فى خروجهن حاجة وضرورة، فلا بأس بخروجهن للقتال ..... ولا تخرج الشوابّ لمداواة الجرحى وسقى الماء والطبخ والخبز لأجل الغزاة، أما العجائز اللاتى دخلن فى السن، فلا بأس بأن يخرجن فى الصوائف ونحوها من الجنود العظام، ويداوين المرضى والجرحى، ويسقين الماء، ويخبزن ويطبخن، ولكن لا يقاتلن". عالمگیری: ۲/۸۰۳(۱)۔

= والسلام لعلى رضى الله عنه: "يا علىٰ! لا تتبع النظرة النظرة، فإن لك الأولىٰ، وليست لك الأخرة". رواه أحمد والترمذى". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر الى المخطوبة، الفصل الثانى، قديمى)

(۱) (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۲/۱۸۹، كتاب السير، الباب الأول فى تفسيره شرعاً وشرطه وحكمه،رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

جب کہ جہاد کے لئے نکلنے کا یہ حکم ہے تو پھر شوہروں کے ساتھ گھومنا تو کوئی عبادت بھی نہیں، اس کو جہاد پر قیاس کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے، خصوصاً جب کہ روایاتِ ذیل سے پردہ کی سخت تاکید معلوم ہوتی ہے:

"المراة عورة، فإذا خرجت، استشرفها الشيطان". ترمذی(۱)۔

"صلوٰة المرأة فی بيتها أفضل من صلوٰتها فی حجرتها، وصلوتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بيتها". أبوداؤد(۲)۔

"عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: لو أدرك رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم

= "عن أنس بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه، قال: كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يغزو بأم سليم، ونسوة من الأنصار معه إذا غزا، فيسقين الماء ويداوين الجرحی".

"قال النووی رحمه الله: فيه خروج النساء فی الغزو، والانتفاع بهن فی السقی والمداواة ونحوهما، وهذه المداواة لمحارمهن وأزواجهن، وماكان منها لغيرهم، لا يكون فيه مس بشرة إلا فی موضع الحاجة ..... وقال الحافظ تحت حديث الربيع: وفيه جواز معالجة المرأة الأجنبية الرجلَ الأجنبیَّ للضرورة. قال ابن بطال: ويختص ذلک بذوات المحارم ثم بالمتجالات منهن؛ لأن موضع الجرح لا يُلتذّ بلمسه بل يفشر منه الجلد، فإن دعت الضرورة لغير المتجالات فليكن بغير مباشرة ولا مس". (تكملة فتح الملهم: ۳/۲۴۹، كتاب الجهاد، باب غزوة النساء مع الرجال، مكتبه دار العلوم كراچی)

"عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قلت : يارسول الله صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم هل علی النساء من جهاد؟ قال: "نعم، عليهن جهاد لاقتال، فيه الحج والعمرة". (مسند أحمد بن حنبل، حديث السيدة عائشة، (رقم الحديث: ۲۴۷۹۴): ۷/۲۳۷، دارإحياء التراث العربی بيروت)

"عن عائشة أم المؤمنين أنها قالت: يارسول الله نری الجهاد أفضل العمل، أفلا نجاهد؟ قال: "لا، لكنّ أفضل الجهاد حجّ مبرور". (صحيح البخاری، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور: ۱/۲۰۶،قديمی)

(۱) (جامع الترمذی: ۱/۲۲۲، اخر كتاب الرضاع، باب، قبيل أبواب الطلاق واللعان، سعيد)

(۲) (وسنن أبی داؤد، كتاب الصلوة، باب ماجاء فی خروج النساء إلی المسجد: ۱/۹۱، إمداديه ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

ماأحدث النساء، لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل". بخاری(۱)۔

اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس زمانہ کا حال بیان فرمایا ہے جس کے متعلق ارشاد ہے:"خير القرون قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم"(۲)۔

آج فتنہ وفساد کے غلبہ کی وجہ سے مساجد میں نماز کے لئے عورتوں کا آنا بدرجۂ اَولیٰ ممنوع ہوگا(۳)، جیسا

---

(۱) (صحيح البخاري: ۱/۱۲۰، كتاب الصلوة، باب خروج النساء إلى المسجد، قديمي)

(۲) (مشكوة المصابيح، باب مناقب الصحابة، الفصل الأول، ص: ۵۵۳، قديمي)

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿وقرن في بيوتكن﴾ روى هشام عن محمد بن سيرين قال: قيل لسودة بنت زمعة رضي الله تعالىٰ عنها: ألا تخرجين كما تخرج أخواتك؟ قالت: والله! لقد حججت واعتمرت، ثم أمرني الله أن أقِرّ في بيتي، فوالله! لا أخرج. فما خرجت حتى أخرجوا جنازتها. وقيل: إن معنى ﴿وقرن في بيوتكن﴾ كن أهل وقار وهدوء وسكينة، يقال: وقر فلان في منزله يقر وقوراً إذا هدأ فيه واطمأنّ به، وفيه الدلالة على أن النساء مأمورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج". (أحكام القرآن للجصاص، (سورة الأحزاب: ۳۳): ۳/۵۲۹، قديمي)

"عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لاتمنعوا النساء أن يخرجن إلى المساجد، وبيوتهن خيرٌلهن".

ورواه أحمد والطبراني: عن أم حميدالساعدية رضي الله تعالىٰ عنها أنها جاء ت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقالت: يا رسول الله! إني أحِبّ الصلاة معك. فقال صلى الله عليه وسلم: "قد علمت، وصلاتك في حجرتك خيرٌ لك من صلاتك في مسجد قومك، وصلاتك في مسجد قومك خيرٌ لك من صلاتك في مسجد الجماعة". (فقه السنة: ۱/۲۲۹، كتاب الصلاة، باب صلوة الجماعة، حضور النساء الجماعة في المساجد، دارالكتاب العربي بيروت)

"وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله على وسلم: "صلوٰة المرأة في بيتها أفضل من صلوتها في حجرتها، وصلوتها في مخدعها أفضل من صلوتها في بيتها". رواه أبو داود". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۹۶، كتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثاني، قديمي)

قال الشيخ المحدث الدهلوي رحمه الله: "هو محمول على عجوز غير مشتهاة لم تخرج بطيب ولا بزينة، وفي زماننا خروج النساء للجماعة مكروه لفساده . وقيل: لأن الغرض من حضورهن كان ليتعلمن الشرائع، ولا احتياج إلى ذلك في زماننا لشيوعها، والستر لهن أولىٰ". (لمعات التنقيح في =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= شرح مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۱۰۵۹): ۳/۲۸۲، مكتبه رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ۳۰۴، كتاب الصلاه، قديمى)

وقال الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "(ويكره حضورهن الجماعة) ولو لجمعة وعيد ووعظ (مطلقاً) ولو عجوزاً ليلاً (على المذهب) المفتى به لفساد الزمان. واستثنى الكمال بحثاً العجائز المتفانية ..... اهـ". (الدرالمختار). قال الشامي رحمه الله تعالى: "(قوله: ولو عجوزاً ليلاً) بيان للإطلاق: أى شابةً أو عجوزاً، نهاراً أو ليلاً. (قوله: على المذهب المفتى به): أى مذهب المتأخرين. قال فى البحر: وقد يقال: هذه الفتوى الذى اعتمدها المتأخرون مخالفة لمذهب الإمام وصاحبيه، فإنهم نقلوا أن الشابة تمنع مطلقاً اتفاقاً، وأما العجوزفلها حضور الجماعة عند الإمام إلا فى الظهر والعصر والجمعة: أى وعندهما مطلقاً، فالإفتاء بمنع العجائز فى الكل مخالف للكل، فالاعتماد على مذهب الإمام، اهـ.

قال فى النهر: وفيه نظر، بل هو مأخوذ من قول الإمام، وذلك أنه إنما منعها لقيام الحامل وهو فرط الشهوة بناءً على أن الفسقة لا ينتشرون فى المغرب؛ لأنهم بالطعام مشغولون وفى الفجر والعشاء نائمون، فإذا فرج انتشارهم فى هذه الأوقات لغلبة فسقهم، كما فى زماننا بل تحريهم إياها، كان المنع فيها أظهر من الظهر ..... اهـ". (ردالمحتار ۱/۵۶۶ كتاب الصلاة، باب الجماعة، مطلب: إذا صلى الشافعي، سعيد)

"وأطبق المتأخرون على أن الفتوى على منع الكل فى الكل ..... وإذا منعت عن حضور الجماعة، فمنعها من حضور الوعظ والاستسقاء أولىٰ. وأدخله العينى رحمه الله فى الجماعات، وما قلناه أولىٰ". (النهر الفائق: ۱/۲۵۰، ۲۵۱، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة والحدث فى الصلوة، امداديه)

مذکورہ بالا عبارات سے عورتوں کا کسی بھی مجلس میں شرکت کے لئے نکلنے کا عدمِ جواز واضح اور مصرح ہے، حتیٰ کہ مجلسِ وعظ میں شرکت کے لئے نکلنا بھی درست نہیں جیسا کہ صاحبِ نھر کی عبارت سے معلوم ہوا۔

مگر موجودہ دور کے فقہاء نے بوجہ مجبوری عورتوں کو مجلسِ وعظ میں شرکت کی چند شرائط کے ساتھ اجازت دی ہے، راجع للتفصيل: (أحسن الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة، عنوان: مجلس وعظ کے لئے خروج: ۸/۶۱، سعيد) (وفتاوىٰ حقانيه، كتاب الحظر والإباحة، باب الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر: ۲/۴۳۸، جامعه دارالعلوم حقانيه)

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ نہایہ(۱)، کفایہ(۲)، عنایہ(۳)، مبسوط(۴)، جامع الرموز(۵)، محیط(۶) وغیرہ میں مصرح موجود ہے۔ جب کہ دینی امور میں عورتوں کے نکلنے کا یہ حکم ہے تو پھر شوہروں کے ساتھ گھومنا تو کوئی دینی ضرورت نہیں، بلکہ نصاریٰ کا شعار اور طریقہ ہے، وہ کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محمود گنگوہی۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۶/۳/۵۳ھ، صحیح: عبداللطیف، ۲۷/۳/۵۳ھ۔

---

(۱) لم أظفر عليه.

(۲) (فتح القدير مع الكفاية، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۳۱۷، رشيديه)

(۳) (فتح القدير مع العناية، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۳۱۷، رشيدية)

(۴) "والمرأة كذلك مشغولة بخدمة الزوج منهيةً عن الخروج شرعاً، لما في خروجها إلى مجمع الرجال من الفتنة". (المبسوط للسرخسي: ۲/۳۷، كتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة، مكتبه غفاريه كوئٹه)

"وليس على النساء خروج في العيدين، وقد كان يرخص لهن في ذلك، فأما اليوم، فإني أكره ذلك يعني للشوابّ منهن، فقد أُمِرنَ بالقرار في البيوت ونُهِينَ عن الخروج، لما فيه من الفتنة". (المبسوط السرخسي: ۲/۶۳، باب صلاة العيدين، مكتبة الغفارية)

(۵) "وأما عندهما فالحضور رخصة في الكل كما في الكسوف والاستسقاء، كما في المحيط. وهذا في زمانهم، وأما في زماننا فيكره حضورها كل جماعة، وهو المختار، كما في الاختيار وغيره. وفيه إشارة إلى أن حضور الواسطة يعني الكهلة مكروه في زماننا، وينبغي أن يكون كذلك في زمانهم. في المحيط: قالت عائشة رضي الله عنها للنساء حين شكون إليها عن عمر رضي الله عنه، لنهيهن عن الخروج إلى المساجد: لو علم النبي عليه الصلاة والسلام ما علم عمر، ما أذن لكنّ إلى الخروج". (جامع الرموز: ۱/۱۷۴، كتاب الصلاة، فصل: يجهر الإمام، المطبعة الكريمية بلبدة القزان)

(۶) "ثم تكلموا أن في زماننا هل يرخص لهن في الخروج أم لا؟ أما الصواب فلا يرخص لهن في الخروج في شيء من الصلوات عندنا". (المحيط البرهاني: ۲/۲۱۷، كتاب الصلاة، الفصل السادس والعشرون في صلاة العيدين، مكتبة الغفاريه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

نامحرموں کو دیکھنا

سوال[۹۲۱۵]: زید ہمیشہ اجنبی حسین عورتوں کو تاکتا رہا(۱) اور احباب سے حالات بیان کرتا رہا۔ کیا اس کو بھی گناہ کبیرہ کہا جاوے گا، اور اصرار علی الکبیرۃ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اجنبیہ کو (شہوت سے) دیکھنا بلاضرورتِ شرعیہ حرام ہے، کیونکہ آنکھ کا زنا ہے، ایسے فعل سے توبہ کرنا ضروری ہے، اگر توبہ نہ کرے تو یہ اصرار ہے(۲)۔ فقط۔

محمود گنگوہی، ۲۳/۶/۵۳ھ۔

جواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) ''تاکنا: گھورنا، ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا، دیکھنا، جھانکنا: چھپ کر دیکھنا، تاڑنا''۔ (فیروز اللغات، ص: ۳۳۸، فیروز سنز لاهور)

(۲) "قال ابن الكمال: لأن الصغيرة تأخذ حكم الكبيرة بالإصرار ..... وفي الصغائر العبرة للغلبة، أو الإصرار على الصغيرة، فتصير كبيرةً". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه: ۴۷۳/۵، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

فصلٌ فی مایتعلق بصوت المرأة

(عورت کی آواز کا بیان)

عورت کی آواز کا پردہ ہے یا نہیں؟

سوال[۹۲۱۶]: ۱.....کسی عورت کا بیہودہ مَردوں کے سامنے تقریر کرنا کیسا ہے مجمع میں؟

۲.....اگر مقرر عورت برقع اوڑھ کر مردوں کے مجمع میں تقریر کرے تو کیسا ہے؟

۳.....ایسی عورت کی تقریر سننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

۱.....ناجائز ہے(۱)۔

---

(۱)"فظهرُ الكف عورة على المذهب، والقدمين على المعتمد، وصوتها على الراجح". (الدرالمحتار).

قال ابن عابدين رحمه الله: "(قوله: على الراجح) عبارة البحر عن الحلية: أنه الأشبه. وفي النهر: وهو الذي ينبغي اعتماده، ومقابله ما في النوازل: نغمة المرأة عورة، وتعلّمها القرآن من المرأة أحب، قال عليه الصلاة والسلام: "التسبيح للرجال، والتصفيق للنساء". فلا يحسن أن يسمعها الرجل، اهـ. وفي الكافي: ولا تلبي جهراً؛ لأن صوتها عورة، ومشى عليه في المحيط في باب الأذان، بحر.

قال في الفتح: وعلى هذا لو قيل: إذا جهرت بالقراءة في الصلاة، فسدت كان متجهاً، ولهذا منعها عليه الصلاة والسلام من التسبيح بالصوت لإعلام الإمام بسهوه إلى التصفيق، اهـ. وأقره البرهان الحلبي في شرح المنية الكبير، وكذا في الإمداد. ثم نقل عن خط العلامة المقدسي: ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولايظن من لا فطنة عنده أنا إذا قلنا: صوت المرأة عورة أنا نريد بذلك كلامها؛ لأن ذلك ليس بصحيح، فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك، ولانجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هذا لم يجز أن تؤذن المرأة، اهـ. قلت: ويشير=

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....عورت کامَردوں کے ساتھ مسجد میں جاکر نماز پڑھنا بھی علمائے کرام نے ممنوع لکھا ہے(۱)،خواہ

= إلى هذا تعبير النوازل بالنغمة". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة: ۱/۴۰۶، سعيد)

"ويرفع صوته بالأذان، والمرأة ممنوعة من ذلك، لخوف الفتنة". (المبسوط للسرخسي: ۱/۲۷۷، كتاب الصلوة، باب الأذان، مكتبة غفاريه كوئٹه)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿وقرن في بيوتكن﴾ روى هشام عن محمد بن سيرين قال: قيل لسودة بنت زمعة رضي الله تعالىٰ عنها: ألا تخرجين كما تخرج أخواتك؟ قالت: والله! لقد حججت واعتمرت ثم أمرني الله أن أقِرّ في بيتي، فوالله! لا أخرج. فما خرجت حتى أخرجوا جنازتها. وقيل: إن معنى ﴿وقرن في بيوتكن﴾ كن أهل وقار وهدوء وسكينة، يقال: وقر فلان في منزله يقر وقوراً إذا هدأ فيه واطْمأنّ به، وفيه الدلالة على أن النساء مأمورات بلزوم البيوت منهيات عن الخروج". (أحكام القرآن للجصاص، (سورة الأحزاب: ۳۳): ۳/۵۲۹، قديمي)

"عن ابن عمر رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "لاتمنعوا النساء أن يخرجن إلى المساجد، وبيوتهن خيرٌلهن".

ورواه أحمد والطبراني: "عن أم حميدالساعدية رضي الله تعالىٰ عنها أنها جاء ت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقالت: يا رسول الله! إني أحِبّ الصلاة معك. فقال صلى الله عليه وسلم: "قد علمت، وصلاتك في حجرتك خيرٌ لك من صلاتك في مسجد قومك، وصلاتك في مسجد قومك خيرٌ لك من صلاتك في مسجد الجماعة". (فقه السنة: ۱/۲۲۹، كتاب الصلاة، باب صلوة الجماعة، حضور النساء الجماعة في المساجد، دارالكتاب العربي بيروت)

"وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله على وسلم: "صلوة المرأة في بيتها أفضل من صلوتها في حجرتها، وصلوتها في مخدعها أفضل من صلوتها في بيتها". رواه أبو داود". (مشكوة المصابيح، ص: ۹۶، كتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثاني، قديمي)

قال الشيخ المحدث الدهلوي رحمه الله: "هو محمول على عجوز غير مشتهاة لم تخرج بطيب ولا بزينة، وفي زماننا خروج النساء للجماعة مكروه لفساده، وقيل: لأن الغرض من حضورهن كان ليتعلمن الشرائع، ولا احتياج إلى ذلك في زماننا لشيوعها، والستر لهن أولى". (لمعات التنقيح في شرح مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۱۰۵۹): ۳/۲۸۲، مكتبه رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

برقع اوڑھ کر جائے یا بلا برقع اوڑھے، کیونکہ اس میں بہت مفاسد اور فتن ہیں، لہٰذا عورت کا مَردوں کے مجمع میں جا کر تقریر کرنا بھی (بلا شدید ضرورت کے) منع ہے۔

۳.....مَردوں کو ایسے مجمع میں شریک ہونا اور تقریر سننا شرعاً درست نہیں (۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۰/ ربیع الثانی/ ۵۸ھ۔

= (وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۳۰۴، كتاب الصلاة، قديمي)

وقال الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "(ويكره حضورهن الجماعة) ولو لجمعة وعيد ووعظ (مطلقاً) ولو عجوزاً ليلاً (على المذهب) المفتى به لفساد الزمان. واستثنى الكمال بحثاً العجائز المتفانية ..... اهـ". (الدر المختار). قال الشامي رحمه الله تعالى: "(قوله: ولو عجوزاً ليلاً) بيان للإطلاق: أي شابةً أو عجوزاً، نهاراً أو ليلاً. (قوله: على المذهب المفتى به): أي مذهب المتأخرين، قال في البحر: وقد يقال: هذه الفتوى الذي اعتمدها المتأخرون مخالفة لمذهب الإمام وصاحبيه، فإنهم نقلوا أن الشابة تمنع مطلقاً اتفاقاً، وأما العجوز فلها حضور الجماعة عند الإمام إلا في الظهر والعصر والجمعة: أي وعندهما مطلقاً، فالإفتاء بمنع العجائز في الكل مخالف للكل، فالاعتماد على مذهب الإمام اهـ.

قال في النهر: وفيه نظر، بل هو مأخوذ من قول الإمام، وذلك أنه إنما منعها لقيام الحامل وهو فرط الشهوة بناءً على أن الفسقة لا ينتشرون في المغرب؛ لأنهم بالطعام مشغولون وفي الفجر والعشاء نائمون، فإذا فرج انتشارهم في هذه الأوقات لغلبة فسقهم –كما في زماننا، بل تحريهم إياها– كان المنع فيها أظهر من الظهر ..... اهـ". (ردالمحتار ۱/ ۵۶۶ كتاب الصلاة، باب الجماعة، مطلب: إذا صلى الشافعي، سعيد)

"وأطبق المتأخرون على أن الفتوى على منع الكل في الكل ..... وإذا منعت عن حضور الجماعة، فمنعها من حضور الوعظ والاستسقاء أولىٰ. وأدخله العيني رحمه الله في الجماعات، وما قلناه أولىٰ". (النهر الفائق: ۱/ ۲۵۰، ۲۵۱، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة والحدث في الصلوة، رشيديه)

(۱) "نغمة المرأة عورة ..... قال عليه الصلوة والسلام "التسبيح للرجال، والتصفيق للنساء"، فلا =

Maktaba Tul Ishaat.com

عورت کی تقریر لاؤڈ اسپیکر پر

سوال[۹۲۱۷]: مستورات کو لاؤڈ اسپیکر پر بیان کرنا رات میں جائز ہے یا نہیں؟ عورتوں کی آواز گھر سے باہر نکلنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر صرف مستورات کا مجمع ہو اور آواز نامحرموں تک نہ پہونچے تو عورت کا وعظ کہنا اور اپنی بات بتانا درست ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱۱/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱۱/۸۵ھ۔

= يحسن أن يسمعها الرجل ..... ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولا يظن من لافطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة، إنا نريد بذلك كلامها ..... ولانجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تلينها وتقطيعها، لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هذا لم يجز أن نؤذن المرأة". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ۴۰۶/۶، سعيد)

(۱) قال العلامة الجصاص تحت قوله تعالىٰ: ﴿ولا يضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن﴾ (الآية): "وفيه دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذلك الأجانب، إذا كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها، ولذلك كره أصحابنا أذان النساء؛ لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت والمرأة منهيةٌ عن ذلك". (أحكام القرآن للجصاص: ۴۶۵/۳، باب ما يجب من غض البصر عن المحرمات، قديمي)

(وكذ في أحكام القرآن للجصاص: ۵۲۸/۳، فصل، قديمي)

"وأما أذان المرأة، فلأنها منهية عن رفع صوتها؛ لأنه يؤدى إلى الفتنة". (البحر الرائق: ۴۵۸/۱، كتاب الصلاة، باب الأذان، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ۱۹۹، باب الأذان، قديمي)

"فظهرُ الكف عورة على المذهب، والقدمين على المعتمد، وصوتها على الراجح". =

Maktaba Tul Ishaat.com

لاؤڈ اسپیکر پر تعلیم کے لئے لڑکیوں کی تقریر

سوال[۹۲۱۸]: ہمارے یہاں شہر مالیگاؤں میں لڑکیوں کے دینی مدارس قائم ہیں جس میں دینی تعلیم دی جاتی ہے اور قراتِ قرآن وغیرہ بھی سکھائی جاتی ہے۔ سال کے اختتام پر لڑکیوں اور عورتوں میں دینی جذبہ بیدار کرنے کے لئے ایک مخصوص عورتوں کا پردے کے پورے انتظام کے ساتھ ایک جلسہ منعقد کیا جاتا ہے جس میں لڑکیاں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تقریر، نظم، مکالمہ وغیرہ پیش کرتی ہیں۔ نیز مختلف مدارس کی لڑکیوں کا قرآن شریف کی قرات میں مقابلہ بھی ہوتا ہے اور انعام بھی دیا جاتا ہے۔ ان جلسوں میں مَردوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے جو اِن کی تقریروں کو سنتے ہیں۔ تو اس قسم کے جلسے کرنا اور لڑکیوں اور عورتوں کا - جو اکثر بالغ ہی ہوتی ہیں - لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے تقریر کرنا از روئے شرع درست ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

= (الدرالمختار). قال ابن عابدين رحمه الله: "(قوله: على الراجح) عبارة البحر عن الحلية: أنه الأشبه. وفي النهر: وهو الذي ينبغي اعتماده، ومقابله ما في النوازل: نغمة المرأة عورة، وتعلّمها القرآن من المرأة أحب، قال عليه الصلاة والسلام: "التسبيح للرجال، والتصفيق للنساء". فلا يحسن أن يسمعها الرجل، اهـ. وفي الكافي: ولا تلبي جهراً؛ لأن صوتها عورة، ومشى عليه في المحيط في باب الأذان، بحر.

قال في الفتح: وعلى هذا لو قيل: إذا جهرت بالقراءة في الصلاة، فسدت كان متجهاً، ولهذا منعها عليه الصلاة والسلام من التسبيح بالصوت لإعلام الإمام بسهوه إلى التصفيق، اهـ. وأقره البرهان الحلبي في شرح المنية الكبير، وكذا في الإمداد. ثم نقل عن خط العلامة المقدسي: ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولايظن من لا فطنة عنده أنا إذا قلنا: صوت المرأة عورة أنا نريد بذلك كلامها؛ لأن ذلك ليس بصحيح، فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك، ولانجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هذا لم يجز أن تؤذن المرأة، اهـ. قلت: ويشير إلى هذا تعبير النوازل بالنغمة". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة: ۱/۴۰۶، سعيد)

"ويرفع صوته بالأذان، والمرأة ممنوعة من ذلك، لخوف الفتنة". (المبسوط للسرخسي: ۱/۲۷۷، كتاب الصلوة، باب الأذان، مكتبة غفاريه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

نوعمر لڑکیوں کا اس طرح جلسہ کرنا بظاہر ان کی تعلیمی ترقی اور غیر تعلیم یافتہ مستورات میں تعلیمی ترغیب کا ذریعہ بھی ہے، ان کو معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں، مافی الضمیر کے ادا کرنے کا سلیقہ بھی پیدا ہوتا ہے، تقریر کی مشق بھی ہوتی ہے، مگر ساتھ ہی اس میں فتنے بھی ہوتے ہیں، خاص کر جب مَردوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ لاؤڈ اسپیکر پر ان کی تقریر مکالمے سنتے ہیں اور دلچسپی لینے اور نظمیں بھی ترنم کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ خود عورتوں کا جمع ہونا مستقل فتنہ ہے، اسی وجہ سے تقریباتِ خاندان میں بھی شرکت کی ان کو اجازت نہیں دی جاتی، اگر شوہر اجازت دے تو وہ بھی ماخوذ ہوگا۔

فتنوں کا علم جگہ جگہ کے خطوط سے بھی ہوتا رہتا ہے، جو بصورتِ استفتاء آتے ہیں۔ اگر چھوٹی بچیاں ہوں تو ان میں فتنہ نہیں۔ بڑی لڑکیوں کا حال دوسرا ہے، ان کو اس طرح نہ تعلیم دی جائے نہ تقریر کرائی جائے۔

"ويمنعها من زيارة الأجانب وعيادتهم والوليمة، وإن أذن كانا عاصيين، اه".

درمختار۔ "(قوله: والوليمة) ظاهره ولو كانت عند المحارم؛ لأنها تشتمل على جمع، فلا تخلوا من الفساد عادةً، اه". شامي: ٢/٦٦٥(١)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۱/۳/۲۴ھ۔

عورتوں کی اجلاس میں شرکت، تقریر وقراءت

سوال[۹۲۱۹]: مسلم خواتین دینی اجتماعات منعقد کرسکتی ہیں یا نہیں؟ اور وعظ وتقریر کی مکلّف ہیں یا نہیں؟ عورت کی آواز بھی سترِ عورت بتائی جاتی ہے تو عورت وعظ وتقریر کس طرح کرے؟ اور جس وعظ وتقریر کو غیر محرم بھی سنیں تو کیا یہ جائز ہے؟

ہمارے یہاں رواج ہوگیا ہے کہ بعض خواتین جو کہ اونچے درجہ کی تعلیم یافتہ ہیں اور ان میں سے بہت سی خواتین شرعی پردے اور شرعی لباس کی پابند نہیں ہیں، جلسۂ سیرتِ پاک وقراءت وغیرہ منعقد کرتی ہیں اور ان جلسوں میں خواتین کو مدعو کرتی ہیں۔ ایسا ہی ایک جلسہ مسجد شاہی خیریت آباد میں منعقد ہورہا ہے، اشتہار چسپاں کیا جارہا ہے، مسجد مذکور محصورہ ہے۔ حصۂ مسجد کا بلند چبوترہ تقریباً ۸/ فٹ بلند ہے، چبوترہ مسجد پر

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، باب النفقة: ۳/۶۰۳، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

مسجد کی اصل عمارت ہے اور صحن مسجد واقع ہے جو داخلِ مسجد ہے، وسیع وعریض بلند چبوترہ کے اطراف کی زمین جو محصور ہے وہ مسجد ہی کی چہار دیواری ہے، اسی بلند چبوترہ پر جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ جلسہ گاہ کو شامیانے وغیرہ سے گھیرا جاتا ہے۔

حصارِ مسجد کے باہر بعض مکانات بلند (دومنزلہ) غیر مسلموں کے ہیں، یہاں سے مسجد محصور اور صحنِ مسجد بھی نظر آتا ہے۔ جلسۂ مذکورہ کی شرکاء خواتین کی تعداد ایسی بھی رہی جو مسجد کے محصورہ علاقہ کے باب الداخلہ سے جلسہ گاہ کے شامیانے تک بے پردہ گئیں اور واپس ہوئیں۔ کیا خواتین کے ایسے اجتماعات (جو اشتہار منسلکہ سے ظاہر ہے اور جس کی صراحت اوپر کی گئی ہے) جائز ہو سکتے ہیں؟ شرعی طور پر رہنمائی فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

شریعت نے عورتوں کو پردہ کی بہت تاکید فرمائی ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: ''عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ مکان سے باہر نکلتی ہے تو شیطان جھانکتا ہے'' (۱)۔ ایک حدیث میں ہے: ''میں نے اپنے بعض مَردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ مضر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا'' (۲)۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''جو عورت خوشبو لگا کر مَردوں کے قریب سے گذرتی ہے وہ ایسی ہے'' یعنی بدکاری کی دعوت

---

(۱) "عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "المرأة عورة، فإذا خرجت، استشرفها الشیطان". رواه الترمذی". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۲۶۹، باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، الفصل الثانی، قدیمی)

"وقیل: إنها ذات عورة، والمعنی أن المرأة یستقبح بروزها وظهورها، فإذا خرجت أمعن النظر إلیها لیغویها بغیرها ویغوی غیرها بها، فیوقعها أو أحدهما فی الفتنة، أو یرید الشیطان شیطان الإنس من أهل الفسق: أی إذا رأوها بارزةً، استشرفوها بما بثه الشیطان فی نفوسهم من الشر". (مرقاة المفاتیح، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۳۱۰۹): ۲۸۲/۶، رشیدیه)

(۲) "عن أسامة بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "ما أدع بعدی فتنةً أضر علی الرجال من النساء". (سنن ابن ماجة، ص: ۲۸۸، کتاب الفتن، باب فتنة النساء، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

دینے والی ہے(۱)۔ایک حدیث میں ہے کہ: ''نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو سیدھا دل پر جا کر لگتا ہے''(۲)۔

اس لئے بلاضرورت عورت کا مکان سے نکلنا منع ہے اگر چہ وہ پردہ کے ساتھ نکلے،ضرورت پر جبکہ بغیر مکان سے نکلے کام نہ چلے تو میلے کچیلے کپڑے پہن کر پردہ کے ساتھ نکلنے کی گنجائش ہے(۳)،اس طرح کہ مہکتی

---

(۱) "عن أبی موسی رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "إذا استعطرت المرأة فمرت علی القوم لیجدوا ریحها، فهی کذا کذا". قال قولاً شدیداً". (سنن أبی داؤد: ۲/۵۷۵، کتاب الترجل، باب فی طیب المرأة للخروج، دارالحدیث ملتان)

(۲) "عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: -یعنی عن ربه عز وجل- "النظر سهم مسموم من سهام إبلیس". رواه الطبرانی والحاکم". (الترغیب والترهیب، کتاب النکاح، ومایتعلق به الترغیب فی غض البصر، والترهیب عن إطلاقه ومن الخلوة بالأجنبیة ولمسها: ۳/۱۲۳، دارالکتب العلمیة بیروت)

(۳) قال الله تعالیٰ: ﴿یاأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن﴾ (الایة) (سورة الأحزاب : ۵۹)

"ولها السفر والخروج من بیت زوجها للحاجة". (الدرالمختار: ۳/۱۴۵، کتاب النکاح، باب المهر، سعید)

وقال الرافعی رحمه الله: "(قول الشارح: للحاجة)، ولغیرها لا تخرج ولو خالیةً من الأزواج، للأمر بالقرار فی البیوت". (تقریرات الرافعی علی ردالمحتار: ۳/ ۱۹، سعید)

"قال فی البحر: فإذا أرادت أن تخرج إلی مجلس العلم بغیر رضی الزوج، لیس لها ذلک. فإذا وقعت لها نازلةٌ، إن سأل الزوج من العالم وأخبرها بذلک، لایسعها الخروج، وإن امتنع من السوال یسعها الخروج من غیر رضی الزوج. وإن لم تقع لها نازلة، لکن أرادت ..... ولا یسعها الخروج مالم تقع لها نازلة". (حاشیة طحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب النفقة: ۲/۲۶۸، بیروت)

قال العلامة الحصکفی رحمه الله: "(وتعتدانِ): أی معتدة طلاق وموت فی بیتٍ وجبت فیه، لاتخرجان منه، إلا أن تخرج أو ینهدم المنزل أو تخاف انهدامه أو تلف مالها أو لا تجد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إلیه". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۳/۵۳۶، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی الحداد، سعید) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

خوشبو نہ ہو، کوئی چیز جاذبِ نظر نہ ہو، پھر ضرورت پوری ہونے پر فوراً واپس آجائے (۱)۔

دین سیکھنے اور مسائل معلوم ہونے کا مکان پر اگر انتظام نہ ہوسکے تو دینی ضرورت کی خاطر بھی پردہ کے ساتھ نکل سکتی ہے، ضرورت کی چیز کوئی لانے والا نہ ہو مثلاً پانی وغیرہ تب بھی اس طرح نکل سکتی ہے (۲)۔ الحاصل تفریح وسیر کے لئے، شہریوں کی ملاقات کے لئے، خوش طبعی کی محفلوں کے لئے، رسمی جلسوں کے لئے نکلنے کی اجازت نہیں۔

بے پردہ نکلنا تو ہر صورت میں ناجائز ہے، پھر مسئولہ جلسہ میں تو مسئولہ طریقہ پر سخت قسم کا فتنہ ہے جس میں تقریر وقراءت کی آواز بھی نامحرم تک پہونچتی ہے (۳)، اس میں صورت بھی دکھاتی ہیں اور عورتیں بھی ہر قسم کی

= "(قوله: ومعتدة الموت تخرج يوماً وبعض الليل لتكتسب) لأجل قيام المعيشة؛ لأنه لا نفقة لها، حتى لو كان عندها كفايتها، صارت كالمطلقة، فلا يحل لها أن تخرج لزيارة ولا لغيرها ليلاً أو نهاراً. والحاصل أن مدار الحل كون خروجها بسبب قيام شغل المعيشة فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها، لا يحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها". (البحر الرائق: ۲۵۸/۴، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في الاحداد، رشيديه)

(۱) (راجع الحاشية المتقدمة آنفاً)

(۲) (راجع الحاشية المتقدمة آنفاً)

(۳) عورت کی آواز پردہ ہے، نامحرموں تک اس کی آواز پہنچنا جائز نہیں:

قال العلامة الجصاصؒ تحت قوله تعالىٰ: ﴿ولا يضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن﴾ (الآية): "وفيه دلالة على أن المرأة منهية عن رفع صوتها بالكلام بحيث يسمع ذلك الأجانب، إذ كان صوتها أقرب إلى الفتنة من صوت خلخالها، ولذلك كره أصحابنا أذان النساء؛ لأنه يحتاج فيه إلى رفع الصوت والمرأة منهيةٌ عن ذلك". (أحكام القرآن للجصاص: ۴۶۵/۳، باب ما يجب من غض البصر عن المحرمات، قديمى)

(وكذ في أحكام القرآن للجصاص: ۵۲۸/۳، فصل، قديمى)

"وأما أذان المرأة، فلأنها منهية عن رفع صوتها؛ لأنه يؤدى إلى الفتنة". (البحر الرائق: ۴۵۸/۱، كتاب الصلاة، باب الأذان، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتی ہیں اور جلسے دین کے نام پر کئے جاتے ہیں، اس لئے ہرگز اجازت نہیں۔ اگر یہ جلسہ جس کا اشتہار آپ نے بھیجا ہے، محض مَردوں کا جلسہ ہوتا تب بھی بہت سے غیر شرعی امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، پھر عورتوں کے لئے اس کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۶/۹۱ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= (وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۱۹۹، باب الأذان، قديمي)

"فظهرُ الكف عورة على المذهب، والقدمين على المعتمد، وصوتها على الراجح".

(الدرالمختار). قال ابن عابدين رحمه الله: "(قوله: على الراجح) عبارة البحر عن الحلية: أنه الأشبه. وفي النهر: وهو الذي ينبغي اعتماده، ومقابله ما في النوازل: نغمة المرأة عورة، وتعلّمها القرآن من المرأة أحب، قال عليه الصلاة والسلام: "التسبيح للرجال، والتصفيق للنساء". فلا يحسن أن يسمعها الرجل، اهـ. وفي الكافي: ولا تلبي جهراً؛ لأن صوتها عورة، ومشى عليه في المحيط في باب الأذان، بحر.

قال في الفتح: وعلى هذا لو قيل: إذا جهرت بالقراءة في الصلاة، فسدت، كان متجهاً، ولهذا منعها عليه الصلاة والسلام من التسبيح بالصوت لإعلام الإمام بسهوه إلى التصفيق، اهـ. وأقره البرهان الحلبي في شرح المنية الكبير، وكذا في الإمداد. ثم نقل عن خط العلامة المقدسي: ذكر الإمام أبو العباس القرطبي في كتابه في السماع: ولايظن من لا فطنة عنده أنا إذا قلنا: صوت المرأة عورة أنا نريد بذلك كلامها؛ لأن ذلك ليس بصحيح، فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلى ذلك، ولانجيز لهن رفع أصواتهن ولا تمطيطها ولا تليينها وتقطيعها، لما في ذلك من استمالة الرجال إليهن وتحريك الشهوات منهم، ومن هذا لم يجز أن تؤذن المرأة، اهـ. قلت: ويشير إلى هذا تعبير النوازل بالنغمة". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة: ۱/۴۰۶، سعيد)

"ويرفع صوته بالأذان، والمرأة ممنوعة من ذلك، لخوف الفتنة". (المبسوط للسرخسي: ۱/۲۷۷، كتاب الصلوة، باب الأذان، مكتبة غفاريه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فیمن یجب عنه الستر

(جن سے پردہ ضروری ہے، ان کا بیان)

اندیشۂ فتنہ کی صورت میں محارم سے بھی پردہ ہے

سوال[۹۲۲۰]: محرم یعنی حقیقی باپ، بھائی، چچا، تایا، ماموں وغیرہ کے کیریکٹر و کردار کے مشکوک ہونے کی صورت میں، مثلاً: نشۂ شراب کرنا، یا کوئی اَور عمل فاسد و فسق و فجور میں مبتلا ہونے اور لڑکی کو باہر پھرنے، نمائش جیسی قبیح جگہ پر لے جانے، غیر مسلم یا غیر محرم کے سامنے آنے پر مجبور کرنے کی صورت میں شوہر کو ان وجوہ کے مدِ نظر ان حضرات محرم کے سامنے اور ان سے ملنے کی اجازت دینے پر پابندی عائد کرنے کی شرعی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فتنہ کا اندیشہ ہو اور بگڑنے کا خطرہ ہو تو ان سے بھی پردہ کرایا جائے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "والمراد إذا لم تكن محرماً؛ لأن المحرم بسبيل منها، إلا إذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة، فحينئذ لا يمسها و لا ينظر إليها ولا يخلو بها، لقوله عليه السلام: "العينان يزنيان وزناهما النظر، واليدان تزنيان وزناهما البطش، والرجلان يزنيان وزناهما المشي، والفرج يصدق ذلك أو يكذبه". فكان في كل واحد منها زنا، والزنا محرم بجميع أنواعه، وحرمة الزنا بالمحارم أشد و أغلظ، فيجتنب الكل". (البحر الرائق: ۳۵۶/۸، كتاب الكراهية، فصل في النظر واللمس، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۸/۵، الباب الثامن، رشيديه)

"وقال عليه السلام: من قبل رجل أمه، فكأنما قبل عتبة الجنة. وإن لم يأمن ذلك أو شك، فلا يحل لها النظر والمس". (الدرالمختار: ۳۶۷/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، سعيد) =

Maktaba Tul Ishaat.com

بہنوئی کی والدہ سے پردہ

سوال[۹۲۲۱]: عمر بکر کا سالا ہے تو بکر کی والدہ سے عمر کا پردہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پردہ ہوگا وہ محرم نہیں(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

بہنوئی کی اولاد سے پردہ

سوال[۹۲۲۲]: ایک عورت ہے(شادی شدہ)اس کی بہن کے خاوند کا انتقال ہوگیا۔کیا اب اس کو اپنے سوتیلے بھانجوں یعنی اپنی بہن کے خاوند کے بچوں سے-جو کہ دوسری بیوی سے ہیں-پردہ نہ کرنا چاہیے؟

حاجی محمد خلیق، سہارنپور، ۸/رجب/۵۶ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

پردہ کرنا چاہیے، کیوں کہ وہ اجنبی محض ہیں(۲)، اس سے نکاح درست ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/۷/۵۶ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۱۱/رجب/۵۶ھ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

= (وكذا في كتاب المبسوط للإمام محمد رحمه الله تعالىٰ: ۳/۵۰، كتاب الاستحسان، إدارة القرآن كراچی)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿لا جناح عليهن في آبائهن ولا أبنائهن، ولا إخوانهن ولا أبناء إخوانهن، ولا أبناء أخواتهن، ولا نسائهن، ولا ملكت أيمانهن، واتقين الله﴾ (سورة الأحزاب: ۵۵)

قال أبوبكر الجصاص تحت هذه الآية: "قال قتادة رخص لهؤ لاء أن لايجتنبن منهم، قال أبوبكر ذكر ذوى المحارم متهن وذكر نسائهن". (أحكام القرآن للجصاص، سورة الأحزاب، باب ذكر حجاب النساء: ۳/۳۷۰، دار الكتاب العربی بيروت)

"(وعن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إياكم والدخول على النساء": أى غير المحرمات على طريق التخلية، أو على وجه التكشف". (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول: ۶/۲۷۸، رشيديه)

(۲) (راجع للتخريج المسئلة المتقدمة)

Maktaba Tul Ishaat.com

چچی اور ممانی سے پردہ

سوال[۹۲۲۳]: چچی اور ممانی سے پردہ کرنا ضروری ہے، یا دیگر محارم کی طرح ہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ دونوں سوتیلی ہوں یا سگی، شرعاً اجنبی ہیں، ان سے پردہ ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ غیروں سے(۱)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/ ربیع الاول/۶۴ھ۔

مطلقہ بیوی سے پردہ

سوال[۹۲۲۴]: ایک شخص نے ایک عورت کو طلاق دیدی ہے، وہ عورت پھر بھی اس کے گھر آتی ہے، حالانکہ اس عورت کا نکاح دوسری جگہ ہو چکا ہے۔ تو اب وہ شخص کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

طلاق کے بعد جب عدت گذر گئی تو وہ عورت بالکل غیر ہوگئی، اس سے میل جول جائز نہیں رہا، لہٰذا پردہ لازم ہے(۲)۔ اور جب اس نے دوسرے آدمی سے نکاح بھی کرلیا ہے، تو موجودہ شوہر کے حوالہ کرکے اپنے

---

(۱) (قدمر تخریجه تحت عنوان: بہنوئی کی والدہ سے پردہ)

راجع للتفصیل: (أحسن الفتاوی، باب المحرمات، چچی حلال ہے، ممانی حلال ہے: ۵/ ۷۲،، سعید)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿قل للمؤمنات یغضضن من أبصارهن﴾ (سورة النور: ۱۸)

وقال الحصكفي رحمه الله تعالیٰ: "ينظر الرجل من الرجل سوى مابين سرته إلى ماتحت ركبته ومن عرسه وأمَته الحلال، له وطؤها، فخرج المجوسية والمكاتبة والمشتركة ومنكوحة الغير". (الدرالمختار: ۳۶۶/۲، فصل في النظر والمس، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

"ولا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل". (قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب النكاح، باب في المحرمات: ۳۶۶/۱، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

پاس آنے سے بالکل روک دے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۵/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/ ۵/ ۹۲ھ۔

نامحرم ملازم سے پردہ

سوال[۹۲۲۵]: زید اپنی بیوی کا فرماں بردار ہے، اور اپنی بیوی کے واسطے ایک نامحرم شخص کو ملازم رکھا ہے، جو ہر وقت اس کی خدمت یعنی کھانا پکانا اور جھاڑو لگانا اور گھر کے کام میں مشغول رہتا ہے۔اور وہ دونوں میاں بیوی بیوقوف بتلاتے ہیں اور بچہ کہتے ہیں، حالانکہ اس کی مونچھیں نکلنی شروع ہوگئی ہیں، اور اس کی عمر بلوغت کو پہونچ چکی ہے۔کیا اپنے آرام کی خاطر اس کا گھر میں بے روک ٹوک آنا جانا درست ہے؟ اور دلہن صاحبہ کی خدمت ایسے آدمی سے لینا درست ہے؟

اس کو دو تین سال میں دلہن صاحبہ نے کام بھی گھر کا بہت محنت سے سکھایا ہے، مگر بدقسمتی سے اب وہ جوان ہوگیا ہے، اب بیگم صاحبہ اس کو علیٰحدہ کرنا نہیں چاہتی ہیں، کیوں کہ آرام میں فرق پڑتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے(۱) اور جب وہ ملازم ہے، گھر کا کام بھی کرتا ہے تو بسا اوقات اس سے خلوت اور تنہائی کی بھی نوبت آتی ہوگی، عورت کو نامحرم کے ساتھ خلوت اور تنہائی کرنا حرام ہے(۲)، لہٰذا اس

= (وكذا في الهداية: ۴/ ۴۶۱، كتاب الكراهية، فصل في النظر، شركة علميه ملتان)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿قل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن﴾ (النور: ۱۸)

"عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ألا! لايبيتن رجل عند امرأة ثيب، إلا أن يكون ناكحاً أو ذامحرم". رواه مسلم". (مشكوة المصابيح، ص: ۲۶۸، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول)

(۲) "عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال صلى الله عليه وسلم: "لايخلونّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطن". (مشكوة المصابيح، ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني،قديمي) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

ملازم کوعلیٰحدہ کرکے کسی عورت یا نابالغ یا کسی محرم کوملازم رکھا جائے، ورنہ اس سے باقاعدہ پردہ کرنا چاہئے، اس کے سامنے چہرہ کھول کر بے پردہ آنا اوراس کومکان میں بے پردہ بلانا جائزنہیں۔اپنے آرام کی خاطر شریعت کے خلاف کرنا اورخدا اوررسول کے احکام نہ ماننا سخت گناہ ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۶/۵۹ھ۔

سالی سے پردہ

سوال[۹۲۲۶]: سالی سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں اور کچھ حد مقرر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جی ہاں! پردہ کرنا چاہئے، وہ اجنبیہ ہے(۲)، اس کی بہن کوطلاق دینے اورعدت گزرنے پر، یا اس کے

= وقال الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "الخلوة بالأجنبية حرام إلا لملازمة المديونة هربت ودخلت". (الدرالمختار). قال الشامي رحمه الله تعالىٰ: "الخلوة بالأجنبية مكروهة، وإن كانت معها أخرى كراهة تحريم ..... ويظهر لي أن مرادهم بالمرأة الثقة أن تكون عجوزاً لا يجامع مثلها مع كونها قادرةً على الدفع وعن المطلقة، فليتأمل". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ۳۶۸/۶، سعيد)

(وكذا في الهداية: ۴۴۲/۴، كتاب الكراهية، فصل في الوطي والنظر واللمس، شركة علميه ملتان)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿ومن يعص الله ورسوله، ويتعد حدوده، يدخله ناراً خالداً فيها﴾. (سورة النساء: ۴)

وقال الله عزوجل: ﴿تلك حدود الله، ومن يتعد حدود الله، فقد ظلم نفسه﴾ (سورة الطلاق: ۲۸)

(۲) "عن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إياكم والدخول على النساء": أي غير المحرمات على طريق التخلية أو على وجه التكشف. فقال رجل: يا رسول الله! أرأيت الحمو؟ ..... وهم أقارب الزوج غير آبائه وأبنائه. قال القاضي: الحمو قريب الزوج كابنه وأخيه. قال: "الحمو الموت" الخ". (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، باب النظر إلى المخطوبة و بيان العورات، الفصل الأول: ۲۷۸/۶، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

انتقال پر اس سے نکاح درست ہے(۱)، اس سے خلوت بھی منع ہے(۲)، ہنسی مذاق اور بے پردہ سامنے آنا بھی منع ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

دوست کی بیوی کا پردہ

سوال[۹۲۲۷]: ۱.....شرع میں پردہ کس سے جائز ہے؟

۲.....زید وعمر دو دوست ہیں، نیک سیرت، پابندِ نماز، روزہ ہیں۔ کیا وہ اپنی بیویوں کو ایک دوسرے کے سامنے کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....جس سے نکاح جائز ہے اس سے پردہ لازم ہے(۳)۔

۲.....نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ رجب/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/ رجب/ ۶۷ھ۔

= (وكذا في فيض القدير، (رقم الحديث: ۲۹۱۸) :۵/۲۴۵۲، نزار مصطفى الباز مكة المكرمة)

"الخلوة بالأجنبية حرام". (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ۶/۳۶۸، سعيد)

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾ (سورة النساء: ۲۴)

"أي ما عدا من ذُكرن من المحارم، هن لكم حلال". (تفسير ابن كثير: ۱/۴۷۴، سهيل اكيڈمى لاهور)

(وكذا في التفسير المنير: ۵/۶، دار الفكر بيروت)

(وكذا في التفسير المظهري: ۲/۶۶، حافظ كتب خانه كوئٹه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في المحرمات بالقرابة: ۳/۴۱۱، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) (راجع إلى الحاشية الأولىٰ)

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿وأحل لكم ماوراء ذلكم﴾ (سورة النساء: ۲۴) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

نامحرم معمرعورت سے پردہ

سوال[۹۲۲۸]: معمرعورت بے پردہ رہتی ہو،اس کے یہاں جانا جائز ہے یانہیں،جبکہ کسی قسم کے فتنہ کااندیشہ بھی نہ ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً:

کسی نامحرم عورت سے تنہائی میں بے پردہ ملنا جائزنہیں،خواہ وہ معمرہی کیوں نہ ہو،اس کے چہرے کی طرف بھی نہ دیکھا جائے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جیٹھ اوردیور کے پردہ میں فرق

سوال[۹۲۲۹]: عورتوں کے لئے پردہ کے لحاظ سے جیٹھ اوردیور میں کچھ فرق تونہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

کچھ فرق نہیں(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی غفرلہ،معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

الجواب صحیح:عبداللطیف،مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۱۰/۱۱/۵۹ھ۔

= "سوى ما قد بينت لكم تحريمه". (تفسير ابن عباس، (سورة النساء: ۲۴)، ص: ۸۹، دارالكتب العلمية بيروت)

"وأما المرأة الحرة التي لا نكاح بينه وبينها ولا حرمة ممن يحل له نكاحها، فليس ينبغي أن ينظر إلى شيء منها". (المبسوط للإمام محمد رحمه الله: ۵۶/۳، كتاب الاستحسان، إدارة القرآن كراچی)

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "(الخلوة بالأجنبية حرام)". (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "وأجمعوا أن العجوز لاتسافر بغير محرم، فلا تخلوا برجل، شاباً أو شيخاً، اهـ". (ردالمحتار: ۳۶۸/۲، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، سعيد)

(۲) "عن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إياكم والدخول على النساء". فقال رجل: يارسول الله! أرأيت الحمو؟ قال: "الحمو الموت". (مشكوة المصابيح، =

Maktaba Tul Ishaat.com

بازار میں چندہ کے لئے جانا جہاں بے پردہ عورتیں ہوں

سوال[۹۲۳۰]: امام مسجد کا ایک ادارہ کا چندہ وصول کرنا ایسی صورت میں جبکہ شہروں میں عام طور سے عورتیں عریاں نظر آتی ہیں، نیز شہری ماحول میں امام صاحب کو بسا اوقات رہنا پڑتا ہے، کیونکہ پورے مہینہ دوکانوں میں لگے ہوئے بکسوں کے ذریعہ چندہ حاصل کرتے ہیں۔اس طرح امام صاحب کا بسا اوقات بازار ہی میں گذر ہوتا ہے،شہر کے بازار، محلے،گلیوں میں پھرتے رہنا،زہد وتقوی کا مجروح ہونا یقینی ہے۔کیا امام صاحب کا فعل مناسب یا روا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدودِ شرعیہ کی رعایت کرتے ہوئے شہروں اور بازاروں میں ضرورت سے جانا جائز ہے،محض تفریح یا برہنہ عورتوں کو دیکھنے کے لئے جانا جائز نہیں(۱)۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند،۳/۴/۸۸ھ۔

= كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول، ص: ٢٦٨، قديمى)

"قال النووى رحمه الله: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غير آبائه". (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول: ٢٧٨/٦، رشيديه)

(۱) بازار میں جاتے وقت نظر کی حفاظت بہت ضروری ہے،بدنظری پر شدید وعیدیں آئی ہیں:

"عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لعن الله الناظر والمنظور إليه". رواه البيهقى فى شعب الإيمان". (مشكوة المصابيح، ص: ٢٧٠، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، قديمى)

"وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة". (الفتاوى العالمكيرية: ٣٢٧/٥، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه، رشيديه)

اگر اچانک بلاقصد نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے،مگر پھر دوسری بار قصداً اجنبیہ کو دیکھنا جائز نہیں:

"عن بريدة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لعلى رضى الله عنه: "يا على! لا تتبع النظرة النظرة، فإن لك الأولىٰ، وليست لك الآخرة". رواه أحمد والترمذى". =

Maktaba Tul Ishaat.com

جوان بیٹی باپ، بہن بھائی کا ایک بستر پر سونا

سوال[۹۲۳۱]: جوان بیٹی کا باپ کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر یا بستر پر ایک ساتھ لیٹنا، سونا از روئے شرع کیا حکم ہے، اسی طرح جوان بھائی بہن کا اور اسی طرح جوان بیٹے اور باپ کا ہمراہ لیٹنا اور سونا از روئے شرع کیسا ہے؟ خلاف شرع ہونے کی صورت میں عتابِ الٰہی کی کیا صورت واقسام ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہرگز اجازت نہیں، یہ سب الگ الگ سویا کریں، حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ: ''جب بچے سیانے ہوجائیں، ان کے بستر الگ الگ کردو''(۱)۔ حدیث پاک کے خلاف کرنے کا نتیجہ یہاں بھی برا ہے اور آخرت میں بھی برا ہے، کوئی عارضی وجہ ہو مثلاً کوئی اتنا بیمار ہے کہ بغیر ماں، بہن، بیٹی کے وہ چین سے لیٹ نہیں سکتا اور خدمت کے لئے ان کی ضرورت ہے تو اس مجبوری کا حکم دوسرا ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

= (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر الى المخطوبة، الفصل الثانى، قديمى)

(۱) "عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مُرُوْا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين ..... وفرّقوا بينهم فى المضاجع". رواه أبوداود". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۵۸، كتاب الصلاة، الفصل الثانى، قديمى)

قال الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "أمر من التفريق "بينهم": أى بين البنين والبنات على ما هو الظاهر ..... وقال ابن حجر: بهذا الحديث أخذ أئمتنا فقالوا: يجب أن يفرق بين الإخوة والأخوات، فلا يجوز حينئذ تمكين ابنين من الاجتماع فى مضجع واحد..... والفرق بينهم فى المضاجع فى الطفولية تأديباً ومحافظةً لأمر الله تعالىٰ". (مرقاة المفاتيح: ۲۷۶/۲، كتاب الصلاة، (رقم الحديث: ۵۷۲)، رشيديه)

(۲) "الضرورات تبيح المحظورات". (الأشباه والنظائر، القاعدة الخامسة: الضرر يزال، (رقم القاعدة: ۵۶۸): ۲۵۱/۱، إدارة القرآن كراچى)

Maktaba Tul Ishaat.com

بہو کا ساس کے بدن کو دبانا اور مالش کرنا

سوال[۹۲۳۲]: ایک عورت جو کہ گھر کے زیادہ کام کرنے کی وجہ سے، یا کمزوری کی بناء پر اس کے پورے بدن میں درد ہوتا رہتا ہے، اور اس عورت کی بہو اور بالغ اور نابالغ لڑکے بھی موجود ہیں۔ اس حال میں کیا اس عورت کے بالغ لڑکے اپنی والدہ کی پیٹھ اور کمر پر، اسی طرح اس کی ران اور ساق پر روغن وغیرہ کی مالش کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بہو کا اس خدمت کو انجام دینا اَہون ہے:

"ينظر الرجل من الرجل سوى ما بين سرته إلى ماتحت ركبتيه، ومن محرمه إلى الرأس والوجه والصدر والساق والعضد أمن شهوته، لا إلى الظهر والبطن والفخذ. وما حل نظره، حل لمسه، اه". درمختار(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱/۹۳ھ۔

بھاوج کے ساتھ رہنا اور بھتیجوں سے خدمت لینا

سوال[۹۲۳۳]: زید کا انتقال ہو جاتا ہے، بوقتِ انتقال ان کی بیوی اور چچازاد بھائی بکر زندہ ہیں،

---

(۱) (تنوير الأبصار مع الدرالمختار: ۳۶۴/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى النظر والمس، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۸/۵، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه، رشيديه)

(وكذا فى فتاوىٰ قاضى خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۴۰۷/۳، كتاب الحظر والإباحة، باب فيما يكره من النظر والمس للأقارب والأجانب ومالايكره، رشيديه)

(وكذا فى مجمع الأنهر: ۵۳۸/۲، كتاب الكراهية، فصل فى بيان أحكام النظر، دارإحياء التراث العربى بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

زیداور بکر دونوں لاوَلد ہیں۔ بکر نے اپنی بیوی کوطلاق دیدی، بکر اپنی دیکھ بھال کرنے کے اہل بیس سال سے نہیں تھے، چنانچہ زید نے ان کولاکر اپنے پاس رکھااور زیداوران کے بیوی نے ان کی ساری خدمت کی اورسب خرچ اٹھایا۔

بکر کے پاس ۲۵، ۳۰/ بیگہ زمین تھی جس پر زید نے کاشت کی اوراس کی آمدنی اور نیز اس سے زیادہ اپنے پاس سے بکر پرخرچ کیا، بکر نے بہت خوشی اور مطمئن زندگی چچازاد بھائی اور بھابھی کے پاس گذاردی۔ اچانک زید کا انتقال ہوگیا۔ بکر جو نہ اکیلے رہ سکتے ہیں، عمراور عقل کی کمی کی وجہ سے انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ بھاوج کی زیرِنگرانی رہیں گےاورکسی قیمت پر کہیں اَور جانے کے لئے تیارنہیں ہیں، چنانچہ وہ اسی طرح رہ رہے ہیں۔

زید کی جائیداد میں سے۴/۳ حصہ بکر کے نام منتقل کردیا گیا ہے،اسی طرح روپیہ میں سے بھی ان کا حصہ ان کے نام جمع کردیا گیا ہے، یہ سب زید کی بیوہ نے بخوشی اپنے بھائی کے مشورہ پر کیا۔ اوروہ بھائی جو بہت ایماندااراورمتمول ہے،ان دونوں کی جائیداد کی دیکھ بھال کررہا ہے۔

۱.....کیا بکر کی چوتھی یا پانچویں پشت کے بھتیجا کا شرعی حق ہے کہ وہ بکر کواپنی زیرنگرانی رکھیں اوران کی جائیداد کی نگرانی اپنے ہاتھ میں لیں؟

۲.....پسر نمبر۱۴ بہت ہی معمولی حیثیت رکھتے ہیں اورپچھلے بیس سال میں زید یا بکر کے تعلقات خوشگوار رہے، زید کی بیوہ ان کے رشتہ دار یا بکر کے اورزیادہ دور کے رشتہ دار جن کا رشتہ آٹھویں یا نویں پشت سے ملتا ہے اور جوایماندااراورمتمول ہیں، شرعاً ان کے لئے کیا حکم ہے؟

سید غلام مرتضیٰ، نمبر: ۲۸۔

ساؤتھ روڈ، الٰہ آباد۔

الجواب حامداًومصلیاً:

۱.....بکر اپنی اوراپنی جائیداد کی نگرانی خودنہیں کرسکتے، جس کی نگرانی ان کے اوران کی جائیداد کے حق

Maktaba Tul Ishaat.com

میں مفید ہو اس کو نگراں تجویز کیا جائے۔ اگر وہ موجودہ بھاوج کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور ان کو ہر طرح کا اطمینان ہے تو رہ سکتے ہیں، لیکن چونکہ بھاوج شرعاً محرم نہیں، اس لئے ان کے ساتھ تنہائی میں نہ رہیں بے پردہ نہ رہیں (۱)، یا پھر بھاوج سے شرعی طریقے پر نکاح کرلیں۔

چوتھی پانچویں پشت کا کوئی بھتیجا خدمت کرنا چاہے تو اس کی سعادت ہے، اس کو خدمت سے منع نہ کیا جاوے، خاص کر جبکہ اس کو جائیداد وغیرہ کا کوئی خیال بھی نہ ہو، بلکہ اخلاص سے خدمت کرے۔

۲..... جائیداد کی نگرانی کے لئے تو رشتہ داری پر خیر خواہی مقدم ہے، خدمت کا ہر ایک کو حق ہے، کوئی خطرہ نہ ہو تو خدمت کا موقع دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۲/۹۵ھ۔

کافرہ عورت کو بیوی کی طرح رکھنا

سوال[۹۲۳۴]: ایک مسلمان جوان عاقل بالغ اپنی زوجہ منکوحہ کو آٹھ نو سال سے اپنے ساتھ نہیں رکھتا اور ایک کافرہ عورت جوان ساتھ رکھتا ہے، اس عورت کے متعلق دریافت کرنے سے وہ کہتا ہے کہ نوکر ہے، مگر ظاہری معاملات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بی بی ہے۔ علاوہ ازیں وہ سرکاری نوکری کرتا ہے اور جہاں قیام کرتا ہے۔

اس عورت کو بھی ساتھ رکھتا ہے۔ اور اس وقت وہاں اس کا کوئی خویش واقارب نہیں رہتا، بلکہ وہ شخص اور وہ عورت ایک ساتھ رہتے ہیں۔ اور اس شخص کے کھانے پینے غرض ہر کام وہ ہی عورت کرتی ہے۔ اب براہ خدا فرمایئے:

الف: اس طور پر ایسی بیگانی عورت بطورِ خادم رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ب: اس شخص پر زنا کا شبہ لاحق ہوسکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) "عن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إياكم والدخول على النساء". فقال رجل: يارسول الله! أرأيت الحمو؟ قال: "الحمو الموت". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الأول، ص: ۲۶۸، قديمى)

Maktaba Tul Ishaat.com

ج: جو عالم یا قاضی این ہمہ دیدہ دانستہ جانبداری کرے تو اس پر شرعاً کیا گناہ ہے؟

د: ایسے لوگوں کی ہم نشینی اور اکل وشرب جائز ہے یا نہیں؟

ہ: اگر یہ ہر ایک کا فتویٰ ہو جائے تو ہر ایک کے لئے کیا حد جاری ہوگی؟ بینوا بالتفصیل وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

الف: اجنبیہ عورت کو نوکر رکھنا شرعاً درست ہے(۱)، لیکن اجنبیہ کے ساتھ خلوت حرام ہے(۲)۔

ب: بلا دلیلِ شرعی کسی کو زانی کہنا حرام ہے، خواہ اس کے کتنے ہی وسیع تعلقات ہوں(۳)، لیکن اس

---

(۱) اجنبیہ کو بطورِ نوکر رکھنا جائز تو ہے، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ اجنبیہ عورت کو نوکرانی کے طور پر نہ رکھا جائے، لیکن اگر کبھی اس کی نوبت آئے تو درج ذیل شرائط کی پابندی لازمی ہے تاکہ فتنہ سے بچا جائے:

۱- خاتون ملازمہ کو پابند کیا جائے کہ وہ ایسا لباس پہن کر آئے جس سے سر تا پاؤں پورا جسم چھپا ہوا ہو۔

۲- مردوں کے سامنے حتی الامکان نظریں نیچی رکھیں اور مرد بھی ضروری بات کرتے وقت نظریں نیچے رکھیں۔

۳- تنہائی اور خلوت سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے۔

۴- مواقعِ تہمت اور ایسے اسباب سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے۔

"ويكره له أن يستأجر امرأةً حرةً أو أمةً يستخدمها ويخلو بها، لقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لايخلونّ رجل بامرأة ليس منها بسبيل، فإن ثالثهما الشيطن". ولأنه لا يأمن من الفتنة على نفسه أو عليها إذا خلا بها، ولكن هذا النهي لمعنى في غير العقد، فلا يمنع صحة الإجارة ووجوب الأجر إذا عمل كالنهي عن البيع وقت النداء". (المبسوط للسرخسي، كتاب الإجارات، باب إجارة الرقيق في الخدمة وغيرها، الجز السادس عشر: ۸/۵۹، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا في بدائع الصنائع: ۵/۵۷۰، كتاب الإجارة، فصل في شرائط الركن، دارالكتب العلميه بيروت)

(۲) (مرتفصیله تحت عنوان "نامحرم ملازم سے پردہ")

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿ولاتنابزوا بالألقاب﴾ قال الإمام الجصاص رحمه الله تعالىٰ: "وهذا يدل على أن اللقب المكروه هو مايكرهه صاحبه ويفيد ذماً للموصوف به؛ لأنه بمنزلة السباب والشتيمة". (أحكام القرآن للجصاص: ۳/۶۰۳، (سورة الحجرات: ۲۶)، قديمي)

"وبيان ذلك أن جميع ما مرّ من ألفاظ القذف والشتم الموجبة للتعزير منهيٌّ عنها شرعاً ..... قال تعالى: ﴿ولا تنابزوا بالألقاب﴾ فكان فيها حق الله تعالىٰ وحق العبد، وغلب حق العبد =

Maktaba Tul Ishaat.com

کوبھی لازم ہے کہ ایسے تعلقات نہ رکھے جس سے لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہو، ایسے تعلقات رکھنا بھی شرعاً ممنوع ہے(۱)۔

ج: عالم یا قاضی نے کیا جانبداری کی ہے، اگر یہ کہا ہے کہ ایسے شخص کو زانی مت کہو تو یہ صحیح کہا ہے، کیونکہ جب تک چار عینی گواہ عادل یہ شہادت نہ دیں کہ ہم نے اپنی آنکھ سے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس وقت تک کسی کو زانی کہنا جائز نہیں (۲)۔ اگر کوئی اور جانبداری کی ہے تو اس کو تحریر کیجئے۔

= لحاجته". (ردالمحتار: ۴/۷۴، کتاب الحدود، مطلب فی الجرح المجرد، سعید)

(۱) "لقوله علیه الصلاة والسلام: "اتقوا مواضع التهم". هو معنی قول عمر: "من سلک مسالک التهم اتهم" رواه الخرائطی فی "مکارم الأخلاق" عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه موقوفاً بلفظ: "من أقام نفسه مقام التهم، فلا یلومن من أساء الظن به". (الموضوعات الکبریٰ، حرف الهمزة، (رقم الحدیث: ۱۵۱)، ص: ۴۹، قدیمی)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿لولا جاؤا علیه بأربعة شهداء، فإذ لم یأتو بالشهداء، فأولئک عند الله هم الکاذبون﴾ (سورة النور: ۱۳)

قال الجصاص رحمه الله تعالیٰ: "قد أبانت هذه الآیة عن معنیین: أحدهما: أن الحد واجب علی القاذف مالم یأت بأربعة شهداء. والثانی: أنه لا یقبل فی إثبات الزنا أقل من أربعة شهداء". (أحکام القرآن للجصاص: ۳/۴۴۹، قدیمی)

"فاشترط فی الشهادة علی الزنا الشروط الآتیة: أولاً: أن یکون الشهود أربعة بخلاف الشهادة علی سائر الحقوق، قال الله تعالیٰ: ﴿واللاتی یأتین الفاحشة من نسائکم فاستشهدوا علیهن أربعةً منکم، فإن شهدوا فأمسکوهن فی البیوت حتی یتوفاهن الموت أو یجعل الله لهن سبیلا﴾ ولقوله تعالیٰ: ﴿والذین یرمون المحصنات، ثم لم یأتوا بأربعة شهداء﴾ فإن کانوا أقل من أربعة، لم تقبل". (فقه السنة: ۲/۳۷۳، کتاب الحدود، وحد الزنا، دارالکتب پشاور)

وقال الحصکفی رحمه الله تعالیٰ: "ویثبت بشهادة أربعة رجال فی مجلس واحد، فلو جاء وا متفرقین، حُدّوا". (الدرالمختار). قال ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: ویثبت): أی الزنا عند القاضی". (ردالمحتار: ۴/۷، کتاب الحدود، مطلب الزنا شرعاً لا یختص، سعید)

(وکذا فی الفتاوی السراجیة، ص: ۲۰۰، کتاب الحدود، باب الإقرار، سعید) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

د: ایسے شخص کو مسئلہ کی شرعی حیثیت اولاً نرمی سے سمجھادی جائے کہ اجنبیہ کے ساتھ ایسے تعلقات کا رکھنا اور خلوت کرنا شرعاً ممنوع ہے(۱) اور لوگوں کو تہمت لگانے اور بدگمانی کا موقع ملتا ہے، لہٰذا اس سے پرہیز چاہئیے (۲)۔اس کے بعد بھی اگر وہ نہ مانے بلکہ اس اجنبیہ سے خلوت کرے تو پھر اس سے ترکِ تعلق کردیا جائے تاکہ وہ تنگ آکر توبہ کرے اور اپنی حالت شریعت کے مطابق بنائے (۳)۔

ہ: کیا فتویٰ ہوجائے اور کیا حد جاری کرنا چاہتے ہیں، اور کس سے کون سا فعل موجبِ حد سرزد ہوا اور یہاں حدود جاری کرنے کا شرعاً کس کو اختیار حاصل ہے، تفصیل سے لکھئے تاکہ غور کیا جاسکے۔

تنبیہ: کافرہ سے مسلم کا نکاح حرام ہے، لقوله تعالیٰ: ﴿ولا تنكحوا المشركات﴾ الآية(٤)۔

= (وكذا في النهر الفائق: ۱۲۶/۳، كتاب الحدود، قديمي)

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾ (سورة النساء: ۲۴)

"أي ما عدا من ذُكرن من المحارم، هن لك حلال". (تفسير ابن كثير: ۴۷۴/۱، سهيل اكيڈمي لاهور)

(وكذا في التفسير المنير: ۶/۵، دار الفكر بيروت)

(وكذا في التفسير المظهري: ۶۶/۲، حافظ كتب خانه كوئٹه)

(وكذا في بدائع الصنائع، كتاب النكاح، فصل في المحرمات بالقرابة: ۴۱۱/۳، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "لقوله عليه الصلاة والسلام: "اتقوا مواضع التهم". هو معنى قول عمر: "من سلك مسالك التهم اتهم" رواه الخرائطي في "مكارم الأخلاق" عن عمر رضي الله تعالىٰ عنه موقوفاً بلفظ: "من أقام نفسه مقام التهم، فلا يلومن من أساء الظن به". (الموضوعات الكبرىٰ، حرف الهمزة، (رقم الحديث: ۱۵۱)، ص: ۴۹، قديمي)

(۳) "قال الخطابي: رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلته، ولا يجوز فوقها، إلا إذا كان الهجران في حق من حقوقِ الله تعالىٰ، فيجوز فوق ذلك ..... وأجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصِلَته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرةً في دنياه، يجوز له مجانبته وبُعده". (مرقاة المفاتيح: ۷۵۹/۸، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الأول، رشيديه)

(۴) (سورة البقرة: ۲۲۱) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

آٹھ نو سال سے زوجہ کو اپنے ساتھ نہ رکھنے کی وجہ سے اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی (۱)۔ اگر زوجہ نے اپنے حقوق کو معاف نہیں کیا اور شوہر کے اس طرزِ عمل سے خوش نہیں تو اس کو چاہئے کہ عدالتِ مسلم میں دعویٰ کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور اتنی مدت سے میرے حقوق ادا نہیں کرتا، میرے حقوق ادا کرائے جائیں، یا طلاق دلائی جائے۔ اس پر حاکم باقاعدہ واقعات کی تحقیق کرکے اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو، شوہر کو حاضر کرے اور کہے کہ یا تم اپنی زوجہ کو طلاق دیدو، یا اپنی زوجہ کے حقوق ادا کرو، ورنہ ہم تفریق کردیں گے۔ اگر شوہر کوئی صورت اختیار کرلے بہتر ہے، ورنہ حاکم مسلم خود تفریق کردے (۲)، اس کے بعد عدتِ طلاق تین حیض گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یوپی، ۵/ رجب/ ۶۶ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/ رجب/ ۶۶ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= "حدثنا نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما: أنه كان إذا سئل عن نكاح اليهودية والنصرانية قال: "إن الله حرم المشركات على المسلمين. قال: فلا أعلم من الشرك شيئاً أكبر، أو قال: أعظم من أن تقول ربها عيسىٰ أو عبد من عبيد الله". (أحكام القرآن للجصاص، باب نكاح المشركات: ۱/ ۴۵۵، قديمی) =

(۱) "وركنه (أی الطلاق) لفظ مخصوص، هو ماجعل دلالته على معنى الطلاق من صريح أو كناية". (ردالمحتار، كتاب الطلاق: ۳/ ۲۳۰، سعيد)

(وكذا فی الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب الأول: ۱/ ۳۴۸، رشيديه)

(۲) "زوجہ متعنت کو اول تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرلے، لیکن اگر باوجودِ سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعتِ مسلمین کے سامنے پیش کرے، وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعے پوری تحقیق کرے، اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو، ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کردے"۔ (حیلہ ناجزہ، ص: ۷۳، ۷۴، دار الإشاعت، کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث فی الخلوة والاختلاط بالأجنبية ومسّها

(اجنبی عورتوں سے تنہائی اور میل جول اور مَس کرنے کا بیان)

بعض غیر محارم اور عورت کا غیر محرم کے سامنے آنا

سوال[۹۲۳۵]: عورت کا غیر محرم کے سامنے آنا کیسا ہے؟ خالو، پھوپھا، بہنوئی، دیور، جیٹھ وغیرہ کا حکم محرم کا ہے یا غیر محرم کا؟ غیر محرم کے سامنے آنے کی حکم شرع توڑنے پر عتاب خداوندی کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ سب نامحرم ہیں(۱)، ان کے سامنے بے پردہ آنا، ان سے بے تکلف ہنسی مذاق کرنا سخت فتنہ کا موجب ہے، حدیث شریف میں دیور کو موت قرار دیا ہے، غیر آدمی کو اتنی جرأت نہیں ہوتی جتنی ان لوگوں کو ہوتی ہے، ان سے پردہ لازم ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿وأحل لكم ما وراء ذلكم﴾ (الاية) (سورة النساء: ۲۴)

(۲) "عن عقبة بن عامر رضى الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إياكم والدخول على النساء". فقال رجل: يا رسول الله! أرأيت الحمو؟ قال: "الحمو الموت". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول، ص: /۲۶۸، قديمى)

قال العلامة الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "قال النووى رحمه الله: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع، لتمكنهم من الوصول إليها والخلوة بها من غير نكير عليهم". (مرقاة المفاتيح: ۲۷۸/۶، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۳۱۰۲)، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

نامحرم کے ساتھ تنہائی اگر چہ وہ متدین ہو

سوال[۹۲۳۶]: اگر زید اپنی زوجہ اور لڑکے اور لڑکی کو خالد کی سرپرستی میں دیدے تو کیا ایسی صورت میں وہ قابلِ لعن وطعن ہوگا یا لائقِ مبارکباد؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر خالد سرپرستی کا اہل ہے، تربیت سے واقف ہے، متدین ہے تو کوئی لعن وطعن نہیں، حق تعالیٰ فتنہ سے بچائے (۱)۔لڑکی کا نامحرم کے ساتھ رہنا، یا بے پردہ اس کے پاس جانا، تنہائی کرنا جائز نہیں اگر چہ وہ متدین ہو(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۳/۹۵ھ۔

---

(۱) بالغ لڑکی کو نامحرم مرد کے حوالے کرنا شرعاً جائز نہیں اگر چہ مرد دین دار ہی کیوں نہ ہو، کیوں کہ اس میں فتنے کا سخت خطرہ ہے، كما سيأتي تحت الحاشية الآتية.

(۲) "عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لاتلِجُوا على المغيبات، فإن الشيطٰن يجرى من أحدكم مجرى الدم". الحديث. (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۹، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني، قديمي)

"إن الشيطٰن": أي كيده ووسواسه "يجرى": أي يسرى "من الإنسان": أي فيه، وقيل: عُدّى "يجرى" بـ "من" على تضمين معنى التمكن: أي يتمكن الإنسان في جريانه "مجرى الدم": أي في جميع عروقه ..... شبّه سريان كيده وجريان وساوسه في الإنسان بجريان دمه في عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكناً تاماً وتصرفه فيه تصرفاً كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشئ قواها من الدم ..... وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار الله تعالىٰ على كمال التصرف ابتلاءً للبشر". (مرقاة المفاتيح: ۲۴۵/۲، ۲۴۶، كتاب الإيمان، باب الوسوسة، الفصل الأول، رشيديه)

"عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ألا! لايبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحاً أو ذا محرم". رواه مسلم". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۲۸، كتاب النكاح، باب بيان العورات، قديمي) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

نامحرم کے ساتھ تنہائی

سوال[۹۲۲۷]: خلاصۂ سوال یہ ہے کہ مہر علی اور محمد رضا دونوں دوست ہیں، محمد رضا نے مہر علی سے کہا کہ میرے لئے بازار سے بیل لانا۔ وہ لینے کے لئے گئے، مگر ملا نہیں، یہ کہنے کے لئے شام کو مہر علی محمد رضا کے گھر گئے، جب کہ اس کے بیوی بچے موجود تھے، گھر میں جا کر مہر علی صحن میں بیٹھ گئے۔ وہ یہ بتلانے گئے تھے کہ بیل ملا نہیں، مگر مہر علی کی زوجہ جو بدکلام اور لڑاکو ہے، اس نے یہ کیا کہ اپنے گھر سے فوراً اس مکان پر آئی اور دروازہ بند کر دیا اور خود اپنے شوہر مہر علی کو بدنام کیا اور ان کو ذلیل کیا کہ محمد رضا کی بیوی سے اس کا ناجائز تعلق ہے۔ اس صورت میں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

دراصل مہر علی کے پاس بہت سے جانور ہیں جن کی دیکھ بھال نہیں ہوتی، اس لئے یہ شکایت مہر علی کی زوجہ کو ہے کہ ہم سے یہ جانور نہیں پلتے ہیں۔ بہرحال اس واقعہ کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرد کو نامحرم عورت کے پاس اس طرح شام کے وقت مکان میں جا کر بیٹھنا مناسب نہیں، اس سے احتیاط کی جائے (۱)۔ بیل خریدنے کے متعلق بات کرنے کے لئے بلکہ بتانے کے لئے کہ ''خریدا ہے یا نہیں''

= "عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "لایخلونّ رجل بامرأة إلا کان ثالثهما الشیطٰن". رواه الترمذی". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۲۶۹، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثانی)

وقال الحصکفی رحمة اللہ تعالیٰ علیه: "الخلوة بالأجنبیة حرام". (الدرالمختار). وقال ابن عابدین رحمه اللہ تعالیٰ: "وأجمعوا أن العجوز لاتسافر بغیر محرم، فلا تخلو برجل، شاباً أو شیخاً". (ردالمحتار، کتاب الصلوة: ۱/۳۶۸، سعید)

(۱) "عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "لاتلِجُوا علی المغیبات، فإن الشیطٰن یجری من أحدکم مجری الدم". الحدیث. (مشکوٰة المصابیح، ص: ۲۶۹، باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثانی، قدیمی)

"إن الشیطٰن": أی کیده ووسواسه "یجری": أی یسری "من الإنسان": أی فیه، وقیل: عُدّی "یجری" بـ "من" علی تضمین معنی التمکن: أی یتمکن الإنسان فی جریانه "مجری الدم": أی فی =

Maktaba Tul Ishaat.com

مکان کے اندر جانے کی بالکل ضرورت نہیں تھی، دروازہ پر کھڑے ہوکر بتا کر چلے جاتے۔عورت کا باہر سے دروازہ بند کر کے شوہر کو بدنام اور ذلیل کرنا بڑی ذلیل حرکت ہے، اگر اس کو اپنے شوہر کے گھریلو معاملات کے متعلق کوئی شکایت تھی اس کی وجہ سے زنجیر لگا کر بدنام کرنا نہایت کمینہ پن ہے، اس کو لازم ہے کہ شوہر سے معافی مانگے۔اور اپنی غلطی اور حماقت کا اقرار کر کے آئندہ ہمیشہ کے لئے ایسی حرکت سے اجتناب کرے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

بوڑھے آدمی کے ساتھ خلوت

سوال[۹۲۳۸]: کسی ساٹھ یا اسی سالہ بوڑھے کو کسی غیر محرم یا کنواری عورت کے ساتھ تنہائی میں

= جميع عروقه ..... شبّه سريان كيده وجريان وساوسه في الإنسان بجريان دمه في عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكناً تاماً وتصرفه فيه تصرفاً كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشي قواها من الدم ..... وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار الله تعالىٰ على كمال التصرف ابتلاءً للبشر". (مرقاة المفاتيح: ۲/۲۴۵، ۲۴۶، كتاب الإيمان، باب الوسوسة، الفصل الأول، رشيديه)

"عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ألا! لايتبين رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحاً أو ذا محرم". رواه مسلم". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۲۸، كتاب النكاح، باب بيان العورات، قديمي)

"عن عمر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لايخلونّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطٰن". رواه الترمذي". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني)

وقال الحصكفي رحمة الله تعالىٰ عليه: "الخلوة بالأجنبية حرام". (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "وأجمعوا أن العجوز لاتسافر بغير محرم، فلا تخلو برجل، شاباً أو شيخاً". (ردالمحتار، كتاب الصلوة: ۱/۳۶۸، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

منع ہے:"وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلوا برجل، شاباً أو شيخاً". شامی: ۵/۲۳۵(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

نامحرم کے ساتھ رکشا میں بیٹھنے کی سزا

سوال[۹۲۳۹]: میں ایک ساٹھ سال کی عورت ہوں اور ۶۵/ سال کے ایک مرد کے ساتھ بازار سے گھر تک رکشا میں بیٹھ گئی، جب میں گھر پہونچی تو میرے سماج نے مجھے اپنے سماج سے باہر کر دیا۔ تو آپ سے یہی کہنا چاہتی ہوں کہ اگر میں اس کے ساتھ بیٹھ کر گئی تو کیا گناہ ہوا؟ اگر میں نے اس کے ساتھ کوئی گناہ بھی کیا ہو، کیا سزا ہے یا کیا کفارہ ہے کہ اس کو میں ادا کر دوں اور سماج میں شامل ہو سکوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نامحرم سے پردہ لازم ہے(۲)، اس طرح اس کے ساتھ رکشا میں بیٹھ کر آنا کہ بدن سے بدن لگے

---

(۱) (ردالمحتار: ۶/۳۶۸، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، سعيد)

(۲) "عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لاتلِجُوا على المغيبات، فإن الشيطٰن يجرى من أحدكم مجرى الدم". الحديث. (مشكوة المصابيح، ص: ۲۶۹، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني، قديمي)

"إن الشيطٰن: أي كيده ووسواسه "يجرى": أي يسرى "من الإنسان": أي فيه. وقيل: عُدّى "يجرى" بـ "من" على تضمين معنى التمكن: أي يتمكن الإنسان في جريانه "مجرى الدم": أي في جميع عروقه ..... شبّه سريان كيده وجريان وساوسه في الإنسان بجريان دمه في عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكناً تاماً وتصرفه فيه تصرفاً كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشئ قواها من الدم ..... وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار الله تعالىٰ على كمال التصرف ابتلاءً للبشر". (مرقاة المفاتيح: ۲/۲۴۵، ۲۴۶، كتاب الإيمان، باب الوسوسة، الفصل الأول، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

درست نہیں ہے(۱)۔اگر اس کے علاوہ بھی کوئی گناہ کیا ہوتو جیسا گناہ ہو ویسی ہی اس کی سزا ہوگی۔اب موجودہ وقت میں شرعی سزا کے شرائط موجود نہ ہونے کی وجہ سے اصلی سزا نہیں دی جاسکتی۔سماج سے الگ کردینا ہی سزا ہے۔توبہ استغفار کے بعد جب اطمینان ہوجائے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور پردہ کا اہتمام کیا جائے گا تو سماج میں شامل کرلیا جائے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۹/۲۳ھ۔

= "عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه، قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ألا! لایبیتن رجل عند امرأة ثیب إلا أن یکون ناکحاً أو ذا محرم". رواه مسلم". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۲۲۸، کتاب النکاح، باب بیان العورات، قدیمی)

"عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "لایخلونّ رجل بامرأة إلا کان ثالثهما الشیطٰن". رواه الترمذی". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۲۶۹، کتاب النکاح، باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثانی، قدیمی)

وقال الحصکفی رحمة الله تعالیٰ علیه: "الخلوة بالأجنبیة حرام". (الدرالمختار). "وأجمعوا أن العجوز لاتسافر بغیر محرم، فلا تخلوا برجل، شاباً أو شیخاً". (ردالمحتار، کتاب الصلوة: ۱/۳۶۸، سعید)

(۱) "حل لمسه إذا أمن الشهوة علی نفسه ..... إلا من أجنبیة، فلا یحل مس وجهها وکفها وإن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ". (الدرالمختار: ۶/۳۶۷، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، سعید)

"قال رحمه الله: (یمس ما یحل له النظر إلیه) یعنی یجوز أن یمس ما حل له النظر إلیه من محارمه ومن الرجل، لا من الأجنبیة". (البحر الرائق: ۸/۳۵۶، کتاب الکراهیة، فصل فی النظر اللمس، رشیدیه)

"ولا یحل له أن یمس وجهها ولا کفها وإن کان یأمن الشهوة". (الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۲۹، کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه، رشیدیه)

(وکذا فی فتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة: ۳/۴۰۷ کتاب الحظر والإباحة، باب فیما یکره من النظر والمس للأقارب والأجانب ومالایکره، رشیدیه)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿یاأیها الذین امنوا توبوا إلی الله توبةً نصوحاً، عسی ربکم أن یکفّر عنکم سیئاتکم﴾ =

Maktaba Tul Ishaat.com

کاروبار میں نامحرم کو ہاتھ لگانا

سوال[۹۲۴۰]: ایک شخص جو کہ عورتوں کو چوڑی پہنانے کا کاروبار کرتا ہے، وہ سب عورتوں کو اپنی ماں بیٹی تسلیم کرتا ہے، غلط نظر نہیں ڈالتا ہے، دوسرا کاروبار اس کے لئے مشکل ہے۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نامحرم کو ہاتھ لگانا درست نہیں (۱) اگرچہ کوئی نامناسب خیال دل میں نہ آئے۔ اپنی بیوی، بہن وغیرہ کسی کے ذریعہ یہ کام انجام دیا جائے تو درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۵ھ۔

زیرِ تربیت لڑکی سے خدمت

سوال[۹۲۴۱]: ایک چھوٹی لڑکی ہے، اس کے رشتہ داروں میں سے سوائے پھوپھی کے کوئی موجود

= (الآية) (سورة التحريم: ۲۸)

"ولا يجوز (أي الهجر) فوقها (أي فوق الأيام الثلاثة) إلا إذا كان الجهران في حق من حقوق الله تعالىٰ، فيجوز فوق ذلك ..... وأجمع العلماء على أن من خاف مكالمة أحد وصِلَته مايفسد عليه دينه أو يدخل مضرةً في دنياه، يجوز له مجانبته وبُعده". (مرقاة المفاتيح: ۸/۷۵۹، كتاب الآداب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الأول، رشيديه)

(۱) "حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه ..... إلا من أجنبية، فلا يحل مس وجهها وكفها وإن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ". (الدرالمختار: ۶/۳۶۷، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، سعيد)

"قال رحمه الله: (يمس ما يحل له النظر إليه) يعني يجوز أن يمس ما حل له النظر إليه من محارمه ومن الرجل، لا من الأجنبية". (البحر الرائق: ۸/۳۵۶، كتاب الكراهية، فصل في النظر اللمس، رشيديه)

"ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۲۹، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه، رشيديه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳/۴۰۷ كتاب الحظر والإباحة، باب فيما يكره من النظر والمس للأقارب والأجانب ومالايكره، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

نہیں ہے، اب اس کی پرورش میں وہ بچی دے دی گئی۔ تو کیا کسی صورت میں اس مربیہ کو اس لڑکی سے بحکمِ شرعی خدمت لینے کی اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مربیہ بچی کی تعلم وتربیت کے لئے خدمت بھی لی جاسکتی ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۶/۹۵ھ۔

مَردوں کا نامحرم عورتوں کو چوڑی پہنانا

سوال[۹۲۴۲]: چوڑیاں پہنانے والے، پردہ نشین عورتوں یا غیر پردہ نشین عورتوں کو چوڑیاں پہناتے ہیں۔ مَردوں کا چوڑیاں پہنانا از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

منع ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

محمود۔

نامحرم کو چوڑیاں پہنانا

سوال[۹۲۴۳]: ایک مسلمان آدمی جو چوڑیوں کا کام کرتا ہے، یعنی چوڑی پہنانے کا پیشہ ہے، نیز ذریعۂ معاش بھی یہی ہے، اور وہ شخص مختلف گاؤں میں جاکر چوڑیاں پہناتا ہے اور فروخت بھی کرتا ہے اور غیر محرم عورتوں کا ہاتھ پکڑ کر چوڑیاں پہناتا ہے۔ تو اس کا پہنانا کیسا ہے اور شریعت اس کے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے؟ لہٰذا جواب مطلوب ہے۔

---

(۱) خدمت چونکہ تربیت کا حصہ ہے، لہٰذا مربیہ بچی سے خدمت لے سکتی ہے:

وروی أن رجلاً جاء إلی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: عندی یتیم فمم أضربہ؟ قال: "مما تضرب بہ ولدک" یعنی لاباس أن تضربہ للتأدیب ضرباً غیر مبرح مثل مایضرب الوالد ولدہ".

(تنبیہ الغافلین، باب الإحسان إلی الیتیم، ص: ۱۹۲، رشیدیہ)

(۲) (راجع، ص: ۲۲۵، رقم الحاشیۃ: ۱)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۷/۴/۸۹ھ۔

چوڑی پہنانے کا پیشہ

سوال[۹۲۴۴]: ۱..... بہت سے مرد چوڑیاں پہنانے کا کام کرتے ہیں، یہ کمائی حلال ہے یا حرام، جائز ہے یا ناجائز؟

۲..... بہت سی عورتیں بے پردہ ہوکر باہر دیہات میں چوڑیاں پہناتی ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ علاوہ ازیں ایک عورت جس کا خاوند مرگیا ہو اور لڑکے اس کے جوان بارروزگار ہوں اور پھر بھی وہ عورت چوڑیاں بے پردگی سے پہناوے تو اس کی ذمہ داری کس کے ذمہ ہے، بالفرض اگر وہ لڑکے اس کو نان ونفقہ نہ دیں تو کیا حکم ہے اور اگر اس کو کھانا کپڑا وغیرہ دیں اور بے پردگی سے منع کریں تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

۱..... چوڑیوں کی قیمت حلال ہے۔نامحرم کے ہاتھ وغیرہ کو مس کرنا ناجائز ہے(۲)۔

---

(۱) "وماحل نظره، حل لمسه إلا من أجنبية، فلا يحل مس وجهها وكفها وإن أمن الشهوة". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ۶/۳۶۷، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس: ۸/۳۵۵، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في النظر واللمس: ۷/۴۳، دارالكتب العلمية بيروت)

"کسی اجنبی کو ہاتھ پکڑانا، یا کوئی بھی عضو مس کرنے کی قدرت دینا عورت کے لئے بلاضرورت شدیدہ حرام ہے، اور چوڑیاں پہننا ضرورت میں داخل نہیں"۔(احسن الفتاویٰ، كتاب الحظر والإباحة، پردہ ودیگر متعلقہ مسائل: ۸/۳۱، سعيد)

(۲) "حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه ..... إلا من أجنبية، فلا يحل مس وجهها وكفها وإن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ". (الدرالمختار: ۶/۳۶۷، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، سعيد)

"قال رحمه الله: (يمس ما يحل له النظر إليه) يعني يجوز أن يمس ما حل له النظر إليه من محارمه ومن الرجل لا من الأجنبية". (البحر الرائق: ۸/۳۵۶، كتاب الكراهية، فصل في النظر اللمس، رشيديه) =

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....یہ تجارت اور اجرت جائز ہے، چاہے لڑکے نان نفقہ دیں، چاہے نہ دیں(۱)۔ بے پردگی منع ہے(۲)

= "ولا يحل له أن يمس وجهها ولا كفها وإن كان يأمن الشهوة". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/ ۳۲۹، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه، رشيديه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳/ ۴۰۷ كتاب الحظر والإباحة، باب فيما يكره من النظر والمس للأقارب والأجانب ومالايكره، رشيديه)

(۱) "فإن وقعت على عمل معلوم، فلا تجب الأجرة إلا بإتمام العمل إذا كان العمل مما لايصلح أوّله إلا بآخره. وإن كان يصلح أوله دون آخره، فتجب الأجرة بمقدار ماعمل". (النتف في الفتاوى، ص: ۳۳۸، كتاب الإجارة، سعيد)

(۲) پردہ کی شریعت میں بہت تاکید آئی ہے، اور بے پردگی پر بہت وعیدیں آئی ہیں:

"وعنه (ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه) عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشيطان". رواه الترمذي". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني، ص: ۲۶۹، قديمي)

"وعن أم سلمة رضي الله تعالىٰ عنها أنها كانت عند رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وميمونة رضي الله تعالىٰ عنها إذ أقبل ابن أم مكتوم، فدخل عليه، فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "احتجبا منه". فقلت: يا رسول الله! أليس هو أعمى لا يبصرنا؟ فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "أفعمياوَانِ أنتما ألستما تبصرانه". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني، ص: ۲۶۹، قديمي)

وقال الله تعالى: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ قال أبوبكر: "في هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين، و إظهار الستر و العفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن. وفيها دلالة على أن الأمَة ليس عليها ستر وجهها وشعرها؛ لأن قوله تعالىٰ: ﴿ونساء المؤمنين﴾ ظاهره أنه أراد الحرائر". (أحكام القرآن للجصاص: ۳/ ۵۴۶، قديمي)

قال الحافظ ابن كثيرؒ: "أمر الله نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهم في حاجة أن يغطّين وجوههن من فوق رؤسهن بالجلابيب و يبدين عيناً واحدةً". (تفسير ابن كثير: ۳/ ۶۸۴، (سورة الأحزاب: ۵۹)، مكتبه دارالسلام، رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

جس کی ذمہ داری خود اس بے پردہ پر ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ، معین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ رجب/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۱۴/ رجب/ ۶۷ھ۔

ضرورت پڑنے پر نامحرم عورتوں سے گفتگو

سوال[۹۲۴۵]: بیہقی کی ایک روایت ہے کہ جو نامحرم پر نظر ڈالے اور جو اپنے اوپر نامحرم کی نظر پڑنے کی خواہش اور تمنا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے، (مذکورہ حدیث مولانا عاشق الٰہی بلند شہری نے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں'' کے، ص:۶۶ پر اخذ کی ہے)۔آج کے دور میں مندرجہ بالا حدیث پر عمل کرنا دشوار ہو رہا ہے، کیونکہ جدھر نظر ڈالیں عورتیں ہی عورتیں نظر آتی ہیں۔ دفتروں میں بحیثیتِ آفیسر یا سکریٹری، اسپتال میں بحیثیتِ ڈاکٹر یا نرس، دوکانوں میں بحیثیتِ مالک یا نوکر اور کالجوں میں بحیثیتِ پرنسپل یا استاد، اسی طرح دیگر شعبوں میں خواتین کسی نہ کسی عہدہ پر فائز ہیں اور کام کے کرنے میں انہی سے واسطہ پڑتا ہے اور ان سے مخاطب ہو کر بات کرنے پر ان پر نظر پڑتی ہے، اگر ان کی طرف مخاطب نہ ہوں تو کام نہیں ہوتا۔ایسی مجبوری کی حالت میں ان کی طرف مخاطب ہونا درست ہوگا یا نہیں؟ اور دیکھنے والے پر گناہ عائد ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نامحرم سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات نہ کی جائے، نگاہ بچا کر بھی بات کی جاسکتی ہے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "أن عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما یقول: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "ألا! کلکم راع وکلم مسئول عن رعیته، الإمام راع ومسئول عن رعیته، والرجل راع فی أهله وهو مسئول عن رعیته". (صحیح البخاری: ۱/۱۲۲، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری، قدیمی)

"وقال غیره: دخل فی هذا العموم المنفرد الذی لا زوج له ولا خادم ولا ولد، فإنه یصدق علیه أنه راع علی جوارحه، حتی یعمل المأمورات ویجتنب المنهیات فعلاً ونطقاً واعتقاداً، فجوارحه وقواه وحواسه رعیته". (فتح الباری، کتاب الجمعة، باب الجمعه فی القری: ۱۳/۱۴۲، قدیمی)

(۲) "عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم أو لیلة، فإذا =

Maktaba Tul Ishaat.com

سالی اور دیور کے ساتھ گفتگو

سوال[۹۲۴۶]: عمر اپنی بالغ سالی کے ساتھ بات کرسکتا ہے یا نہیں؟ اور عمر کی بیوی کا دیور کے ساتھ بات کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عمر کا سالی سے بات کرنا وقتِ ضرورت پردہ کے ساتھ جائز ہے(۱)، لیکن بے پردہ ہوکر سالی کے سامنے آنا اور بے تکلفی سے ہنسی مذاق کرنا، تنہائی میں ملنا جائز نہیں۔ ایسا ہی حال عمر کی بیوی کا اپنے دیور کے ساتھ ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= هو بابى بكر وعمر رضى الله تعالىٰ عنهما فقال: "ما أخرجكما من بيوتكما هذه الساعة"؟ قالا: الجوع يا رسول الله! قال: "وأنا والذى نفسى بيده! لأخرجنى الذى أخرجكما، قوموا". فقاموا معه، فأتى رجلاً من الأنصار، فإذا هو ليس فى بيته، فلما رأته المرأة، قالت: مرحباً وأهلاً، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أين فلان"؟ قالت: ذهب يستعذب لنا من الماء".

قال النووى رحمه الله تعالىٰ: "فيه جواز سماع كلام الأجنبية ومراجعتها الكلام للحاجة".

(شرح النووى على المسلم: ۲/۱۷۷، كتاب الاشربة، باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك، قديمى)

(وكذا فى تكملة فتح الملهم، كتاب الإشربة، باب جواز اشتباعه غيره إلى دار عن يثق برضا بذلك ويتحققه تحققاً تاماً واستحباب الاجتماع إلى الطعام: ۴/۳۳، مكتبه دار العلوم كراچى)

"الضرورات تتقدر بقدرها". (ردالمحتار: ۶/۳۷۰، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى النظر والمس، سعيد)

(۱) "الضرورة تتقدر بقدرها". (الدرالمختار: ۶/۳۷۰، سعيد)

(۲) "عن عقبة بن عامر رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إياكم والدخول على النساء". فقال رجل: يا رسول الله! أرأيت الحمو؟ قال: "الحمو الموت". متفق عليه". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۸، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الأول، قديمى) .....=

Maktaba Tul Ishaat.com

غیر مرد کے ساتھ ٹھٹھا کرنا

سوال[۹۲۴۷]: اگر عورت غیر مرد کے ساتھ ٹھٹھا کرتی ہے(۱) تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی عورت کا غیر مرد کے ساتھ مذاق یا ٹھٹھا کرنا جائز نہیں، بہت بے شرمی کی بات ہے۔ مرد کو چاہیے کہ اس کے جواب میں مذاق کی بات نہ کہے، یا اس کو ڈانٹ دے یا خاموش چلا جائے۔ اور اس کے باپ بھائی شوہر سے کہے کہ اس کو منع کر دیا جائے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۲/۸۸ھ۔

غیر محرم سے تعلق ومحبت کا علاج

سوال[۹۲۴۸]: ایک عورت جس کا نام سکینہ ہے، اس کو ایک شخص سے محبت پیدا ہوئی، جس وقت سکینہ کی شادی ہوئی تھی اس وقت کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ عورت کسی اجنبی شخص سے محبت کرتی ہے۔ اور اس نے اس اجنبی شخص کو ایک رومال بھی دیا ہے، اب معلوم نہیں کہ محبت ان دونوں میں کیسی ہے۔ اب آپ مطلع فرمائیں کہ کیا صورت کی جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

غیر آدمی سے محبت کے نتائج نہایت خطرناک ہوتے ہیں، فوراً توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے عہد کرے اور

= "قال: "الحمو الموت": أی دخوله كالموت مهلک، يعنی الفتنة منه أكثر لمساهلة الناس فی ذلک ..... قال أبوعبيد: معناه: فليمت ولا يفعل ذلک". (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول: ۲۷۸/۶، (رقم الحديث: ۳۱۰۲)، رشيديه)

(۱) "ٹھٹھا کرنا: ہنسی کرنا، مذاق کرنا"۔ (فيروز اللغات، ص: ۴۲۶، فيروز سنز لاهور)

(۲) "ولايكلم الأجنبية إلا عجوزاً". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس: ۳۶۹/۶، سعيد)

نامحرم کے ساتھ بلاضرورت شدیدہ جب عام بول چال کی اجازت نہیں تو اس کے ساتھ مذاق وٹھٹھا کرنا بطریق اولیٰ ناجائز ہوگا۔

Maktaba Tul Ishaat.com

دعاء کرے کہ حق تعالیٰ توبہ پر قائم رکھے، درود شریف کثرت سے پڑھا کرے، انشاء اللہ تعالیٰ غلط محبت سے دل صاف ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۱۱/۸۸ھ۔

عورتوں کے لئے لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟ اور عورت کا نامحرم کے ساتھ سفر کرنا

سوال[۹۲۴۹]: عورتوں کو لپ اسٹک لگانا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں بے پردگی کا رواج ہے، اس صورت میں کیا ایک شادی شدہ عورت اپنے شوہر کے حکم کے باعث لپ اسٹک استعمال کر کے موٹر کار میں بیٹھ کر یا پیدل کسی کام سے یا یونہی تفریحاً جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو چیزیں کفار یا فساق کا شعار ہیں ان کو استعمال کرنا درست نہیں، اسی طرح جو چیزیں مَردوں کا شعار ہیں ان کو استعمال کرنا عورتوں کو درست نہیں (۱)۔ مسئولہ چیزوں میں اگر کوئی چیز نجس ہو تب بھی استعمال ممنوع ہوگا۔ اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کی وجہ سے فرض وضو وغسل میں کوتاہی رہتی ہو یعنی پانی پہونچنے سے مانع ہو تو فریضۂ طہارت ناتمام رہے گا (۲)۔ جو چیزیں عرفاً شادی شدہ کا شعار ہے اس کو غیر شادی شدہ استعمال کرے تو اس میں ایک طرح کی تلبیس ہے۔

پردہ لازم ہے اور بغیر پردہ کے رہنا اور نامحرم کے ساتھ ملنا موٹر پر جانا، یہ سب امور خلافِ

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من تشبہ بقوم فھو منھم". (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(۲) قال الحصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ: "ویجب: أی یفرض غسل کل مایمکن من البدن بلاحرج مرۃً ..... ولا یمنع ما علی ظفر صباغ ولا طعام بین أسنانہ أو فی سنہ المجوف، بہ یفتی. وقیل: إن صلباً منع، وھو الأصح". (الدرالمختار: ۱/۱۵۲، ۱۵۳، مطلب: فی أبحاث الغسل، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

شرع ہیں (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مرد، عورتیں راستہ پر مل کر نہ چلیں

سوال[۹۲۵۰]: راستہ میں سڑک کی کون سی طرف چلنا مسنون ہے؟ کیا مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عورتیں کنارے کنارے چلیں، مرد درمیان میں چلیں۔عورتیں مل کر مردوں کے ساتھ نہ چلیں (۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

لڑکیوں کا لڑکوں کے ساتھ اسکول میں رہنا اور غیر محارم کے ساتھ کمرے میں خلوت

سوال[۹۲۵۱]: جو لڑکی مَردوں کے اسکول میں نامحرم لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کرے گی اور

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿يأيها النبى قل لأزواجك وبنتك ونسآء المؤمنين يُدنين عليهن مِن جلا بيبهن، ذلك أدنى أن يعرفن فلا يؤذين﴾ (سورة الأحزاب: ۵۹)

"وعن ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه، عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "المرأة عورة، فإذا خرجت، استشرفها الشيطن". رواه الترمذى". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، ص: ۲۶۹، قديمى)

(۲) "عن حمزة بن أبى أسيد الأنصارى عن أبيه رضى الله تعالىٰ عنه أنه سمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول –وهو خارج من المسجد، فاختلط الرجال مع النساء فى الطريق– فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم للنساء: "استأخرن، فإنه ليس لَكُنّ أن تحققن الطريق، عليكن بحافات الطريق". فكانت المرأة تلصق بالجدار حتى أن ثوبها ليتعلق بالجدار من لصوقها به".

"عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما أن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نهى أن يمشى يعنى الرجل بين المرأتين". (سنن أبى داؤد: ۳۶۸/۲، كتاب الأدب، باب فى مشى النساء فى الطريق، إمداديه ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

نامحرموں کے ساتھ ہر قسم کا خلا ملا، خلوت جلوت میں ہوگا تو اس کے والدین گنہگار ہوں گے یا نہیں، تو ان کے گھر والوں کے ساتھ تمام مسلمانوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟

غیر محرم مرد غیر محرم عورت جو ان کے ساتھ جس کا شوہر زندہ ہو ایک کمرے میں اکٹھا رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اکثر یا وہ علیٰحدہ کمرے میں رہتے ہیں، کوئی تیسرا شخص نہیں ہوتا ہے۔ کیا اس میں گناہ کبیرہ لازم آتا ہے اور مہر کی ادائیگی کا حقدار وہ مرد ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر والدین نے اس کی اجازت دی ہے اور لڑکی کے اس طرز سے خوش ہیں تو والدین بھی بڑے گنہگار ہوں گے(۱)، اس طرح ان دونوں کا کمرے میں رہنا حرام ہے(۲)۔ اس حرام کام سے مہر لازم نہیں ہوتا ہے۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان، واتقوا الله﴾. (سورة المائدة: ۲)

والدین پر لازم ہے کہ بچی کو اس گناہ سے بچائیں، لقوله تعالیٰ: ﴿يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم ناراً﴾ (سورة التحريم: ۶)

"ان عبد الله بن عمر رضي الله عنهما يقول: سمعت رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم يقول: "كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته: الإمام راع ومسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته". (صحيح البخاري: ۱/۱۲۲، كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى، قديمي)

"وقال الحسن: تُعلّمهم وتأمرهم وتنهاهم". قال أبوبكر: "وهذا يدل على أن علينا تعليم أولادنا وأهلينا الدينَ والخيرَ وما لايُستغنى عنه من الآداب ..... ويدل على أن للأقرب فالأقرب منا مزيةً به في لزومنا تعليمهم وأمرهم بطاعة الله تعالیٰ". (أحكام القرآن للجصاص: ۳/۶۹۷، مطلب: يجب علينا تعليم أولادنا وأهلينا، (سورة التحريم: ۶)، قديمي)

(۲) "عن جابر رضي الله تعالیٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم قال: "لاتلِجُوا على المغيبات، فإن الشيطٰن يجرى من أحدكم مجرى الدم". الحديث. (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۹، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني، قديمي)

"إن الشيطن: أي كيده ووسواسه "يجرى": أي يسرى "من الإنسان": أي فيه. وقيل: عُدّى =

Maktaba Tul Ishaat.com

فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۵/۸۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= "يجرى" بـ "من" على تضمين معنى التمكن: أى يتمكن الإنسان فى جريانة "مجرى الدم": أى فى جميع عروقه ..... شبّه سريان كيده وجريان وساوسه فى الإنسان بجريان دمه فى عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكناً تاماً وتصرفه فيه تصرفاً كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشئ قواها من الدم ..... وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار الله تعالىٰ على كمال التصرف ابتلاءً للبشر". (مرقاة المفاتيح: ۲/۲۴۵، ۲۴۶، كتاب الإيمان، باب الوسوسة، الفصل الأول، رشيديه)

"عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ألا! لايبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحاً أو ذا محرم". رواه مسلم". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۲۸، كتاب النكاح، باب بيان العورات، قديمى)

"عن عمر رضى الله تعالىٰ عنه، عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لايخلونّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطٰن". رواه الترمذى". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۹، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثانى)

وقال الحصكفى رحمة الله تعالىٰ عليه: "الخلوة بالأجنبية حرام". (الدرالمختار). قال العلامة ابن عابدينؒ: "وأجمعوا أن العجوز لاتسافر بغير محرم، فلا تخلوا برجل، شاباً أو شيخاً". (ردالمحتار، كتاب الصلوة: ۱/۳۶۸، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الرابع فی النظر إلی العورة وإفشائها

(اعضائے مستورہ کو دیکھنے اور کھولنے کا بیان)

اپنا ستر دیکھنا

سوال[۹۲۵۲]: ۱.....اپنا ستر بوقتِ حاجت یا دوسری ضرورتوں کے علاوہ دیکھتے رہنا کیسا ہے؟

بیوی کا ستر دیکھنا

سوال[۹۲۵۳]: ۲.....اپنی بیوی کے ستر کو دیکھنا کیسا ہے؟ ساتھ ہی اندرونی و بیرون ستر کی تفصیل فرمادیں۔

مولوی عبدالشکور، دربھنگہ۔

الجواب حامداًومصلیاً:

۱.....مورثِ نسیان ہے(۱)۔

۲.....اجازت ہے(۲)۔لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:"وما رای منی وما

---

(۱) "[نكتة] قيل: ست تورث النسيان ..... اهـ". (الدرالمختار). "[تتمة]: زاد بعضهم: مما يورث النسيان أشياء: منها العصيان .... واللعب بالمذاكير أو الذكر حتى ينزل، والنظر إليه". (ردالمحتار: ۱/۲۲۵، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل فی البئر، مطلب: ست تورث النسيان، سعيد)

(وكذا فی الدرالمختار: ۶/۳۶۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، سعيد)

(۲) "وينظر الرجل إلى جميع بدن زوجه حتى فرجها، والأولىٰ تركه، اهـ". (سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر: ۲/۵۳۹، فصل في النظر ونحوه، دارإحياء التراث العربی بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

رأیت منه". الحدیث(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۱۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۱۹ھ۔

زوجین کا ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھنا

سوال[۹۲۵۴]: زوج زوجہ کو اپنے حجرے میں تنہائی کے وقت ایک دوسرے کا فرج دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز ہے، مگر نہ دیکھنا اَولیٰ سے: "وینظر الرجل إلی جمیع بدن زوجه حتی فرجها، والأولیٰ ترکه، اه". سکب الأنهر: ۲/۵۳۹(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ، معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہانپور، ۵۶/۶/۲۶ھ۔

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۸/ جمادی الثانیہ/ ۵۶ھ۔

---

(۱) (مرقاة المفاتیح: ۶/۲۸۹، باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، الفصل الثالث، رشیدیه)

"عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: مانظرت، أو ما رأیت فرج رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قط". (سنن ابن ماجة، ص: ۱۳۸، أبواب النكاح، باب الستر عند الجماع، قدیمی)

(۲) (سكب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر: ۲/۵۳۹، فصل فی النظر ونحوه، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

"وعن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: "ما نظرت، أو مارأیت فرج رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قط". (سنن ابن ماجة، ص: ۱۳۸، ابواب النكاح، باب الستر عند الجماع، قدیمی)

"قلت: وقد یجاب بأنه أغلبی إلی فرجها بشهوة وغیرها، والأولی ترکه؛ لأنه یورث النسیان". (الدرالمختار). وقال العلامة الشامی رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: والأولی ترکه) قال فی الهدایة: الأولی أن لا ینظر كل واحد منهما إلی عورة صاحبه، لقوله علیه الصلاة والسلام: "إذا أتی أحدكم أهله، فلیستتر مااستطاع، ولا یتجردان تجرد العیر". ولأن ذلك یورث النسیان، لِوُرود الأثر". (ردالمحتار: ۶/۳۶۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، سعید) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

بیوی کا جسم دیکھنا

سوال[۹۲۵۵]: شوہر اپنی منکوحہ عورت کے پورے جسم کو دیکھنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں، یا کونسا عضو دیکھنا حرام اور کونسا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کی زندگی میں تمام جسم کو دیکھنے کا حق ہے، مگر "وما رای منی وما رأیت منه" حدیثِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رعایت مناسب ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۲/۲۶ھ۔

فرج میں ادخالِ اصبع سے کھیلنا

سوال[۹۲۵۶]: اگر مرد اپنی بیوی کی خواہشات ذکر کے علاوہ کسی اور چیز سے پوری کرتا ہے، مثلاً اس کی شرمگاہ میں انگلیاں ڈال کر کھیلتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداومصلیا:

وہ انگلیاں ڈال کر کھیلنے کی جگہ نہیں اور انگلی آلۂ جماع نہیں: "الأصبع ليس الة للجماع، الخ"۔

شامی: ۱/۱۵۰(۲)۔

اگر وہ عنین ہے، اس میں جماع کی طاقت نہیں، بیوی کا حق ادا نہیں کرسکتا ہے تو اس کو طلاق دیدے تاکہ وہ اپنا دوسرا انتظام کرلے۔ اور وہ کس مقصد کے لئے ایسا کرتا ہے، ایسا کرنا مادۂ صالحہ کو ضائع کرنا ہے، جیسے کوئی شخص محنت سے روپیہ جمع کرے، پھر اس کو دریا میں پھینک دے۔ مرد وعورت دونوں کا حکم یکساں ہے،

= (وكذا في الهداية مع حاشية اللكهنوي: ۷/۱۹۶، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، إدارة القرآن كراچی)

(۱) (مرقاة المفاتيح: ۲/۲۸۹، باب النظر الى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثالث، رشيديه)

(۲) (ردالمحتار: ۱/۱۶۶، كتاب الطهارة، باب مايوجب الغسل، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: ۱/۱۱۱، كتاب الطهارة، المعاني الموجبة للغسل، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

اضاعت دونوں کے حق میں اضاعت ہے۔کوئی غرضِ صحیح اس سے متعلق ہوتو اس پر غور کیا جاسکتا ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درمختار کتاب الصوم: ۲/ ۱۳۷، میں اس سلسلہ میں بحث کی ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۲/ ۷/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/ ۷/ ۸۸ھ۔

ولادت سے ساتویں روز برہنہ کرکے نہلانا

سوال[۹۲۵۷]: ایک لڑکی کو بچہ پیدا ہوا ساتویں روز اس کو بالکل برہنہ کرکے نہلایا گیا جس میں تین عورتیں اَور شامل تھیں۔یہ شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی عورت کو عورتوں کے سامنے بھی بالکل برہنہ ہونا جائز نہیں، خواہ نہانے کے لئے ہو یا کسی اَور مقصد کے لئے ہو، پردہ کرکے نہایا جائے جہاں اس کے جسم کو کوئی نہ دیکھے(۲)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/ ۷/ ۸۸ھ۔

---

(۱) "(أو أدخل أصبعه اليابسة فيه) : أى دبره أو فرجها، ولو متبلةً، فسد". (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: أى دبره أو فرجها) أشار إلى أن تذكير الضمير العائد إلى المقعدة، لكونها فى معنى الدبر ونحوه، وإلى أن فاعل أدخل ضمير عائد على الشخص الصائم الصادق بالذكر والأنثى". (ردالمحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصلوة الصوم ومالايفسد: ۲/ ۳۹۷، سعيد)

(۲) "وأما الثالث: وهو بيان ما يحل من ذلك وما يحرم للمرأة من المرأة، فكل ما يحل للرجل أن ينظر إليه من الرجل يحل للمرأة أن تنظر إليه من المرأة، وكل مالا يحل له لا يحل لها، فتنظر المرأة من المرأة إلى سائر جسدها إلا ما بين السرة والركبة ..... ولا يجوز لها أن تنظر ما بين سرتها إلى الركبة إلا عند الضرورة". (بدائع الصنائع: ۶/ ۴۹۹، كتاب الاستحسان، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا فى البحر الرائق: ۸/ ۳۵۴، كتاب الكراهية، فصل فى النظر واللمس، رشيديه)

(وكذا فى تبيين الحقائق: ۷/ ۴۱، كتاب الكراهية، فصل فى النظر والمس، دارالكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

بے پردگی کی حالت میں اسپتال میں ولادت

سوال[۹۲۵۸]: زید کو منکوحہ ہندہ پہلے بچہ کی ولادت کے وقت زید نے گھر پر زچگی کا بندوبست کیا، لیکن بچہ کسی طرح نہ ہوا، مجبوراً اسپتال لیجانا پڑا اور آپریشن کے ذریعہ بچہ کی پیدائش ہوئی۔ اسپتال میں پردہ کا کوئی انتظام نہیں، دوسرے بچہ کی ولادت کا وقت قریب ہے، گھر پر انتظام میں جان کا خطرہ ہے۔ ایسی حالت میں زید کیا کرے؟ اسپتال میں علیحدہ کمرہ لے کر بے پردگی میں کچھ کمی ہوسکتی ہے، زید کے پاس کچھ نہیں، قرض لے کر ہی بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جب جان کے لالے پڑ جائیں تو یہ بے پردگی انتہائی مجبوری کے باعث ہے، نہ اختیاری ہے نہ خوشی سے ہے، اللہ پاک اپنے بندوں کی مجبوریوں کو خوب جانتے ہیں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۳/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۳/۸۸ھ۔

---

(۱) "إن الضرورات تبيح المحظورات". (الأشباه والنظائر، القاعدة الخامسة الضرر يزال، (رقم القاعدة: ۵۲۸): ۱/۲۵۱، إدارة القرآن كراچی)

"(قوله: لإباحته لتحمل الشهادة) وكذا نظر المقابلة والخافضة والختان والطبيب. وزاد في الخلاصة: من مواضع حل النظر للعورة عند الحاجة الاحتقان والبكارة في العنة والرد بالعيب، فتح. ونظمتُها بقولي:

ولا تنظر لعورة أجنبي ... بلا عذر كقابلة طبيب

وختان وخافضة وحقن ... شهود زنا بلا قصد مريب

وعلم بكارة في عنة أو ... زنا أو حين رد للمعيب

(ردالمحتار: ۴/۳۶، كتاب الحدود، باب الشهادة على الزنا والرجوع عنها، مطلب: المواضع التي يحل فيها النظر إلىٰ عورة الأجنبي، سعيد)

"ينظر الطبيب إلى موضع مرضها بقدر الضرورة؛ إذ الضرورات تتقدر بقدرها. وكذا نظر قابلة وختان، وينبغي أن يعلم امرأة تداويها؛ لأن نظر الجنس إلى الجنس أخف". (الدرالمختار). =

Maktaba Tul Ishaat.com

ڈاکٹر کے سامنے اپنا بدن کھولنا

سوال[۹۲۵۹]: اللہ تعالیٰ نے جو پردہ کا اور نامحرم سے چھپنے کا حکم پارہ:۱۸،رکوع:۱۰،آیت:چار، میں فرمایا ہے،اس میں کوئی استثناء بھی مرض وغیرہ کی حالت میں نامحرم معالج کے روبرو بے حجاب ہونے کا اور اپنے تمام جسم کو تصرف میں دینے کا دیا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی زوجہ ایسا فعل کرے تو اپنے خاوند کے ناموس میں خلل ڈالا کہ نہیں،اور ایسی صورت میں شوہر کو اس سے باز پرس کا حق ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس حصۂ جسم کو چھپانا فرض ہے،اگر اس میں کوئی تکلیف،زخم وغیرہ ہو کہ بغیر معالج کے سامنے کھولے

= قال الشامي رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: وينبغي، الخ) كذا أطلقه في الهداية والخانية. وقال في الجوهرة: إذا كان المرض في سائر بدنها غير الفرج، يجوز النظر إليه عند الدواء؛ لأنه موضع ضرورة. وإن كان في موضع الفرج، فينبغي أن يعلم امرأةً تداويها. فإن لم توجد وخافوا عليها أن تهلك أو يصيبها وجعٌ لا تحتمله، يستروا منها كل شئ إلا موضع العلة، ثم يداويها الرجل ويغضّ بصره ما استطاع إلا عن موضع الجرح، اهـ، فتأمل. والظاهر أنّ "ينبغي" هنا للوجوب". (ردالمحتار: ۶/۳۷۰، ۳۷۱، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، سعيد)

"ثم النظر إلى الحرة الأجنبية قد يصير مرخصاً عن الضرورة، كذا في المحيط ..... ويجوز النظر إلى الفرج للخاتن وللقابلة وللطبيب عند المعالجة، ويغضّ بصره ما استطاع، كذا في السراجية..... امرأة أصابتها قرحة في موضعٍ لا يحل للرجل أن ينظر إليه، لا يحل أن ينظر إليها لكن تُعلّم امرأة تداويها. فإن لم توجد امرأة تداويها ولا امرأة تتعلّم ذلك إذا عُلّمت وخيف عليها البلاء أو الوجع أو الهلاك، فإنه يستر منها كل شئ إلا موضع تلك القرحة، ثم يداويها الرجل يغضّ بصره ما استطاع إلا عن ذلك الموضع". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۲۹، ۳۳۰، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه ..... اهـ، رشيديه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳/۴۰۹، كتاب الحظر والإباحة، باب فيما يكره من النظر والمس، رشيديه)

(وكذا في الهداية، كتاب الكراهية: ۴/۴۵۸، فصل في الوطي والنظر والمس، مكتبه شركة علميه،ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

علاج نہ ہوسکتا ہوتو صرف اتنا حصہ شدتِ ضرورت کے وقت کھولنا شرعاً درست ہے، اس سے زیادہ نامحرم کے سامنے کھولنا جائز نہیں:

"وينظر الطبيب إلىٰ موضع مرضها، اه". كنز(۱)۔ "وفي نظر الطبيب إلىٰ موضع المرض ضرورةٌ، فيرخص لهم أحياناً لحقوق الناس ودفعاً لحاجتهم، فصار كنظر الختان والخافضة. وكذا ينظر إلىٰ موضع الاحتقان للمرض؛ لأنه مداواة. وينبغي للطبيب أن يعلّم امرأةً إن أمكن؛ لأن نظر الجنس أخف. وإن لم يمكن، ستر كل عضو منها سوى موضع المرض، ثم ينظر يغضّ بصره عن غير ذلك الموضع ما استطاع؛ لأن ماثبت للضرورة يتقدر بقدر الضرورة. والأصل أن لايجوز النظر إلى امرأة لما فيه من خوف الفتنة، ولهذا قال عليه السلام: "المرأة مستورة، اه". زيلعي بتغير(۲)۔

اس میں بہتر یہ ہے کہ معالج کسی عورت کو علاج سکھلا دے اور وہ عورت علاج کردے تاکہ مرد کے سامنے کھولنے کی نوبت نہ آوے۔ اگر یہ دشوار ہو تب مرد کے سامنے کھولنے کی اجازت ہے اور تمام بدن معالج کے تصرف میں دینا یا معالج کا موضعِ مرض کے علاوہ کسی دوسرے حصہ کو دیکھنا ہرگز درست نہیں(۳)۔ اگر بغیر

---

(۱) (كنز الدقائق، ص: ۴۲۴، كتاب الكراهية، فصل في النظر واللمس، كتب خانه رشيديه)

(۲) (تبيين الحقائق: ۷/۴۰، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، دارالكتب العلمية بيروت)

(۳) "امرأة أصابتها قرحة في موضعٍ لا يحل للرجل أن ينظر إليه، لا يحل أن ينظر إليها، لكن تُعلّم امرأة تداويها. فإن لم يجدوا امرأةً تداويها ولا امرأةً تتعلم ذلك إذا علمت وخيف عليها البلاء أو الوجع أو الهلاك، فإنه يستر منها كل شيء إلا موضع تلك القرحة، ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع إلا عن ذلك الموضع، ولا فرق في هذا بين ذوات المحارم وغيرهن؛ لأن النظر إلى العورة لا يحل بسبب المحرمية، كذا في فتاوى قاضيخان". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۳۰، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه ..... اهـ، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر: ۲/۵۳۸، كتاب الكراهية، فصل في بيان أحكام النظر ونحوه، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في البحرا الرائق: ۸/۳۵۲، ۳۵۳، كتاب الكراهية، فصل في النظر واللمس، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

شرعی ضرورت کے عورت اپنا جسم غیر محرم کے سامنے کھولے، یا اس سے تعلقات قائم کرے، یا اس سے ہمکلام ہو، یا شوہر کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی سے پیش آئے تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ ایسی حالت میں شوہر اس کو سزا دے:

"یعزر المولی عبده والزوج زوجته علی ترکها الزینة الشرعیة مع قدرتها علیها، وترکها غسلَ الجنابة، وعلی الخروج من المنزل لو بغیر حق، وترك الإجابة إلی الفراش لو طاهرةً من نحو حیض. ویلحق بذلك لو ضربت ولدها الصغیر عند بکاء، أو ضربت جاریة غیره ولا تتعظ بوعظه أو شتمته، ولو بنحو یاحمار، أوا دعت علیه أو مزقت ثیابه، أو کلمةً لیسمعها أجنبی، أو کشف وجهها لغیر محرم أو کلّمته ..... أو أعطت مالم تجر العادة به بلا إذنه. والضابطة: کل معصیة لاحدّ فیها، للزوج والمولیٰ التعزیر، اھ". درمختار(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/۱۲/۶۰ھ۔

جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ذی الحجہ/۶۰ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/ذی الحجہ/۶۰ھ۔

ملازمت کے لئے ڈاکٹری معائنہ

سوال[۹۲۶۰]: زید میونسپلٹی میں فنِ تجوید، قرآن شریف اور ضروریاتِ دین کے لئے، یا اور کسی شعبہ میں ملازم ہے اور وہ شخص عالم بھی ہے، اور کسی قسم کا مریض نہیں، میونسپلٹی کی طرف سے اس کو ڈاکٹری معائنہ کا حکم دیا۔ نو سال ملازمت کرنے کے بعد ڈاکٹری معائنہ کی صورت یہ ہے کہ ڈاکٹر انسان کے بدن کو سر سے پیر تک ننگا کر کے بدن کا معائنہ کرتا ہے، حتی کہ ذکر کو ہاتھ میں لیتا ہے اور دباتا بھی ہے تاکہ سوزاک وآتشک معلوم کر سکے، اور دُبر میں بھی انگلی تک مارتا ہے، تاکہ بواسیر معلوم کر لے۔

تو کیا ملازمت کے لئے یہ ڈاکٹری کرنا کرانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مع مذاہب ائمۂ اربعہ ادلۂ اربعہ

---

(۱) قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: "قال فی الفتح: وإذا أساء العبد الأدب، حل لمولاه تأدیبه، وکذا الزوجة ..... اهـ". (ردالمحتار: ۴/۷۷ کتاب الحدود باب التعزیر، سعید)

(وکذا فی کنز الدقائق مع البحر الرائق: ۵/۸۱، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

سے مع حوالہ جاتِ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس طور پر ڈاکٹری معائنہ کرانا اور کرنا ناجائز ہے، جس حصۂ بدن کو چھپانا فرض ہے اس کو اس غرض کے لئے کھولنا اور نامحرم کو دکھانا اور اس کا ہاتھ لگوانا ہرگز ہرگز جائز نہیں، اگر ملازمت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے تو ایسی شرط کو قبول کرنا بھی جائز نہیں:

"وينظر الرجل إلى الرجل إلا العورة، وهي ما بين السرة والركبة. ثم حكم العورة في الركبة أخف منه في السوءة، حتى ينكر عليه في كشف الركبة برفق، وفي الفخذ بعنف، وفي السوءة بضرب إن لج. ويمس ما حل النظر إليه: أي من محارمه أو من الرجل لا من الأجنبية، اهـ". زيلعي: ٦/١٨، ١٩(١)۔

اور یہ مسئلہ اجماعی ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سترِ عورت ائمۂ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق فرض ہے:

"أجمعوا على أن ستر العورة عن العيون واجب في الصلوٰة وغيرها، اهـ". ميزان الكبرىٰ: ١/١٥٦(٢)۔ "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق". الحديث(٣)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۹/صفر/۵۹ھ۔

---

(۱) (تبيين الحقائق للزيلعي: ٧/٤١، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، دار الكتب العلمية بيروت)
(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ٥/٣٢٧، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر اليه، رشديه)

(۲) (الميزان الكبرى للشعراني: ١/١٦٩، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مصطفى البابي الحلبي مصر)
(وكذا في مرقاة المفاتيح: ٨/٢٠٨، كتاب اللباس (رقم الحديث: ٤٤٢٠)، (رشيديه)

(۳) (مشكوة المصابيح، ص: ٣٢١، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، قديمي) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

داخلۂ کالج یا ملازمت سرکاری کے لئے برہنہ بدن کا معائنہ

سوال[۹۶۱۱]: آج کل جو پولیس میں بھرتی کے وقت یا کالجوں میں داخلہ کے وقت آدمی کو ننگا کرکے اس کا ڈاکٹری معائنہ کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے کیونکہ کشفِ عورت تو حرام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کشفِ عورت کے لئے یہ ضرورت شرعاً معتبر نہیں، کیونکہ نہ اس پر مدارِ صحت ہے نہ زندگی، کوئی اور بھی شرعی ضرورت اس پر موقوف نہیں۔ تحصیلِ علم جس کے لئے یہ معائنہ کرایا جاتا ہے، اولاً خود محلِ کلام ہے کہ بہت سے عقائد اسلام کے خلاف اس پر مرتب ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ داخلہ کالج پر موقوف نہیں، خارجی طریق سے بھی اس کی تحصیل ممکن ہے۔ پولیس کی ملازمت میں بہت سے مواقع پر قانوناً خلافِ شرع کرنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے، نیز اس پر کچھ معیشت کا بھی مدار نہیں، بغیر اس کے بہت بڑی مخلوق آسائش کے ساتھ موافقِ شرع زندگی بسر کرتی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں ارتکابِ حرام کی ہرگز گنجائش نہیں، بلکہ اجتناب واجب ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۴/۵۷ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۶/ ربیع الثانی/ ۵۷ھ، الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مظاہر علوم۔

=(ومسند الإمام أحمد: ۵/۶۷، (رقم الحديث: ۲۰۱۳۰)، دار إحياء التراث العربي بيروت)

"وقال محمد بن الحسن رحمه الله تعالىٰ: لا يسع المأمور أن يفعله حتى يكون الذي أمره عدلاً، وحتى يشهد عدلٌ سواه على أن على المأمور ذلك ..... وقال علي رضي الله عنه: فما أمرتكم من طاعة الله فحقٌّ عليكم طاعتي فيما أحببتم أو كرهتم، وما أمرتكم بمعصية الله أنا أو غيري، فلا طاعة لأحد في معصية الله، إنما الطاعة في المعروف". حديث حسن، رواه الحاكم في صحيحه، وقال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه، اهـ". (مرقاة المفاتيح: ۷/۲۷۴، ۲۷۵ كتاب الإمارة والقضاء، (رقم الحديث: ۳۶۹۶)، رشيديه)

(۱) "عن عمران قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق". (مسند الإمام أحمد: ۶/۵۹، (رقم الحديث: ۲۰۱۳۰)، دار إحياء التراث العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

بانجھ کی اولاد کے لئے اس کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر وظیفہ پڑھنا

سوال[۹۲۶۲]: ایک بریلوی شخص جس عورت کے لڑکا نہ ہو، اس کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یعنی پائیجامہ کے اندر ہاتھ داخل کر کے گھنٹوں وظیفہ پڑھتے ہیں۔ کیا کوئی ایسا بھی وظیفہ ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

وظیفہ تو کیا ہوتا نفسانی ہوس ہے، نہایت ہی شرمناک اور کمینہ حرکت ہے(۱)۔ لوگوں کو چاہئے کہ اپنی عورتوں کو اس سے علیحدہ رکھیں، خود بھی علیحدہ رہیں۔ اگر مرید ہوگئے ہوں تو بیعت فسخ کردیں(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

ستر کھول کر کشتی کرنا

سوال[۹۲۶۳]: پہلوان کشتی کرتے ہیں، مگر صرف لنگوٹ باندھ کر عام مجمع میں لڑتے ہیں حالانکہ از روئے شریعت گھٹنوں تک ستر فرض ہے۔

---

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کو ایمان کا ایک حصہ فرمایا ہے، صحیح بخاری میں حدیث منقول ہے: "إن الحیاء من الإیمان". (کتاب الأدب، باب الحیاء: ۹۰۳/۲، قدیمی)

اور جب انسان کے اندر حیا ہو، تو وہ بہت سے چھوٹے بڑے منکرات سے بچتا ہے، لیکن بعض لوگوں میں حیا نہیں ہوتی اور پھر اس وجہ سے وہ ایسی حیا سوز حرکتوں میں مبتلا ہوتے ہیں کہ انتہا ہوتی ہے، بلکہ ان کو منکرات میں بجائے قبح کے حسن نظر آتا ہے، اور بغیر جھجک اور بغیر روک ٹوک کے اس میں مبتلا ہوتے ہیں:

" أبو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: "إن مما أدرک الناس من کلام النبوة الأولیٰ: إذا لم تستحی، فاصنع ما شئت". (صحیح البخاری، کتاب الأدب، بابّ: إذا لم تستحیی فاصنع، الخ: ۹۰۴/۲، قدیمی)

(۲) ایسا شخص درجۂ ولایت سے عاری ہے جس کی بیعت جائز نہیں:

"الولی هو العارف باللہ و صفاته ما یمکن له، المواظب علی الطاعات، المجتنب عن السیئات، المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات واللهوات". (مجموعه الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی، کتاب الکراهیة: ۳۳۵/۴، امجد اکیڈمی لاهور)

(وکذا فی شرح العقائد، ص ۱۴۸۰، مکتبه خیر کثیر کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

پہلوانوں کا یہ فعل ناجائز ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

کُشتی کا دنگل دیکھنا

سوال[۹۲۶۴]: کشتی کا دنگل دیکھنا کیسا ہے، زید کہتا ہے کہ درست نہیں، کیونکہ ران کھلی رہتی

---

(۱) "وينظر الرجل عن الرجل إلى ماسوى العورة، وقد بينت في الصلوٰة أن العورة ما بين السرة إلى الركبة، والسرة ليست بعورة، خلافاً لِمَا يقوله أبوحنيفة والشافعي رحمهما الله تعالىٰ. والركبة عورة، خلافاً للشافعي رحمه الله تعالىٰ. ثم حكم العورة في الركبة أخفّ منه في الفخذ، وفي الفخذ أخفّ منه في السوءة، حتى ينكر عليه في كشف الركبة برفق، وفي الفخذ بعنف، وفي السوءة بضرب إن أصرّ، اهـ". (مجمع الأنهر: ۵۳۸/۲، كتاب الكراهية، فصل في بيان أحكام النظر ونحوه، دارإحياء التراث العربي بيروت)

"والرابع ستر عورته، ووجوبه عامٌّ ولو في الخلوة على الصحيح إلا لغرض صحيح ..... وهي للرجل ما تحت سرته إلى ماتحت ركبته". (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "(قوله: ووجوبه عام): أي في الصلاة وخارجها. (قوله: ولو في الخلوة): أي إذا كان خارج الصلاة يجب الستر بحضرة الناس إجماعاً، وفي الخلوة على الصحيح ..... ثم إن الظاهر أن المراد بما يجب ستره في الخلوة خارج الصلاة هو ما بين السرة والركبة فقط ..... (قوله: للرجل) احتراز عن المرأة الأمَة والحرة، وعن الصبي، كما سيأتي. (قوله: تحت سرته) هو ماتحت الخط الذي يمر بالسرة ويدور على محيط بدنه بحيث يكون بعده عن مواقعه في جميع جوانبه على السواء، كذا في البرجندي، اهـ، إسمعيل. فالسرة ليست من العورة، درر.

(قوله: إلى ماتحت ركبته) نادما لما قيل: إن "تحت" من الظروف التي لا تتصرف، حموي، فالركبة من العورة لرواية الدار قطني: "ما تحت السرة إلى الركبة من العورة". لكنه محتمل، والاحتياط في دخول الركبة، ولحديث علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الركبة =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے۔ بکر کہتا ہے کہ درست ہے اس لئے کہ ستر دیکھنے کا قصد نہیں ہوتا۔ اس میں کس کا قول درست ہے؟

مولوی محمد یسین صاحب، مبارکپور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کا قول درست ہے: "لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "لاتنظر إلی فخذ حيّ ولا ميت". الحديث(۱)۔ اس میں نظر کی ممانعت ہے جو کہ فعلِ عین ہے، اس میں قصد وعدمِ قصد برابر ہے، عدمِ قصد سے معصیت مرتفع نہیں ہوتی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مظاہر علوم سہانپور، ۲۱/ ذی قعدہ/ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۲/ ذی قعدہ/ ۶۹ھ۔

چار انگل کی لنگوٹی باندھ کر تماشہ دکھانا

سوال[۹۲۶۵]: ہمارے یہاں نٹ لوگ کھیل تماشہ کرتے ہیں(۲)، یہ لوگ چار انگل کی لنگوٹی باندھ کر کھیلتے ہیں، ڈھول بجتا رہتا ہے اور اس پر انعام مانگتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

= من العورة". وتمامه فی شرح المنية". (ردالمحتار: ۱/۴۰۴، کتاب الصلوة، باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة، سعيد)

(۱) (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۸۹، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثانی، قديمی)

"عن أبی سعيد رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "لاينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۸، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الأول، قديمی)

"قال ابن الملک: أی لاتصل بشرة أحدهما إلى بشرة الآخر فی ثوب واحد فی المضجع، لخوف ظهور فاحشة بينهما. قال المظهر: ومن فعل، يعزر ولايحد. وفيه بيان تحريم النظر إلى مالايجوز، وعورة الرجل مابين سرته وركبته". (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول: ۶/۲۷۷، (رقم الحديث: ۳۱۰۰)، رشيديه)

(۲) "نٹ: بازی گر، شعبدہ باز"۔ (فیروز اللغات، اردو، ص: ۱۳۵۱، فیروز سنز، لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

لوگوں کے سامنے ستر کھولنا اور چار انگل کی لنگوٹی باندھ کر تماشہ کرنا(۱)، ناچنا، ڈھول بجانا(۲) اور اس پر انعام مانگنا سب ناجائز ہے، تماشہ کرنے والے اور دیکھنے والے اور اس پر پیسے دینے والے سب ہی گنہگار ہیں، سب کو توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

پانی کو عبور کرتے ہوئے رانیں کھولنا

سوال[۹۲۶۶]: جب پانی عبور کرنا ہو اور پانی گھٹنوں سے اوپر تک ہو تو تہہ بند کو رانوں تک اٹھانا اور گھٹنے اور ران کھولنا اس طرح پانی عبور کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط۔

---

(۱) "عن جرهد رضی الله تعالیٰ عنه أن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "أما علمت أن الفخذ عورةٌ". رواه الترمذی وأبو داود".

"وعن علی رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال له: "یا علی! لاتبرز فخذک، ولا تنظر إلی فخذ حیٍّ ولا میتٍ". رواه أبو داود وابن ماجة".

"عن الحسن مرسلاً قال: بلغنی أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "لعن الله الناظر والمنظور إلیه". رواه البیهقی فی شعب الإیمان". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۲۶۹، ۲۷۰، باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، قدیمی)

(۲) "عن جابرٍ رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع". رواه البیهقی فی شعب الإیمان".

"وعن نافع قال: کنت مع ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فی طریق، فسمع مزماراً فوضع أصبعیه فی أذنیه ونآی عن الطریق إلی الجانب الأخر، ثم قال لی بعد أن بَعُد: یا نافع! هل تسمع شیئاً قلت: لا، فرفع أصبعیه من أذنیه. قال: کنت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فسمع صوت یراعٍ فصنع مثل ما صنعت. قال نافع: وکنت إذ ذاک صغیراً". رواه أبو داود". (مشکوٰة المصابیح، ص: ۴۱۱، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ناف سے گھٹنوں تک عورت ہے، کسی کے سامنے اس حصۂ بدن کو کھولنا جائز نہیں، نہ نماز میں نہ خارجِ نماز میں۔ اس حکم میں ہر مرد عالم ہو یا غیر عالم، سب کا حکم ایک ہے۔ جو شخص گھٹنے کھولے اس کو نرمی سے منع کیا جاوے، جو ران کھولے اس کو سختی سے منع کیا جاوے۔ البتہ اگر گھٹنے اور رانیں پانی میں چھپ جائیں اور کپڑا بالکل پانی کے قریب رہے کہ بدن کسی کو نظر نہ آئے تو اس طرح عبور کرنا شرعاً درست ہے:

"وينظر الرجل عن الرجل إلى ماسوى العورة، وقد بينت فى الصلوٰة أن العورة ما بين السرة إلى الركبة، والسرة ليست بعورة، خلافاً لِمَا يقوله أبو حنيفة والشافعى رحمهما اللّٰه تعالىٰ والركبة عورة، خلافاً للشافعى رحمه اللّٰه تعالىٰ. ثم حكم العورة فى الركبة أخفّ منه فى الفخذ، وفى الفخذ أخفّ منه فى السوءة، حتى ينكر عليه فى كشف الركبة برفق، وفى الفخذ بعنف، وفى السوءة بضرب إن أصرّ، اهـ". مجمع الأنهر: ۲/۵۳۸(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۱۰/۶۴ھ۔

---

(۱) (مجمع الأنهر: ۲/۵۳۸، كتاب الكراهية، فصل فى بيان أحكام النظر ونحوه، دارإحياء التراث العربى بيروت)

"والرابع ستر عورته، ووجوبه عامٌّ ولو فى الخلوة على الصحيح إلا لغرض صحيح ..... وهى للرجل ما تحت سرته إلى ماتحت ركبته". (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "(قوله. ووجوبه عام): أى فى الصلاة وخارجها. (قوله: ولو فى الخلوة): أى إذا كان خارج الصلاة يجب الستر بحضرة الناس إجماعاً، وفى الخلوة على الصحيح ..... ثم إن الظاهر أن المراد بما يجب ستره فى الخلوة خارج الصلاة هو ما بين السرة والركبة فقط ..... (قوله: للرجل) احتراز عن المرأة الأمَة والحرة، وعن الصبى، كما سيأتى. (قوله: تحت سرته) هو ماتحت الخط الذى يمر بالسرة ويدور على محيط بدنه بحيث يكون بعده عن مواقعه فى جميع جوانبه على السواء، كذا فى البرجندى، اهـ، إسمعيل. فالسرة ليست من العورة، درر. ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

گھٹنا ستر ہے یا نہیں؟

سوال[۹۲۶۷]: اگر ایک آدمی گھٹنا کھولے تو وہ کیسا ہے؟ اور اس کا فعل حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

گھٹنہ حنفیہ کے نزدیک ان اعضاء میں سے ہے جن کا چھپانا واجب اور کھولنا -جس سے ستر باقی نہ رہے- مکروہ تحریمی ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۷/۹۰ھ۔

کاشتکاروں کے لئے کشفِ عورت

سوال[۹۲۶۸]: اگر کاشتکار ستر نہ چھپاوے اور جب تک کاشتکاری کا کام کرے اس وقت تک کھولے رکھے، اگر ان کو اس پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ ستر کو ڈھانکو تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس سے مجبور ہیں۔تو کیا ایسا کرنا، یا ایسا کہنا ان کا درست ہے از روئے شرع شریف؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کرنا اور ایسا کہنا خلافِ شرع ہے، شریعت کا حکم سب کے لئے ہے، کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں:

"يجوز أن ينظر الرجل إلى الرجل إلا إلى عورته، كذا في المحيط. وعليه الإجماع، كذا في الاختيار شرح المختار. وعورته ما بين سرته حتى تجاوز ركبته، كذا في الذخيره. وما دون السرة إلى منبت الشعرة عورة في ظاهر الرواية. ثم حكم العورة في الركبة أخفّ منه في

= (قوله: إلى ماتحت ركبته) نادما لما قيل: إن "تحت" من الظروف التي لا تتصرف، حموي، فالركبة من العورة لرواية دار قطني: "ما تحت السرة إلى الركبة من العورة". لكنه محتمل، والاحتياط في دخول الركبة، ولحديث علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الركبة من العورة". وتمامه في شرح المنية". (ردالمحتار: ۱/۴۰۴، كتاب الصلوة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، سعيد)

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے عنوان: پانی کو عبور کرتے ہوئے رانیں کھولنا

Maktaba Tul Ishaat.com

الفخذ، وفي الفخذ أخف منه في السرة، الخ". هنديه(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مظاہر علوم، ۲۷/ ۷/ ۵۹ھ، صحیح: عبد اللطیف، مظاہر علوم۔

گھٹنے کھول کر کھیتی وغیرہ کا کام کرنا

سوال[۹۲۶۹]: گھٹنے کھول کر اپنا کام مثلاً کھیتی وغیرہ کرسکتا ہے یا نہیں، اور دریا وغیرہ میں گھسنے کی حالت میں ضرورۃً پائجامہ یا تہہ بند کو چڑھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

گو بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے، مگر احتیاط اسی میں ہے کہ گھٹنے نہ کھولے(۲)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/ ۵/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/ ۵/ ۸۷ھ۔

---

(۱) (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/ ۳۲۷، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه .....اهـ، رشيديه)

قال العلامة الكاساني رحمه الله تعالىٰ: "يحل للرجل أن ينظر من الرجل الأجنبي إلى سائر جسده، إلا ما بين السرة والركبة، إلا عند الضرورة ..... ولا ينظر إلى الركبة. ولا بأس بالنظر إلى السرة، فالركبة عورة، والسرة ليست بعورة عندنا.

والصحيح قولنا، لما روى عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "ماتحت السرة عورة". والركبة ماتحتها، فكانت عورةً، إلا ماتحت الركبة صار مخصوصاً، فبقيت الركبة تحت العموم، ولأن الركبة عضوٌ مركبٌ من عظم الساق، والفخذ على وجه يتعذر تمييزه. والفخذ من العورة، والساق ليس من العورة، فعند الاشتباه يجب العمل بالاحتياط. وذلك فيما قلنا، بخلاف السرة؛ لأنه اسم لموضع معلوم لا اشتباه فيه". (بدائع الصنائع: ۲/ ۴۹۷، كتاب الاستحسان، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في تبيين الحقائق ۷/ ۴۱، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳/ ۴۰۸ باب فيما يكره من النظر والمس للأقارب ..... اهـ، رشيديه)

(۲) "عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله تعالىٰ عنه عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= "إذا زوّج أحدكم عبده أمته، فلا ينظرنّ إلى عورتها". وفي روايةٍ: "فلا ينظرنّ إلى مادون السرة وفوق الركبة". رواه أبو داود". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۶۹، كتاب الآداب، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثاني، قديمي)

"يجوز أن ينظر الرجل إلى الرجل إلا إلى عورته، كذا في المحيط. وعليه الاجماع، كذا في الاختيار شرح المختار. وعورته ما بين سرته حتى تجاوز ركبته، كذا في الذخيره. وما دون السرة إلى منبت الشعرة عورة في ظاهر الرواية. ثم حكم العورة في الركبة أخفّ منه في الفخذ، وفي الفخذ أخفّ منه في السرة، حتى أن من رأى غيره مكشوف الركبة ينكر عليه برفق ولا ينازعه إن لج، وإذا رآه مكشوف الفخذ أنكر عليه بعنف ولا يضربه إن لج، وإذا رآه مكشوف السرة أمره بستر العورة وأدّبه على ذلك إن لج، كذا في الكافي". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۲۷/۵، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه .....اهـ، رشيديه)

قال العلامة الكاساني رحمه الله تعالىٰ: "يحل للرجل أن ينظر من الرجل الأجنبي إلى سائر جسده، إلا ما بين السرة والركبة، إلا عند الضرورة ..... ولا ينظر إلى الركبة. ولا بأس بالنظر إلى السرة، فالركبة عورة، والسرة ليست بعورة عندنا.

والصحيح قولنا، لما روى عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "ماتحت السرة عورة". والركبة ماتحتها، فكانت عورةً، إلا ماتحت الركبة صار مخصوصاً، فبقيت الركبة تحت العموم، ولأن الركبة عضوٌ مركبٌ من عظم الساق، والفخذ على وجه يتعذر تمييزه. والفخذ من العورة، والساق ليس من العورة، فعند الاشتباه يجب العمل بالاحتياط. وذلك فيما قلنا، بخلاف السرة؛ لأنه اسم لموضع معلوم لا اشتباه فيه". (بدائع الصنائع: ۴۹۷/۶، كتاب الاستحسان، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في تبيين الحقائق ۴۱/۷، كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۴۰۸/۳ باب فيما يكره من النظر والمس للأقارب ..... اهـ، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

برہنہ ہوکر سونا

سوال[۹۲۷۰]: رات کوایک آدمی بالکل برہنہ ہوکر سوتا ہے، یہ عادت کیسی ہے؟ اگر سونے کی حالت میں پائجامہ، یا کپڑا باندھ کر سوتا ہے تو اس میں صبح کو اٹھتے وقت تری دیکھتا ہے۔ لہذا تری والے کپڑے سے نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اور ننگا سونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بالکل ننگا ہوکر سونا مکروہ ہے(۱)۔ جس کپڑے پر سونے کے بعد تری دیکھی وہ نجس ہوگیا، اگر وہ تری مقدار عفو سے زائد ہو تو اس کپڑے سے نماز درست نہیں(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/ ذی الحجہ/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۹/ ذی الحجہ/ ۶۷ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "عن بهز بن حكيم عن أبيه، عن جده رضي الله تعالىٰ عنه، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "احفظ عورتك إلا من زوجتك أو ماملكت عينك". فقلت: يارسول الله! أرأيت إذاكان الرجل خالياً؟ قال: "فالله أحق أن يستحى منه". رواه الترمذى، وأبو داؤد وابن ماجة". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثانى، ص: ۲۶۹، قديمى)

قال العلامة الملا على القارى رحمه الله: "قال: "فالله أحق أن يستحيى منه". وهذا يدل على وجوب الستر فى الخلوة إلا عند الضرورة كما سبق". (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثانى: ۲۸۵/۶، ۲۸۶، رشيديه)

(۲) "كل مايخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل، فهو مغلظ، كالغائط والبول والمنى والمذى والودى والقيح والصديد والقيء ..... فإذا أصاب الثوب أكثر من قدر الدرهم يمنع جواز الصلوة". (الفتاوىٰ العالمكيريه، كتاب الطهارة، الباب السابع فى النجاسة وأحكامها، الفصل الثانى فى الأعيان النجسة: ۴۶/۱، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب اللباس

الفصل الأول فی القمیص والسروال والإزار

(قمیص اور شلوار کا بیان)

شرعی لباس

سوال[۹۲۷۱]: کیا شرعی لباس یہی ہے جو آپ علماء حضرات پہنتے ہیں، یہ کہاں سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو لباس سنت سے ثابت ہو وہ یقیناً شرعی ہے(۱) اور جس لباس کا سنت میں ذکر نہ ہو اور اس کو صلحاء نے اختیار کیا ہو، کفار اور فساق کا شعار نہ ہو، وہ بھی شرعی لباس ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۷/۸۸ھ۔

مسنون لباس

سوال[۹۲۷۲]: زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصف ساق کُرتا اور چھوٹی موری

---

(۱) "والمراد بالسنة هنا أقواله وأفعاله وأحواله". (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول: ۱/۳۶۵، رشيديه)

(۲) "قال القاری: أی من شبّه نفسه بالكفار مثلاً فی اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم أو الخير عند الله تعالیٰ.....اهـ". (بذل المجهود، كتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۵/۴۱، معهد الخليل)

(وكذا فی مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی: ۸/۱۵۵، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

(وكذا فی فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۷۴۳، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، نزار مصطفی الباز رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

والا پائجامہ ثابت نہیں (۱)، لہٰذا یہ بدعت ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ اس قسم کے لباس سلف صالحین نے اسلامیت اور کفاریت کے درمیان فرق کرنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ زید کا قول صحیح ہے یا نہیں؟ اور عمر کہتا ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، لیکن جو حضرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہر ہر سنت پر عمل کرنے والے ہیں وہ تو بغیر ثابت شدہ شئ پر عمل نہیں کریں گے۔ لباسِ مسنونہ مع حوالہ و دلیل مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نصف ساق تک کرتہ حدیث شریف سے ثابت ہے، اس کو صالحین نے اختیار کیا ہے۔ پائجامہ پہننے کا عرب میں عام دستور نہیں تھا، بلکہ لنگی کا دستور تھا اور وہ بھی نصف ساق سے نیچے تک ہوتی تھی، اس کی بھی حدیث شریف میں تصریح ہے۔ نصف ساق سے نیچے تک بھی اجازت ہے، لیکن ٹخنوں سے اونچے رہے:

"عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "ماأسفل من الكعبين من الإزار فی النار". رواه البخاری، اه". مشكوة شريف، ص: ۳۷۳(۲)۔

"عن أبی سعيد الخدری رضی الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقول: "إزرة المؤمن إلى أنصاف ساقيه لاجناح عليه، فما بينه وبين الكعبين وما أسفل من ذلك، ففی النار". قال ذلك ثلاث مرات. "ولاينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطراً". رواه أبو داؤد وابن ماجة، اه". مشكوة شريف، ص: ۳۷۲(۳)۔

"قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "من جر ثوبه من مخيلة، لم ينظر الله

---

(۱) "موری: پاجامے کا پائنچہ"۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۳۱۴، فیروز سنز لاهور)

(۲) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، ص: ۳۷۳، قديمی)

(صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب ماأسفل من الكعبين ففی النار: ۸۶۱/۲، قديمی)

(۳) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۴، قديمی)

(وأبوداؤد، كتاب اللباس، باب فی قدر موضع الإزار: ۲۱۲/۲، إمداديه)

(وسنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب موضع الإزار أين هو؟، ص: ۲۵۵، قديمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

إليه يوم القيامة". فقلت لمحارب: اذكر إزاره، قال: ماخص إزاراً ولاقميصاً، اه". بخاری، ص: ۸٦۱(۱)۔

بعض آدمی پائجامہ بھی پہنتے تھے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس کو پسند فرمایا اور خریدا(۲)۔ بعض روایات میں ہے کہ پہنا بھی ہے، زادالمعاد میں اس کی تصریح ہے(۳)۔ باقی اس کی تفصیل نہیں دیکھی ہے کہ وہ کیسا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۴/۹۰ھ۔

مسنون لباس کے لئے بڑھاپے کا انتظار نہیں

سوال[۹۲۷۳]: مسنون لباس یا مسنون چیز کو اختیار کرنے کے لئے کوئی عمر ہے یا بڑھاپے میں کوئی سنت کو رائج کرے، لوگ اس کا مذاق اڑائیں تو کیا اس کو عمل میں لانا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اتباعِ سنت کے لئے بڑھاپے کا انتظار کرنا غلط ہے: ﴿قل إن كنتم تحبون الله، فاتبعوني، يحببكم الله﴾ الاية(٤)۔

---

(۱) (صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب من جرثوبه من الخيلاء: ص ۲/۸۶۱، قديمی)

(۲) "عن سويد بن قيس رضی الله تعالیٰ عنه قال: أتانا النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فساومنا سراويل". (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب لبس السراويل، ص: ۲۵٦، قديمی)

(وكذا فی جمع الوسائل مع هامش المناوی، قبيل باب ماجاء فی مشية رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: ۱/۲۱۵، تاليفات أشرفيه)

(۳) "واشتری سراويل، والظاهر أنه إنما اشتراها ليلبسها. وقدروی فی غير حديث أنه لبس السراويل، وكانوا يلبسون السراويلات بإذنه". (زاد المعاد، فصل فی ملا بسه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم، ص: ۵۴، دارالفكر)

(وكذا فی حاشية المناوی علی جمع الوسائل، قبيل باب ماجاء فی مشية رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: ۱/۲۱۵، تاليفات أشرفيه)

(۴) (سورة آل عمران: ۳۱)

Maktaba Tul Ishaat.com

"علیکم بسنتی و سنته الخلفاء الراشدین". الحدیث(۱)۔

لوگوں کے مذاق کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مردہ سنت کے احیاء میں بڑا اجر ہے:"من أحیٰ سنةً من سنتی بعد ما أمیتت". الحدیث(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۲/۸۹ھ۔

کون سے لباس کا استعمال مذہبِ اسلام میں جائز ہے، اور پینٹ کوٹ کا استعمال

سوال[۹۲۷۴]: مذہب اسلام میں جن جن لباسوں کا استعمال درست ہے، اس کی نشاندہی فرمادیں۔ کیا ہندوستان میں کوٹ اور پتلون استعمال کرنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

لنگی، کرتہ، ٹوپی، عمامہ، چادر، یہ لباس عام طور پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے(۳)،

---

(۱) (مشکوة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ص: ۳۰، قدیمی)

(ومسند الإمام أحمد بن حنبل: ۵/۱۱۰، حدیث العرباض بن سارية رضی الله تعالیٰ عنه، (رقم الحدیث: ۱۶۶۹۳)، داراحیاء التراث العربی بیروت)

(وسنن ابن ماجة، المقدمة، باب سنة الخلفاء الراشدین، ص: ۵، قدیمی)

(۲) "عن بلال بن الحارث المزنی رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من أحیىٰ سنةً من سنتی قد أمتیت بعدی، فإن له من الأجر مثل أجور مَن عمل بها مِن غیر أن یُنقص من أجورهم شیئاً". (مشکوة المصابیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی، ص: ۳۰، قدیمی)

(وسنن ابن ماجه، المقدمة، باب من أحیا سنةً قد أمتیت، ص: ۱۹، قدیمی)

(وکذا فی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۱۱/۲۰۲، ۵۶۰۲، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

(۳) "عن أبی بردة قال: أخرجت إلینا عائشة رضی الله تعالیٰ عنها کساءً ملبداً وإزاراً غلیظاً، فقالت. قُبض روح رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی هذین". (شمائل الترمذی، باب ماجاء فی صفة إزار رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ص: ۸، سعید) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

پائجامہ بھی منقول ہے(۱) لنگی یا پاجامہ ٹخنہ سے اونچا ہونا چاہیے، ٹخنہ ڈھکنا منع ہے(۲)۔ پھر ہر وہ لباس جو کفار

= (وكذا في جمع الوسائل، باب ماجاء في صفة إزار رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ۱/۲۱۰، تاليفات اشرفيه)

"عن أم سلمة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم القميص". (شمائل الترمذى، باب ماجاء فى لباس رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، ص: ۵، سعيد)

(وكذا فى جمع الوسائل، باب ماجاء فى لباس رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ۱/۱۳۰، تاليفات اشرفيه لاهور)

"عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبس قلنسوة بيضاء". (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب اللباس، باب فى القلنسوة: ۵/۱۳۹، (رقم الحديث: ۸۵۰۵)، عباس أحمد الباز مكة)

(وكذا فى المستدرک حاكم عن أبى الدرداء: ۳/۳۸۱، بيروت)

"عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه قال: دخل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مكة يوم الفتح عليه عمامة سوداء". (شمائل الترمذى، باب ماجاء فى عمامة النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۸، سعيد)

(۱) "عن سويد بن قيس رضى الله تعالىٰ عنه قال: أتانا النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فساومنا سراويل". (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب لبس السراويل، ص: ۲۵۶، قديمى)

(وكذا فى جمع الوسائل مع هامش المناوى، قبيل باب ماجاء فى مشية رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ۱/۲۱۵، تاليفات أشرفيه)

"واشترى سراويل، والظاهر أنه إنما اشتراها ليلبسها. وقدروى فى غير حديث أنه لبس السراويل، وكانوا يلبسون السراويلات بإذنه". (زاد المعاد، فصل فى ملا بسه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، ص: ۵۴، دارالفكر)

(وكذا فى حاشية المناوى على جمع الوسائل، قبيل باب ماجاء فى مشية رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : ۱/۲۱۵، تاليفات أشرفيه)

(۲) "عن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ماأسفل من =

Maktaba Tul Ishaat.com

وفساق کا مخصوص شعار ہو، اس سے بچنا چاہیے(۱)۔کوٹ، پتلون ہندوستان میں پہننا حرام تو نہیں رہا البتہ صلحاء کا شعار نہیں، اس سے بچنا چاہیے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= الكعبين من الإزار في النار". رواه البخاري، اهـ". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، ص: ۳۷۳، قديمي)

(وصحيح البخاري، كتاب اللباس، باب ماأسفل من الكعبين ففي النار: ۲/ ۸۶۱، قديمي)

"عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "إزرة المؤمن إلى أنصاف ساقيه لاجناح عليه، فما بينه وبين الكعبين وما أسفل من ذلك، ففي النار". قال ذلك ثلاث مرات. "ولاينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطراً". رواه أبو داؤد وابن ماجة، اهـ". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۴، قديمي)

(وأبوداؤد، كتاب اللباس، باب في قدر موضع الإزار: ۲/ ۲۱۲، إمداديه)

(وسنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب موضع الإزار أين هو؟، ص: ۲۵۵، قديمي)

(۱) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن ابي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۲/ ۵۵۸، دارالحديث)

(والجامع الصغير مع فيض القدير: ۱۱/ ۵۷۴۳، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفىٰ الباز رياض)

(۲) پتلون کی شعاریت اگرچہ ختم ہوگئی ہے، لیکن اگر پتلون اتنی چست اور تنگ ہو کہ اس سے اعضاء کی بناوٹ اور حجم نظر آتا ہو -جیسا کہ آج کل ایسی پتلون کا کثرت سے رواج ہوگیا ہے-تو اس کو پہننا اور لوگوں کو دکھانا اور دیکھنا سب ناجائز ہے:

"عنه (ابن عمر) رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۲/ ۵۵۸، دارالحديث ملتان)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

قال علي القاري: "أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ..... اهـ". (مرقاة المفاتيح، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۴۷): ۸/ ۱۵۵، رشيديه)

"وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يَصِف حجمها، فيحمل ما مر =

Maktaba Tul Ishaat.com

کُرتا کہاں تک لمبا ہو

سوال[۹۲۷۵]: کرتا کس قسم کا اور کتنا پہننا سنت ہے، اور کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نصف ساق تک کرتا ہونا ثابت ہے؟ اگر ہے تو کیا نصفِ ساق سے اوپر خواہ گھٹنا سے نیچے ہو یا اوپر یا کمر تک ہو، سب سنت کے خلاف ہونے میں برابر ہیں یا نہیں؟ اگر برابر ہیں تو پھر بعض لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ اگر کمر تک عبا(۱) پہنے ہوں تو اس کو گھٹنا تک کی ترغیب دیتے ہیں۔ تو گھٹنا تک کی کیوں نصف ساق تک رہنی چاہیے، کیوں کہ خلافِ سنت ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اور اگر کوئی فرق ہے تو فرق کیا ہے، اور وجہ فرق کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عرب میں عامۃً ٹخنے کے قریب تک دراز کرتہ پہننے کا رواج ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کرتے نصفِ ساق تک ہوتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک کرتہ قصیر القامت بھی تھا، جس کی تفصیل معلوم نہیں، ابن ماجہ کی رویت کتاب اللباس میں ہے (۲)، بظاہر صورت حال یہ تھی کہ جیسا وقت پر میسر آ گیا، پہن لیا جسم مبارک کی ساخت پر مستقل بنوانے اور سلوانے کا معمول نہیں تھا۔ مدارج النبوۃ میں لباس

= علی ما إذا لم یصف حجمها". (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، باب فی النظر واللمس: ۳۶۶/۶، سعید)

قال العثمانی مدظله العالی: "فکل لباس ینکشف معه جزء من عورة الرجل و المرأة، لا تقره الشریعة الإسلامیة مهما کان جمیلاً أو موافقاً لدور الأزیاء. وکذلک اللباس الرقیق أواللاصق بالجسم الذی یحکی للناظر شکل حصة من الجسم الذی یجب ستره، فهو فی حکم ما سبق فی الحرمة و عدم الجواز". (تکملة فتح الملهم، کتاب اللباس والزینة: ۸۸/۴، مکتبه دار العلوم کراچی)

(۱) "عبا: ایک لمبا کوٹ یا چغہ جو پاؤں تک ہوتا ہے، جبہ، چغہ"۔ (فیروز اللغات، ص: ۸۸۹، فیروزسنز، لاهور)

(۲) "عن عبادة بن الصامت رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صلی فی شملة قد عقد علیها". قال المحشی: "قد علیها" أشار إلی صغرها". (سنن ابن ماجة، کتاب اللباس، ص: ۲۶۲، میر محمد کتب خانه)

(وکذا فی جمع الوسائل شرح الشمائل، باب اللباس: ۱۳۴/۱، تالیفات أشرفیه)

(شمائل کبری: ۱۹۴/۱، دارالإشاعت کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

مبارک کی کچھ تفصیل بھی ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

نصفِ ساق تک کُرتا

سوال[۹۲۷۶]: نصفِ ساق تک کرتا سنتِ موکدہ ہے یا غیر موکدہ، اگر کوئی اس کو ترک کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

موکدہ اور غیر موکدہ سنن ہدیٰ کا قسمیں ہیں، کُرتہ وغیرہ کا طول اور ہیئت سننِ زوائد میں سے ہے جس میں یہ تقسیم نہیں، ایسی سنن کا حکم یہ ہے کہ بنیت اتباع اختیار کرنے میں ثواب ملے گا، ترک کرنے میں ثواب سے محرومی ہوگی (۲)، لیکن کفار یا فساق کے شعار کو اختیار کرے گا تو گناہ ہوگا (۳)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۶/۹۳ھ۔

---

(۱) ''حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ، لباس شریف میں وسعت اور ترکِ تکلف تھا، مطلب یہ کہ جو پاتے زیب تن فرمالیتے اور تعیین کی تنگی اختیار نہ فرماتے، اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے، اور کسی حال میں عمدہ ونفیس کی خواہش نہ فرماتے، اور نہ ادنیٰ وحقیر کا تکلف فرماتے، جو کچھ موجود ومیسر ہوتا پہن لیتے، اور جو لباس ضرورت کو پورا کردے اسی پر اکتفا فرماتے۔اکثر حالتوں میں چادر پیراہن اور ازار ہوتا جو کہ سخت اور موٹے کپڑے کے ہوتے، اور پشمینہ بھی پہنتے۔منقول ہے کہ آپ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے جسے آپ اوڑھا کرتے تھے، اور فرماتے: ''میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں''۔اسے شیخین نے روایت کیا ہے''۔(مدارج النبوۃ، باب یازدہم، نوع روم در لباس مبارک: ۱/۵۶۵، ضیاء القرآن لاہور)

(۲) "والسنة نوعان: سنة الهدى، و تركها يوجب إساءةً وكراهيةً كالجماعة والأذان والإقامة ونحوها. وسنة الزوائد، و تركها لا يوجب ذلك كسِيَر النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في لباسه و قيامه و قعوده والنفل، ومنه المندوب، يثاب فاعله و لا يسيء تاركه". (ردالمحتار، كتاب الطهارة مطلب في السنة وتعريفها، الفصل الثاني: ۱/۱۰۳، سعيد)

(۳) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

کُرتا نصف ساق تک ہے

سوال[۹۲۷۷]: امام کے لئے کُرتا پہننے کی کوئی حد ہے یا نہیں، اگر ہے تو کہاں تک؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نصف ساق تک کا کرتہ مسنون ہے، اس سے کچھ نیچے تک بھی درست ہے، امام اور مقتدی سب کا حکم ایک ہی ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱۲/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱۲/۸۸ھ۔

کُرتہ کی کیفیت

سوال[۹۲۷۸]: تہبند اور بغیر کلی دار کرتہ جس کو عرفِ بنگال میں ''پنجابی'' کہا جاتا ہے، اس کو لباسِ مسنون شمار کیا جائے گا یا نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جامۂ مبارک جس کو قمیص سے تعبیر کیا گیا، اس کی کیا شکل تھی؟ بینوا توجروا۔

= (وسنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۲/۲۰۲، دار الحديث ملتان)

(والجامع الصغير مع فيض القدير: ۱۱/۵۷۴۳، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۱) "عن حذيفة بن اليمان رضى الله تعالىٰ عنهما قال: أخذ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعضلة ساقي أو ساقه، وقال: "هذا موضع الإزار، فإن أبيت فأسفل، فإن أبيت فلا حق للإزار في الكعبين".

(شمائل الترمذى، باب ماجاء فى إزار رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۸، سعيد)

"وأما القدر المستحب فيما ينزل إليه طرف القميص والإزار، فنصف الساقين". (شرح النووى على الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه وما يستحب: ۲/۱۹۵، قديمى)

"كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبس قميصاً فوق الكعبين". (جمع الوسائل شرح الشمائل، باب اللباس: ۱/۱۳۴، تاليفات اشرفيه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

"قال: أخرجت إلينا عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها كساءً ملبداً وإزاراً غليظاً، فقالت: قبض روح رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم فی هذين". شمائل الترمذی(۱)۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام والتسلیم وفات کے وقت بھی تہبند پہنے ہوئے تھے، شمائلِ ترمذی شریف میں تہبند کی بھی تفصیل مذکور ہے(۲)۔

"عن أم سلمة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قالت: كان أحب الثياب إلى رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم القميص. وقد أخرج الدمياطی كان قميص رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم قطناً قصير الطول والكمين، اهـ". جمع الوسائل(۳)۔

"عن أسماء بنت يزيد قالت: كان كمُّ قميص رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم إلى الرسغ. قال الجوزی: فيه دليل على أن السنة أن لايتجاوز كمُّ القميص الرسغ، وأما غير القميص فقالوا: السنة فيه أن لايتجاوز رؤوس الأصابع من جبة وغيرها، انتهى.

ونقل فی شرح السنة أن أبا الشيخ ابن حبان أخرج بهذا الإسناد بلفظ: كان كمُّ قميص رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم أسفل من الرسغ. وأخرج ابن حبان أيضاً عن طريق مسلم بن يسار عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم يلبس قميصاً فوق الكعبين مستوى الكمين بأطراف أصابعه، اهـ". جمع الوسائل(٤)۔

---

(۱) (شمائل الترمذی، باب ماجاء فی صفة إزار رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم، ص: ۸، سعيد)

(۲) "عن أبی بردة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: "أخرجت إلينا عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها كساءً ملبّداً وإزاراً غليظاً، فقالت: قبض روح رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم فی هذين". (شمائل الترمذی، باب ماجاء فی صفة إزار رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم، ص: ۸، سعيد)

(۳) (جمع الوسائل شرح الشمائل، باب ماجاء فی لباس رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم: ۱/۱۳۱، ۱۳۲، ادارة تاليفات اشرفيه ملتان)

(۴) (جمع الوسائل شرح الشمائل، باب ما جاء فی لباس رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم: =

Maktaba Tul Ishaat.com

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قمیص پسندیدہ تھی اور وہ ٹخنوں سے کچھ اونچی ہوتی تھی اور آستین کبھی پہنچوں تک اور کبھی انگلیوں تک ہوتی تھی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

کُرتے میں کالر

سوال[۹۲۷۹]: کرتوں کے اندر جو کالر لگواتے ہیں، کیا وہ قمیص کے ساتھ مشابہت نہیں ہے اور اس کا لگوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر کسی غلط چیز کی مشابہت ہے تو اس سے بچنا چاہیے(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

سیاہ کرتا پہننا

سوال[۹۲۸۰]: مسلمان مرد کو کالا تہبند باندھنا، یا کالا کرتا پہننا، یا کالی واسکٹ پہننا کیسا ہے؟

= ۱/۱۰۷، مصطفی البابی الحلبی مصر)

تفصیل کے لئے دیکھئے:(بذل المجهود: ۵/۴۰، مکتبه الشیخ)

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة ۲/۵۵۸، دار الحدیث)

"وعنه": أی ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما "قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم": أی من شبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷): ۸/۱۵۵، رشیدیه)

(وکذا فی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (رقم الحدیث: ۸۵۹۳): ۱۱/۵۷۴۳، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

درست ہے، مگر جب کسی جماعت فساق یا کفار کا شعار ہو جیسا کہ محرم میں روافض کا شعار ہے(۱) تو اس سے بچنا چاہیے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قمیص پہننا

سوال[۹۲۸۱]: آج کل جس طرح کی قمیص پہنی جاتی ہے، اس کا پہننا کسی بھی نوع سے آخرت میں پکڑ کا باعث ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نفسِ قمیص کا پہننا پکڑ کا باعث نہیں، خاص کر ایسے علاقے میں جہاں کا عام لباس یہی ہو(۳)، لیکن مسنون لباس کا اختیار کرنا اتباعِ سنت کا تقاضہ ہے، اس کو ترک کر کے قمیص مروجہ پہننا بڑی فضیلت سے محرومی کی بات ہے(۴)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱/۸۶ھ۔

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہ، ۲/۱/۸۶ھ۔

---

(۱) (تقدم تخريجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

(۲) "و يكره للرجل تسويد الثياب و تمزيقها للتعزية". (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية: ۳۴۵/۴، رشيديه)

"وقص الشارب إمارة أهل السنة والجماعة، وتركه إمارة الرفض، وكذا لبس السواد". (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، الثالث في الحظر والإباحة: ۳۱۱/۶، رشيديه)

(۳) "فإن الإسلام ..... لم يقرر الإنسان نوعاً خاصاً، أو هيئةً خاصةً من اللباس..... وإنما وضع مجموعةً من المبادى، الخ". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس: ۸۷/۴، دارالعلوم كراچی)

(۴) "فأما هيئة اللباس، فتختلف باختلاف عادة كل بلد". (فتح الباری، كتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء والمتشبهات بالرجال: ۳۳۲/۱۰، دارالمعرفة بيروت)

"فإن الإسلام ..... لم يقصره على نوع دون نوع، ولم يقرر للإنسان نوعاً خاصاً أو هيئةً =

Maktaba Tul Ishaat.com

قمیص کا حکم

سوال[۹۲۸۲]: قمیص کا کیا حکم ہے خاص کر جب کہ آستین کرتے کی آستین کے برابر ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً:

صرف قمیص اگر پوری آستین کی ہو اور پائجامہ ٹوپی وغیرہ فیشن کا نہ ہو تو یہ بھی بہتر نہیں ہے۔ اگرچہ کچھ عموم ہو گیا ہو، مگر علماء اور صلحاء اچھا نہیں سمجھتے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

کالردار قمیص اور بڑے پائنچوں کا پائجامہ

سوال[۹۲۸۳]: کالر کی قمیص استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں اور بڑے پائنچا کا پاجامہ استعمال کرنا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو "من تشبه بقوم فهو منهم" کا جواب کیا ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اب یہ دونوں چیزیں کفار یا فساق کا شعار نہیں، اس لیے تشبہ ممنوع میں داخل نہیں، البتہ ہمارے اطراف میں اتقیاء اور صلحاء کا یہ لباس نہیں، اس لئے ایسے لباس کا ترک اَولیٰ وانسب ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/ ۷/ ۸۹ھ۔

= خاصةً من اللباس ولا أسلوباً خاصاً للمعيشة، وإنما وضع مجموعةً من المبادى". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس، والزينة: ۴/۸۷، دار العلوم كراتشى)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۸/۳۴۹، رشيديه)

(۱) قال القارى: "أى من شبّه نفسه بالكفار مثلاً فى اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أى فى الإثم أو الخير ..... اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثانى، (رقم الحديث: ۴۳۴۷): ۸/۱۵۵، رشيديه)

(وكذا فى فيض القدير: ۱۱/۵۷۴۳ نزار مصطفى رياض)

(وكذا فى بذل المجهود، كتاب اللباس، باب فى لبس الشهرة: ۵/۴۰. معهد الخليل الاسلامى)

(۲) "عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم =

Maktaba Tul Ishaat.com

آستین کا لمبا بنوانا

سوال[۹۲۸۴]: عموماً نیا قسم کے لوگ کرتے کی آستین لمبی بنوا کر اوپر کی طرف موڑ لیتے ہیں، ان کی حرص میں مذہبی قسم کے آدمی بھی اگر آستین لمبی بنوا کر موڑ لیں تو یہ مناسب ہے کہ نہیں، اور اسراف بیجا ہے کہ نہیں؟ اور ایسا کرنے والے کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

لمبی آستین تو عموماً عرب میں رائج تھی اور اس کو شرفاء کا لباس تصور کیا جاتا تھا اسی وجہ سے فقہاء نے نماز شروع کرتے وقت آستین سے ہاتھوں کا ظاہر کرنا مستحب لکھا ہے (۱) اور سجدہ کرتے وقت گرم زمین پر آستین کا زائد حصہ پیشانی کے نیچے رکھ کر اس پر سجدہ کرنا بھی منقول ہے (۲)۔ اگر ضرورت نہ ہو تو بیکار آستین

= فهو منهم". (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۸، دار الحديث ملتان)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

(وفيض القدير، (رقم الحديث: ۸۵۹۳): ۱۱/۵۷۴۳ مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

"قال القاري: أي من شبه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ". (بذل المجهود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۵/۴۰. معهد الخليل، كراچی)

قال العلامة المناوي: "المشاركة في الهدى في الظاهر تؤثر تناسباً و تشاكلاً بين المتشابهين تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال، وهذا أمر محسوس، فإن لابس ثياب العلماء مثلاً يجد من نفسه نوع انضمام إليهم". (فيض القدير شرح الجامع الغير، (رقم الحديث: ۸۵۹۳): ۱۱/۵۷۴۴، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۱) "و آدابها: أي الصلوة ..... وإخراج كفيه من كميه عندالتكبير؛ لأنه أقرب إلى التواضع وأبعد التشبه بالجبابرة". (مجمع الأنهر، كتاب الصلوة: ۱/۹۱، داراحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل من آدابها، ص: ۲۷۶، قديمي)

(۲) "و لو سجد على كمّه أوفاضل ثوبه، صح". (الدرالمختار، كتاب الصلوة، آداب الصلوة: ۱/۵۰۱، سعيد)

"إذا بسط كمّه وسجد عليه إن بسط ليقي التراب عن وجهه، كره. وإن بسط ليقي التراب =

Maktaba Tul Ishaat.com

کیوں زائد کی جائے (۱)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۵/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۵/ ۹۲ھ۔

آستین لمبا بنوانا

سوال[۹۲۸۵]: بعض لوگ کرتہ کی آستین لمبی سلواتے ہیں، پھر پہننے کے وقت دراز کرتے ہیں۔ یہ افضلیت کے خلاف ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

آستین کا یہ طریقہ بھی عرب کا عام دستور ہے، ایک کرتہ مبارک قصیر الکمین بھی تھا جس کی تفصیل انجاح الحاجہ میں "إلی الرسغین" کی ہے (۲)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

چوڑا پائجامہ

سوال[۹۲۸۶]: بڑے اور چوڑے پائجامہ کے بارے میں کیا قول ہے، کیا افضلیت وسنت کے

= عن عمامته و ثيابه، لا يكره". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب السابع، الفصل الثاني: ۱۰۸/۱، رشيديه)

(۱) "عن علي رضي الله تعالىٰ عنه كان يمدّ كمّ القميص حتى إذا بلغ الأصابع، قطع ما فضل". (بذل المجهود، كتاب اللباس، باب ماجاء في القميص: ۴۰/۵، معهد الخليل كراچی)

(وكذا في جمع الوسائل، باب ماجاء في لباس رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۱۳۲/۱، تاليفات اشرفيه ملتان)

(۲) "عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبس قميصاً قصير اليدين والطول". قال المحشي: "قوله: "يلبس قميصاً قصير اليدين": أي قصير الكمين، وكان إلى الرسغين". (سنن ابن ماجة مع إنجاح الحاجة، كتاب اللباس، باب كمّ القميص، ص: ۲۵۶، قديمي)

(وكذا في بذل المجهود، كتاب اللباس، باب ماجاء في القميص: ۴۰/۵، معهد الخليل كراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

خلاف ہے؟ اگر ہے تو پھر کیا بات ہے کہ بعض بزرگ لوگ بھی چوڑا پائجامہ پہنتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جبکہ پائجامہ مبارک کی کوئی ہیئت مذکور نہیں تو پھر اس کو خلافِ سنت کیسے کہا جائے، ہر جگہ کے اہلِ علم اور اہل صلحاء کا جو لباس ہے، انشاءاللہ تعالیٰ اس میں خیر ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

چوڑی دار پائجامہ

سوال[۹۲۸۷]: مَردوں کے لئے چوڑی دار پائجامہ اگر ٹخنوں سے اونچا ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چوڑی دار پائجامہ مکروہ ہے کہ یہ غیر متشرع لوگوں کا لباس ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

چوڑی مہری کا پائجامہ

سوال[۹۲۸۸]: چوڑی مہریہ کا پائجامہ اگر ٹخنوں سے اوپر بنایا جائے احتیاط سے کہ ران بھی نہ نکلے تو

---

(۱) "فإن الإسلام ..... لم يقرر للإنسان نوعاً خاصاً أو هيئةً خاصةً من اللباس ولا أسلوباً خاصاً للمعيشة، وإنما وضع مجموعةً من المبادىء والقواعد الأساسية يجب على المسلم أن يحتفظ بها في أمر لباسه، الخ". (تكملة فتح الملهم: كتاب اللباس والزينة: ۸۷/۴، مكتبه دارالعلوم كراچی)

(وكذا في فتح الباري، كتاب الأداب، باب المتشبهون بالنساء: ۳۳۲/۱۰، دارالمعرفة بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۴۹/۸، رشيديه)

(۲) "من شبه بالكفار مثلاً في اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ..... اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

(بذل المجهود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۸۷/۵، معهد الخليل الاسلامي)

(وكذا في فيض القدير: ۵۷۴۳/۱۱، (رقم الحديث: ۸۵۹۳) مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

مکروہ تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس جگہ یہ عام طور پر پہنا جاتا ہے وہاں مکروہ نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

پائجامہ یا لنگی ٹخنوں سے نیچے رکھنے کی ممانعت کی وجہ

سوال[۹۲۸۹]: نماز کی حالت میں ہو یا کوئی دوسری حالت میں ٹخنوں سے نیچا پاجامہ یا لنگی پہننا کیوں منع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جو شخص (پاجامہ یا لنگی سے) ٹخنے ڈھانکے گا تو یہ حصہ دوزخ میں جلے گا'' (۲) اس لئے مکروہ تحریمی ہے (۳)، اس طرح نماز بھی مکروہ تحریمی ہوتی ہے (۴)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "واعلم أن اعتبار العادة والعرف رجع إليه فی مسائل كثيرة، حتى جعلوا ذلک أصلاً، فقالوا فی الأصول فی ماتترک به الحقيقة: تترک الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة". (مجموعة رسائل ابن عابدين، نشر العرف فی بناء بعض الأحكام على العرف: ۲/۱۱۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

(وكذا فی شرح المجله لسليم رستم باز اللبنانی، المقالة الثانيه فی القواعد الفقهيه، (رقم المادة: ۳۶)، العادة محكمة: ۱/۳۴، مكتبه حنفيه)

(وكذا فی شرح الأشباه والنظائر، الفن الأول فی القواعد الكلية، القاعدة السادسة، العادة محكم، اعتبار العادة والعرف: ۱/۲۶۸، ادارة القرآن كراچی)

(۲) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "ما أسفل من الكعبين من الإزار فی النار". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، ص: ۳۷۳، قديمی)

(وسنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب موضع الإزار، ص: ۲۵۵، قديمی)

(۳) "فما نزل عن الكعبين، فهو ممنوع، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم، وإلا فمنع تنزيه". (شرح النووی على الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد مايجوز =

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹخنے سے نیچے پائجامہ

سوال[۹۲۹۰]: پائجامہ جس سے ٹخنے چھپ جائے کیسا ہے اگرچہ تکبر نہ ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً:

یہ لباس متکبرین اور فساق کا ہے، اگر اس نیت سے ہو کہ ان کے ساتھ تشبہ اختیار کیا جاوے یا تکبر کی نیت سے ہو تو حرام، ورنہ مکروہ ہے:

"ولا يجوز الإسبال تحت الكعبين إن كان للخيلاء؛ إذ قد نص عليه الشافعي. وبغير الخيلاء منع للتنزيه لا للتحريم". مرقاة(۱)۔

آج کل عام طور پر یہ لباس اُنھیں لوگوں کا ہے جن پر مغربیت کا بھوت سوار ہے جو اپنی قدیم وضع اور طرزِ معاشرت کو برا سمجھتے ہیں اور مغربی تہذیب پر فخر کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی مشابہت بھی مذموم ہے(۲)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

= إرخاؤه إليه ومايستحب: ۱۹۵/۲، قديمي)

(وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۳۱۴): ۱۲۹/۸، رشيديه)

(۴) "ويكره كل ما كان من أخلاق الجبابرة". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في المكروهات، ص: ۳۵۰، قديمي)

(وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلوة، بيان كراهية الصلوة، ص: ۳۴۸، سهيل اكيڈمي لاهور)

(وكذا في أحسن الفتاوى، كتاب الصلوة، مکروہاتِ نماز، عنوان: مردکو نماز میں ٹخنے ڈھانکنا: ۴۰۴/۳، سعيد)

(۱) (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول: ۱۲۹/۸، (رقم الحديث: ۴۳۱۴)، رشيديه)

(وكذا في شرح النووي على الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حدما يجوز إرخاؤه إليه ومايستحب: ۱۹۵/۲، قديمي)

(۲) "وعنه (ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه =

Maktaba Tul Ishaat.com

دھوتی، لنگی کا استعمال اور حقہ پینا

سوال[۹۲۹۱]: پیتل تانبے کے بے قلعی برتنوں کو استعمال کرنا، حقہ ضروری پینا، دھوتی، لنگی استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پیتل اور تانبے کے برتنوں کا استعمال کرنا درست ہے، البتہ اگر کفار کی مشابہت ہو تو منع ہے(۱)۔ لنگی اس طرح باندھنا جس سے ستر کھلے، یا کفار کے طریقے پر باندھنا ناجائز ہے اور شرع کے موافق باندھنا درست ہے(۲)۔ حقہ کسی بیماری کی وجہ سے دواء پینا درست ہے(۳) اور بغیر بیماری کے شوقیہ پینا مکروہ ہے(۴)، اگر نشہ

= بقوم، فهو منهم". (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دار الحديث ملتان)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

(وفيض القدير، (رقم الحديث: ۸۵۹۳): ۱۱/۵۷۴۳ مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۱) "وأما الآنية من غير الفضة والذهب، فلا بأس بالأكل والشرب والانتفاع بها كالحديد والصفر والنحاس والرصاص والخشب والطين". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۴۳، سعيد)

"ويجوز استعمال الأواني من الصفر". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ۸/۳۴۱، رشيديه)

(۲) (راجع للتخريج المسئلة المتقدمة آنفاً، رقم الحاشية: ۱)

(۳) "وجوزه في النهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءً، ولم يجد مباحاً يقوم مقامه". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۳۸۹، سعيد)

"يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه، ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوى والمعالجات: ۵/۳۵۵، بيروت)

(۴) علامہ شامیؒ اور دوسرے علماء نے عدمِ کراہت کو ترجیح دی ہے اگر بدبو نہ ہو، چنانچہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

"وللعلامة الشيخ على الأجهوري المالكي رسالة في حله، نقل فيها أنه أفتى بحله مَن يعتمد عليه من أئمة المذاهب الأربعة. قلت: وألّف في حله أيضاً سيدُنا العارف عبد الغني النابلسي رسالةً =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتو ناجائز ہے(۱)۔ بدبودار منہ لے کر مسجد میں جانا بہرصورت ناجائز ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۹/صفر/۱۳۵۹ھ۔

= سماها "الصلح بين الإخوان في إباحة شرب الدخان" و تعرّض له في كثيرٍ من تآليفه الحسان، وأقام الطامةَ الكبرى على القائل بالحرمة أو بالكراهة، فإنهما حكمان شرعيان لا بدلهما من دليلٍ، ولا دليل على ذلك، فإنه لم يثبت إسكاره ولا تفتيره ولا إضراره، بل ثبت له منافع، فهو داخل تحت قاعدة: الأصل في الأشياء الإباحة. وإن فرض إضراره للبعض، لا يلزم منه تحريمه على كل أحد، فإن العسل يضر بأصحاب الصفراء الغالبة، وربما أمرضهم مع أنه شفاء بالنص القطعي، و ليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالىٰ بإثبات الحرمة أو الكراهة اللذينِ لا بدلهما من دليل بل في القول بالإباحة التي هي الأصل، الخ". (ردالمحتار، كتاب الأشربة: ۶/۴۵۹، سعيد)

(وكذا في أحسن الفتاوى، كتاب الأشربة، عنوانِ مسئله: حقہ پینے کا حکم: ۸/۴۸۱، سعيد)

(وكفايت المفتي: ۹/۱۴۵، دار الإشاعت كراچی)

(۱) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام". (الصحيح لمسلم، كتاب الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام: ۲/۱۶۷، قديمی)

(ومشكوة المصابيح، كتاب الحدود، (رقم الحديث: ۳۶۳۸)، باب بيان الخمر، ص: ۳۱۷، قديمی)

(۲) "قيل لأنس رضي الله تعالىٰ عنه: ما سمعت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الثوم؟ فقال: "من أكل، فلا يقربنّ مساجدنا". (صحيح البخاری، كتاب الأطعمة، باب مايكره من الثوم والبقول فيه: ۲/۸۲۰، قديمی)

"وقال الإمام العيني رحمه الله تعالىٰ في شرحه على صحيح البخاری: قلت: علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين ..... و يلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة ماكولاً أو غيره، وإنما خص الثوم هنا بالذكر و في غيره كالبصل والكراث لكثرة أكلهم لها". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد: ۱/۶۶۱، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

لنگوٹ

سوال[۹۲۹۲]: کیا لنگی کے نیچے (انڈرویر) لنگوٹ وغیرہ باندھنا افضل ہے، اگر ہے تو کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

لنگوٹ کا تذکرہ نہیں، کسی کو قطرے کا مرض ہو، یا آنت اترنے کا مرض ہو، یا بدن کسنا ہی مقصود ہو تو استعمال کرنا ممنوع نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

پائجامہ اور لنگی میں کون افضل ہے

سوال[۹۲۹۳]: پائجامہ پہننا افضل ہے یا لنگی، اگر پائجامہ ہے تو کس قسم کا؟ اور اگر لنگی ہے تو کس قسم کی، سلی ہوئی یا بغیر سلی ہوئی؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا ثابت ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لنگی پسند کرتے تھے یا پائجامہ، اگر لنگی تو سلی ہوئی یا بغیر سلی ہوئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پائجامہ خریدنا اور پسند فرمانا تو ثابت ہے (۲)، ایک روایت میں پہننا بھی منقول ہے (۳) اس کی

---

(۱) "وقد علمت أن العبرة للحمة لا للظاهر على الظاهر، فافهم". (تنوير الأبصار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ۳۵۸/۶، سعيد)

"يكره للرجال أن يلبسوا الثوب المصبوغ بالعصفر أو الورس أوالزعفران". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ص: ۳۴۹/۸، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، في اللبس: ۱۹۱/۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

"مرد کے لئے کسم اور زعفرانی رنگ اتفاقاً ممنوع ہے، سرخ رنگ میں اختلاف ہے..... مفتی بہ قول یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے، باقی سب رنگ جائز ہیں"۔ (إمداد الفتاوى، كتاب الحظر والإباحة، أحكام متعلقه لباس، عنوان مسئلہ: حرمت علت رنگ والوان مختلف: ۱۲۵/۴، دارالعلوم كراچی)

(۲) "عن سويد بن قيس رضي الله تعالىٰ عنه قال: أتانا النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فساومنا سراويل". (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس، باب لبس السراويل، ص: ۲۵۶، قديمی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= (وكذا في جمع الوسائل: ۱/۲۱۵، تالیفات اشرفیه)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازار پائے کو پہنا ہے۔ اگر ازار پائے سے وہی مراد ہے جو چادر کی مانند بیان کرتے ہیں تو ظاہر ہے اسے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر مراد سراویل یعنی پائے جامہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس کے پہننے میں اختلاف ہے، بعض اس پر یقین رکھتے ہیں کہ آپ نے سراویل نہیں پہنی، لیکن شمنی شرح شفاء میں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراویل پہنی ہے۔ لیکن حضور کا سراویل خریدنا تو متفق علیہ ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں ترمذی وابوداؤد کی حدیث سے مروی ہے کہ سراویل کا یہ خریدنا مکہ مکرمہ میں تھا۔

اور ابوعلی موصلی اپنی مسند میں بہ سند ضعیف حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بازار آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراویل چار درہم میں خریدی اور بازار والوں کا ایک وزان یعنی تولنے والا تھا جو قیمت کو وزن کرتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: خوب خوب کھینچ کر (زیادہ) تولو، اس شخص نے کہا میں نے کبھی بھی کسی کو ایسا کہتے نہیں سنا کہ وہ قیمت کی ادائیگی ایسا کلمہ کہہ کر کرے، اس پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: افسوس ہے تجھ پر تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا، پھر وہ شخص ترازو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا، یہ عجمیوں کا دستور ہے کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں، میں بادشاہ نہیں ہوں، بلکہ از قبیلِ شما ہوں۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراویل لے کر روانہ ہوئے۔ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک سے سراویل کو لے لوں اور خود اٹھا کر لے چلوں۔ فرمایا: سامان کا مالک زیادہ لائق ہے کہ وہ اپنے سامان کو اٹھائے، مگر وہ کہ کمزور و ناتواں ہو تو اسے اس کا بھائی مدد دے۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ سراویل کو پہنیں گے، فرمایا: ہاں میں سفر و حضر اور شب و روز پہنتا ہوں، اس لئے کہ مجھے ستر چھپانے کا حکم دیا گیا ہے، اور میں اس سراویل سے زیادہ ستر پوش کوئی جامہ نہیں پاتا اور طبرانی و دارقطنی اور عقیلی بھی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، لیکن سندِ ضعیف کے ساتھ۔ اور اس حدیث کا دار و مدار یوسف بن زیاد واسطی پر ہے جو کہ بہت ہی ضعیف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خریدنا صحیح و ثابت ہے۔

اور ابن قیم اپنی کتاب ہدی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ خریدنا پہننے کے لئے تھا اور روایت بھی کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراویل پہنی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی آپ کے زمانہ اقدس میں آپ کی اجازت سے پہنی، اور امام بخاری اپنی صحیح میں ترجمہ لائے ہیں، لیکن کوئی حدیث اس کے پہننے کی نہیں لائے، اس لئے کہ صحیح نہ ہوگی۔ اور اس طریقہ اور شرط کے ساتھ جو امام بخاری کے نزدیک معتبر تھی محدثین روایت لاتے ہیں کہ امیر =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن شہید ہوئے وہ سراویل پہنے ہوئے تھے۔اور روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سراویل پہننے کو لازم کرلو،اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ تمہارا ستر پوش ہے۔اور عورتیں جو باہر نکلتی ہیں ان کو محصن ومحفوظ بناتا ہے،یعنی سراویل ان کے لئے زیادہ لائق ومناسب ہے،خصوصاً گھر سے باہر نکلنے کی حالت میں۔

اسی طرح بعض مصنفینؒ بھی روایت لاتے ہیں اور اس حدیث کو علامہ امام جلال الدین سیوطیؒ جمع الجوامع میں امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے ان لفظوں کے ساتھ لائیں ہیں کہ: انہوں نے فرمایا: میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بقیع میں بارش کے دن بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت گدھے پر سوار گذری اس کے ساتھ بوجھ تھا،گدھے کا پاؤں زمین کے نشیب میں پھسلا اور وہ عورت زمین پر گر پڑی،حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا رخِ انور ادھر سے پھیر لیا۔صحابہ کہنے لگے: یارسول اللہ! وہ سراویل پہنے ہوئے ہیں،پھر دعا فرمائی:

اللّٰهم اغفر للمسترولات من أمتي، يأيها الناس! اتخذوا السرويلات، فإنها من أستر ثيابكم، وخصوا بها من نساء كم".

یعنی: ''اے خدا! میری امت کے پائے جامہ پہننے والوں کو بخش دے،اے لوگو! پائے جامہ پہننے کو لازم کرلو یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے زیادہ ستر پوش ہے اور تمہاری عورتیں تو اسے خاص ہی کرلیں''۔

اس حدیث کو ترمذی اور العقیلی نے الضعفاء میں اور ابن عدی نے الآداب میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس حدیث کو ابن جوزی موضوعات میں لائے ہیں،لیکن انہوں نے یہ درست نہیں کیا،کیونکہ میرے نزدیک یہ حدیث متعدد سندوں سے ثابت ہے''۔(حاشية مدارج النبوة، باب: تواضع،ادب اور حسن معاشرت: ۸۵/۱، مدينه پبلشنگ كمپنى كراچى)

(شرح سفر السعادة، باب درعموم احوال ومعاشى، فصل درپوشش هائے مختلف، ص: ۴۳۵، ۴۳۶، مطبع منشى نول كشور)

(۳) "واشترى سراويل، والظاهر أنه إنما اشتراها ليلبسها، وقد روى فى غير حديث أنه لبس السراويل، وكانوا يلبسون السراويلات بإذنه". (زاد المعاد، باب فضل الحج الأكبر، فصل فى وملا لبسه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۵۴، دارالفكر)

Maktaba Tul Ishaat.com

کیفیت کا علم نہیں، زیادہ تر لنگی ہی استعمال فرماتے تھے(۱)، سلی ہوئی تھی یا بغیر سلی ہوئی اس کا علم نہیں، اندازہ یہ ہے کہ بغیر سلی ہوئی تھی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۱/۶۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۷/محرم الحرام/۶۸ھ۔

غسل کے بعد کُرتا پہلے پہنے یا پائجامہ

سوال[۹۲۹۴]: غسل کرنے کے بعد پہلے پائجامہ پہنے یا قمیص؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں طرح درست ہے، پہلے کرتا پہننا بہتر ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

---

(۱) "كان عثمان يأتزر إلى أنصاف ساقيه، وقال: هكذا كانت إزرة صاحبي يعني النبيَ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". (شمائل الترمذي، باب ماجاء في صفة إزار رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۸، سعيد)

"عن أم سلمة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبسه" حال من أحب: أي يحبه للبسه له لا لنحو تصدق "القميص" قال الزين العراقي رحمه الله تعالىٰ: فيه ندب لبس القميص، وإنه كان أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، لما فيه من مزيد الستر لإحاطته بالبدن بالخياطة بخلاف الرداء والإزار والشمله ونحوها مما يشتمل به ولما يحتاج إلى ربط أو إمساك أو لف أو عقد؛ إذ ربما غفل عنه لابسه فيسقط عنه بخلاف القميص". (شرح المناوي للشمائل على هامش جمع الوسائل، باب ماجاء في لباس رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۱/۱۳۲، ادارة تاليفات اشرفيه ملتان)

(۲) "ودر جبہ و پیراہن وجبہ پوشیدن سنت آنست کہ دست راست ودآورد و باز دست چپ ..... چنانچہ معمولی است ولفافہ مردہ را نیز ہمیں دستور کنند"۔ (ضیاء القلوب، ص:۱۵۴)

"تبسط اللفافة أولا ثم يبسط الإزار عليها، ويقميص، ويوضع على الإزار، ويلف يساره ثم يمينه ثم اللفافة كذلك، ليكون الأيمن على الأيسر الخ". وقال شامية: "(قوله: ويقمص، الخ): أي الميت =

Maktaba Tul Ishaat.com

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/صفر/۶۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/صفر/۶۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= أی یلبس القمیص بعد تنشیفه بخرقة. (وقوله: لیکون الأیمن علی الأیسر، الخ) اعتباراً بحالة الحیاة".

(ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة: ۲/۲۰۴، سعید)

(وکذا فی الحلبی الکبیر، ص: ۵۸۱، سهیل اکیڈمی لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فی لبس البنطلون والصُّدرة وغیرهما

(پینٹ، کوٹ وغیرہ کے استعمال کا بیان)

کوٹ، پتلون اور انگریزی بال

سوال[۹۲۹۵]: کوٹ اور پتلون پہننے والوں اور سر پر انگریزی بال رکھنے والوں کے حق میں اب اس حدیثِ تشبہ کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، اس کا حشر اسی قوم کے ساتھ ہوگا، اگر اب بھی اطلاق ہوتا ہے تو کیا انگریزی بال رکھنے والا ہر وقت گناہ میں مبتلا رہتا ہے، یا صرف ایک گناہ میں کہ انگریزی بال رکھے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اب اس میں اتنا تشدد نہیں، اتنا ضرور ہے کہ ان اطراف میں یہ صلحاء کا لباس نہیں، اس سے بچنا چاہیے، کراہت کا درجہ ہے(۱)۔ انگریزی بالوں میں بھی کراہت ہے جو مستر ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ''آج کل پینٹ شرٹ (کوٹ پتلون) اور انگریزی بال کا اگرچہ مسلمانوں میں عام رواج ہوگیا ہے، مگر اس کے باوجود اسے انگریزی لباس ہی سمجھا جاتا ہے۔ الغرض تشبہ بالکفار نہ بھی ہو تو تشبہ بالفساق میں تو کوئی شبہ نہیں، لہٰذا ایسے لباس سے احتراز ضروری ہے۔ پتلون کے متعلق یہ تفصیل اس وقت ہے جب اس سے واجب الستر اعضاء کی بناوٹ اور حجم نظر نہ آتا ہو، اگر پتلون اتنی چست اور تنگ ہو کہ اس سے اعضاء کی بناوٹ اور حجم نظر آتا ہو- جیسا کہ آج کل ایسی پتلوں کا کثرت سے رواج ہوگیا ہے- تو اس کو پہننا اور لوگوں کو دکھانا اور دیکھنا سب ناجائز ہے:

"عنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دارالحدیث ملتان) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

پینٹ کوٹ کا استعمال

سوال[۹۲۹۶]: پینٹ اور کوٹ نماز کے بعد پہن لیا جائے تو کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس علاقہ میں یہ کفار وفساق کا شعار ہو، وہاں اس سے پرہیز کیا جائے اور جہاں شعار نہ ہو، سبھی استعمال کرتے ہوں وہاں کا یہ حکم نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۸/۹۶ھ۔

= (ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

قال على القاري: "أى من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أى في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ..... ..... اهـ". (مرقاة المفاتيح، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۴۷): ۸/۱۵۵، رشيديه)

"وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يَصِف حجمها، فيحمل ما مر على ما إذا لم يصف حجمها". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب في النظر واللمس: ۶/۳۶۶، سعيد)

قال العثماني مدظله العالي: "فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل و المرأة، لا تقره الشريعة الإسلامية مهما كان جميلاً أو موافقاً لدور الأزياء. وكذلك اللباس الرقيق أواللاصق بالجسم الذى يحكي للناظر شكل حصة من الجسم الذى يجب ستره، فهو في حكم ما سبق في الحرمة و عدم الجواز". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة: ۴/۸۸، مكتبه دار العلوم كراچی)

(۲) "عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: عن القزع". والقزع أن يحلق رأس الصبى، فيترك بعض شعره". (سنن أبى داؤد، كتاب الترجل، باب في الصبى له ذؤابة: ۲/۵۷۷، دار الحديث ملتان)

"ويكره القزع، وهو أن يحلق البعض و يترك البعض قطعاً مقدار ثلاثة أصابع، كذا في الغرائب". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۰۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: ۵/۳۷۳، رشيديه)

(۱) "عنه (ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه =

Maktaba Tul Ishaat.com

درزی کو ناجائز لباس سینا

سوال[۹۲۹۷]: میں سلائی کا کام کرتا ہوں اور لوگ ہر قسم کا نقشہ یا ہر قسم کا لباس سلوا کر پہنتے ہیں تو مجھے سینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ناجائز لباس سینا مکروہ ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۵/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۵/۸۸ھ۔

کوٹ پتلون سینا

سوال[۹۲۹۸]: زید کا کام کپڑے سینے کا ہے اور مختلف قسم کے کپڑے بنانے ہوتے ہیں جس میں کوٹ پتلون بھی تیار کرنا ہوتا ہے اور پتلون اس وقت اس قسم کی تیار کی جارہی ہے کہ رانوں میں پھنسی ہوتی ہے۔ جواب عنایت فرمائیں کہ کوٹ اور پتلون سینا جائز ہے یا ناجائز؟

= بقوم، فهو منهم". (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دار الحديث ملتان)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

(وفيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۷۴۳، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۱) اگر اعضاء کی بناوٹ اور حجم نظر آتا ہو تو پھر اس طرح کے لباس کا سینا اور پہننا اور اس کو دیکھنا سب إعانت علی المعصیۃ ہونے کی بناء پر ناجائز ہے:

"وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها، يَصِف حجمها، فيحمل على مامر". (ردالمحتار: ۶/۳۶۶، فصل في النظر واللمس من كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

"فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم، ثبت كراهة بيعها وصيغها، لما فيه من الإعانة على ما لايجوز، وكل ما أدّى إلى مالا يجوز لايجوز، و تمامه في شرح الوهبانية". (الدرالمختار: ۶/۳۶۰، فصل في اللبس، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

اس طرح کا کپڑا سینے میں انکشافِ ستر کا تو احتمال نہیں ہے، یعنی اس سے مرد کا وہ حصہ بدن نہیں کھلتا جس کا چھپانا فرض ہے، رانوں میں اگر پتلون اس طرح پھنسی ہو کہ ران کی ہیئت ادھر سے ظاہر نہ ہوتی ہو تو کچھ اشکال نہیں (۱)۔ البتہ خود ایسے کپڑے پہننا مکروہ ہے تو اس وجہ سے ان کے سینے میں بھی ایک قسم کی کراہت ہوگی، لیکن اگر یہ لباس عامۂ مسلمان پہنتے ہوں تو کراہت بھی نہیں ہوگی (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "(قوله: و لا يضر التصاقه): أي بالإلية مثلاً ..... وعبارة شرح المنية: أما لو كان غليظاً لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو، وتشكل بشكله، فصار شكل العضو مرئياً، فينبغي أن لا يمنع جواز الصلوة". (ردالمحتار: ۱/۴۱۰، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، سعيد)

"أقول: مفاده أن رؤية الثوب بحيث يَصِف حجم العضو ممنوعةٌ ولو كثيفاً لا ترى البشرة منه ..... وحقيقته صار له حجم: أي نتوو ارتفاع. ومنه قوله: حتى يتبين حجم عظامها، وعلى هذا لايحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يَصِف حجمها، فيحمل مامر". (ردالمحتار: ۶/۳۶۶، فصل في النظر والمس، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

(۲) واضح رہے کہ یہ حکم اس لباس کا ہے جس میں اعضاء کی بناوٹ اور حجم نظر نہ آتا ہو، لیکن اگر اعضاء کی بناوٹ اور حجم نظر آتا ہو تو پھر اس طرح کے لباس کا سینا اور پہننا اور اس کو دیکھنا سب إعانت علی المعصیۃ ہونے کی بناء پر ناجائز ہے:

"وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها، يَصِف حجمها، فيحمل على مامر". (ردالمحتار: ۶/۳۶۶، فصل في النظر واللمس من كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

"فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم، ثبت كراهة بيعها وصيغها، لما فيه من الإعانة على ما لايجوز، وكل ما أدّى إلى مالا يجوز لايجوز، و تمامه في شرح الوهبانية". (الدرالمختار: ۶/۳۶۰، فصل في اللبس، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کوٹ قمیص، بونٹ، ترکی ٹوپی وغیرہ

سوال[۹۲۹۹]: مروجہ کوٹ، کالزدار قمیص اور بونٹ(۱) کا استعمال کیسا ہے؟ اور ترکی ٹوپی کا استعمال کیسا ہے اور برجس جو کہ گھوڑے کی سواری کے وقت استعمال ہوتی ہے اس کا استعمال کیسا ہے اور پیتل وغیرہ کے بٹن اور دیگر اشیاء مثلاً لوٹا، دیگچی، یا عورتوں کے لئے زیورات کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

لباس مذکور اس زمانہ میں صلحاء کا لباس نہیں اس لئے اس لباس سے اجتناب چاہئے(۲)، خصوصاً اہل علم کو کہ وہ مقتدا ہیں اور جو لباس کسی غیر قوم کا مخصوص قومی شعار ہے، اس کا استعمال نہایت خطرناک ہے، حتی کہ فقہاء نے ایسے لباس اختیار کرنے والے کی تکفیر کی ہے(۳)۔

ترکی ٹوپی کا رنگ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتوے کے مطابق ناپاک ہوتا ہے(۴)، اس لئے اس کو جب تک اس قدر نہ دھولیا جائے کہ رنگ کٹنا بند ہوجائے، اس سے نماز درست نہیں(۵)، اگر وہ سرخ

---

(۱) ''بونٹ: بوٹ''۔(فیروز اللغات، ص: ۲۲۵، فیروز سنز لاهور)

(۲) قال علی القاری: "أی من شبه بالکفار مثلاً فی اللباس و غیره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم أو الخیر عند الله تعالیٰ..... (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۱۵۵/۸، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷)، رشیدیه)

(۳) "المبدء الثالث: أن اللباس الذی یتشبه به الإنسان بأقوام کفرة، لا یجوز لبسه لمسلم إذا قصد بذلک التشبه بهم". (تکملة فتح الملهم، کتاب اللباس والزینة: ۸۸/۴، مکتبه دار العلوم کراچی)

(۴) واضح رہے کہ فتاویٰ رشیدیہ میں مختلف رنگوں کے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔ لیکن اس میں ترکی ٹوپی کے رنگ کی کوئی تصریح موجود نہیں، البتہ ترکی ٹوپی کے متعلق یہ فتویٰ موجود ہے:

سوال: ''ترکی ٹوپی کا اوڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ''ٹوپی ترکی اصل شعار نیچریوں کا ہے، مگر دوسرے لوگوں میں بھی شائع ہوجاوے تو مضائقہ نہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب جواز وحرمت کے مسائل، ترکی ٹوپی پہننا، ص: ۲۸۵، سعید)

(۵) "(ولا یضر بقاء أثر) کلون وریح (لازم) فلا یکلف فی إزالته إلی ماء حار أو صابون ونحوه، بل یطهر ماصبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً، والأولیٰ غسله إلی أن یصفو الماء". (الدر المختار). =

Maktaba Tul Ishaat.com

رنگ سے رنگی ہوئی ہوتو اس کا استعمال ناجائز ہے، کیونکہ مرد کو خالص سرخ رنگ کا استعمال منع ہے(۱)۔

پیتل کے زیورات اور ظروف جو دیگر اقوام کے ساتھ مخصوص نہیں عورتوں کو جائز ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/ ۷/ ۵۶ھ۔

پیتل کے زیورات اور برتن بلا قلعی کے مکروہ ہیں، کمافی ردالمحتار(۲)۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم، ۲۹/ رجب/ ۵۶ھ۔

= قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "إعلم أنه ذكر في المنية أنه لو أدخل يده في الدهن النجس أو اختضبت المرأة بالحناء النجس، أو صبغ الثوب بالصبغ النجس، ثم غسل كل ثلاثاً، طهر. ثم ذكر عن المحيط أنه يطهر إن غسل الثوب حتى يصفو الماء، ويسيل أبيض". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الصبغ والاختضاب بالصبغ أو الحناء النجسين: ۱/ ۳۲۹، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الطهارة، الفصل الثاني في تطهير النجاسات: ۱/ ۲۳۰، قديمي)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الطهارات، الفصل الثابع في النجاسات وأحكامها، في تطهير النجاسات: ۱/ ۲۲۰، غفاريه كوئٹه)

(۱) "ويكره الأحمر والمعصفر للرجال؛ لأنه عليه السلام نهى عن لبس الأحمر والمعصفر ..... فأفاد أن المراد كراهة التحريم، وهو المحمل عند الإطلاق". (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۴/ ۱۹۱، غفاريه كوئٹه)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۶/ ۳۵۸، سعيد)

(۲) "(ويكره الأكل في نحاس أو صفر، الخ) ..... وفي الجوهرة: وأما الأنية من غير الفضة والذهب، فلاباس بالأكل والشرب فيها والانتفاع بها كالحديد والصفر والنحاس والرصاص والخشب والطين". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/ ۳۴۳، سعيد)

کراہت کا قول بلا قلعی زنگ کی بناء پر ہے کہ وہ صحت کے لئے نقصان دہ ہے:

"ثم قيد النحاس بالغير المطلي". (ردالمحتار، المصدر السابق)

"حاصل یہ ہے کہ کان میں، ہاتھوں میں، گلے میں زیور پہننا شرعاً جائز ہے اور عورتوں کو چونکہ قدرتی اور فطری طور پر زینت کی ضرورت ہے، اس لئے شریعت نے ان کے لئے چاندی، سونے کے زیور کی بھی اجازت ہے، حالانکہ مردوں کو چاندی، =

Maktaba Tul Ishaat.com

قمیص، پینٹ، کوٹ پہننا

سوال[۹۳۰۰]: ۱.....قمیص، پینٹ، کوٹ ان تینوں چیزوں کا پہننا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر ان کو پہن کر نماز ادا کریں تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

۲.....ان تینوں کا پہننا مطلقاً مکروہ ہے یا نہیں، اگر اس میں کراہت ہے تو کس درجہ کی؟

۳.....مشابہتِ قوم سے کیا مراد ہے؟ اگر عام طور پر مسلم ہندو قمیص کو پہنتے ہیں، کسی قوم کا شعار باقی نہ رہا، پھر ان سے تو مشابہت باقی نہیں رہتی ہے، جیسے ساڑھی صوبہ بہار میں ہندو اور مسلم عورتیں عام طور پر پہنتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں ساڑھی کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جہاں جو لباس کفار یا فساق کا شعار نہ ہو، بلکہ عام طور پر صلحاء اور فساق سب ہی استعمال کرتے ہوں، وہاں اس کو ممنوع نہیں کہا جائے گا، ہاں لباسِ مسنون کو اس کے مقابلہ میں احسن وافضل کہا جائے گا۔ اور جہاں جس قدر شعاریت ہوگی اسی قدر کراہت ہوگی (۱)۔ اس کلیہ کے تحت اشیائے مسئولہ اور ان کے علاوہ بہت سی اشیاء کا حکم معلوم ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۶/۹۰ھ۔

= سونا پہننے کی اجازت نہیں، کانوں میں بالیاں جبکہ عہدِ نبوی میں پہنی گئی اور شرعاً اس کو جائز رکھا گیا تو کانوں کو چھیدنے کو مثلہ کے مشابہ خیال کرنا بھی غلطی ہے"۔ (کفایت المفتی، کتاب الحظر والإباحة، بارہواں باب: زیورات، زیور کے متعلق ایک تفصیلی مضمون: ۹/۱۸۳)

(۱) "عنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دارالحدیث ملتان) (ومشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

قال علی القاریؒ: أی من تشبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم" أی فی الإثم أو الخیر عند الله تعالیٰ". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷): ۸/۱۵۵، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

دفتر کے وقت پتلون پہننا

سوال[۹۳۰۱]: ایک مسلمان سرکاری دفتر میں ملازم ہے، دفتر میں جب جاتا ہے تو پتلون وغیرہ پہن کر جاتا ہے اور واپس آ کر اتار دیتا ہے۔ تو کیا دفتر کے وقت پہننا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہاں پتلون کفار یا فساق کا مخصوص شعار نہیں ہے تو پہننا جائز ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/ ۷/ ۸۷ھ۔

لباس، پتلون وغیرہ

سوال[۹۳۰۲]: پتلوں وقمیص پہننے والا انسان جنت میں جاسکتا ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کے مطابق پتلون وقمیص تشبہ بہ انگریز ہے تو کیا علی گڑھ کٹ پائجامہ اور بنگلہ کرتا یا کلی دار کرتہ، لکھنؤ کرتہ جس کو عام طور سے ہندوستانی لوگ اور کانگریسی لوگ استعمال کرتے ہیں، اس میں تشبہ بالہنود نہیں ہے؟ علی گڑھ پائجامہ اور پتلوں میں کیا فرق ہے؟ کیا علی گڑھ کٹ پائجامہ اور کرتہ وگاندھی کیپ (ٹوپی) درست ہے؟

جیسا لباس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، یا امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین استعمال کرتے تھے۔ آپ تمام لوگوں کا لباس

---

(۱) "(قوله: و لا يضر التصاقه): أي بالإلية مثلاً ..... وعبارة شرح المنية: أما لو كان غليظاً لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو، وتشكل بشكله، فصار شكل العضو مرئياً، فينبغي أن لا يمنع جواز الصلوة". (ردالمحتار: ۱/ ۴۱۰، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، سعيد)

"أقول: مفاده أن رؤية الثوب بحيث يَصِف حجم العضو ممنوعةٌ ولو كثيفاً لا ترى البشرة منه ..... وحقيقته صار له حجم: أي نتوو ارتفاع. ومنه قوله: حتى يتبين حجم عظامها، وعلى هذا لايحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يَصِف حجمها، فيحمل مامر". (ردالمحتار: ۶/ ۳۶۲، فصل في النظر والمس، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کیسا تھا، اور کس رنگ کو پسند فرماتے تھے؟ اگر آپ لوگوں کا لباس یہ نہیں تھا اور نہ پتلوں و قمیص کے مثل تھا تو قمیص و پتلون پہننا کیسا ہے؟ دونوں میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لباس میں تشابہ نہیں ہے؟ اگر تشابہ ہے تو مع دلیل واضح فرمائیں۔

کیا صرف بنیان ولنگی پہن کر گھر سے باہر نکلنا، یا چوراہے پر جانے کو شریعت نے پسند فرمایا ہے یا نہیں؟

اگر پتلون قمیص تشبہ باہلِ کتاب ہے تو کیا کلائی کی گھڑی وامریکن پائخانہ، بجلی کا پنکھا، ٹیری کاٹ، ٹیر لین پہننا، جدید طرز کی عمارت بنوانا، صوفا سیٹ، کیا یہ تمام چیزیں انگریزوں سے مشابہت نہیں ہے؟ یہ سب تو انگریزوں کی دین ہے۔ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رہن سہن ایسا ہی تھا؟ کیا عورتوں کا ساڑھی، قمیص اور بلاؤز پہننا تشبہ بالنہود نہیں ہے؟ کیا عورتوں کو ہر قسم کا لباس پہننے کی اجازت ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا لباس کیسا تھا؟

بعض آیت قرآنی مثلاً: ﴿إن أكرمكم عند الله أتقاكم﴾(۱) یا "إن الله لا ينظر إلى صوركم، ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم"(۲) سے اللہ تعالیٰ کیا بیان فرمانا چاہتے ہیں؟ اگر پتلون قمیص پہن کر اچھی طرح شریعت کی پابندی اور دین کے ارکان کو ادا کرے، تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسا بندہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو لباس کفار یا فساق کا شعار ہو اس کا استعمال کرنا منع ہے(۳)۔ قمیص اور علی گڑھ پائجامہ ناجائز نہیں ہے، اس کو پہن کر اطاعت کرنے سے مستحقِ جنت ہوسکتا ہے۔ پینٹ بھی اہل کتاب کا مخصوص شعار نہیں رہا۔ امید ہے کہ آپ کے معارضات کے جواب کی ضرورت نہیں رہی ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۸/ ۸/ ۹۲ھ۔

---

(۱) (سورة الحجرات: ۱۳)

(۲) (مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳/ ۳۶۱، مسند أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، (رقم الحديث: ۱۰۵۷۷)، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۳) قال علي القاري: "أي من شبه بالكفار مثلاً في اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ..... (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۸/ ۱۵۵، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹائی کا استعمال

سوال[۹۳۰۳]: ۱... کسی ملازمت میں ترقی کا معیار ٹائی باندھنے پر ہو تو ایسی صورت میں ٹائی باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

۲..... کسی کالج یا اسکول کی پوشاک میں ٹائی باندھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... ٹائی ایک وقت میں نصاریٰ کا شعار تھا، اس وقت اس کا حکم بھی سخت تھا، اب غیر نصاریٰ بھی بکثرت استعمال کرتے ہیں، اب اس کے حکم میں تخفیف ہے، اس کو شرک یا حرام نہیں کہا جائے گا، کراہیت سے اب بھی خالی نہیں، کہیں کراہیت شدید ہوگی، کہیں ہلکی۔ جہاں اس کا استعمال عام ہو جائے وہاں اس کے منع پر زور نہیں دیا جائے گا(۱)۔

---

(۱) ٹائی کا استعمال اگرچہ مسلمانوں میں بھی عام ہو گیا ہے، مگر اس کے باوجود انگریزی لباس کا حصہ ہی ہے، اگر انگریزی لباس تصور نہ کیا جائے، لیکن فساق وفجار کا لباس تو بہرحال ہے، لہٰذا تشبہ بالفساق کی وجہ سے ممنوع قرار دیا جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ اہلِ صلاح اس لباس کو پسند بھی نہیں کرتے، کیونکہ یہ علماء وصلحا کے لباس کے خلاف ہے۔ تیسری بات یہ کہ اس کے علاوہ ٹائی میں ایک اور خرابی یہ بھی ہے کہ عیسائی اس سے اپنے عقیدہ "صلیب عیسیٰ علیہ السلام" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب کیے جانے کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو کہ نص قرآنی کے خلاف ہے، لہٰذا تشبہ بالکفار کے ساتھ ساتھ عیسائیوں کے مذہبی یادگار اور مذہبی شعار ہونے کی وجہ سے بھی پہننا جائز نہیں:

"وعنه (أی عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم": أی من شبه نفسه بالكفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار. "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر. قال الطیبی: هذا عام فی الخَلق والخُلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر فی الشبه ذكر فی هذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لاغیر، فإن الخلق الصوری لایتصور فیه التشبه ..... وقد حكی حكایةً غریبةً ولطیفةً عجیبةً، وهی: أنه لما أغرق الله سبحانه فرعون وآله لم یغرق مسخرته الذی كان یحاكی سیدنا موسیٰ علیه الصلوة والسلام فی لبسه وكلامه ومقالاته، فیضحك فرعون وقومه من حركاته وسكناته، فتضرع موسیٰ إلی ربه: "یارب! هذا كان یؤذینی أكثر من بقیة آل فرعون، فقال الرب تعالیٰ: ما أغرقناه، فإنه كان لابساً مثلاً =

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....جواب نمبر:۱ سے ظاہر ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۳/۸۹ھ۔

لباس میں فساق وفجار کا شعار

سوال[۹۳۰۴]: تشبہ لباس وغیرہ کے بارے میں ایک استفسار یہ ہے کہ عورتوں کے لئے پائچا دار پائجامہ اور ساڑھی جائز ہے یا نہیں؟ اور موٹی ساڑھی پہن کر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جہاں یہ کفار وفساق کا شعار ہے، وہاں ناجائز ہے(۱)۔ جہاں عام ہے، ان کا شعار نہیں، وہاں جائز ہے(۲)۔

= لباسک، والحبیب لایعذب من کان علی صورة الحبیب". فانظر من کان متشبهاً بأهل الحق علی قصد الباطل حصل له نجاة صوریة، وربما أدت إلی النجاة المعنویة، فکیف بمن یتشبه بأنبیائه وأولیائه علی قصد التشرف والتعظیم". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی (رقم الحدیث: ۴۳۴۷): ۱۵۵/۸، رشیدیه)

البتہ اگر ادارہ یا حکومت کی طرف سے پابندی ہو، نہ لگانے پر سزا دی جاتی ہے، یا کوئی اور رکاوٹ بنتا ہو تو اس صورت میں لگانے والے پر گناہ نہیں ہوگا، بلکہ اس ادارے یا حکومت کے ارکان پر گناہ عائد ہوگا جس نے ایسا ضابطہ بنایا ہے۔

(۱) "وعنه (ابن عمر) رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۵۵۸/۲، دار الحدیث ملتان)

(ومشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وفیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۵۷۴۳/۱۱، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، نزار مصطفی ریاض)

قال علی القاری: "أی من شبّه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس و غیره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم أو الخیر عند الله تعالیٰ..... اهـ". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث. ۴۳۴۷): ۱۵۵/۸، رشیدیه)

(۲) "فإن الإسلام ..... لم یقرر للإنسان نوعاً خاصاً أو هیئةً خاصةً من اللباس ولا أسلوباً خاصاً للمعیشة، وإنما وضع مجموعةً من المبادی، والقواعد الأساسیة یجب علی المسلم أن یحتفظ بها فی أمر لباسه، الخ". (تکملة فتح الملهم، کتاب اللباس والزینة: ۸۷/۴، مکتبه دارالعلوم کراچی)

(وکذا فی فتح الباری، باب المتشبهون بالنساء: ۴۰۸/۱۰، قدیمی) .....=

Maktaba Tul Ishaat.com

پھر اگر پردہ پورا ہوتو اس سے نماز بھی درست ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

فساق یا فجار کے شعار کو اختیار کرنا

سوال[۹۳۰۵]: ۱.....نائیلون، پلاسٹک اور کانچ کی چوڑیوں کا استعمال عورتوں کے لئے کیسا ہے؟

۲..... ہمارے علاقہ میں مسلم خواتین مانگ میں سیندور، پیشانی پر رنگ یا سیندور کا ٹیکہ اور بازار کی ٹکیاں لگاتی ہیں، ایسی زینت وآرائش مسلم خواتین کے لئے کیسی ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جہاں کفار یا فساق کا شعار ہے وہاں ممنوع ہے، لأجل التشبہ(۲)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۴/۹۲ھ۔

= (وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۸/۳۴۹، رشيديه)

(۱) "عن أم سلمة رضي الله تعالىٰ عنه أنها سألت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أتصلي المرأة في درع و خمار ليس عليها إزار؟ قال: "إذا كان الدرع سابغاً يغطي ظهور قدميها". (سنن أبي داؤد، كتاب الصلوة، باب في كم تصلي المرأة، ص: ۹۴، دار الحديث ملتان)

(وكذا في البحرالرائق، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة: ۱/۴۷۰، رشيديه)

"ويكفي للمرأة درع ضيق و مقنعة". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص: ۲۱۱، قديمي)

(۲) "وعنه (ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دار الحديث ملتان)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

(وفيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۷۴۳، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، نزار مصطفى رياض)

قال علي القاري: "أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ..... اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۴۷): ۸/۱۵۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

لباسِ فساق

سوال[۹۳۰۶]: داڑھی بنانے والا نائی بھی مواخذہ دار ہوگا یا نہیں، کیونکہ اس کا پیشہ یہی ہے، جیسا عوام حکم دیتے ہیں ویسا ہی بناتا ہے؟ اسی طرح کپڑا پہننے والا انگریزی کوٹ یا نیکر یا پتلون وغیرہ سیتے ہیں، یہ کس حکم میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا نائی اور درزی بھی گناہ گار ہے، کذا فی الدر المختار مع ردالمحتار: ۲۵۱/۵(۱) زیلعی: ۴۹/۶(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

تنگ لباس پر تنبیہ

سوال[۹۳۰۷]: عام مسلمان مرد اور عورتیں دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی تنگ لباس پہننے لگیں جس سے تمام اعضاء ظاہر ہونے لگیں۔ یہ سب عریانی کے برابر ہے اور عریانی حرام ہے تو پھر علمائے دین کہاں سو گئے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علمائے دین تو بیدار ہیں اور دوسروں کو بیدار کرتے رہتے ہیں، چنانچہ اس مسئلہ پر بھی رسالہ ''نظام''

---

(۱) "خياطا أمره أن يتخذ له ثوباً على زيّ الفساق، يكره له أن يفعل؛ لأنه سبب التشبه بالمجوس والفسقة". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۳۹۲/۶، سعيد)

(۲) "لو أن خياطاً أمره إنسان أن يخيط له ثوباً على زيّ الفساق، يكره له أن يفعل؛ لأن هذا تسبيب في التشبه بالمجوس والفسقة". (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع: ۶۵/۷، دار الكتب العلمية بيروت)

"لو أن خياطاً أمره إنسان أن يخيط قميصاً على زيّ الفساق، يكره أن يفعل ذلك".

(البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع: ۳۷۱/۸، رشيديه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الحظر والإباحة، ومايكره أكله ومالا يكره ومايتعلق بالضيافة: ۴۰۴/۳، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

کانپور میں دیر تک بہت سی قسطوں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور رسالہ دارالعلوم دیوبند میں بھی اس پر بحث کی گئی ہے۔ دوسرے لوگ اس بیدار کرنے کے باوجود اگر سوتے ہی رہیں تو وہ خود ذمہ دار ہیں(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۳/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۳/۸۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿وما علينا إلا البلاغ المبين﴾ (سورة يس: ۱۷)

قال ابن كثير: "يقولون: إنما علينا أن نبلغكم ما أرسلنا به إليكم، فإذا أطعتم كانت لكم السعادة في الدنيا والأخرة، وإن لم تجيبوا، فستعلمون غب ذلك، والله أعلم". (تفسير ابن كثير: ۷۴۹/۳، مكتبه دارالسلام رياض)

قال الآلوسي: تحت قوله تعالىٰ: ﴿وما علينا إلا البلاغ المبين﴾ إلا تبلُّغ رسالته تعالىٰ تبليغاً ظاهراً بيناً بحيث لايخفى على سامعه، ولا يقبل التأويل والحمل على خلاف المراد أصلاً وقد خرجنا من عمدته، فلا مؤاخذة علينا من جهة ربنا، كذا قيل". (روح المعاني: ۲۲۲/۲۲، دارإحياء التراث العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث في العمامة والقلنسوة

(پگڑی اور ٹوپی کا بیان)

عمامہ کا حکم

سوال[۹۳۰۸]: عمامہ باندھنا سنت ہے یا نہیں، امام کو پگڑی باندھ کر نماز پڑھانا بہتر ہے یا بغیر پگڑی کے؟ آج کل بہت کم لوگ پگڑی باندھ کر نماز پڑھاتے ہیں، بہتر کیا ہے اور سنت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

عمامہ باندھنا بھی اسی طرح کی سنت ہے، بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا اور پڑھانا بلا کراہت جائز ہے، اصرار کی وجہ سے مستحب چیز بھی مکروہ ہو جاتی ہے، قال صاحب السعاية: "الإصرار على المندوب يبلغه إلى حدّ الكراهة، اهـ"(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

جس عمامہ پر چاندی کے نقش ہوں اس کا استعمال

سوال[۹۳۰۹]: جس عمامہ پر چاندی کے تاروں کے نقش کئے گئے ہیں، کیا ایسا عمامہ کو استعمال کرنا

---

(۱) (السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، قبيل فصل في القرأة: ۲۶۵/۱، سهيل اكيڈمی لاهور)

"قال ابن المنير: فيه أن المندوبات قد تقلب مكروهات إذا رُفعت عن رتبتها، الخ". (فتح الباري، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، كتاب الصلوة: ۳۳۸/۲ دار المعرفة بيروت)

"وأما إذا سجد بغير سبب، فليس بقربة ولا مكروة، وما يفعل عقيب الصلوة مكروه؛ لأن الجهال يعتقدونها سنةً أو واجبةً، وكل مبح يؤدي إليه، فمكروه، هكذا في الزاهدي". (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلوة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة: ۱۳۶/۱، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب سجود التلاوة: ۱۲۰/۲، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

جائز ہے، اور اس کا سر پر باندھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر یہ نقش کنارے پر چار انگل سے کم یا برابر ہیں تو اجازت ہے، پھر خواہ وہ اتنا گنجان ہی کیوں نہ ہو جس سے کپڑا چھپ جائے، درمختار میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اگر کنارے پر نہیں، بلکہ تمام عمامہ پر ہے اور سب کو جمع کر کے دیکھا جائے تو چار انگل سے زائد نہ ہو تب بھی درست ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۵/۹۰ھ۔

عمامہ بیٹھ کر، پائجامہ کھڑے ہو کر پہننا

سوال[۹۳۱۰]: عمامہ بیٹھ کر اور پائجامہ کھڑے ہو کر پہننا منع ہے۔ اس کی اصل کہاں تک ہے، احادیث شریفہ، تعاملِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کی کوئی حجت ملتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بعض علماء نے لکھا ہے کہ عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا چاہیے اور پائجامہ بیٹھ کر پہننا چاہیے، اس کے خلاف میں کچھ مضرتیں دیکھی ہیں:

"والتعمم قاعداً والتسرول قائماً يورث البخل والتقتير والإسراف والكسل والتوانى

---

(۱) "يحرم لبس الحرير و لو بحائلٍ بينه وبين بدنه على المذهب الصحيح، وعن الإمام: إنما يحرم إذا مس الجلد. قال فى القنية: و هى رخصة عظيمة فى موضعٍ عمّت به البلوى أو فى الحرب، فإنه يحرم أيضاً عنده. وقالا: يحل فى الحرب على الرجل لاالمرأة، إلا قدر أربع أصابع كأعلام الثوب مضمومةً، وقيل: منشورةً، وقيل: بين بين. وظاهر المذهب عدم جمع المتفرق و لو فى عمامة، كما بسط فى القنية. وفيها: عمامة طرزها قدر أربع أصابع من إبريسم من أصابع عمر رضى الله تعالىٰ عنه، وذلك قيس شبرنا يرخص فيه، الخ". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ۳۵۲/۶، سعيد)

(وكذا فى مجمع الأنهر مع الملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۱۹۲/۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(وكذا فى تبيين الحقائق للزيلعى: كتاب الكراهية، فصل فى اللبس. ۳۱/۷، دار الكتب العامية بيروت)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع فى اللبس: ۳۳۲/۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

والتهاون فی الأمور، کل ذلك یورث النسیان، اھ". تعلیم المتعلم مع الشرح، ص: ٤٤(١)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یکم/رجب/۵۶ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/رجب/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

ٹوپی کا ثبوت

سوال[۹۳۱۱]: اس سلسلہ کی روایت پیش فرمائیں، میرے پاس کوئی کتاب اپنی نہیں ہے، روایت سے بیان فرمائیں جس سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول سر پوشی یعنی ٹوپی کے متعلق آجاوے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب حامداً ومصلیاً:

"واعلم أنه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کانت له عمامة سوداء تسمی السحاب، وکان یلبس تحتها القلانس –جمع قلنسوة– وهی غشاء مبطن یستر به الرأس، قاله الفراء. وقال غیره: هی التی تسمیها الشاشیة والعراقیه. وروی الطبرانی وأبو الشیخ والبیهقی فی شعب الإیمان من حدیث ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما: "کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یلبس قلنسوةً ذات آذان یلبسها فی السفر، وربما وضعها بین یدیه إذا صلی". وإسناده ضعیف، کذا فی أبی داؤد والمصنف: "فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس" قال المصنف غریب، ولیس إسناده بالقائم. وروی ابن أبی شیبة: "دخل مکة یوم الفتح، وعلیه شقة سوداء، وأن عمامته کانت سوداء". جمع الوسائل شرح شمائل: ۱/۳۰٤(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۹/۱۲/۸۸ھ۔

---

(۱) (تعلیم المتعلم، طریق التعلم، فصل فیما یجلب الرزق، ص: ۷۵، قدیمی)

(۲) (جمع الوسائل، باب ما جاء فی عمامة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: ۱/۱۶۶. مصطفی البابی الحلبی مصر) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

مسنون ٹوپی

سوال[۹۳۱۲]: حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں کس قسم کی ٹوپی استعمال فرمائی ہے گول یا لمبی؟ من فضلك حرروا، وأجيبو بالحديث الصحيح؟ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

= "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: كان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم يلبس قلنسوةً بيضاء". (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، كتاب اللباس، باب: ۳، فی القلنسوة (رقم الحديث: ۸۵۰۵): ۱۴۹/۵، عباس أحمد الباز مكة)

(وكذا فی المستدرک لحاكم، كتاب معرفة الصحابة، عن حديث أبی درداء، (رقم الحديث: ۵۴۵۰): ۳۸۱/۳، دار الكتب العلمية بيروت)

(وانظر أيضاً زاد المعاد، فصل فی ملابسه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، ص: ۵۲، دار الفكر بيروت)

(وأيضاً رساله: ضياء القلوب فی لباس المحبوب من خلاصة الفتاوی: ۱۵۳/۳، رشيديه)

"عن ركانة رضی اللہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "فرق مابيننا وبين المشركين العمائم علی القلانس". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۴، قديمی)

"كانت له عمامة تسمی: السحاب، كساها علياً، وكان يلبسها ويلبس تحتها القلنسوة. وكان يلبس القلنسوة بغير عمامة، ويلبس العمامة بغير قلنسوة". (زاد المعاد فی هدی خير العباد، فصل فی ملا بسه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: ۱۳۵/۱، مؤسسة الرسالة بيروت)

"عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم كان يلبس القلانس تحت العمائم، ويلبس بغير القلانس". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحديث: ۴۳۴۰): ۱۴۷/۸، رشيديه)

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما: كان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم يلبس قلنسوةً ذات آذان يلبسها فی السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلی". (جمع الوسائل، باب ماجاء فی عمامة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: ۱۶۶/۱، مصطفی البابی الحلبی مصر)

"لا بأس بلبس القلانس، وقد صح أنه كان لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قلانس يلبسها". (خلاصة الفتاوی، كتاب الكراهية، الفصل السابع فی اللبس: ۳۶۹/۴، رشيديه)

(ومسند أحمد، من أحاديث سيدنا عمر بن الخطاب: ۲۳/۱، (رقم الحديث: ۱۵۱)، دار إحياء بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

"كان كمام أصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بطحاء - جمع كمّة-..... وهي القلنسوة المدوّرة: أي كانت مبسوطةً على رؤوسهم لازقةً غير مرتفعة عنها ..... وكان يلبس القلانس اليمانية وهن البيض المضربة، ويلبس ذوات الآذان في الحرب. وكان ربما نزع قلنسوةً، فجعلها سترةً بين يديه وهو يصلي". مرقاة: ٨/٢٤٦(١)۔

عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مختلف قسم کی ٹوپی استعمال کی گئی ہے، ایسی بھی کہ جس میں سترہ بننے کی صلاحیت ہے اور گول بھی جو کہ سر سے چپکی ہوئی ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۱/۱۴۰۶ھ۔

کس قسم کی ٹوپی ثابت ہے؟

سوال[۹۳۱۳]: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس قسم کی ٹوپی پہننا ثابت ہے؟ اور ہماری کون سی ٹوپیاں پہننا مطابقِ سنت ہے؟

الجواب حامداومصلیا:

ٹوپی گول سر مبارک پر اکثر چپکی ہوئی ہوتی تھی (۲) بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طویل بھی

---

(۱) (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۸/۱۴۱، (رقم الحديث: ۴۳۳۳)، رشيديه)

"كانت له عمامة تسمى: السحاب، كساها علياً، وكان يلبسها ويلبس تحتها القلنسوة. وكان يلبس القلنسوة بغير عمامة، ويلبس العمامة بغير قلنسوة". (زاد المعاد في هدى خير العباد، فصل في ملا لبسه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۵۲، دارالفكر بيروت)

(وكذا في شمائل كبرى: ۱/۲۰۲، دارالإشاعت كراچی)

(۲) "واعلم أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ..... كان يلبس تحتها القلانس -جمع قلنسوة- وهي غشاء مبطن يستتر به الرأس" ..... "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبس قلنسوةً ذات آذان يلبسها في السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلى". (جمع الوسائل، باب ما جاء في عمامة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۱/۲۰۴، تاليفات أشرفيه)

Maktaba Tul Ishaat.com

منقول ہے(۱)، اکابر صلحاء کا لباس قابلِ اتباع ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

گول ٹوپی

سوال[۹۳۱۴]: گول ٹوپی لگانا سنت ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹوپی کیسی دیتے تھے جو لوگ اصرار کرتے ہیں، گول ٹوپی پر ان کا اصرار کرنا کیسا ہے؟

غفور احمد ہردوئی۔

---

(۱) "عن أبي كبشة رضي الله تعالىٰ عنه قال: كان كمام أصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بطحا". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۴، قديمي)

قال على القاري: "جمع بطحاء: أي كانت مبسوطةً على رؤوسهم لازقةً غير مرتفعة عنها". (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۳۳): ۸/۱۴۱، رشيديه)

(۲) علماء چونکہ علمی اور دینی طور پر انبیاء کے وارث ہیں اور سنن نبویہ پر چلنے والے ہیں، اور تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کو اختیار کرنے والے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إنما يخشى الله من عباده العلماءُ﴾ (فاطر: ۲۸) لہٰذا ان کی اتباع میں سنت کی اتباع ہے:

"العلماء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورّثوا ديناراً ولا درهماً، وإنما ورّثوا العلم". (سنن ابن ماجة، باب فضل العلماء، ص: ۲۰، قديمي)

قال الملا على القاري: "وإنما ورّثوا العلم". لإظهار الإسلام ونشر الأحكام، أو بأحوال الظاهر والباطن على تباين أجناسه واختلاف أنواعه". (مرقاة المفاتيح، كتاب العلم، الفصل الثاني: ۱/۴۷۲، (رقم الحديث: ۲۱۲)، رشيديه)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (زاد المعاد، فصل في ملابسه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۵۲، دار الفكر بيروت)

وأيضاً رسالة: (ضياء القلوب في لبس المحبوب في خلاصة الفتاوى: ۳/۱۵۳، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

گول ٹوپی سر سے ملی ہوئی (چپکی ہوئی) جبکہ اونچی نہ ہو، حدیث شریف سے ثابت ہے(۱)، مگر یہ چیز سننِ عادیہ میں سے ہے، سننِ ہدیٰ میں سے نہیں، بس جو شخص اتباع کرے گا وہ ماٴجور ہوگا، لیکن اس پر کسی کو اصرار کا حق نہیں کہ تارک پر ملامت کی جائے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

دو پلی ٹوپی اور گول ٹوپی

سوال[۹۳۱۵]: اکثر علمائے دیوبند جس لمبی ٹوپی کو پہنتے ہیں وہ درست ہے یا نہیں؟ اس لمبی ٹوپی میں کسی قسم کی کراہت ہے یا نہیں؟ کیا یہ لمبی ٹوپی اور گول ٹوپی دونوں سنت ہونے میں برابر ہیں یا کچھ فرق ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

دو پلیا ٹوپی بھی ہمارے دیار میں صلحاء کا لباس ہے، بعض اکابر گول پہنتے ہیں، بعض دو پلیا، کسی پر

---

(۱) "واعلم أنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ..... كان يلبس تحتها (تحت العمامة) القلانس –جمع قلنسوة– وهي غشاء مبطن يستتر به الرأس ..... عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبس قلنسوةً ذات آذان يلبسها فى السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلى". (جمع الوسائل، باب ما جاء فى عمامة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ۱/۱۲۶، مصطفى البابى الحلبى مصر)

"عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يلبس قلنسوةً بيضاء". (مجمع الزوائد و منبع الفوائد، كتاب اللباس، بابٌ فى القلنسوة (رقم الحديث: ۸۵۰۵): ۵/۱۴۹، عباس أحمد الباز مكة)

(۲) "والسنة نوعان: سنة الهدى، و تركها يوجب إساءةً وكراهيةً كالجماعة والأذان والإقامة ونحوها. و سنة الزوائد، وتركها لا يوجب ذلك كسِيَر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى لباسه و قيامه و قعوده والنفل، ومنه المندوب يثاب فاعله و لا يسىء تاركه". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب فى السنة وتعريفها: ۱/۱۰۳، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

نکیر نہیں (۱)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۲/۹۵ھ۔

گول اور لمبی ٹوپی کی سنیت کی تحقیق مع فتاویٰ دارالعلوم ومظاہر علوم

سوال[۹۳۱۶]: ہمارے مغربی بنگال میں ٹوپی سے متعلق ایک اشتہار چھپایا گیا ہے جس کے اندر تمام جگہوں سے استفتاء کیا گیا ہے اور وہ تمام فتوے اس کے اندر جمع کر دیئے گئے، اور اس میں مفتی ابوظفر صاحب فروردی (مفتی بنگال وآسام) نے یہ فتوی دیا ہے کہ:

"**الجواب**: مواهب لدنيه(۲) وتحفة الأحوذى فى شرح

---

(۱) علماء چونکہ علمی اور دینی طور پر انبیاء کے وارث ہیں اور سنن نبویہ پر چلنے والے ہیں، اور تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کو اختیار کرنے والے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إنما يخشى الله من عباده العلماءُ﴾ (فاطر: ۲۸) لہٰذا ان کی اتباع میں سنت کی اتباع ہے:

"العلماء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورّثوا ديناراً ولا درهماً، وإنما ورّثوا العلم". (سنن ابن ماجة، باب فضل العلماء، ص: ۲۰، قديمى)

قال الملا على القارى: "وإنما ورّثوا العلم" لإظهار الإسلام ونشر الأحكام، أو بأحوال الظاهر والباطن على تباين أجناسه واختلاف أنواعه". (مرقاة المفاتيح، كتاب العلم، الفصل الثانى: ۱/۳۷۲، (رقم الحديث: ۲۱۲)، رشيديه)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (زاد المعاد، فصل فى ملابسه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۵۲، دار الفكر بيروت)

وأيضاً رساله: (ضياء القلوب فى لباس المحبوب من خلاصة الفتاوى: ۳/۱۵۳، رشيديه)

(۲) "وعن أبى كبشة الأنمارى قال: كانت كمام أصحاب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بطحا، وفى رواية: أكمة. وهما جمع كثرة وقلة. والكمة: القلنسوة، يعنى أنها كانت منطبحةً غير منتبعة.

و في شرحه: "وفى المصباح: الكمة بالضم: القلنسوة المدوّرة؛ لأنها تغطى الرأس". (شرح المواهب اللدنية، النوع الثانى فى لباسه و فراشه: ۶/۲۷۸، دارالكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

الترمذی(۱) اورمشکوٰۃ(۲) میں ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام گول ٹوپی پہنتے تھے، محبانِ سنت کو ضروری ہے کہ لمبی کے بجائے گول ٹوپی استعمال کریں اور حدیث: "من أحب سنتی فقد أحبنی، ومن أحبنی کان معی فی الجنة" کے مصداق بنیں۔

کتبہ ابوظفر غفرلہ۔

اوردارالعلوم دیوبند کے مفتی جمیل الرحمٰن صاحب کا فتویٰ۔

"**الجواب**: گول اورسرمبارک سے چپٹی ہوئی تھی، کما هو المستفاد من شرح المواهب للإمام الزرقانی: ۵/۹(۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد جمیل الرحمٰن دارالعلوم دیوبند۔

اسی طریقہ پر مظاہرعلوم سہارنپور کا فتویٰ:

"**الجواب**: گول ٹوپی پہننا جائز ہے، فتاوی رشیدیہ، ص:۴۸۳(۴)۔ صحابہ کرام کی ٹوپی اٹھی ہوئی نہیں ہوتی تھی، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۷۴، میں روایت:

"عن أبی کبشة قال: کمام أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم بطحا". وفی مرقاةالمفاتیح:"أی مسبوطة علی رؤسهم ولازقة مع رؤسهم غیر مرتفعة"(۵)۔ فقط۔

کتبہ مظفرحسین المظاہری۔

---

(۱) (تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب بعد باب ماجاء فی ترقیع الثوب: ۵/۴۷۹، رقم الحدیث: ۱۸۴۲، المکتبة السلفیة بالمدینة المنورة)

(۲) (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص:۳۷۴، قدیمی)

(۳)(شرح المواهب، النوع الثانی فی لباسه وفراشه: ۶/۲۷۸، دارالکتب العلمیه، بیروت)

(۴) (فتاوی رشیدیه، کتاب: جوازوحرمت کے مسائل، ص:۵۷۶، سعید)

(۵)(مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۴، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

"کمه" کی جمع "کمام" ہے کمہ کے معنی گول ٹوپی، کذا فی القاموس(۱)۔

ان تمام روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گول ٹوپی کا استعمال کرنا سنت ہے کہ جس کی سنیت حدیث سے ثابت ہے۔

اب دریافت طلب یہ ہے کہ جو علمائے دیوبند لمبی ٹوپی استعمال کرتے ہیں اس کی سنیت میں کوئی ثبوت ہے کہ نہیں؟ اور ہماری اس ٹوپی کے پہننے سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟ اور ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے، ٹوپی کا رواج ڈالنے والے علمائے دیوبند ہی ہیں، کیا مطلق ٹوپی کا استعمال ہی سنت ہے، یا اس کے اندر اس کی ہیئت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟ اور وہ ہیئت بھی کون کون سی ہے جن سے سنیت ادا ہو جائے گی اور ان میں افضل کون سی ہوگی؟

اگر ہم صرف یہ کہیں کہ ٹوپی کا استعمال سنت زوائد میں سے ہے، لہذا جو چاہے پہنے تو یہ بات کافی نہیں ہے، کیونکہ جب ہم ٹوپی سنت ہی کی نیت سے پہنتے ہیں تو جس سے سنت کامل درجہ کی ادا ہو وہی استعمال کریں، ورنہ تمام زندگی ٹوپی سر پر لئے پھریں لیکن کامل سنت ادا نہیں ہوگی، یا اس کے لئے جو کامل درجہ کی سنت پر عمل کرنا چاہے اگرچہ شرعاً زیادہ اہم نہیں ہے، لیکن اس کے متعلق کبھی علمائے فرورڈی کے ساتھ ہمارا اہم کلام ہوتا ہے، اس وقت ہمارا جواب دینا بسا اوقات مشکل ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت سے عرض یہ ہے کہ اس کو تفصیل وار تشفی بخش جواب دیکر مشکور فرمائیں۔ ٹوپی کا استعمال سنت زائدہ ہے، یا اس کی ہیئت سنت زائدہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو عبارت بحوالہ اشتہار نقل کی گئی ہے، مشکوٰۃ و مرقاۃ سے ان میں گول ٹوپی کی تصریح نہیں، صرف یہ بات مذکور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں سر سے چپکی ہوئی ہوتی تھیں، اوپر کو اُبھری ہوئی بلند نہیں تھیں:

"مسبوطة على رؤسهم ولازقة مع رؤسهم غير مرتفعة، اه"(۲)۔

مگر مرقات ہی میں یہ بھی موجود ہے: "وكان ربما نزع قلنسوته، فجعلها سترةً بين يديه ويصلي، اه"، مرقاة: ۸/۲٤٦(۳)۔

---

(۱) المنجد، ص: ۸۹۳، دار الاشاعت كراچی)

(۲) (مشكوة المصابيح، المصدر السابق)

(۳) "كانت مسبوطة على رؤسهم لازقة غير مرتفعة عنها،الخ. وكان ربما نزع قلنسوته فجعلها سترة =

Maktaba Tul Ishaat.com

جوٹوپی سر سے چپکی ہوئی ہو، اٹھی ہوئی نہ ہو، اس سے سُترہ کا کام کس طرح لیا جائے گا جبکہ سترہ کے متعلق یہ بھی موجود ہے کہ:

"سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم من سترة المصلي؟ فقال: "مثل مؤخرة الرحل" إلى قوله: "وفسرت بأنها ذراع فما فوقه، اهـ". مراقي الفلاح، ص: ٢٤٠ (١)۔

المواهب اللدنیہ اور تحفة الأحوذی کی عبارتیں منقول نہیں جن میں غور کیا جائے، صرف نام مذکور ہیں۔ پہلے اشتہار کا دعویٰ ثابت ہو جائے تب دوسری باتوں کا نمبر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۹۶/۳/۱۶ھ۔

کامدار ٹوپی و جوتا

سوال[۹۳۱۷]: جوتا یا کلاہ یا کپڑا جس پر کہ زری یا سلمہ ستارے کا کام نکلا ہوا ہو، وہ جھوٹا ہو یا سچا، مَردوں کو جائز ہے یا نہیں، جب کہ چار انگشت سے زیادہ ہووے، اور جوتے میں چار انگشت کا اعتبار کیسے کیا جاوے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سچے کام کا جوتا کلاہ کپڑا مرد کو چار انگشت سے زائد نا جائز ہے:

"يكره أن يلبس الذكور قلنسوةً من الحرير أو الذهب أوالفضة أو الكرباس الذى خيط عليه إبريسم كثير أو شئ من الذهب أو الفضة أو أكثر من قدر أربع أصابع". شامي: ٥/١٠ (٢)۔

= بين يديه وهو يصلي". (مرقاة المفاتيح: ٨/١٤١، رشيديه)

(١) "لأنه سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن سترة المصلي فقال: "مثل مؤخرة الرحل" ..... وفسرت بأنها ذراع... فمافوقه كذا في غاية البيان". (مراقي الفلاح، باب مايفسد الصلوة، فصل في اتخاذ السترة ودفع المارين يدى المصلي إذا ظن، ص: ٣٦٢، ٣٦٥، قديمي)

(٢) (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ٦/٣٥٤، سعيد)

"يكره أن يلبس الذكور قلنسوةً من الحرير والذهب والفضة والكرباس الذى خيط عليه إبريسم كثيراً، وشيء من الذهب أو الفضة أكثر من قدر أربع أصابع". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس: ٥/٣٣٢، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

"حكم النعل فيما نحن فيه حكم الثياب الأخر كالقميص والعمامة وغيرهما". غاية المقال، ص: ١٤٢ (١)۔

جوتے وغیرہ میں چار انگشت عرض سے پیمائش کرلیا جاوے، اگر زائد ہو تو ناجائز ہے:

"وهل المراد قدر الأصابع أصابع طولاً وعرضاً بأن لايزيد طول العلم وعرضه على ذلك، أو المراد عرضه فقط وإن زاد طوله على طولها؟ المتبادر من كلامهم الثاني". ردالمحتار: ٣٠٨/٥ (٢)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

ٹیرلنگ کپڑا، کشتی دار ٹوپی اور قمیص پہننا

سوال[۹۳۱۸]: ٹیرلنگ کپڑے کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں، کشتی دار ٹوپی اور قمیص پہننا بھی جائز ہے یا نہیں، کراہت بھی ہے پہننے میں یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ٹیرلنگ میں اگر کوئی ناپاک چیز نہیں ہے (۳) تو اس کا پہننا درست ہے، کشتی نما ٹوپی درست ہے، قمیص

= "ويكره أن يلبس الذكور قلنسوةً من الحرير أوالذهب أو الفضة أو الكرباس الذى عليه إبريسم كثير أو شيء من الذهب أو الفضة أكثر من قدر أربع أصابع". (الفتاوىٰ السراجية، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ٧٥، سعيد)

(۱) العبارة بتمامها: "وحاصل ما نحن فيه أن حكم النعل فيما نحن فيه حكم الثياب الأُخر، كالقميص والعمامة وغيرهما بلا شك ولاريب، فإن كان فيه قدر أربع أصابع من الذهب أو الفضة أو الحرير أو غيرهما مما يحرم استعماله، أو أقل من قدر أربع أصابع أو أعلام متفرقة، يجوز لبسه، كما صرحوا به فى القلنسوة، و إلا لا. والله أعلم بالصواب، و عنده حسن الثواب". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال، رسالة من مجموعة رسائل اللكنوى: ٢١٩/١، إدارة القرآن كراچى)

(۲) (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ٣٥١/٦، سعيد)

"ويحل للنساء لبس الحرير، ولا يحل للرجال إلا قدر أربع أصابع كالعلم". (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ١٩٢/٤، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(۳) "ٹیرلنگ: باریک ململ"۔ (English to English Dictionary, Page No. 956, Feroz Sons, Lahore)

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی درست ہے(۱)،لیکن مسنون لباس اور صلحاء کا لباس اختیار کرنا اعلیٰ بات ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۵/۹۰ھ۔

ننگے سر پھرنا

سوال[۹۳۱۹]:مَردوں کو ننگے سر رہنا کیسا ہے اور شرعاً یہ فعل مَردوں کا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداًومصلیاً:

وقتِ ضرورت ننگے سر ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں،لیکن جو طریقہ آج کل رائج ہو رہا ہے کہ ہر وقت ننگے سر بالوں میں تیل ڈالے ہوئے پھرتے رہتے ہیں، یہ طریقہ اصالۃً صلحاء اور اہلِ مروت کا نہیں، بلکہ خدا کے دشمنوں کا طریقہ ہے،اس کے اجتناب لازم ہے(۲)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۳۴۹/۸، رشيديه)

"و مباح و هو الثوب الجميل للتزين ..... إذا لم يكن للكبر". (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۱۹۱/۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

راجع للتفصيل: (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة: ۸۷/۴، دارالعلوم كراچی)

(۲) "عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبى داؤد، كتاب اللباس، باب فى لبس الشهرة: ۵۵۸/۲- دار الحديث ملتان)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانى، ص: ۳۷۵، قديمى)

قال على القارى: "أى من شبّه نفسه بالكفار مثلاً فى اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أى فى الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ .....اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثانى، (رقم الحديث: ۴۳۴۷): ۱۵۵/۸، رشيديه)

(وكذا فى بذل المجهود، كتاب اللباس، باب فى لبس الشهرة: ۴۰/۵، معهد الخليل، كراچی)

(وكذا فى فيض القدير شرح الجامع الصغير، (رقم الحديث. ۸۵۹۳): ۵۷۴۳/۱۱، مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الرابع فی لباس النسآء

(عورتوں کے لباس کا بیان)

سیاہ برقعہ، جمپر، لہنگا، سلاخیں، سرخی کا حکم

سوال[۹۳۲۰]: آج کل جو شہروں میں کالا برقع عام طور پر رائج ہے یہ جائز ہے یا نہیں، اگر ناجائز ہے تو کیا علت ہے؟ ایک لباس ہے جس کا نام ''جمپر'' ہے(۱)، وہ اوپر سے بہت تنگ اور نیچے سے کچھ کھلا ہوتا ہے۔ اس کا استعمال کیسا ہے؟ نیز ''لہنگا'' (۲) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ نیز عورتیں جو اپنے سروں پر سلاخیں لگاتی ہیں تاکہ بال آگے کی طرف نہ آئیں وہ جائز ہیں یا نہیں؟ اور چھوٹی چھوٹی بچیاں جو تھوڑے تھوڑے بال کٹواتی ہیں، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ نیز ہونٹوں کی سرخی کے بارے میں کچھ روشنی ڈالئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو لباس کفار یا فساق کا شعار نہ ہو اور مقصودِ ستر اس سے حاصل ہو جاتا ہو تو درست ہے، ورنہ نہیں (۳)۔ سلاخیں تو وہ ہوتی ہیں جو دروازوں یا کھڑکیوں میں لگائی جاتی ہیں تاکہ روشنی اور ہوا آتی رہے، آدمی یا جانور کتا وغیرہ نہ آسکے، وہ سلاخیں سر میں کیسے لگائی جاتی ہیں (۴)۔ چھوٹی بچی کا سر تو منڈا بھی دیا جاتا ہے جیسا

---

(۱) ''جمپر: عورتوں کی ڈھیلی ڈھالی کُرتی، کرمچ کی ڈھیلی ڈھالی کُرتی جو ملاح پہنتے ہیں''۔ (فیروز اللغات، ص: ۴۷۱، فیروزسنز لاهور)

(۲) ''لہنگا: دیہاتی عورتوں کا غرارہ، گھگھرا''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۱۷۲، فیروز سنز لاهور)

(۳) ''وعنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: "قال رسول الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة ۲/۵۵۸، دار الحدیث)

(۴) یہ سلاخ نما سوئی جیسی ہوتی ہے، دونوں سرے ایک جانب مڑے ہوئے ہوتے ہیں، ایک طرف کچھ لمبی اور دوسری کچھ کم ہوتی ہے، بالوں کو کنٹرول کرنے کے لئے پشت کی طرف لگائی جاتی ہے، یہ جائز ہے، کراہت کی کوئی وجہ نہیں، جس طرح عام =

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ عقیقہ کے وقت، اس میں کوئی حرج نہیں (۱)۔ ہونٹ تو قدرت کی طرف سے سرخ ہوتے ہیں، اس کے متعلق کیا پوچھنا (۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۹/۸۹ھ۔

عورتوں کا لباس اور ستر

سوال[۹۳۲۱]: ۱.....عورتوں کو ساڑھی باندھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۲.....عورتوں کو سفید لٹھے کی شلوار پہننا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

=لباس میں کوئی کراہت نہیں جب کہ خلافِ شرع نہ ہو:

"لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه". (البحر الرائق كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۸/۳۴۹، رشيديه)

(۱) "عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه قال: عقّ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن الحسن بشاة، وقال: "يا فاطمة! احلقي رأسه و تصدقي بزنة شعره فضةً". (جامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب ماجاء في العقيقة: ۱/۲۷۸، سعيد)

(مشكوة المصابيح، كتاب الصيد والذبائح، باب العقيقة، ص: ۳۶۲، قديمي)

"يستحب لمن ولد له ولد أن يسميه يوم أسبوعه و يحلق رأسه و يتصدق عند الأئمة الثلاثة فضةً أو ذهباً، ثم يعقّ عند الحلق عقيقةً إباحةً، الخ". (ردالمحتار، كتاب الأضحية، قبيل كتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۳۶، سعيد)

"العقيقة عن الغلام و عن الجارية و هي ذبح شاة في سابع الولادة وضيافة الناس و حلق شعره مباحة لا سنة ولا واجبة، كذا في الوجيز". (الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب الثاني والعشرون في والعقيقة: ۵/۳۶۲، رشيديه)

(۲) سرخی اگر عورت اپنے شوہر کی خاطر زیب وزینت کے لئے لگاتی ہے تو مضائقہ نہیں، بشرطیکہ اس میں کوئی حرام چیز شامل نہ ہو اور اسی طرح ایسے اجزاء بھی شامل نہ ہو جن کی وجہ سے دورانِ غسل پانی ہونٹوں تک نہیں پہنچتا ہو، ورنہ وضو اور غسل درست نہیں ہوگا:

"ولابدّ من زوال مايمنع وصول الماء للجسد كشمع و عجين". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في بيان فرائض الغسل، ص: ۱۰۲، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

۳.....عورت کواونچی ایڑی کا چپل جیسا کی آجکل رواج ہے پہننا جائز ہے یانہیں؟

۴.....عورتوں کوکھڑی ایڑی کا لیڈی بوٹ جیسا کہ یورپین استعمال کرتی ہیں جائز ہے یانہیں؟

۵.....عورتوں کا سر میں کنگھی یا کلف وغیرہ لگانا جائز ہے یانہیں، کیوں کہ اکثر عورتیں اس وجہ سے لگاتی ہیں کہ بال اور مانگ خراب نہ ہووہ دیر تک ٹھیک رہے؟

۶.....جس گھر میں کسی غیر محرم کا گذر نہ ہوتو ایسے گھر میں عورتوں کو گلے کھلی نصف آستین کی قمیص یا جمپر پہننا جائز ہے یانہیں؟

۷.....مصری قطع کا برقع جس کا ناف سے اوپر کا حصہ علیحدہ اور بدن پر فٹ ہوتا ہے عورتوں کو اوڑھنا جائز ہے یانہیں؟

المستفتی: فضل الرحمان سرساوی، ضلع سہارنپور، یکم/ رجب المرجب/ ۵۸ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱-۴.....جولباس کفار یا فساق یا مَردوں کے ساتھ مخصوص ہے، عورتوں کو اس کا استعمال ناجائز ہے، جو مشترک ہے اس کا استعمال جائز ہے، تاہم صلحاء کا لباس جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہو اس کا استعمال مستحسن ہے، اس سے ان تمام نمبروں کا جواب ہوگیا۔

۵.....اگر یہ محض زینت وآرام کے لئے ہوتو جائز ہے بشرطیلہ یہ فساق یا کفار کا شعار نہ ہو۔

۶.....لباس کی حیثیت سے جواب آچکا، پردہ کی حیثیت سے جواب یہ ہے کہ محرم سے ان اعضاء کا پردہ نہیں، بشرطیکہ کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

۷.....لباس کی حیثیت سے جواب معلوم ہوگیا، فٹ ہونے کی حیثیت سے۔جس سے بدن کی کیفیت ظاہر ہو۔ جواب یہ ہے کہ ایسی حالت میں نامحرم کے سامنے جانا منع ہے:

"قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "لعن اللّٰہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال". رواہ البخاری". مشکوۃ، ص: ۳۸۰(۱)۔

---

(۱) (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ص: ۳۸۰، قدیمی)

(وصحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبّھین بالنساء: ۲/۸۷۴، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من تشبہ بقوم، فھو منھم". رواہ أحمد وأبوداؤد". مشکوۃ، ص: ۳۷۵(۱)۔

"وأما نظرہ إلی ذوات محارمہ، فنقول: یباح لہ أن ینظر منھا إلی موضع زینتھا الظاھرۃ والباطنۃ، وھی: الرأس والشعر والعنق والصدر والأذن والعضد والساعد والکف والساق والرجل والوجہ". عالمگیری: ٤/ ۳۰۵(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ ۷/ ۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/ رجب/ ۵۸ھ۔

عورتوں کا چوڑی دار پائجامہ پہننا

سوال[۹۳۲۲]: عورتوں کے لئے چوڑی دار پائجامہ پہننا اور پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے، آیا نماز

---

(۱) (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب لبس الشھرۃ: ۲/ ۵۵۸، دارالحدیث ملتان)

قال الملا علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ: "من تشبہ بقوم": أی من شبّہ نفسہ بالکفار مثلاً فی اللباس وغیرہ، أو بالفساق أو الفجار، أو بأھل التصوف والصلحاء الأبرار "فھو منھم": أی فی الإثم والخیر. قال الطیبی رحمہ اللہ تعالیٰ: ھذا عام فی الخَلق والخُلق والشعار". (مرقاۃ المفاتیح: ۸/ ۱۵۵، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷)، رشیدیہ)

(۲) (الفتاویٰ العالمکیریۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر، الخ: ۵/ ۳۲۸، رشیدیہ)

"وینظر الرجل ..... من محرمہ إلی الرأس والوجہ والصدر والساق والعضد إن أمن شھوتہ". (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی النظر والمس: ۶/ ۳۶۶، سعید)

(وکذا فی مجمع الأنھر شرح ملتقی الأبحر، کتاب الکراھیۃ، فصل فی النظر: ۴/ ۳۰۰، مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

(وکذا فی البحر الرائق: ۸/ ۳۵۵، کتاب الکراھیۃ، فصل فی النظر واللمس، رشیدیہ)

(وکذا فی الھدایۃ: ۴/ ۴۵۹، کتاب الکراھیۃ، باب النظر واللمس، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

میں اس کی وجہ سے کسی قسم کی کوئی قباحت تو نہیں، اگر ہے تو کیا؟ و نیز اس کے استعمال سے کسی قسم کا گناہ تو نہیں اگر ہے تو کس قدر؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسے کپڑے سے نماز ہو جاتی ہے، لیکن چونکہ اس سے جسم کی ہیئت معلوم ہوتی ہے اس لئے اس سے احتیاط چاہیے، خصوصاً ایسے وقت کہ خاندان کے غیر محرم لوگ بھی اس مکان میں رہتے ہوں، مبادا اس حدیث کی وعید میں داخل ہو جائیں:

"مالك عن مسلم بن أبي مريم عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أنه قال: نساء كاسيات عاريات مائلات مميلات لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها، وريحها يوجد من مسيرة خمس مأة سنة، اهـ". مؤطا إمام مالك: ۱۶۱/۲ (۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف۔

عورتوں کو نیم آستین کا کُرتہ پہننا

سوال[۹۳۲۳]: عورتوں کا یہ فیشن ہو گیا ہے کہ بغیر آستین کے قمیص پہنتی ہیں، بعض نمازی عورتوں نے بھی یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ چولی - جو بے آستین قمیص کی سبب تنگ اور کوتاہ ہوتی ہے - پہن کر سارا جسم کپڑوں سے ڈھانک کر نماز پڑھتی ہیں۔ دریافت یہ ہے کہ ہر وقت یا کبھی کبھی بے آستین قمیص پہننا جائز ہے یا نہیں، اور کیا اس طرح نماز ہو جاتی ہے؟

---

(۱) (مؤطا الإمام مالک، کتاب الجامع، باب ما یکرہ للنساء لباسہ من الثیاب، ص: ۷۰۹، میر محمد، کراچی)

(والصحیح لمسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات العاریات: ۲۱۷/۲، قدیمی)

"وعلی هذا لایحل النظر إلی عورة غیرہ فوق ثوب ملتزق بها یَصِف حجمها". (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس: ۳۶۶/۶، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

نماز میں سارا جسم ڈھانکنا ضروری ہے، صرف چہرہ، دونوں ہاتھ گٹوں تک دونوں قدم کھلے رکھنے کی اجازت ہے، شامی (۱)۔ اگر نیم آستین قمیص سے اوپر اس طرح چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جائے کہ سب جسم پوشیدہ رہے تو نماز ہوجائے گی (۲)۔ ہاتھ کا کہنی تک یا اوپر تک اپنے محرم باپ، بھائی وغیرہ کے سامنے کھل جائے تو اس پر پکڑ نہیں لیکن نامحرم سے پردہ مکمل لازم ہے (۳) جیسے چچا زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، یا دیور وغیرہ (۴)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۵/۲۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۵/۲۰ھ۔

---

(۱) "وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين". (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الصلوة، باب شروط الصلاة: ۱/۴۰۵، سعيد)

"وبدن الحرة عورة إلا وجهها وكفيها و قدميها". (كنز الدقائق مع البحر الرائق: ۱/۴۶۸، رشيديه)

(۲) "و يكفى للمرأة درع ضيق و مقنعة". (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، باب شروط الصلوة، ص: ۲۱۱، قديمى)

(۳) "وينظر الرجل من الرجل ..... سوى مابين سرته إلى ماتحت ركبته، فانركبته عورة لا السرة ..... ومن محرمه هى من لايحل له نكاح أبداً بنسب أو سبب ولو بزنا إلى الرأس والوجه والصدر والساق والعضد إن أمن شهوته ..... وإلا لا، لا إلى الظهر والبطن ..... وينظر من الأجنبية ولو كافرةً -مجتبى- إلى وجهها وكفّيها فقط، للضرورة". (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى النظر والمس: ۶/۳۶۴، ۳۶۹، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل النظر، الخ: ۵/۳۲۸، رشيديه)

(وكذا فى مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل فى النظر: ۴/۲۰۰، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(۴) "ومن محرمه هى من لا يحل له نكاحها أبداً بنسب أوسبب". (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى النظر والمس: ۶/۳۶۷سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

سینہ بنداور عورت کا موئے زیرناف استرے سے لینا

سوال[۹۳۲۴]: باڈی جوعورتیں اپنے پستان پرلگاتی ہیں جائز ہے کہ نہیں؟ موئے زیرناف اگراسترے سے لینا چاہےتو لے سکتی ہے کہ نہیں؟ موئے زیرناف لینے کی کوئی حد ہے یا کہ نہیں، کچھ ایام ہیں کہ اتنے روز میں لینا ضروری ہے، یا موئے زیرناف ساری زندگی نہ لے، جیسا کہ ہمارے ملک میں کچھ قوم ایسی ہیں جو کبھی زیرناف لیتی ہی نہیں؟ تو وہ شریعت کے مطابق کس جرم کے مرتکب ہیں، اور شریعت کا کیا حکم ہے؟ مفصل تحریرفرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

پستان کی حفاظت کے لئے سینہ بند کا استعمال درست ہے(۱)۔موئے زیرناف اگرعورت استرہ سے بنائے تب بھی گناہ نہیں ہے، مگرافضل یہ ہے کہ صابون وغیرہ سے صفائی کرے(۲)۔ ہر ہفتہ میں صفائی کرنا اعلیٰ بات ہے، یہ نہ ہوتو پندرہ روز میں صفائی کرلیں، چالیس روز کے اندر بھی گنجائش ہے، اس کے بعد تک صفائی نہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، بالکل ہی صفائی نہ کرنا ظاہر ہے اس کے بھی بڑھ کر ہے(۳)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۹/ ۹۷ھ۔

---

(۱) "لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۸/ ۳۴۹، رشيديه)

(وكذا فى خلاصة الفتاوى: ۴/ ۳۶۸، رشيديه)

(وكذا أيضاً فى تكملة فتح الملهم ۴/ ۸۷، دارالعلوم كراچى)

(۲) "والسنة فى عانة المرأة النتف". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۶/ ۴۰۶، سعيد)

(وكذا فى الأشباه والنظائر: ۳/ ۳۸۱، الفن الثالث: الجمع والفرق، أحكام الأنثى، إدارة القرآن كراچى)

(وأحسن الفتاوى: ۸/ ۷۸، كتاب الحظر والإباحة، بالوں کے احکام، عنوان: زیرناف بال صاف کرنے کے لئے پاؤڈر کا استعمال، سعيد)

(۳) "(والسنة تقليم الأظافير وحلق العانة، الخ) فى القنية: يستحب حلق عانته و تنظيف بدنه بالاغتسال فى كل أسبوع مرةً، فإن لم يفعل ففى خمسة عشر يوماً مرةً، ولا عذر فى تركه وراء أربعين". (مجمع =

Maktaba Tul Ishaat.com

عورتوں کے لئے فیشن کی چیزیں

سوال[۹۳۲۵]: عورتوں کے لئے کھڑا جوتا پہننا جائز ہے یانہیں؟ نیز ذلی سلیپر(۱) اونچی ایڑی گرگابی(۲) وغیرہ پہننا کیسا ہے؟ اور مَردوں کے لئے بوٹ جوتہ وغیرہ پہننا جائز ہے یانہیں؟ اور عورتوں کے لئے بال بنانا کلب وغیرہ، اور بالوں کا خفنی پھول بنانا کیسا ہے؟ نیز عورتوں کو پٹا ہوا دوپٹہ جائز ہے یانہیں؟ اور "من تشبه بقوم فهو منهم"(۳) کا کیا مطلب ہے؟ مع حوالہ تحریر فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس کے لئے اصلِ کلی یہ ہے کہ: جو لباس مخصوص ہے مَردوں کے ساتھ اس کا عورتوں کو پہننا جائز نہیں اور جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے اس کا مردوں کو پہننا جائز نہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی ہے(۴)۔ جو لباس کفار یا فساق کا شعار ہے وہ سب چیزیں منع ہیں،

= الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى المتفرقات: ۴/۲۲۶، غفاريه كوئٹه)

"يستحب حلق عانته و تنظيف بدنه بالاغتسال فى كل أسبوع مرةً، والأفضل يوم الجمعة، وجاز فى كل خمسة عشرة، وكره تركه وراء أربعين". (الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الكراهية، ۶/۴۰۶، سعيد)

"ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغتسال فى كل أسبوع مرةً، فإن لم يفعل ففى كل خمسة عشر يوماً، ولا يعذر فى تركه وراء الأربعين. فالأسبوع هو الأفضل، والخمسة عشر الأوسط، والأربعون الأبعد، ولا عذرفيما وراء الأربعين، ويستحق الوعيد". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: ۵/۳۵۷، رشيديه)

(۱)"ذلی سلیپر:(Slipper)ایڑھی کا جوتا"۔ زیر پائی، (English to English & Urdu Dictionary, Page: 868, Feroz Sons, Lahore)

(۲)"گرگابی: جوتا جو صرف پنجے تک ہوتا ہے"۔(فیروز اللغات، ص: ۱۰۹۲، فیروز سنز، لاهور)

(۳) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانى، ص: ۳۷۵، قديمى)

(۴) "وعنه (ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما) قال: قال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس،=

Maktaba Tul Ishaat.com

بعض کی ممانعت زیادہ درجہ کی ہے اور بعض کی کم درجہ کی ہے، ان سب کو ترک کر کے صلحاء کا لباس اختیار کرنا چاہیے(۱):

"عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما، عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم أنه لعن المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء بأن يلبس لبسة النساء أو تزيّا بزيّهن". قال النووی فی الروضة: والصواب أن التشبه بالرجال للنساء أو عكسه حرام. "عن أبی هريرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل".

"عن ابن أبی مليكة قال: قيل لعائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها: إن المرأة تلبس النعل الذی يلبسه الرجال، فقالت: لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم الرجلة من النساء". وهی المترجلة، يقال: امرأة رجلة إذا تشبهت بالرجل فی الزیّ، فأما فی العلم والرأی محمود، منه أن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها كانت رجلة الرأی". بذل المجهود: ۵/۵۷ (۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۲/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف۔

مردانہ لباس عورتوں کے لئے

سوال[۹۳۲۶]: عورتوں کے لئے بنیان، شلوار، جاکٹ، قمیص پہننے کا کیا حکم ہے؟

سعید احمد کھیڑہ افغانوی۔

= باب الترجل، ص: ۳۸۰، قدیمی)

(۱) "عنه (ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما) قال: قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قديمی)

(وسنن أبی داؤد، كتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دار الحديث ملتان)

(۲) (بذل المجهود شرح أبی داؤد، كتاب اللباس، باب فی لباس النساء: ۵/۵۷، معهد الخليل الإسلامی كراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

اگر یہ مردوں اور کفار یا فساق کا مخصوص شعار نہیں تو جائز ہے، ورنہ نا جائز ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۸/۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۱۱/شعبان۔

عورت کے لئے انگیہ کا استعمال

سوال[۹۳۲۷]: عورت کے لئے بری سیر (انگیہ) کا استعمال کیسا ہے، کیا دونوں قسم کی بری سیر لینی پستان کو پست کرنے اور ابھارنے والے کا حکم یکساں ہے یا فرق ہے؟ نیز زینت کے لئے لپ اسٹک سیندور وغیرہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

---

(۱) "وعنه (ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ص: ۳۸۰، قدیمی)

"عنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم" (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دارالحدیث ملتان)

قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "من تشبه بقوم": أی من شبّه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره أو بالفساق أو الفجار، أو باهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر. قال الطیبی رحمه الله تعالیٰ: هذا عام فی الخَلق والخُلق والشعار". (مرقاة المفاتیح: ۸/۱۵۵، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷)، رشیدیه)

(سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۲/۵۵۸، دار الحدیث ملتان)

"لا بأس بلبس الثیاب الجمیلة إذا کان لا ینکر علیه فیه". (البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس: ۸/۳۴۹، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

جو چیز کفار اور فساق کا شعار ہو اس کا استعمال ممنوع ہے (۱)، پھر کفار کا مذہبی شعار کی ممانعت بہت شدید ہے (۲)۔ جو چیز مَردوں کا شعار ہے اس کا استعمال عورتوں کو ممنوع ہے (۳)۔ ایسا لباس جو بدن کی ہیئت کو ظاہر و نمایاں کرتا ہو وہ بھی ان کے حق میں ممنوع ہے (۴)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

چوڑیاں پہننا

سوال[۹۳۲۸]: چوڑیاں پہننا کیسا ہے؟

---

(۱) (تقدم تخریجه تحت عنوان: ''مردانہ لباس عورتوں کے لئے''۔)

(۲) کفار کے مذہبی شعار کو اپنانے کو بعض صورتوں میں فقہائے کرام نے کفر تک قرار دیا ہے:

''رجل اشترى يوم النيروز شيئاً لم يكن يشتريه قبل ذلك، إن أراد به تعظيم النيروز كما يعظّمه المشركون، كفر''. (مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية: ۳۴۰/۴. رشيديه)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر للملاعلي القاريؒ، فصل في الكفر صريحاً وكنايةً، ص: ۱۸۶، قديمي)

(وكذا في البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً، السادس في التشبيه: ۳۳۴/۶، رشيديه)

(۳) ''عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما قال: لعن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال''. (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب المتشبهين: ۸۷۴/۲، قديمي)

(وكذا في مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، ص: ۳۸۰، قديمي)

(وكذا في الجامع الصغير مع فيض القدير: ۴۹۹۴/۱۰، (رقم الحديث: ۷۲۶۵)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۴) قال العلامة الشامي بعد نقل أقوال الفقهاء: ''وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يَصِف حجمها: فيحمل مامرّ على ما إذا لم يَصِف حجمها''. (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ۳۶۶/۶، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

جائز ہے (صرف عورتوں کے لئے مردوں کو منع ہے(۱)۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

آوازدار چوڑی پہننا

سوال[۹۳۲۹]: رسالہ ''مولوی'' میں تحریر تھا کہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

---

(۱) "وعن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إذا سافر كان آخر عهده بإنسان من أهله فاطمة، وأول من يدخل عليها فاطمة، فقدم من غزاة، وقد علقت مسحاً أو ستراً على بابها، وحلت الحسن والحسين قُلبين من فضة، فقدم فلم يدخل، فظنت أن مامنعه أن يدخل مار آى، فهتكت الستر، وفكت القُلبين عن الصبيين، وقعطته منهما، فانطلقا إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يبكيان، فأخذه منهما فقال: "ياثوبان! اذهب بهذا إلى فلان، إن هؤلاء أهلى أكره أن يأكلوا طيباتهم في حياتهم الدنيا، ياثوبان! اشتر لفاطمة قلادة من عصب، وسوارين من عاج". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني، ص: ۳۸۳، قديمي)

قال الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "(قُلبين) بضم القاف: أى سوارين ..... (منعه أن يدحل): أى بيت فاطمة لما رآى بنور النبوة وظهور المكاشفة تستر بابها، وتعيير جنابها بإلباس أولادها مالايجوز لهما من اللبس ..... ولعل القلبين كانا في يدى فاطمة رضى الله تعالىٰ عنها، وألبستهما الحسنين على ظن أنه يجوز لهما لبسهما، فلما عاقبها النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بهجرتها، وعاقبها على ماصدر منها في صورة عصيانها، وكفرها بالصدقة عنها وعن أولادها، يجبرها بشراء القلادة والسوارين لتلبسهما احترازاً من التشبه بالرجال". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني: ۸/۲۴۷، ۲۴۹، رشيديه)

'يجوز للنساء لبس أنواع الحلى كلها من الذهب والفضة، والخاتم والحلفة والسوار والخلخال والطوق والعقد والتعاويذ والقلائد وغيرها". (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ۱۷/۲۹۳، إدارة القرآن كراچى)

"يحرم أيضاً تشبه الرجال بالنساء في اللباس والزينة، كالأساور والعقود (الأطواق) والأقواط". (الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحظر والإباحة، تاسعاً: الترجل والتخنث: ۴/۲۶۸۳، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ: عورتوں کو چوڑی پہننا چاہیے اور مہندی لگانا چاہیے، اس کی آواز سے برکت ہوتی ہے۔ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عورتوں کے لئے مہندی لگانے کا حکم احادیث میں موجود ہے، کذا فی المشکوٰۃ، باب الترجل، ص: ۳۸۳(۱)۔ مگر آواز دار چوڑی کے متعلق روایت مسئولہ میں نے نہیں دیکھی، آواز والا جلاجل اور جرس کی ممانعت حدیث میں صراحۃً آئی ہے:

"عن ابن الزبير أن مولاةً لهم ذهبت بابنة الزبير إلى عمر ابن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه وفى رجلها أجراس، فقطعها عمر، وقال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "مع كل جرس شيطان". رواه أبو داؤد"(۲)۔

"وعن بنانة مولاة عبدالرحمن ابن حيّان الأنصارى كانت عند عائشة رضى الله تعالىٰ عنها إذا دخلت عليها بجارية وعليها جلاجل يصوتن، فقالت: لاتدخلنها علىّ إلا أن تقطع جلاجلها، سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "لاتدخل الملائكة بيتاً فيه جرس". رواه أبوداؤد". مشكوة شريف، باب النعال، ص: ۳۷۹(۳)۔

---

(۱) "عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنه أن هندا بنت عتبة قالت: يانبى الله! بايعنى، فقال: "لا أبايعك حتى تغيرى كفيك، فكأنهما كفا سبع". رواه أبو داؤد".

"وعنها رضى الله تعالىٰ عنها قالت: "أومت امرأة من وراء ستر، بيدها كتاب إلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقبض النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يده، فقال: "ماأدرى أيد رجل أم يد امرأة". قالت: بل يد امرأة، قال: "لو كنت امرأةً، لغيرت أظفاركِ". يعنى بالحناء". رواه أبو داؤد والنسائى". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثانى، ص: ۳۸۳، قديمى)

(۲) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الثانى، ص: ۳۷۹، قديمى)

(۳) (مشكوة المصابيح، المصدر السابق)

Maktaba Tul Ishaat.com

سوال والی حدیث سے پہلے یہ دونوں حدیثیں ہیں۔ مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف میں دیکھ لیجئے (۱)۔ روایت مسئولہ کے الفاظ اور حوالہ اگر رسالہ ''مولوی'' میں ہو، نقل کیجئے تاکہ اس کی تحقیق کی جاسکے۔ رسالہ مولوی اہل علم کا رسالہ نہیں کہ اس کی نقل کردہ ہر روایت اور ہر مسئلہ قابل اعتماد ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

(۱) (مظاهر حق جديد، كتاب اللباس، کنگھی کرنے کا بیان، عورتوں کو ہاتھوں پر مہندی لگانا مستحب ہے: ۴/ ۲۱۵، دارالاشاعت کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الخامس فی الثیاب المحرمة وغیرها

(ناجائز لباس کا بیان)

مرد کے لئے مخمل کا استعمال

سوال[۹۳۳۰]: مخمل کا استعمال مرد کے لئے درست ہے یا نہیں، کیونکہ وہ ریشم تو ہوتا نہیں، مثلاً مخمل کی ٹوپی عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جو ریشم نہ ہو، اس کا استعمال مرد کے لئے جائز ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۹/۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۹/۹۲ھ۔

ریشم کا کپڑا اور کیڑا

سوال[۹۳۳۱]: "دود القز" کی تعریف فقہاء نے کیا فرمائی ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔دود القز کی تعریف میری نظر سے عبارتِ ذیل میں مذکور ہے:

---

(۱) "فإن الإسلام ..... لم يقصره على نوع دون نوع، ولم يقرّر للإنسان نوعاً خاصاً أو هيئةً خاصةً من اللباس، ولا أسلوباً خاصاً للمعيشة، وإنما وضع مجموعةً من المبادى". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة: ۸۷/۴، دار العلوم كراتشى)

"لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۳۴۹/۸، رشيديه)

(وكذا فى مجمع الأنهر، كتاب الكراهية: ۱۹۱/۴، مكتبه غفاريه كرئته)

Maktaba Tul Ishaat.com

''دودالقز کے انڈے سابودانہ(۱) کے مانند ہوتے ہیں، پہلے ان بیضوں کو تقریباً پانچ ماہ تک گھر میں رکھا جاتا ہے، جب ایک موسم آتا ہے تو اس وقت ایک خاص قسم کے برگ(۲) میں رکھا جاتا ہے حفاظت سے، چند روز بعد اس میں سے کیڑے پیدا ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ بڑھنے لگتے ہیں اور پتی کھاتے ہیں۔ جب ان کا بڑھنا ختم ہو جاتا ہے تو شہادت کی انگلی کے مانند بن جاتے ہیں، اس کے بعد نقلِ مکان کرتے ہیں۔ ان کو کیلے کے خشک پتے میں رکھ دیتے ہیں۔ اس کے بعد کیڑے کے چاروں طرف ایک سوت لپٹا رہتا ہے، چند روز میں وہ سوت ایک قسم کا گالہ(۳) سا بن جاتا ہے۔ اور وہ کیڑا آہستہ آہستہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور اندر رہ جاتا ہے تو وہ کیڑا اسی گالہ کو کاٹ کر نکل جاتا ہے مانند شہد کی مکھی کے، اور سوت کا سوت رہ جاتا ہے تو پھر اس سے کپڑا تیار ہوتا ہے، اس کو ریشمی کپڑا کہا جاتا ہے یا نہیں''۔

اس کیڑے کا استعمال جائز ہے یا نہیں، اس سے نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور کیڑے کی تعریف جو میں نے کی، فقہاء کی تعریف کے مطابق ہے یا نہیں، کیونکہ کہ آسام کے بعض علماء اس کیڑے کو دیکھتے ہوئے اس کپڑے کو مَردوں کے لئے جائز کہتے ہیں؟

عبدالمتین کچھاڑی، صوبہ آسام۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"أما دود القز، فيقال لها: الدودة الهندية، وهي من أعجب المخلوقات، وذلك أنه

---

(۱) ''سابودانہ: ساگودانہ'' (فیروز اللغات، ص: ۷۶۰، فیروز سنز، لاهور)

''سابودانہ: ساگودانہ، ایک قسم کی خوراک''۔ (نور اللغات: ۲۶۲/۳، سنگ میل پبلی کیشنرز لاهور)

(۲) ''برگ: پتا، ورق، پات''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۹۶، فیروز سنز، لاهور)

''برگ۔ پتہ، توشہ سامان''۔ (نور اللغات: ۵۸۵/۱، سنگ میل پبلی کیشنرز لاهور)

(۳) ''گالہ: دھنی ہوئی روئی کا چھوٹا سا گچھا، برف کی مانند سفید چیز''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۰۷۸، فیروز سنز، لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

يكون أولاً بزراً في قدر حب التين، ثم يخرج الدود عنه في فصل الربيع، ويكون عند الخروج أصغر من الذر وفي لونه. ويخرج من الأماكن الدفئة من غير حضن إذا كان مصروراً مجعولاً في حق، وربما تأخر خروجه، فتصره النساء وتجعله تحت ثديهن. وإذا خرج أطعم ورق التوت الأبيض، ولايزال يكبر ويعظم إلى أن يصير في قدر الأصبع. وينتقل من السواد إلى البياض أولاً فأولاً، وذلك في مدة ستين يوماً على الأكثر، ثم يأخذ في النسج على نفسه بما يخرجه من فيه إلى أن ينفد مافي جوفه منه ويكمل عليه مايبنيه إلى أن يصير كهيئة الجوزة، ويبقى فيه محبوساً قريباً من عشرة أيام، ثم ينقب عن نفسه تلك الجوزة، فيخرج منها فراش أبيض، له جناحان لايمسكان من الاضطراب.

وعند خروجه يهيج إلى السفاد، فيلصق الذكر ذنبه بذنب الأنثى ويلتحمان مدةً، ثم يفترقان وتبزر الأنثى البزر الذى تقدم ذكره على خرق بيض تفرش له قصداً إلى أن ينفذ ما فيها منه. ثم يموتان هذا إن أريد منها البزر، وإن أريد الحرير، ترك في الشمس بعد فراغه من النسج بعشرة أيام يوماً أو بعض يوم، فيموت. وفيه من أسرار الطبيعة أنه يهلك من صوت الرعد وضرب الطست والهاون ومن شم الخل والدخان ومس الحائض والجنب، ويخشى عليه من الفار والعصفور والنمل والوزغ وكثرة الحر والبرد، اهـ". حيوة الحيوان، ص: ٣٤١(١)۔

وقريب منه ما في عجائب المخلوقات: ٢/٣١٨(٢)۔

خالص اصلی ریشم پہننا مرد کو ناجائز ہے، مگر چار انگشت کی مقدار جائز ہے اور جس کا بانا ریشم ہے (۳) اور

---

(۱) (حيوة الحيوان، باب الدال المهملة: ۱/۴۷۵، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "دودة القز: دويبة إذا شبعت من الرعي، طلبت مواضعها في الأشجار والشوك ومضت، الخ". (عجائب المخلوقات وغرائب الموجودات، للقزويني رحمه الله تعالىٰ، النوع السابع من الحيوان الهوام والحشرات، ص: ۲۶۵، مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

(۳) "بانا: تانا کے خلاف، وہ تار جسے جولاہے کپڑے کی عرض میں بنتے ہیں"۔ (نور اللغات، ص: ۵۱۵، سنگ میل لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

تاناسوت وغیرہ کچھ اَور ہے(۱)، وہ بھی خالص ریشم کے حکم میں ہے اور عورت کو جائز ہے.

"ویحل للنساء لبس الحریر، ولایحل للرجال إلا قدر أربع أصابع کالعلم. ولا بأس بلبس ماسواہ إبریسم ولحمتہ غیرہ وعکسہ لایلبس إلا فی الحرب، ویکرہ لبس خالصہ خلافاً لهما". المنتقی: ۲/۵۲۲(۲)۔

مرد کو ریشمی کپڑا پہننا جس طرح ناجائز ہے، اس کو پہن کر نماز بھی مکروہ ہے:

"والثوب الحریر والمغصوب وأرض الغیر تصح فیها الصلوۃ مع الکراهة: أی التحریمة، ذکرہ السید. وفی السراج والقهستانی: تکرہ فی الثوب الحریر والثوب المغصوب وإن صحت، والصواب إلی اللّٰہ تعالیٰ، اھ". مراقی الفلاح وطحطاوی(۳)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/۱/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرہ، ۶/محرم/۵۶ھ، صحیح: عبداللطیف، ۶/محرم الحرام/۵۹ھ۔

---

(۱) "تاتا: سوت کے دھاگے جو کپڑا بنے میں لمبائی کی طرف ہوں"۔ (فیروز اللغات، ص: ۳۳۹، فیروز سنز لاهور)

(۲) (الدرالمنتقی فی شرح الملتقی علی مجمع الأنهر، کتاب اللباس: ۴/۱۹۴، غفاریه)

"ویحل للنساء لبس الحریر، ولایحل للرجال إلا قدر أربع أصابع کالعلم ..... ولا بأس بلبس ماسداہ إبریسم ولحمته غیرہ وعکسه لایلبس إلا فی الحرب، ویکرہ لبس حالصه، خلافاً لهما". (مجمع الأنهر، المصدر السابق)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب اللباس، فصل فی اللبس: ۸/۳۴۷، رشیدیه)

(۳) (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب شروط الصلوۃ وأرکانها، ص: ۲۱۱، قدیمی)

"والرابع ستر عورتہ: أی ولو بما لایحل لبسه کثوب حریر، وإن أثم بلا عذر، کالصلوۃ فی الأرض المغصوبة". (ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب فی ستر العورۃ: ۱/۴۰۴، سعید)

"أطلق فیما یستر به ما یباح لبسه ومالا یباح، فلو سترها بثوب حریر وصلی، صحت وأثم، کالصلوۃ فی الأرض المغصوبة، ولو لم یجد یصلی فیه لا عریاناً". (البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ: ۱/۴۶۷، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ریشمی جبہ

سوال[۹۳۳۲]: ایک صاحب نے امام صاحب کو جبہ لیڈی منٹن بنا کر پیش کیا(۱)، جس پر کچھ گوٹہ کا کام بھی ہوا ہے(۲) گلے کی پٹی پر بظاہر لیڈی منٹن کا ریشمی کپڑا بولا جاتا ہے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقیقتاً ریشم نہیں ہے۔ ایسی شکل میں اس کے استعمال میں کچھ حرج تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ریشمی لباس تو مرد کو جائز نہیں(۳)، ریشمی نہ ہو تو درست ہے(۴) بشرطیکہ وہ کفار یا فساق کا شعار نہ ہو(۵)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۶/۹۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۶/۹۲ھ۔

---

(۱) ''منٹن: چغہ''۔(English to English Dictionary, Page 510, Feroz Sonz Lahore)

(۲) ''گوٹہ: کناری، چاندی یا سونے کے تاروں کا باختہ، پتلی لیس''۔(فیروز اللغات، ص: ۱۱۲، فیروز سنز لاهور)

(۳) "عن عمر، وأنس، وابن الزبير، وأبي أمامة رضي الله تعالىٰ عنهم عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "من لبس الحرير في الدنيا، لم يلبسه في الأخرة". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الأول، ص: ۳۷۳، قديمي)

"عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "إنما يلبس الحرير في الدنيا مَن لا خلاق له في الأخرة". (مشكوة المصابيح، المصدر السابق)

"يجب أن يعلم أن لبس الحرير –وهو ما كانت لحمته حريراً وسداه حريراً– حرامٌ على الرجال في جميع الأحوال عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ. وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالىٰ: لا يكره في حالة الحرب، ويكره في غير حالة الحرب". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس مايكره من ذلك ومالا يكره: ۵/۳۳۱، رشيديه)

"يكره لبس الحرير للذكور، صغيراً كان أو كبيراً". (الفتاوىٰ السراجيه، باب في اللبس، ص: ۷۵، سعيد)

(۴) "لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۸/۳۴۹، رشيديه)

(۵) "وعنه (ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما) قال. قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "من تشبه =

Maktaba Tul Ishaat.com

ریشمی رومال وازار بند

سوال[۹۳۳۳]: ریشمی رومال اورازار بندمردوں کواستعمال کرنادرست ہے یانادرست؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ازار بند خالص ریشمی اورجس کا بانا ریشمی ہو، مردکوناجائز ہے(۱)، البتہ اگرتانا ریشمی ہو(۲) اور بانا سوت وغیرہ کچھ اَور ہوتو جائز ہے، نفسِ رومال جائز ہے، اگرتکبر کی وجہ سے ہوتو ناجائز ہے اورقیمتی ہوناتکبر کی علامت ہے:

"لبس الحرير الخالص حرام على الرجل إلا لدفع القمل أو حكة، كمافي الحداد من عاية البيان". كذا في واقعات المفتين(۳)۔

"يكره ما لحمته حرير و سداه غير ذلك، لابأس بلبس الحرير للرجل في حالة الحرب، لابأس بلبس ما سداه حرير ولحمته غير ذلك". فتاوىٰ سراجيه(٤)۔

"وقال في المحيط: وكذا تكة الحرير و لبنته و هو لقب لا يحل للرجال؛ لأنه استعمال تام". زيلعي(٥)۔

= قوم، فهو منهم". (أبو داؤد كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۸، دار الحديث)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

قال على القاري: "أي من شبه بالكفار مثلاً في اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ..... (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۸/۱۵۵، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

(۱) ''بانا: تانا کے خلاف، وہ تار جسے جولاہے کپڑے کی عرض میں بنتے ہیں''۔(نور اللغات، ص: ۵۱۵، سنگ میل پبلی کیشنز لاهور)

(۲) ''تانا: سوت کے دھاگے جو کپڑا بننے میں لمبائی کی طرف ہوں''۔(فیروز اللغات، ص: ۳۳۹، فیروز سنز لاهور)

(۳) لم أجد

(۴) (الفتاوىٰ السراجية، كتاب الاستحسان، باب اللبس، ص: ۷۵، سعيد)

(۵) (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۷/۳۲، دار الكتب العلمية بيروت) =

Maktaba Tul Ishaat.com

"لا يكره خرقة لوضوء أو مخاط أو عرق لو لحاجة، ولو للتكبر تكره". قال الشامي: "والخرقة المقوّمة دليل الكبر، بزازية. وبه علم أنه لا يصح أن يراد بالخرقة ما يشمل الحرير، اهـ". الشامي(۱)۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کیا ہر ریشم کیڑے سے بنتا ہے

سوال[۹۳۳۴]: ریشم یا ریشمی کپڑا صرف کیڑے سے بنتا ہے یا اَور چیز سے بھی ریشم تیار ہوتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ریشم اصلی تو وہی ہے جو کیڑے سے بنتا ہے، لیکن نقلی ریشم بھی ولایت سے آتا ہے جو کسی اَور چیز سے بنتا ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/۹/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔

= (وكذا في ا ى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس، ص: ۵/ ۳۳۱، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب، الكراهية، فصل في اللبس: ۳۴۸/۸، رشيديه)

(۱) (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في النظر: ۶۶۳/۶، سعيد)

"ولا بأس بخرقة الوضوء والمخاط. وفي الجامع الصغير: يكره الخرقة التي تحمل ليمسح بها العرق؛ لأنها بدعة محدثة، والصحيح أنه لا يكره. وحاصله أن من فعل شيئاً من ذلك تكبراً، فهو مكروه، ومن فعل ذلك لحاجة وضرورة، لم يكره". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس: ۳۳۳/۵، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل في النظر: ۳۵۰/۸، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۷/۷، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) قال الدميري: "أما دود القز، فيقال لها: الدودة الهندية، وهي من أعجب المخلوقات، وذلك أنه يكون أولاً بزراً ..... هذا إن أريد منها البزر، وإن أريد الحرير، ترك في الشمس بعد فراغه من النسج بعشرة أيام". (حيوة الحيوان، باب الدال المهملة: ۴۷۵/۱، دار الكتب العلمية بيروت) =

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹیرلین کا استعمال

سوال[۹۳۳۵]: آج کل لوگ عام طریقے سے ٹیرلین اور ٹیری کوٹ (کپڑے) کا کرتا قمیص اور شیروانی وغیرہ لباس پہنتے ہیں۔ کیا شرعی اعتبار سے اس کے استعمال میں کوئی قباحت ہے، اور اس قسم کا لباس کو پہن کر نماز پڑھنے یا پڑھانے میں کوئی حرج تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ ناپاک نہیں اور اس میں ستر پورا ہے، نیز وہ کفار یا فساق کا شعار نہیں تو اس کا استعمال درست ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نائیلون کا استعمال

سوال[۹۳۳۶]: نائیلون کا کپڑا جائز ہے یا نہیں، کیونکہ عام طور پر مشہور ہے کہ اس میں سور کی چربی ڈالی جاتی ہے؟

محمد ارشد کاندھلہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مجھے تحقیق نہیں، اگر سور کی چربی ڈالی جاتی ہے تو یہ ناپاک ہے، استعمال درست نہیں(۲)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

= (وكذا في عجائب المخلوقات، النوع السابع من الحيوان: الهوام، ص: ۲۶۵، مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

(۱) "فإن الإسلام ..... لم يقصره على نوع دون نوع، ولم يقرّر للإنسان نوعاً خاصاً أو هيئةً خاصةً من اللباس ولا أسلوباً خاصاً للمعيشة، وإنما وضع مجموعةً من المبادى". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة: ۸۷/۴، دار العلوم كراتشي)

"لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۴۹/۸، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الكراهية: ۱۹۱/۴، مكتبه غفاريه كوئٹه)

(۲) "(خلا جلد خنزير، فلا يطهر، الخ): أي لأنه نجس العين، بمعنى أن ذاته بجميع أجزائه نجسة حياً=

Maktaba Tul Ishaat.com

مرد کے لئے کون کونسے رنگ ناجائز ہیں

سوال[۹۳۳۷]: مرد کے لئے کون کون سے رنگ ناجائز ہیں؟

مولوی محمد اقبال۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال، ولا بأس بسائر الألوان".

تنویر: ۵/۳۵۱(۱)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/۲/۶۴ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= وميتاً". (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام الدباغة: ۱/۲۰۳، سعيد)

(وكذا في الهداية، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء: ۱/۴۱، مكتبه شركت علميه)

(۱) (تنوير الأبصار على هامش ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ۶/۳۵۸، سعيد)

"يكره للرجال أن يلبسوا الثوب المصبوغ بالعصفر أو الورس أو الزعفران". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۸/۳۴۹، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۴/۱۹۱، غفاريه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل السادس فی أشیاء الزینة

(زیب وزینت کی اشیاء کا بیان)

عورتوں کے لئے لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟

سوال[۹۳۳۸]: عورتوں کو لپ اسٹک لگانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا ایک شادی شدہ عورت اپنے شوہر کے حکم کے باعث لپ اسٹک استعمال کر کے موٹر کار میں بیٹھ کر یا پیدل کسی کام سے یا یونہی تفریحاً جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو چیزیں کفار یا فساق کا شعار ہیں ان کو استعمال کرنا درست نہیں، اسی طرح جو چیزیں مَردوں کا شعار ہیں ان کو استعمال کرنا عورتوں کو درست نہیں (۱)۔ مسئولہ چیزوں میں اگر کوئی چیز نجس ہو تب بھی استعمال ممنوع ہوگا۔ اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کی وجہ سے فرض وضو وغسل میں کوتاہی رہتی ہو یعنی پانی پہونچنے سے مانع ہو تو فریضۂ طہارت ناتمام رہے گا (۲)۔ جو چیزیں عرفاً شادی شدہ کا شعار ہے اس کو غیر شادی شدہ استعمال کرے تو اس میں ایک طرح کی تلبیس ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۳۷۵/۲، قدیمی)

(۲) قال الحصکفی رحمه الله تعالیٰ: "ویجب: أی یفرض غسل کل مایمکن من البدن بلاحرج مرةً ..... ولا یمنع ما علی ظفر صباغ ولا طعام بین أسنانه أو فی سنه المجوف، به یفتی. وقیل: إن صلباً منع، وهو الأصح". (الدرالمختار: ۱۵۲/۱، ۱۵۳، بحث الغسل، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکوں کے لئے کریم پاؤڈر کا استعمال

سوال[۹۳۳۹]: چندلڑکے کریم پاؤڈر لگاتے ہیں، کیامَردوں کولگانا جائز ہے؟ ظاہر ہے جب دن کو لگاتے ہیں توزینت ہی مقصود ہوتی ہے۔

نذیراحمد مظفرنگری، متعلم دارالعلوم دیوبند۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جوچیزیں عورتوں کا شعار ہوں مَردوں کواس کے استعمال کی اجازت نہیں ہے(۱)۔اسی طرح جوچیز کفار یافساق کا شعار ہواس کے بھی استعمال کی اجازت نہیں(۲)۔اسی قاعدہ پراپنے سوال کوجانچ کرجواب نکال لیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۳/۹۴ھ۔

لبوں پرسرخی

سوال[۹۳۴۰]: عورتوں میں رواج ہے کہ ہونٹوں پرسرخی لگاتی ہیں۔کیایہ مناسب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اصل خوبصورتی کوفنا کرکے مصنوعی خوبصورتی کواس کی جگہ پیدا کرنا جوکہ عقل ودانش اورذوقِ سلیم کے

---

(۱) "عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: "لعن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال". (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهین بالنساء: ۸۷۴/۲، قدیمی)

(ومشکوة المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ص: ۳۸۰، قدیمی)

(۲) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۵۵۸/۲، دارالحدیث)

(والجامع الصغیر مع فیض القدیر: ۵۷۴۳/۱۱، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفیٰ الباز، ریاض)

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی خلاف ہے(۱)، اگر اس میں کوئی ناپاک چیز ہو جیسے عامۃً اسپرٹ ہوتی ہے تو ہونٹوں اور چہرے کی ناپاکی کا بھی حکم ہوگا(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۵/۸۹ھ۔

بالوں ہونٹوں پر سرخی

سوال[۹۳۴۱]: کیا عورتیں بنے ہوئے لمبے بالوں، ہونٹوں پر سرخی اور آنکھوں کے پلکوں پر رنگ کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ سرخی ایسی ہے جس نے بالوں اور ہونٹوں کو ڈھانک لیا اور طہارت میں پانی وہاں نہیں پہونچتا تو طہارت ناممکن رہے گی اور نماز نہیں ہوگی(۳)۔ اگر کسی دوسرے بنے ہوئے بالوں میں لگائیں تو اس سے

---

(۱) عورت کے لئے نفس تزئین اختیار کرنا گھر کے اندر شوہر کی اجازت سے جائز ہے:

"وأما التحمير ونحوه فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت، ويحرم بغير إذن الزوج وخارج المنزل". (الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحظر والإباحة، تاسعاً: الترجل والتخنث: ۲۶۸۳/۴، رشيديه)

(۲) آج کل عموماً اسپرٹ چونکہ پاک اشیا سے بنائی جاتی ہے، لہٰذا اسپرٹ مکربات میں استعمال کرنا مباح ہے، اور اس کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔

"وإن معظم الكوحل التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لاتتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر كتاب البيوع، وحينئذ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة عند عموم البلوى. والله سبحانه اعلم.". (تكملة فتح الملهم، كتاب الأشربة، حكم الكوحل المسكرة: ۶۰۸/۳، دارالعلوم كراچی)

(۳) "ويجب: اى يفرض غسل كل ما يمكن من البدن بلا حرج مرةً، كأذن وسرة وشارب، حاجب ..... ولا يمنع الطهارة ونيم: أى خرء ذباب وبرغوث لم يصل الماء تحته وحناء ولو جرمه، به يفتى". (الدرالمختار: ۱۵۲/۱، ۱۵۴، مطلب: أبحاث الغسل، سعيد) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

طہارت ناممکن نہیں رہے گی، لیکن دوسرے بال اپنے بالوں میں اس طرح لگانا تاکہ اصلی بال معلوم ہوں درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۹۰ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= (وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۱/۱۴، الفصل الأول في فرائض الوضوء، رشيديه)

(وكذا في مراقي الفلاح: ۱/۶۳، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل السابع فی المتفرقات

علماء کی مستورات کا فیشن حجتِ شرعیہ نہیں؟

سوال[۹۳۴۲]: کتاب ''دوزخ کا کھٹکا'' میں لکھا ہے کہ پاؤڈر، سرخی، مانگ جوڑا باندھنا، جدید طرز کا کالا برقعہ، ان کا استعمال عورتوں کو ممنوع ہے، مگر آج کی جدید عورت اعتراض کرتی ہے کہ یہ سب فیشن علماء کے یہاں بھی موجود ہیں، پس علماء کی عورتوں کا یہ فعل حجت ہے۔ ایسے ہی مَردوں کو کوٹ پتلون، ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکانا، ان کا استعمال "من تشبه بقوم فهو منهم"(۱) میں داخل ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مَردوں کو ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا لنگی مکروہ تحریمی ہے، حدیث شریف میں اس پر وعید آئی ہے(۲)۔ لباس کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ جو لباس سنت سے ثابت ہے وہ یقیناً اعلیٰ اور افضل ہے(۳) اور جو لباس ممنوع

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "إنما یلبس الحریر فی الدنیا مَن لا خلاق له فی الأخرة". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الأول، ص: ۳۷۳، قدیمی)

(۲) "عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ما أسفل من الکعبین من الإزار فی النار". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الأول، ص: ۳۷۳، قدیمی)

(وسنن ابن ماجة، کتاب اللباس، باب موضع الإزار، ص: ۲۵۵، قدیمی)

قال النوویؒ: "فما نزل عن الکعبین، فهو ممنوع، فإن کان للخیلاء، فهو ممنوع منع تحریم".

(شرح النووی علی الصحیح لمسلم: ۱۹۵/۲، قدیمی)

(وکذا فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح، کتاب اللباس: ۱۲۹/۸، رشیدیه)

(۳) قال الله تعالیٰ: ﴿لقد کان لکم فی رسول الله أسوة حسنة﴾ (سورة الأحزاب: ۲۱) =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے، مثلاً: مرد کے لئے ریشمی لباس(۱)، یا عورتوں کے لئے ایسا لباس جس سے جسم نظر آئے اس کی اجازت نہیں(۲)۔اس کے علاوہ جو لباس کفار یا فساق کا شعار ہو، اس کا اختیار کرنا درست نہیں(۳)۔

علماء کی مستورات اگر ناجائز لباس اختیار کریں اور علماء ان کو منع کریں مگر وہ نہ مانیں، سرکشی اور بغاوت کر کے ناجائز لباس اختیار کریں تو اس کی وجہ سے علماء پر کوئی الزام نہیں(۴)۔اگر علماء ان کو ناجائز لباس کی

= "وعن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "من تمسک بسنتي عند فساد أمتي، فله أجر مأة شهيد". (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، ص: ۳۰، قديمی)

(۱) "في فتاوى قاضي خان: لبس الحرير المصمت حرام في الحرب وغيره، كما يكره لباس الصبيان الذكور أيضاً، ويكون الإثم على من ألبسهم. وقال أبو يوسف و محمد رحمهما الله تعالیٰ: لابأس بلبس الحرير في الحرب". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس: ۸/ ۱۳۱، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس: ۵/ ۳۳۱، رشيديه)

(۲) قال العثماني مدظله العالي: "فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل و المرأة، لاتقره الشريعة الإسلامية مهما كان جميلاً وموافقاً لدور الأزياء. وكذلک اللباس الرقيق أواللاصق بالجسم الذي يحكي للناظر شكل حصةٍ من الجسم الذي يجب ستره، فهو في حكم ما سبق في الحرمة و عدم الجواز". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة: ۴/۸۸، مكتبه دار العلوم كراچی)

(۳) "وعنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، ص: ۳۷۵، قديمی)

قال القاری: "أی من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی في الإثم أو الخير عند الله تعالیٰ..... اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۴۷): ۸/ ۱۵۵، رشيديه)

(وكذا في فيض القدير: ۱۱/ ۵۷۴۳، مكتبه نزار مصطفی الباز رياض)

(۴) قال الله تعالیٰ: ﴿وما علينا إلا البلاغ المبين﴾ (سورة يس: ۱۷)

قال الحافظ ابن كثير: "يقولون: "إنما علينا أن نبلغكم ما أرسلنا به إليكم، فإذا أطعتم كانت لكم السعادة في الدنيا والأخرة، وإن لم تجيبوا فستعلمون غب ذلک، والله أعلم". (تفسير ابن كثير: =

Maktaba Tul Ishaat.com

اجازت دیں، یا منع نہ کریں، یا ان کے ناجائز لباس سے راضی ہوں تو ان کا ایسا کرنا شرعاً قابلِ اعتبار نہیں، اس کو حجتِ شرعیہ قرار نہیں دیا جاسکتا (۱)۔

کفار کے شعار غیر مذہبی کو اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے جو کہ حرام کے قریب ہے (۲) اور ان کے شعارِ مذہبی کو اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں، یہ کفر کے قریب ہے (۳)۔ امید ہے کہ اس سلسلہ کی تمام جزئیات کا حکم سمجھ میں آجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۵/۹۰ھ۔

درزی کا بچا ہوا کپڑا رکھ لینا

سوال [۹۳۴۳]: زید خیاطی کا کام کرتا ہے، لوگوں کے کپڑے سیتا ہے اور معقول سلائی لے کر بال

= ۳/۷۴۹، مکتبہ دار السلام ریاض)

قال العلامة الآلوسیؒ: "إلا بتبليغ رسالته تعالىٰ تبليغاً ظاهراً بيّناً بحيث لا يخفى على سامعه، ولايقبل التأويل والحمل على خلاف المراد أصلاً، وقد خرجنا من عهدته فلا مؤاخذة علينا من جهة ربنا، كذا قيل". (روح المعاني: ۲۲/۲۲۲، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "اعلم أن أصول الشرع ثلاثة: الكتاب والسنة وإجماع الأمة، والأصل الرابع القياس". (نور الأنوار، ص: ۵۷۴، سعيد)

(۲) "وعنه (ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، ص: ۳۷۵، قديمى)

قال القاري: "أى من شبّه نفسه بالكفار مثلاً فى اللباس و غيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أى فى الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ..... اهـ". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثانى، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)): ۸/۱۵۵، رشيديه)

(وكذا فى فيض القدير: ۱۱/۵۷۴۳، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۳) "رجل اشترى يوم النيروز شيئاً ولم يكن يشتريه قبل ذلك، أراد به تعظيم النيروز، كفر: أى لأنه عظم عيد الكفرة". (شرح الفقه الأكبر، فصل: فى الكفر صريحاً وكنايةً، ص: ۱۸۶، قديمى)

(وكذا فى شرح الفقه الأكبر، فصل فى الكفر، صريحاً وكنايةً، ص: ۱۴۶، قديمى)

(وكذا فى الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى ۶/۷۵۴، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

بچوں کی پرورش کرتا ہے، دوسرا کوئی روزگار نہیں ہے، لیکن زید نے اپنا یہ طور بنا رکھا ہے کہ اگر مسلم کا کپڑا کاٹتا ہے تو جو کچھ بچ جاتا ہے واپس کر دیتا ہے، غیر مسلموں کا بچا ہوا کپڑا واپس نہیں کرتا۔ لہذا ایسا کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چوری مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی، جائز نہیں حرام ہے(۱)، غیر مسلم کی چوری کا معاملہ زیادہ سخت ہے:

"خصومة الذمي أشد من خصومة المسلم، اه". درمختار(۲) وغیرہ میں یہ مضمون وارد ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

گریباں کھلا رکھنا

سوال[۹۳۴۴]: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا رہتا تھا یا نہیں، اگر کسی کے کرتے کا اوپر والا بٹن کھلا رہے تو اس کی وجہ سے نماز میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کبھی کھلا رکھنا بھی ثابت ہے اور بعض صحابہ نے اس کو دیکھ کر ایسا پسند کیا کہ ہمیشہ ہی کھلا رکھا:

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿السارق والسارقة، فاقطعوا أيديهما﴾ (سورة المائدة: ۳۸)

"عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "ألا! لا تظلموا، ألا! لا يحل مال امرىء إلا بطيب نفس منه". (مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ص: ۲۵۵، قديمي)

"هي لغةً أخذ الشيء من الغير خفيةً، وتسمية المسروق سرقةً مجاز. وشرعاً باعتبار الحرمة أخذه كذلك بغير حق، نصاباً كان أم لا". (الدرالمختار، كتاب السرقة: ۴/۲، سعيد)

(۲) العبارة بتمامها: "(خصومة الذمي والدابة يوم القيامة أشد من خصومة المسلم)، الخ". (الدرالمختار). "(قوله: لأن خصومة الذمي، الخ) في الخانية من الغصب: مسلم غصب من ذمي مالاً أو سرقه، يعاقب عليه يوم القيامة؛ لأنه أخذ مالاً معصوماً، والذمي لا يرجى منه العفو بخلاف المسلم، فكانت خصومة الذمي أشد". (ردالمحتار، كتاب العتق، باب الاستيلاد: ۶۹۴/۳، سعيد)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الغصب، فصل في برأة الغاصب والمديون: ۲۵۸/۳، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

"عن معاوية بن مرة عن أبيه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: أتيت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم فی رهبط من مزينة لنبايعه، وإن قميصه لمطلق، أو قال: زر قميصه". شمائل، ص: ۳۸(۱)۔

"قال عروة فما رأيت معاوية ولا ابنه قط إلا مطلقیٰ أزارهما قط فی شتاء ولا حر، ولا يزران إزارهما". أبو داؤد شريف(۲)۔

"قوله: فما رأيت معاوية، الخ". وهذا وإن كان اختياراً لما هو خلاف الأولیٰ خصوصاً فی الصلوة، لكنهما أحبا أن يكون علی مارأيا النبی صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم وإن كان إطلاق إزراره إذ ذاك لعارض ولم يكن هذا من عامة أحواله صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم، وذلك لما فيه من قلة المبالاة بامر الصلوة، إلا أن الكراهة لعلها لا تبقی فی حق معاوية وابنه، لكون الباعث لهما حب النبی صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم واتباعه فيما رأياه من الكيفية، الخ". بذل المجهود: ۵/۵۲(۳)۔

اس حالت میں نماز کا حکم بھی عبارت مذکورہ سے معلوم ہوگیا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ رجب/ ۷۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۲/ رجب/ ۷۰ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) (شمائل الترمذی، باب ماجاء فی لباس رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم، ص: ۵، سعيد)

(۲) (سنن أبی داؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء فی حل الأزرار: ۲/۲۰۹، مكتبه رحمانيه)

(۳) (بذل المجهود وشرح أبی داؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء فی حل الإزرار: ۵/۵۲، معهد الخليل)

(وكذا فی الشمائل الترمذی، باب ماجاء فی لباس رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم ص: ۳۰، دار الكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب استعمال الذهب والفضة

الفصل الأول فی الخاتم

(انگوٹھی کا بیان)

سونے چاندی کی انگوٹھی وغیرہ

سوال[۹۳۴۵]: سونے چاندی کی انگشتری اور بوتام بنانا شریعت میں جائز ہے یا ممنوع ہے(۱)، اگر جائز ہے تو کتنا سونا چاندی جائز ہے مرد وعورت کیلئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سونے چاندی کی انگشتری بنانا شرعاً درست ہے، البتہ مرد کو صرف چاندی کی انگشتری کی اجازت ہے وہ بھی ایک مثقال سے کم(۲)، عورت کیلئے کوئی قید نہیں ہے، اس کیلئے سونے کی بھی اجازت ہے(۳) اور وزن

---

(۱) (Button) بوتام: تکمہ، گھنڈی، گولا، کوئی چھوٹی سے گول چیز"۔ (English to english & Urdu Dictionary, Page No: 115, Feroz Sons, Lahore)

(۲) "ولايتحلى الرجل بذهب و فضة مطلقاً إلابخاتم .....منها: أى الفضة .....ولا يزيده على مثقال، وقيل: لايبلغ به المثقال". (رد المحتار مع الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ۳۵۸/۶-۳۶۱، سعيد)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۳۴۸/۸، رشيديه)

(۳) "يجوز للنساء التحلى بالذهب و الفضة، إلا الخاتم .....من الفضة ..... وفى الاختيار: سَنّ أن يكون الخاتم على قدر مثقال أو دونه". (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۱۹۵/۴، غفاريه)

Maktaba Tul Ishaat.com

میں بھی جس قدر چاہے استعمال کرسکتی ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۴/۱۹ھ۔

سونے کی انگوٹھی مرد کے لئے

سوال[۹۳۴۶]: سونے کی انگوٹھی مرد کیلئے جائز ہے یانہیں؟ ریڈیو، گانا بجانا، ناٹک(۲)، قوالی، جھوٹی خبریں خود سننا اور اپنے اہل وعیال کو سنانا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سونے کی انگوٹھی مرد کو پہننا حرام ہے(۳)۔ریڈیو پر امورِ مسئولہ کو سننا جائز نہیں(۴)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۱/۴/۱۰ھ۔

---

(۱) ''عورت کے لئے انگوٹھی کے سوا دوسرا زیور ہر قسم کی دھات کا بنا ہوا جائز ہے، انگوٹھی صرف سونے اور چاندی کی جائز ہے خواہ جس مقدار کی بھی ہو''۔(أحسن الفتاوی، کتاب الحظر والإباحة، باب أحکام لباس وزینت، عنوان: عورت کے لئے زیور اور انگوٹھی کا حکم: ۸/۷۰، سعید)

(۲) ''ناٹک: ناچنے والا، رقاص، تماشا کرنے والا بہروپیا، ایکٹر، کھیل، تمثیل، ڈرامہ''۔(فیروز اللغات، ص: ۱۳۳۹، فیروز سنز لاهور)

(۳) "عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: نهی رسو ل الله صلی الله علیه وسلم عن خاتم الذ هب". (سنن ابن ماجة، أبواب اللباس، باب النهی عن التختم بالذ هب، ص: ۲۵۹، قدیمی)

"ولایتختم بغیرها کحَجَر وذ هب وحدید". (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ۶/۳۵۵، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس: ۴/۱۹۵، رشیدیه)

(۴) "استماع صوت الملاهی کالضرب بالقضیب ونحو ه حرام". (الفتاوی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الفصل الثالث فیمایتعلق بالمناهی: ۶/۳۵۹، رشیدیه)

(وکذا فی مجمع الأنهر شرح ملتقی الأبحر، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات: ۴/۲۲۳، غفاریه)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الإجارة، باب الإجار ة الفاسدة: ۶/۵۵، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

انگوٹھی میں سونے کا نگ

سوال[۹۳۴۷]: مرد انگوٹھی میں سونا بطورِ نگینہ کے استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو ہدایہ کتاب الکراھیہ، کی عبارت:

"والحلقة هي المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها، ولامعتبر بالفص، حتى يجوز أن يكون من حجر، الخ" کا کیا مطلب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلياً:

چاندی کی انگوٹھی مرد کیلئے جائز قرار دی گئی ہے اور اس کا وزن متعین کردیا گیا کہ اس سے زائد نہ ہو۔ اس مسئلہ کے ذیل میں صاحبِ ہدایہ نے لکھا ہے کہ حلقہ اور نگینہ کا مجموعی وزن اتنا ہونا مراد نہیں، بلکہ وزن کی یہ تحدید حلقہ کیلئے ہے(۱)، لہذا اگر صرف حلقہ کا اتنا وزن ہو اور نگینہ مثلاً: پتھر کا ہو کہ مجموعہ کا وزن زیادہ ہوجائے تب بھی درست ہے۔

اگر نگینہ پتھر کا ہو تو اس کی اجازت دی گئی ہے، اگر حلقہ پتھر کا ہو تو اس کو منع کیا گیا ہے، اگر پتھر کے نگینہ میں سونے کی کیل ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں، اگر کسی اور چیز کا نگینہ ہو جو کہ مرد کیلئے ممنوع ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں:

"ثم الحلقة في الخاتم هي المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها، ولامعتبر بالفص، حتى أنه يجوز أن يكون حجراً أو غيره، كذا في السراج الوهاج. ولابأس بسدّ نقب الفص بمسمار الذهب، كذا في الاختيار شرح المختار". عالمگیری: ۱۰۲/٤(۲)۔

---

(۱) "والختم بالذهب على الرجال حرام، لما روينا. وعن علي رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي عليه السلام نهى عن التختم بالذهب. ولأن الأصل فيه التحريم، والإباحة ضرورة الختم أو النموذج، وقد اندفعت بالأدنىٰ، وهو الفضة، والحلقة هي المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها، ولا معتبر بالفص حتى يجوز أن يكون من حجر. ويجعل الفص إلى باطن كفه، بخلاف النسوان؛ لأنه تزين في حقهن". (الهداية، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۴۵۷/۴، مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة: ۳۳۵/۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

"ولا يتختم إلا بالفضة، وهذا نص على أن التختم بالحجر والصفر حرام، اهـ". هدايه(۱)۔

والمسئلة مذكورة في تكملة فتح القدير: ۸/۹٦(۲)، والبحر الرائق: ۸/۹۱(۳)، وتبيين الحقائق: ۱/٦(٤)۔

چونکہ نگینہ حلقہ کا تابع ہوتا ہے، اس لئے اگر وہ (نگینہ) سونے کا ہو تو گنجائش معلوم ہوتی ہے جیسے اِزرارِ

---

(۱) (الهداية، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۴۵۷/۴، مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) (تكملة فتح القدير، كتاب الكراهية، فصل في اللبس ۲۲/۱۰، مصطفى البابى الحلبى مصر)

(۳) "ولا يتحلى الرجل بالذهب والفضة إلا الخاتم ..... لما روينا، غير أن الخاتم وما ذكر مستثنى تحقيقاً لمعنى النموذج والفضة؛ لأنهما من جنس واحد، وكان للنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خاتم من فضة، وكان في يده إلى أن توفى، ثم في يد عمر إلى أن توفى، ثم في يد عثمان إلى أن وقع في البئر، فأنفق مالاً عظيماً في طلبه، فلم يجده، ووقع الخلاف بين الصحابة والتشويش من ذلك الوقت إلى أن استشهد ..... والحلقة هي المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها، ولا يعتبر بالفص؛ لأنه لا يجوز من الحجر". (البحر الرائق، كتاب الكراهيه، فصل في اللبس: ۳۴۸/۸، رشيديه)

(۴) "ولا يتحلّى الرجل بالذهب والفضة ..... لما روينا، غير أن الخاتم ..... من الفضة مستثنىٰ تحقيقاً لمعنى النموذج، والفضة أغنت عن الذهب؛ لأنهما من جنس واحد، وقد ورد آثار في جواز التختم بالفضة، وكان للنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خاتم فضة، وكان في يده إلى أن توفى، ثم في يد أبى بكر إلى أن توفى، ثم يد عمر إلى أن توفى، ثم في يد عثمان إلى أن وقع من يده في البئر، فأنفق في طلبه مالاً عظيماً، فلم يجده، ووقع الخلاف فيه والتشويش بينهم من ذلك الوقت إلى أن استشهد رضى الله تعالىٰ عنه. ولا يتختم بغير الفضة كالحجر والحديد والصفر ..... ولأن الأصل فيه التحريم، والإباحة ضرورة التختم والنموذج، وقد اندفعت بالأدنىٰ، وهي الفضة. والحلقة هي المعتبرة؛ لأن قوام الخاتم بها، ولا معتبر بالفص حتى يجوز من الحجر". (تبيين الحقائق كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۵/۷، ۳٦، دارالكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

ثوب کی اجازت ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

چاندی وغیرہ کی انگوٹھی

سوال[۹۳۴۸]: مرد کو سونا، چاندی، پیتل، لوہے ۶، ۷/ آنے بھر تک استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرد کو صرف چاندی کی انگوٹھی ساڑھے تین ماشہ کی مقدار درست ہے، اس کے علاوہ کسی دھات کی

---

(۱) واضح رہے کہ یہاں پر جواب کی دو عبارتیں قابلِ توجہ ہیں: ۱- ''اگر پتھر کے نگینہ میں سونے کے کیل ہو تو اس کی اجازت نہیں'' حالانکہ حوالہ میں لکھی ہوئی عالمگیری کی اس عبارت: ''ولا باس بسدّ ثقب الفص بمسمار الذهب'' سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

۲- دوسری آخر والی عبارت ''چونکہ نگینہ حلقہ کا تابع ہوتا ہے، الخ'' لکھ کر جواز کا قول لکھا ہے اور اوپر والی عبارت: ''اگر کسی اور چیز کا نگینہ ہو جو کہ مرد کیلئے ممنوع ہو تو اس کی بھی اجازت نہیں''۔ دونوں عبارتوں میں بظاہر تناقض نظر آرہا ہے، یا کاتب کی سہو ہے، لہذا عالمگیری کی عبارت کو دلیل بنا کر پتھر کے نگینے میں سونے کی کیل کی اجازت معلوم ہوتی ہے اور حلقہ کا تابع بنا کر سونے کے نگینے کا عدمِ اجازت معلوم ہوتا ہے۔ اور مقیس علیہ (ازرارِ ثوب) خود محلِ تأمل ہے۔ اس عبارت کے مطلب کو حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان کیا ہے، فرمایا:

''مدت ہوئی حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول کہ: اس ازرار سے مراد کلابتوں کی گھنڈی ہے، بٹن اس میں داخل نہیں۔ ان کے صاحبزادے قاری عبدالسلام مرحوم سے سن کر صفائی معاملات کے اس مسئلہ میں مجھ کو تردد ہو گیا ہے اور اس وقت احتیاط کے درجہ میں اس سے رجوع کرتا ہوں''۔ (**إمداد الفتاوی، کتاب الحظر والإباحة، أحکام متعلقه لباس، تحت عنوان: ''سونے چاندی، پیتل، لوہے وغیرہ کا استعمال: ۴/ ۱۳۱، مکتبه دار العلوم، کراچی**)

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں: ''جائز نہیں، **قال الحصکفی رحمه الله تعالیٰ: "لا بأس بازرار الدیباج والذهب"**. (**الدر المختار: ۵/ ۲۲۶**). بعض نے اس سے سونے کے بٹنوں کا جواز سمجھا ہے جو صحیح نہیں، اس لئے کہ ازرار گھنڈی کو کہتے ہیں، بٹن کو نہیں، گھنڈی کپڑے کے تابع ہوتی ہے بٹن تابع نہیں، اس لئے سونے یا چاندی کے تار کی گھنڈی جائز ہے بٹن جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم''۔ (**أحسن الفتاوی، کتاب الحظر والإباحة، احکام لباس وزینت، تحت عنوان: مرد کے لئے سونے چاندی کے بٹن: ۸/ ۷۰، سعید**)

Maktaba Tul Ishaat.com

انگوٹھی مرد کیلئے درست نہیں، کذافی الدر المختار(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۸۸ھ۔

چاندی کی انگوٹھی

سوال[۹۳۴۹]: انگشتری کی چاندی کی جس کا وزن تقریباً ۶/ ماشہ ہے، کیا اس کو آدمی پہن سکتا ہے یا نہیں اور اگر پہن سکتا ہے تو کس وزن کی پہن سکتا ہے؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بادشاہ وقاضی اور متولی وغیرہ کو مُہر لگانے کیلئے انگشتری چاندی کی جائز ہے جس کا وزن چار ماشہ سے کم ہو، اَوروں کیلئے مناسب نہیں:

"وترك التختم لغير السلطان والقاضي وذي حاجه إليه كمتول أفضل، اهـ". درمختار۔

"وفي البستان عن بعض التابعين: لايتختم إلاثلاثه: أمير أو كاتب أو أحمق".(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

کئی نگ والی انگوٹھی

سوال[۹۳۵۰] : انگوٹھی جس میں کئی نگ ہوں، یا ایک ہی نگ کی دو تین انگوٹھی انگلیوں میں پہننا کیسا

---

(۱) "ولايتحلى الرجل بذهب و فضه مطلقاً إلابخاتم..... منها: أى الفضة .....ولايزيده على مثقال". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحه، فصل فى اللبس: ۶/۳۵۸-۳۶۱، سعيد)

(وكذا فى مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۴/۱۹۵، غفاريه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهيه، فصل فى اللبس: ۸/۳۴۸، رشيديه)

(۲) (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحه، فصل فى اللبس: ۶/۳۶۱، سعيد)

(وكذا فى مجمع الأنهر مع ملتقى الأبحر، كتاب الكراهيه، فصل فى اللبس: ۴/۱۹۷، غفاريه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل فى النظر واللمس: ۸/۳۴۹، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے؟ اور ایسی انگوٹھیاں پہنے ہوئے نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی انگوٹھیاں جس میں کئی نگ ہو حرام ہے، ایک سے زائد انگوٹھی بھی کوئی مرد نہ پہنے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/ ۷/ ۹۶ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "وإنما يجوز التختم بالفضة إذا كان على هيئة خاتم الرجال، أما إذا كان على هيئة خاتم النساء بأن يكون له فصان أو ثلاثة، يكره استعماله للرجال". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهيه، الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة: ۳۳۵/۵، رشيديه)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۷۰/۴، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ البزاية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل السابع في اللبس: ۳۶۸/۶، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فی أسنان الذهب والفضة

(سونے چاندی کے دانتوں کا بیان)

چاندی سونے کے دانت، ان کے تار اور خول کا دانت کیلئے استعمال

سوال[۹۳۵۱]: ۱.....بعض مَردوں اور عورتوں کے دانت کمزوری سے ہلنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے مرد وعورتیں اپنے اپنے دانتوں میں چاندی وسونے کا خول چڑھواتے ہیں، یا چاندی یا سونے کے تار سے دانتوں کو بندھواتے ہیں مضبوطی کے لئے۔ تو کیا مردوں اور عورتوں کے لئے سونے وچاندی کا خول چڑھوانا یا دانتوں پر ٹانکہ لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ یا محض عورتوں کیلئے روا ہے تو مردوں کیلئے کیا حکم ہے؟

۲.....مظاہرِ حق میں ہے کہ ''جہاد میں کسی صحابی کی ناک ضائع ہوگئی تھی تو صحابی نے ناک پر سونے کا خول بنوایا تھا''۔ ان کو جہاد کی وجہ سے اجازت تھی، یا عوام کو بھی اجازت ہے؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کی ممانعت ہے، چاندی کی اجازت ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دونوں کی اجازت ہے، فتاوی عالمگیری:۳۳۶(۱) میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے موافق نقل کی ہے، لہٰذا گنجائش ہے، اور اس میں مرد وعورت کا ایک ہی حکم ہے۔

۲..... مجھے تو مظاہر حق میں یہ واقعہ باوجود تلاش کے ملا نہیں، خدا جانے آپ نے کہاں سے دیکھ کر لکھا ہے، کیونکہ مصباح کے حوالہ سے علامہ شلبیؒ نے زیلعی شرح کنز، ج:۱۶۶، کے حاشیہ پر یہ واقعہ حضور صلی اللہ

---

(۱) "قال أبو يوسف رحمه الله تعالىٰ في مجلس اٰخر: سألت أباحنيفة رحمه الله تعالىٰ عن ذلك، فلم ير بإعادتها بأساً". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، قبيل الباب الحادى عشر فى الكراهة فى الأكل: ۳۳۶/۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل کا لکھا ہے(۱) اور آپ کہتے ہیں کہ ایسا ایک جہاد میں ہوا۔ بدائع (۲)، زیلعی (۳)، ردالمحتار (۴) وغیرہ میں لکھا ہے کہ بہت ممکن ہے کہ یہ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تخصیص ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

سونے چاندی کے دانت

سوال[۹۳۵۲]: صحابی کا خول ناک پر چڑھوانے کا واقعہ یہ ہے- مظاہر حق، جلد سوم، کتاب اللباس، ص: ۴۹۹، بحوالہ ترمذی: ''حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ سے روایت ہے کہ دادا عرفجہ ابن اسعد کی ناک کاٹی گئی دن کلاب کے، پس بنائی اس نے چاندی کی، پس بدبو ہوئی وہ ناک، اس پر حکم کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ بنادے سونے کی ناک''۔ اس دلیل سے بعض علماء نے جائز قرار دیا ہے''(۵)۔

---

(۱) ''كلاب .....اسم وادٍ بين الكوفه والبصرة .....وكان به وقعة مشهورة بين العرب قبل المبعث بخمس سنين، وهو عن اليمامة ستة أميال''. (حاشية الشلبى على تبيين الحقائق للزيلعى، كتاب الكراهية، قبيل فصل فى النظر والمس: ۳۶/۷، دار الكتب العلميه بيروت)

(۲) ''وقد روى أن عرفجة أصيب أنفه يو م الكلاب، الخ''. (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان، قبيل كتاب البيوع: ۱۳۲/۵، سعيد)

(۳) ''ويحتمل أنه عليه الصلاة والسلام رخّص عرفجة بذلك''. (تبيين الحقائق للزيلعى، كتاب الكراهية: ۳۷/۷، سعيد)

(۴) ''واحتمال أن ذلك خصوصيةٌ لعرفجة''. (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل فى النظر والمس: ۳۶۲/۶، سعيد)

(وكذا فى المحيط البرهانى، كتاب الاستحسان، قبيل الفصل الثانى عشر فى الكراهية فى الأكل: ۸۷/۶، غفاريه)

(وكذا فى مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، قبيل فصل فى أحكام النظر ونحوه: ۱۹۶/۴، غفاريه)

(۵) (مظاهر حق (جديد)، كتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الثانى: ۱۸۹/۴، إداره اشاعت كراچى)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ واقعہ متعدد کتب میں دیکھا ہوا ہے اور یاد بھی ہے، مگر آپ نے خط میں اس کو ''جہاد'' لکھا تھا، حالانکہ یہ نبوت سے بھی کئی سال قبل کا واقعہ ہے، اس لئے مجھے تردد اور تأمل تھا، نیز جس وقت یہ واقعہ پیش آیا، اس وقت حضرت عرفجہ مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے اور آپ نے لکھا تھا کہ ''ایک صحابی کی جہاد میں ناک کٹ گئی تھی'' اس لئے تردد تھا، اگر آپ ''جہاد'' اور ''صحابی'' تحریر نہ کرتے تو کچھ اشکال نہیں تھا (۱)۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دانت کو چاندی کے تار سے باندھنا درست ہے، سونے کے تار سے درست نہیں۔ امام محمد کے نزدیک دونوں سے درست ہے، امام محمد رحمۃ اللہ کی دلیل یہ حدیث ہے (۲)۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وامام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سونے کی ناک کی اجازت مجبوری بدبو کی وجہ سے دی گئی ہے اور جب تک چاندی سے کام چل سکے سونے کے استعمال کی ضرورت نہیں، کذا فی الزیلعی شرح الکنز (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) "وكان ذهب أنفه يوم الكُلاب ..... والحاصل أن يوم الكلاب اسم حرب معروفة من حروبهم". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الثاني: ۸/۱۹۳، (رقم الحديث: ۴۴۰۰)، رشيديه)

"يوم الكُلاب -كغراب- اسم ماء كانت عنده وقعة بالجاهلية". (قوت المغتذى على جامع الترمذى، أبواب اللباس، باب ماجاء فى شد الأسنان بالذهب: ۱/۳۰۶، سعيد)

(۲) "عن عرفجة بن أسعد رضى الله تعالىٰ عنه قال: أصيب أنفى يوم الكلاب فى الجاهلية، فاتخذت أنفاً من ورق فانتن علىّ، فأمرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أتخذ أنفاً من ذهب". (جامع الترمذى، أبواب اللباس، باب ماجاء فى شد الأسنان بالذهب: ۱/۳۰۶، سعيد)

(وسنن أبى داؤد، كتاب الخاتم، باب ماجاء فى ربط الأسنان بالذهب: ۲/۲۳۰، إمداديه ملتان)

(ومشكوة المصابيح، كتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الثانى، ص: ۳۷۹، قديمى)

(۳) "قال رحمه الله: (وشد السن بالفضة): أى يحل شد السن المتحرك بالفضة، ولايحل بالذهب، وهذا عند أبى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله تعالىٰ. وقال محمد رحمه الله: يحل بالذهب أيضاً وهو =

Maktaba Tul Ishaat.com

چاندی سونے کا دانت

سوال[۹۳۵۳]: جب دانت ٹوٹ جائے اس کی جگہ دانت کے اوپر سونا یا چاندی کا دانت یا میخ یا پترہ لگوالینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چاندی کی میخ، پترہ، دانت لگوانا جائز ہے۔ سونے کی میخ، پترہ، دانت لگوانا جائز نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کی میخ وغیرہ بھی درست ہے۔ سونے کی میخ وغیرہ سے اختلاف کی وجہ سے اجتناب احوط ہے:

"ولايشد سنه المتحرك بذهب بل بفضة، و جوّزهامحمد رحمه الله تعالى".

درمختار۔ "وفي التاترخانية: وعلى هذا الاختلاف إذا جدع أنفه وإذا قطع أذنه أو سقط سنه، فأراد أن يتخذ سناً اخر، فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط، وعند الإمام محمد يتخذ من

= رواية عنهما، لِمَاروى أن "عرفجة بن سعد أصيب أنفه يوم كلاب، فاتخذ أنفاً من فضة، فأنتن فامره النبي صلى الله عليه وسلم أن يتخذ أنفاً من ذهب . ولأن الفضة والذهب من جنس واحد، والأصل الحرمة فيهما، فإذا حل التضبيب بأحدهما حل بالأخر، ووجه المذكور هنا أن استعمالهما حرام إلا للضرورة، وقد زالت بالأدنىٰ، وهو الفضة، فلا حاجة إلى الأعلىٰ، فبقي على الأصل وهو الحرمة. والضرورة فيما روى لما تندفع بالفضة حيث أنتنت، ولأن كلامنا في السنّ، والمروى في الأنف، فلا يلزم من عدم الإغناء في الأنف عدم الإغناء في السنّ، ألا ترى أن التختم جاز لأجل الختم، ثم لما وقع الاستغناء بالأدنىٰ لايصار إلى الأعلىٰ، ولايجوز قياسه على الأنف فكذا هنا. ويحتمل أنه عليه الصلوة والسلام خص عرفجة رضي الله تعالىٰ عنه بذلك كما خصّ الزبير بن العوام وعبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالىٰ عنهما بلبس الحرير لأجل الحكة في جسمهما". (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل في النظر والمس: ۳۶/۷، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهيه، قبيل فصل في النظر واللمس: ۸/ ۳۵۰، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، مع ملتقى الأبحر، كتاب الكراهيه، قبيل فصل في أحكام النظر ونحوه: ۱۹۶/۴، غفاريه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الذهب أيضاً". شامي: ٥/ ٣١٨(١)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/ ۸/ ۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف۔

رولڈ گولڈ کور میں دانت

سوال[۹۳۵۴]: زید کا ایک دانت چوٹ لگنے سے ٹوٹ گیا ہے، زید دانت لگوانے کی غرض سے ڈاکٹر کے پاس گیا، ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ مستقل لگا رہنے والا دانت لگوائیں گے جو نکالنا نہیں پڑے گا۔ تو رولڈ گولڈ کور(۲) میں وہ دانت لگے گا جسے عام طور پر لوگ لگواتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ رولڈ گولڈ سونے کا کیا حکم ہے، رولڈ گولڈ کور میں اگر زید دانت لگوائے تو کیا حکم ہے؟ چاندی کے کور میں لگوا سکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر چہ سونے اور چاندی دونوں کا دانت لگوانے کی بھی گنجائش ہے، لیکن چاندی سے کام چل جائے تو سونے سے پرہیز مناسب ہے:

"إذا جدع أنفه أو أذنه، أو سقط سنه، فأراد أن يتخذ سنًّا آخر، فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط، وعند محمد من الذهب أيضاً، اهـ". ردالمحتار: ٥/٢٢٦(٣)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۲/ ۹۶ھ۔

---

(۱) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ٦/ ٣٦٢، سعيد)

(وكذا فى مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ٤/ ١٩٦، غفاريه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهيه، قبيل فصل فى النظر واللمس: ٨/ ٣٥٠، رشيديه)

(۲) گولڈ: سونا، زر، طلا"۔(فيروز اللغات، ص: ١١١٥، فيروز سنز لاهور)

(۳) (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحه، قبيل فصل فى النظروالمس: ٦/ ٣٦٢، سعيد)

(وكذا فى مجمع الأنهر، كتاب الكراهيه، قبيل فصل فى أحكام النظر ونحوه: ٨/ ٣٥٠، غفاريه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل فى النظر والمس: ٨/ ٣٥٠، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

چاندی کا خلال

سوال[۹۳۵۵]: ہندہ کوعرصہ سے چاندی کے خلال کی عادت ہے اور پان وغیرہ کھانے کی وجہ سے چھالیہ اندر کے دانتوں میں پھنس جاتی ہے اور تنکے سے نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چاندی کے خلال کیلئے طبیب کہتا ہے کہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا، مگر بہشتی زیور کے اندر ممنوع لکھا ہے(۱)۔ اب دریافت طلب یہ کہ چاندی کا خلال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چاندی کا خلال استعمال نہ کریں، تانبے، پیتل وغیرہ کا استعمال کرلیا کریں، اس کے لئے وزن مقرر نہیں، جتنی ضرورت ہو استعمال کرسکتے ہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، ۱۹/۴/۹۰ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) ''سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں، بلکہ ان کی چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں، جیسے چاندی سونے کے چمچہ سے کھانا پینا، خلال سے دانت صاف کرنا، گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا .....غرض ان کی چیز کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں''۔ (بہشتی زیور، حصہ سوم، باب:۳۶، چاندی سونے کے برتنوں کا بیان، ص:۲۵۲، دارالاشاعت کراچی)

(۲) "وكذا لايجوز الاكتحال بميل الذهب والفضة، وكذا المكحلة، وكل ماكان يعود الانتفاع به إلى البدن، كذافي السراج الوهاج". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة: ۵/۳۳۴، رشيديه)

"ولايجوز استعمال آنية الذهب والفضة ..... وعلى هذا المجمرة والملعقة والمدهن والميل والمكحلة والمرآة ونحو ذلك". (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الكراهيه، فصل في حكم الحرير والحلي: ۲/۴۱۹، حقانيه پشاور)

(وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهيه، الفصل السابع في اللبس: ۴/۳۷۱، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث فی مصنوعات الذهب وغیره

(سونے وغیرہ کی مصنوعات کا بیان)

کُرتے میں سونے کے بٹن

سوال[۹۳۵۶]: سونا استعمال کرنا مَردوں کیلئے حرام ہے، لیکن سابق صدر مفتی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاوی دار العلوم میں لکھا ہے کہ ''سونے کا بٹن مَردوں کیلئے استعمال کرنا جائز ہے''۔ دلیل درمختار وغیرہ سے پیش کر کے یہ فرمایا کہ ''چونکہ یہ بٹن مستقل نہیں، بلکہ لباس کے تابع ہیں، لہذا درست ہے''(۱)۔ آیا واقع میں یہ درست بھی ہے یا نہیں؟ کیوں کہ بہت دنوں کے بعد اس پر نگاہ پہنچی ہے، اس لئے تعجب ہو رہا ہے، ورنہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتوی کو دیکھنے کے بعد لب کشائی کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر سونے کے بٹن کرتے میں گُندھے ہوئے ہیں(۲)، تو یہ کُرتے کے تابع ہو کر جائز ہے:

"لابأس بإزرار الديباج أو الذهب". الدر المختار على هامش ردالمحتار: ٣٤٨/٥(٣)۔

اور اگر الگ بنے ہوئے ہیں اور کُرتہ میں لگاتے ہیں جیسا کہ آج کل رواج ہے تو ناجائز ہے، اس لئے

---

(۱) (فتاوی دار العلوم دیو بند (إمداد المفتيين)، كتاب الحظر والإباحه، باب اللباس والزينة، عنوان: ''سونے چاندی کے بٹن استعمال کرنا جائز ہیں'': ۸۱۵/۲، دار الإشاعت کراچی)

(۲) ''گندھنا: آٹے میں پانی ڈال کر ملانا، سر کے بالوں کو گتھنا، ہار کا گتھنا''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۱۰۹، فیروز سنز، لاهور)

(۳) (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحه، فصل فی اللبس: ۳۵۵/۶، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کہ اس صورت میں وہ کرتہ کے تابع نہیں ہوں گے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱/۸۸ھ۔

سونے چاندی کے بٹن

سوال[۹۳۵۷]: مرد کو سونے چاندی وغیرہ کے بٹن جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرد کو سونے چاندی کے بٹن جائز نہیں(۲)۔وغیرہ کا مطلب کیا ہے، اس کے معلوم ہونے پر جواب ملے گا۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

رولڈ گولڈ کے سنہرے بٹن، گھڑی کی چین، لوہے کی انگوٹھی، مخلوط دھاتوں کے بٹن کا حکم

سوال[۹۳۵۸]: آج کل جو رولڈ گولڈ کی سنہرے رنگ کے جو بٹن بازار میں فروخت ہوتی ہے، ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ نیز گھڑی کے سنہرے چینوں کا کیا حکم ہے؟ ان دھاتوں کا شمار لوہے وغیرہ میں ہوگا یا نہیں، اگر ہے تو کتبِ فقہ میں مثلاً ھدایہ وغیرہ میں جو یہ مسئلہ صراحۃً لکھا ہے کہ حدید وغیرہ دھاتوں کے بٹن وغیرہ استعمال کرنا مکروہ ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

بٹن جو کپڑے میں سلا ہوا ہو وہ تابع ثوب ہے، درمختار میں از رارِ ذھب کو جائز لکھا ہے(۳)۔لوہے کی

---

(۱) "حدثنا آدم ..... قال: نهانا النبی صلی الله علیه وسلم عن خاتم الذهب". أو قال: "حلقة الذهب، وعن الحریر والاستبراق، الخ". (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب خواتیم الذهب: ۲/۸۷۱، قدیمی)

"ویکره أن یلبس الرجل ثوباً فیه کتابة بذهب وفضة". (البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل فی الأکل والشرب: ۸/۳۳۹، رشیدیه)

(۲) (راجع رقم الحاشیة: ۱)

(۳) "لابأس بإزرار الدیباج أو الذهب". (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی =

Maktaba Tul Ishaat.com

انگوٹھی مکروہ ہے(۱)، رولڈ گولڈ کی حقیقت کے متعلق ان لوگوں سے تحقیق کی جائے جو اس کا تجربہ رکھتے ہیں، وہ بتاسکیں گے کہ یہ سونا ہے یا لوہا یا مخلوط، مخلوط ہونے کی صورت میں جو دھات غالب ہوگی اس کا حکم جاری کیا جائے گا(۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۷/۶/۹۶ھ۔

پیتل کے بٹن

سوال[۹۳۵۹]: کیا مَردوں کو پیتل وغیرہ کے بٹن جس پر پالش ہوتی ہے، پہننا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

درست ہے(۳) جبکہ ان میں تشبہ نہ ہو(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۵/۸۹ھ۔

= اللبس: ۳۵۵/۶، سعید)

(۱) "والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ۳۶۰/۶، سعيد)

"ولايتختم بحجر ولاصفر ولاحديد". (الدرالمنتقى المعروف بسكب الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۱۹۷/۴، غفاريه)

"التختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر فى استعمال الذهب والفضة: ۳۳۴/۵، رشيديه)

(۲) "وما غالبه الفضة أو الذهب فضةٌ وذهبٌ". (الدرالمنتقى شرح الملتقى، كتاب الصرف: ۱۶۶/۴، غفاريه)

"والغالب عليه الغش منهما فى حكم عروض اعتبار اللغالب". (الدرالمختار، كتاب الصرف: ۲۶۶/۵، سعيد)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الصرف: ۳۳۴/۶، رشيديه)

(۳) "ولاباس بأن يلبس الصبى اللؤلؤ وكذا البالغ". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب =

Maktaba Tul Ishaat.com

تانبہ کے برتن پر چاندی کی قلعی

سوال[۹۳۶۰]: تانبہ وغیرہ کے برتن پر اگر چاندی یا سونے کی قلعی کرا کر استعمال کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تانبے کے برتن پر سونے چاندی کے پانی سے اگر اس طرح قلعی کردی جائے کہ اس سے مستقلاً الگ نہ

= العاشر فی استعمال الذهب والفضة: ۳۳۴/۵، رشیدیه)

"الأصل فی الأشیاء الإباحة". (الأشباه والنظائر، القواعد الکلیة: ۲۲۳/۱، إدارة القران کراچی)

(۴) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (سنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۵۵۸/۲، دار الحدیث ملتان) (ومشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

"من تشبه بقوم": أی تزیّا فی ظاهره بزیهم، وفی تعرفه بفعلهم وفی تخلقهم، بخلقهم وسار بسیرتهم وهدیهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وکان التشبه بحق قد طابق فیه الظاهر الباطن "فهو منهم". وقیل: المعنی من تشبه بالصالحین، وهو من أتباعهم یکرم کما یکر مون. ومن تشبه بالفساق، یهان ویخذل کهم. ومن وضع علیه علامة الشرف أکرم وإن لم یتحقق شرفه. وفیه أن من تشبه من الجن بالحیات وظهر بصورتهم، قتل. وأنه لایجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء، کذا ذکره ابن رسلان. وبأبلغ من ذلک صرح القرطبی فقال: لوخص أهل الفسوق والمجنون بلباس منع لبسه لغیرهم، فقد یظن به من لایعرفه أنه منهم، فیظن السوء، فیأثم الظان والمظنون فیه بسبب العون علیه". (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۵۷۴۳/۱۱، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "من تشبه بقوم": أی من شبّه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر. قال الطیبی رحمه الله تعالیٰ: هذا عام فی الخَلق والخُلق والشعار". (مرقاة المفاتیح: ۱۵۵/۸، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷)، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوسکے تو اس کی گنجائش ہے، کذا فی رد المحتار: ۵/۳۰۱(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

برتن پر سونے چاندی کا ملمع کرنا

سوال[۹۳۶۱]: جیسا کہ چاندی سونے کے برتن وغیرہ استعمال کرنا حرام ہیں، تو اگر کسی برتن پر چاندی یا سونے کا ملمع ہو تو اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر چاندی یا سونے کا صرف پانی چڑھایا گیا ہو جس کو مستقلاً جدا نہ کیا جاسکتا ہو تو گنجائش ہے، اجتناب پھر بھی ورع ہے(۲)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۷/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۷/۸۸ھ۔

سکہ پر سونے چاندی کا ملمع کرکے زیور بنانا

سوال[۹۳۶۲]: سکہ کا زیور بنوا کر اس پر سونے چاندی کا پانی چڑھواتے ہیں تو اس کا استعمال مرد عورت پر درست ہے یا نہیں؟ مرد انگوٹھی اور بٹن اس کا استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) "وكذا الإناء المضبب بالذهب أو الفضة". (الدرالمختار). وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "أى الحكم فيه كالحكم فى المفضض، يقال: باب مضبب: أى مشدود بالضباب، الخ". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۴۴، سعيد)

"وحل الشرب فى إناء مفضض .....ويتقى موضع الفضة يعنى يتقى موضعها بالفم، وقيل: بالفم واليد فى الأخذ والشرب". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى الأكل والشرب: ۸/۳۴۱، رشيديه)

(وكذا فى مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ۴/۱۹۷، غفاريه)

(۲) (راجع الحاشية المتقدمة)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

اس پر سونے چاندی کا ملمع کر کے اس کا زیور بنوانا اور استعمال کرنا عورتوں کے لئے درست ہے۔ مرد کو صرف ایک انگوٹھی کی مقدار وزن میں اجازت ہے، وہ بھی چاندی کا، بٹن تابعِ ثوب اس میں توسع ہے، مرد کے لئے بھی اجازت ہے:

"ولا يتحلى الرجل بذهب وفضة مطلقاً إلا بخاتم ومنطقة وحلية سيف منها ولا يتختم بغيرها كحجر وذهب وحديد و صفر ورصاص وزجاج. و في الحاوي القدسي: إلا الخاتم قدر درهم. ولا بأس بإزرار الديباج والذهب. ولا بأ س بأن يتخذ خاتم حديد قد لوى عليه فضة وألبس بفضة حتى لا يرى، اه". درمختار وشامی(۱)۔

محض معمولی پانی اگر سونے چاندی کا ہو تو وہ کافی نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱/۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱/۹۳ھ۔

تانبے، پیتل وغیرہ کا استعمال

سوال[۹۳۶۳]: پیتل، تانبا کے بے قلعی برتنوں کا استعمال کرنا، حقہ ضروری پینا، دھوتی، لنگی استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

پیتل اور تانبے کے برتنوں کا استعمال کرنا درست ہے(۲)۔ البتہ اگر کفار کی مشابہت ہو تو

---

(۱) (ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ۶/۳۵۸-۳۶۱، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر شرح الملتقى مع درالمنتقى، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۴/۱۹۵، مكتبه غفاريه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهيه، فصل في اللبس: ۸/۳۴۸، رشيديه)

(۲) "وأما الآنية من غير الفضة والذهب، فلا بأس بالأكل والشرب والانتفاع بها، كالحديد والصفر النحاس والرصاص والخشب والطين". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۴۳، سعيد) =

Maktaba Tul Ishaat.com

منع ہے(۱)۔لنگی اس طرح باندھنا جس سے ستر کھلے یا کفار کے طریقے پر باندھنا ناجائز ہے اور شرع کے موافق باندھنا درست ہے۔حقہ کسی بیماری کی وجہ سے دواءً پینا درست ہے(۲) اور بغیر بیماری کے شوقیہ پینا مکروہ(۳)، اگر نشہ ہوتو ناجائز ہے(۴)۔بدبودار منہ لے کر مسجد میں جانا بہرصورت ناجائز

= "ولابأس بآنية العقيق والبلور والزوجاج والزبرجد والرصاص". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة: ۳۳۵/۵، رشيديه)

(۱) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

(وكذا في سنن أبي داؤد، باب في لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دارالحديث ملتان)

(۲) "وجوزه في النهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءً، ولم يجد مباحاً يقوم مقامه". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۳۸۹/۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثامن: ۳۵۴/۵، رشيديه)

(۳) "علامہ شامی اور دوسرے علمائے کرام نے عدم کراہت کو ترجیح دی ہے بشرطیکہ بدبودار نہ ہو:

" وللعلامة الشيخ علي الأجهوري المالكي رسالة في حله، نقل فيها أنه أفتى بحله مَن يعتمد عليه من أئمة المذاهب الأربعة. قلت: وألف في حله أيضاً سيدنا العارف عبدالغني النابلسي رسالةً سماها "الصلح بين الإخوان في إباحة شرب الدخان" وتعرض له في كثير من تآليفه الحسان، وأقام الطامة الكبرىٰ على القائل بالحرمة أو بالكراهة، فإنهما حكمان شرعيان لابدّ لهما من دليل، ولادليل على ذلك ..... فهو داخل تحت قاعدة: الأصل في الأشياء الإباحة". (ردالمحتار، كتاب الأشربة: ۴۵۹/۶، سعيد)

(وكذا في أحسن الفتاوىٰ: ۴۸۱/۸، سعيد، وكفايت المفتي: ۱۴۵/۹، دارالإشاعت كراچي)

(۴) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "كل مسكر خمر، وكل مسكر حرام". (الصحيح لمسلم، كتاب الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وكل خمر حرام، ص: ۱۶۷، قديمي)

(ومشكوة المصابيح، كتاب الحدود، باب بيان الخمر، ص: ۳۱۷، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے، مسواک وغیرہ سے منہ صاف کر کے جانا چاہیے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۹/صفر/۱۳۵۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "قيل لأنس رضي الله تعالىٰ عنه: ماسمعت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الثوم؟ فقال: من أكل، فلا يقربن مساجدنا". (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب ما يكره من الثوم والبقول: ۸۲۰/۲، قديمي)

"وقال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري: علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين ..... ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ماله رائحة، مأكولاً أو غيره ..... وإنما خص الثوم هنا بالذكر وفي غيره كالبصل والكراث، لكثرة أكلهم لها". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب في الفرس في المسجد: ۶۶۱/۱، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الرابع فی مایتعلق بساعة الوقت

(گھڑی کے استعمال کا بیان)

گھڑی باندھنا کیسا ہے؟

سوال[۹۳۶۴]: اسلام میں چاندی کے علاوہ اَور چیزیں حرام ہیں تو گھڑی ہم لوگ استعمال کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ اس میں ہر چیز لوہے کی ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

گھڑی اگر زیور کے طور پر ہاتھ میں نہ باندھی جائے، بلکہ وقت دیکھنے کے لئے ہو جیسا کہ وہ اسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے تو ممنوع نہیں، جس طرح لوہے کا خود اور تلوار اور زرہ پہننا اور لگانا ممنوع نہیں، کیونکہ وہ زیور نہیں بلکہ ضرورت ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

گھڑی کس ہاتھ میں پہنی جائے؟

سوال[۹۳۶۵]: کچھ لوگ بائیں ہاتھ کے بجائے داہنے ہاتھ میں گھڑی پہنتے ہیں اور کچھ لوگ

---

(۱) ''اسٹیل کی چین زیور میں شمار نہیں ہے کہ اس کا باندھنا حرام ہو، بلکہ ایک ضرورت کی حیثیت میں استعمال ہوتی ہے، ہاں جو گھڑی یا چین زنانی طرز وساخت کی ہو، اس کو مردوں کا استعمال کرنا: ''لعن الله المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال''. أو كما قال عليه الصلوة والسلام'' کے مطابق درست نہ رہے گا''۔ (نظام الفتاوی، كتاب الحظر والإباحة، تحت عنوان: ''کلائی گھڑی میں اسٹیل کی چین باندھنا'': ۱/۳۸۰، مكتبه رحمانيه لاهور)

(وكذا في أحسن الفتاوى، الحظر والإباحة، المتفرقات، عنوان: ''ہاتھ میں چین والی گھڑی باندھنا'': ۸/۲۱۳، سعيد)

(وكذا في جديد فقہی مسائل، بیان زیبائش وآرائش: ۱/۷۳، مكتبة الايمان لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

بائیں ہاتھ میں۔کس ہاتھ میں گھڑی پہننا بہتر ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

کیا کسی مخصوص ہاتھ میں گھڑی باندھنا غیروں کا شعار ہے؟اگر ایسا ہے تو اس سے بچنا چاہیے، ورنہ دونوں میں سے جس میں دل چاہے استعمال کریں(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

انگوٹھی اور گھڑی کی چین

سوال[۹۳۶۶]: ۱..... "فی الجامع الصغیر: ولایتختم إلابالفضة. وهذا نص علی أن التختم بالحجر والحدید والصفر حرام، ورای رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم علی رجل خاتم صفر، فقال: "مالی أجد منك رائحة الأصنام"؟ ورای علی اٰخر خاتم حدید فقال: "مالی

---

(۱) اکثر خیر کی چیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں سمت کو ترجیح دی ہے اور گھڑی بھی ذریعۂ خیر ہے کہ اس سے نماز اور عبادات کے اوقات معلوم ہوتے ہیں، اس لئے دائیں ہاتھ میں پہننا زیادہ بہتر ہوگا:

"عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: إن کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لیحب التیمن فی طهوره إذا تطهر، وفی ترجّله إذا ترجل، وفی انتعاله إذا انتعل". (شمائل الترمذی، باب ماجاء فی ترجل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ص: ۴، سعید)

"إذا أکل أحدکم فلیأکل بیمینه، وإذا شرب فلیشرب بیمینه". (الصحیح لمسلم، کتاب الأشربه، باب آداب الطعام والشراب: ۲/۱۷۱، قدیمی)

"إذا انتعل أحدکم، فلیبدأ بالیمنی". (صحیح البخاری: ۲/۸۷۰، کتاب اللباس، ینزع النعل الیسری، قدیمی)

لیکن اگر کسی غرضِ صحیح کے تحت بائیں ہاتھ میں باندھی جائے تو بھی درست ہے، جیسا کہ کوئی شخص زیادہ لکھتا ہو، تو اس کو لکھتے وقت گھڑی دائیں ہاتھ میں ہوتے ہوئے دقت ہوتی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

Maktaba Tul Ishaat.com

أرى عليك حلية أهل النار". هداية اخرين،ص: ٤٤١، كتاب الكرهية، مجتبائی(١)۔

مذکورہ بالا احادیث میں نہی اور ممانعت صرف تختم تک محدود ہے، یا چاندی سونے کے علاوہ دوسری دھاتوں سے بنی ہوئی تمام چیزوں کو شامل ہے، خواہ وہ چیزیں خاتم کی شکل میں ہوں یا اَور کسی زیور کی شکل میں، اگر یہ نہی صرف تختم تک محدود نہیں تو پھر آج کل اسی سے گھڑیوں کے لئے عموماً چین استعمال کی جاتی ہے جو سفید ہے یا سنہری، بہرصورت وہ مختلف قسم کی دھاتوں سے تیار ہوتی ہے۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ اس قسم کی چین مذکورہ بالا احادیثِ نہی کے تحت داخل ہوکر ممنوع ہے یا نہیں؟

۲.....آج کل عورتوں اور بالخصوص بچیوں کے لئے اکثر پیتل، رولڈ گولڈ، یا مختلف قسم کی دھاتوں سے بنے ہوئے زیورات، مثلاً: چوڑیاں، ہار، ایرنگ (۲) وغیرہ وغیرہ مستعمل ہوتے ہیں۔ اسی طرح آج کل عینک کے اندر پلاسٹک کے علاوہ اسٹیل وغیرہ کی جو سفید یا سنہری فریم استعمال کی جاتی ہیں، کیا یہ سب چیزیں بھی مذکورہ بالا حدیثِ نہی کے تحت داخل ہوکر ممنوع اور ناجائز ہیں؟ اگر ناجائز ہیں تو آج کل عمومِ بلویٰ کے پیشِ نظر اس میں گنجائش کا پہلو ہے یا نہیں؟

الجواب حامداومصليا:

۱....."ولايتحلى الرجل بالذهب والفضة إلا بالخاتم والمنطقة وحلية السيف من الفضة". متن كنز۔ "(قوله: من الفضة) قيد للمذكور جميعه. عينى". شلبى على هامش الزيلعى: ٦/١٥ (٣)۔

"ولايتحلى الرجل بذهب وفضة مطلقاً إلا بخاتم ومنطقة وحلية سيف منها: أى الفضة إذا لم يُرِد به التزين". درمختار۔ "(قوله: ولايتحلى): أى لايتزين (قوله: إذا لم يُرد به التزين)

---

(١) (الهداية، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ٤/٤٥٥، إمداديه ملتان)

(٢) "ایرنگ: انگوٹھی، کڑا، کنڈا، احاطہ"۔ (English to English and Urdu Dictionary, Page No.: 786, Feroz Sons Lahore)

(٣) (حاشية الشلبى على تبيين الحقائق للزيلعى، كتاب الكراهية، فصل فى اللبس: ٧/٣٥، دار الكتب العلميه بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

الظاهر أن الضمير في "به" راجع إلىٰ "الخاتم" فقط؛ لأن تحلية السيف والمنطقة لأجل الزينة لا بشيء آخر بخلاف الخاتم، ويدل عليه مافي الكافية حيث قال: قوله: (إلا بالخاتم) هذا إذا لم يُرد به التزين". ردالمحتار: ٥/٣١٤(١)۔

"التختم بالذهب والحديد والصفر حرام، والتختم بالذهب والحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء". شامي: ٥/٣١٥(٢)۔

"ولايتختم رجل ولاامرأة بحجر ولاصفر ولاحديد ولاغيرها إلا الفضة، وقيل: يباح التختم بالحجر، الخ". سكب الأنهر: ٢/٥٣٦(٣)۔

عباراتِ منقولہ سے معلوم ہوا کہ تختم دوسری دھاتوں کی مرد عورت سب کیلئے منع ہے، عورت کیلئے ذھب وفضہ دونوں کی اجازت ہے، مرد کیلئے تحلی یعنی تزین خواہ بشکلِ خاتم ہو یا کسی اَور شکل میں ہو صرف فضہ مخصوص مقدار تک درست ہے۔

حلیۃ السیف والمنطقہ کی بھی قیود کے ساتھ اجازت ہے، جوشن کی بھی حرب میں اجازت ہے، دستی گھڑی کی چین ذھب وفضہ کے علاوہ جس دھات کی بھی ہو وہ خاتم کے حکم میں نہیں، یہ متعین نہیں کہ یہ حلیہ ہی ہے، اقرب یہ ہے کہ اس کا حال جیبی گھڑی کی طرح ہے کہ وہ حلیہ نہیں۔ مشابہ بالحلیہ ہونے کی وجہ سے بھی حرمت کا فتویٰ محتاجِ دلیل ہے، احتیاط کی جائے تو وہ أقرب إلى الورع ہے(۴)۔

---

(۱) (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ٦/٣٥٩، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ٤/١٩٥، غفاريه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهيه، فصل في اللبس: ٨/٣٤٨، رشيديه)

(۲) (ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ٦/٣٥٩، ٣٦٠، سعيد)

(۳) (سكب الأنهر الدر المنتقى شرح الملتقى، كتاب الكراهيه، فصل في اللبس: ٤/١٩٧، غفاريه)

(۴) "چین کے استعمال کی دوصورتیں ہیں: ۱- اس کا باندھنا بذات خود مقصود ہو، جیسے زینت کے لئے لوگ باندھتے ہیں، ۲- بذات خود مقصود نہ ہو، کسی دوسری چیز کے باندھنے کے لئے استعمال کی جائے، صورت اولیٰ میں استعمال ناجائز اور ثانیہ میں بلاکراہت جائز ہے"۔ (أحسن الفتاوى، متفرقات الحظر والإباحة، (تحت عنوان): "ہاتھ میں چین والی گھڑی باندھنا": ٨/٢١٣، سعيد) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

۲..... ان میں کوئی چیز ممنوع نہیں، فتاوی رشیدیہ میں عورتوں کو ہر قسم کے زیورات کی اجازت دی ہے(۱) عینک بھی حلیہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۲/۸۸ھ۔

گھڑی میں کس دھات کا پٹہ ہو؟

سوال[۹۳۶۷]: کلائی گھڑی میں اسٹیل، یا رولڈ گولڈ، یا کسی اور دھات کا پٹہ لگانا کیسا ہے؟ اور ایسا پٹہ باندھے ہوئے نماز پڑھنے یا پڑھانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

درست ہے، اس طرح نماز بھی درست ہے، یہ زیور نہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۷/۹۶ھ۔

= (ونظام الفتاوى، كتاب الحظر والإباحة: ۱/۳۸۰، رحمانيه لاهور)

(وجديد فقهي مسائل لمولانا سيف الله خالد، زيبائش وآرائش: ۱/۷۳، مكتبة الايمان لاهور)

(۱) ''عورتوں کو چوڑیاں ہر قسم کی پہننا درست ہے، خواہ کانچ کی ہوں، خواہ سونے چاندی، لوہے، تانبے، پیتل کی ہوں۔ جو شی زینت کی ہے، خواہ لباس ہو، یا زیور وہ عورتوں کو حالت عدت میں نادرست ہے، اس لئے بوقت عدت چوڑیاں وغیرہ توڑ پھوڑ دی جاتی ہیں، بعد عدت اگر کوئی عورت پہنے تو مضائقہ نہیں۔ جس کی آمدنی نورو پیہ حلال ہو، دس روپیہ حرام خواہ برعکس یا دونوں مساوی ہوں، اس کا ہدیہ وغیرہ دعوت ضیافت سے نادرست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم''۔ (فتاوی رشیدیہ، مندرجہ تالیفات رشیدیہ، جواز وحرمت کے مسائل، ص:۴۹۱، إداره اسلاميات لاهور)

(۲) ''چین کے استعمال کی دو صورتیں ہیں: ۱- اس کا باندھنا بذات خود مقصود ہو، جیسے زینت کے لئے لوگ باندھتے ہیں، ۲- بذات خود مقصود نہ ہو، کسی دوسری چیز کے باندھنے کے لئے استعمال کی جائے، صورت اولیٰ میں استعمال ناجائز اور ثانیہ میں بلا کراہت جائز ہے''۔ (أحسن الفتاوى، متفرقات الحظر والإباحة، (تحت عنوان): ''ہاتھ میں چین والی گھڑی باندھنا'': ۸/۲۱۳، سعيد)

(وكذا في نظام الفتاوى، كتاب الحظر والإباحة: ۱/۳۸۰، رحمانيه لاهور)

(وجديد فقهي مسائل لمولانا سيف الله خالد، زيبائش وآرائش ۱/۷۳، مكتبة الايمان لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

گھڑی کا استعمال مرد وعورت کے لئے

سوال[۹۳۶۸]: کلائی کی گھڑی کے استعمال میں مرد اور عورت یکساں ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرما کر عنداللہ ماٴجور ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

جس جگہ اس کا مرد وعورت میں عام رواج ہو، کوئی تخصیص کسی کی نہ ہو تو وہاں ہر دو کا حکم ایک ہے(۱)۔ اور جس جگہ مردوں کے ساتھ مخصوص ہو عورتیں عام طور پر استعمال نہ کرتی ہو، وہاں عورتوں کو نا جائز ہے، کیونکہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ تشبہ کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے، کذافی المشکوٰۃ، ص: ۳۸۰(۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔

گھڑی اور سونے کی چین وغیرہ

سوال[۹۳۶۹]: گھڑی پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو گھڑی کا کیس، ڈائل وچین سونے کا بنوانا، یا سونے کا پانی چڑھوانا، یا پین کا نب سونے کا بنوانا اور قمیص وکرتے وغیرہ کا بٹن سونے چاندی کا بنوانا کیسا ہے؟ رولڈ گولڈ کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) (تقدم تخريجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

(۲) "عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمعشبهات من النساء بالرجال". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ص: ۳۸۰، قديمی)

(وصحيح البخاری، كتاب اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال: ۸۷۴/۲، قديمی)

(وكذا فی فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۴۹۹۴/۱۰، (رقم الحديث: ۷۲۶۵)، مكتبه نزار مصطفی الباز مكة المكرمة رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

وقت معلوم کرنے کیلئے تاکہ ہر کام کا نظام صحیح رہے اور اپنے وقت سے نہ ہٹے اور وقت ضائع نہ ہو تو گھڑی رکھنا درست ہے اور ہاتھ میں باندھنا بھی درست ہے(۱)، مگر کیس، ڈائل، چین سونے کا نہ ہو(۲)، سونے کا پانی اس میں ہو تو مضائقہ نہیں(۳)۔ چاندی سونے کا بٹن کپڑے میں اس طرح ہو جیسے گھنڈی کہ جدا نہ ہو سکے تو وہ تابعِ ثوب قرار دے کر درست ہے(۴)۔ رولڈ گولڈ کی حقیقت مجھے معلوم نہیں، اگر وہ سونا چاندی نہیں اور اس پر سونے یا چاندی کا پانی ہے تو اس کا حکم آچکا۔ قلم کے نب پر اگر سونے کا پانی ہو تو وہ بھی درست ہے(۵)، خالص سونے کا نہ ہو(۶)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، ۲۵/۱/۹۱ھ۔

---

(۱) (أحسن الفتاوی، متفرقات الحظر والإباحة، عنوان: ''ہاتھ میں چین والی گھڑی باندھنا'': ۲۱۳/۸، سعید)

(ونظام الفتاوی، کتاب الحظر والإباحة، عنوان: ''کلائی گھڑی میں اسٹیل کی چین باندھنا'': ۳۸۰/۱، رحمانیه)

(۲) ''ولایتحلی الرجل بالذهب والفضة إلا بالخاتم والمنطقة وحلیة السیف من الفضة''. (حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق للزیلعی، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس: ۳۵/۷، دارالکتب العلمیة بیروت)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ۳۵۹/۶، سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس: ۳۴۸/۸، رشیدیه)

(۳) ''ولابأس بالانتفاع بالأوانی المموهة بالذهب والفضة بالإجماع''. (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة: ۳۳۵/۵، رشیدیه)

(وکذا فی الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراهیة، قبیل فصل فی الاحتکار: ۴۲۲/۲، حقانیه)

(۴) ''لابأس بأزرار الدیباج أو الذهب''. (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ۳۵۵/۶، سعید)

آج کل چونکہ کپڑوں کے بٹن کپڑوں میں پیوست نہیں ہوتے، بلکہ الگ لگائے جاتے ہیں اس لئے جواز کا حکم نہیں ہوگا۔

(۵) (راجع رقم الحاشیة: ۳)

(۶) (راجع رقم الحاشیة: ۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

جیبی گھڑی کا کیس چاندی کا ہو اس کا حکم

سوال[۹۳۷۰]: جیبی گھڑی کا کیس چاندی کا ہو تو اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ناجائز ہے(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۲/۲۱ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "ولایتحلی الرجل بالذهب والفضة إلا بالخاتم والمنطقة وحلیة السیف من الفضة، الخ". قال العلامة الشلبی: "(قوله: من الفضة) قید للمذکور جمیعه". (حاشیة الشلبی علی التبیین، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس: ۳۵/۷، دار الکتب العلمیه، بیروت)

"ولایتحلی الرجل بذهب وفضة مطلقاً إلا بخاتم ومنطقة وحلیة السیف منها: أی الفضة إذا لم یُرد به الترین". (الدرالمختار، کتاب الحظر والاباحة. فصل فی اللبس: ۳۵۹/۶. سعید)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس: ۳۴۸/۸. رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الخامس فی الحلیة للنساء

(عورتوں کا زیورات کے استعمال کرنے کا بیان)

بیوہ عورت کا زیور پہننا

سوال[۹۳۷۱]: بیوہ عورت کا کانچ کی چوڑی اور چاندی سونے کی چوڑی پہننا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں یہ رسم ہے کہ بیوہ عورت کانچ کی چوڑی نہیں پہن سکتی ہے(۱)۔ نیز عورتوں کو چاندی سونے کے زیور کے علاوہ دیگر چیزوں کا زیور پہننا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

بیوہ کو بعد عدت زیور، کانچ کی چوڑی وغیرہ سب درست ہے(۲)، جس زیور میں کفار وفساق کی مشابہت نہ ہو، عورتوں کیلئے وہ سب درست ہے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) ''کانچ: شیشہ، ایک قسم کا سخت چمکدار مادہ جو ریت اور کھار یعنی بجی کے ذریعہ بنایا جاتا ہے''۔(فیروز اللغات، ص: ۹۸۳، فیروز سنز، لاهور)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿والذین یتوفون منکم و یذرون أزواجاً یتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشراً، فإذا بلغن أجلهن، فلاجناح علیکم فیما فعلن فی أنفسهن﴾ الآیة (سورة البقره: ۲۳۴)

"قوله: ﴿فیما فعلن﴾ یعنی من التزین والتطییب". (حاشیة التفسیرات الأحمدیه، ص: ۱۴۹، حقانیه)

وقال الله تعالیٰ: ﴿فلاجناح علیکم فیما فعلن فی أنفسهن﴾ مماحرم علیهن فی العدة". (روح المعانی: ۲/۱۵۰، داراحیاء التراث العربی بیروت)

"فإذا انقضت عدتها، فلاجناح علیها أن تتزین وتتصنع وتتعرض للتزویج". (تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۸۶، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۳) "والتختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروه للرجال والنساء". (ردالمحتار، کتاب =

Maktaba Tul Ishaat.com

سہاگن کے لئے سیاہ موتیوں کے ہار کا استعمال

سوال[۹۳۷۲]: یہاں پر شادی شدہ عورتیں گلے میں ایک زیور کالے موتیوں کا پہننا ضروری سمجھتی ہیں، بعض کالے موتی دھاگہ میں ڈال کر اور بعض سونے کے تار میں جڑ واکر۔ بہر حال سہاگن کو ضروری سمجھا جاتا ہے(۱)۔شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کالے موتیوں کا ہار پہننا سہاگن کیلئے شرعاً لازم نہیں، اس کی پابندی غیر ضروری ہے اس کو ترک کردیا جائے(۲)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۶/۵/۹۱ھ۔

= الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ۶/۳۶۰، سعید)

"ولايتختم بحجر ولاصفر ولاحديد". (الدرالمنتقى المعروف بسكب الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهيه، فصل فی اللبس: ۴/۱۹۷، غفاريه)

"التختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة: ۵/۳۳۴، رشيديه)

(۱) "سہاگن: وہ عورت جس کا خاوند زندہ ہو"۔(فیروز اللغات، ص:۸۲۴، فیروز سنز لاہور)

(۲) عورتوں کے لئے حدودِ شرع کے اندر نفسِ زینت اختیار کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے:

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين ..... وفی تبيين المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبتت للمرأة لحية أو شوارب، فلا تحرم إزالته، بل تستحب". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس: ۶/۳۷۳، سعيد)

لیکن جس چیز پر دوام، استمراری عمل اور لزوم کا ثبوت نہ ہو، اس کام کو سنتِ مستمرہ اور واجب کی طرح لازم سمجھ کر کرنا شرعاً مذموم اور قبیح ہے، جب کہ کوئی مستحب کام التزام کے ساتھ کرنے سے مکروہ ہو جاتا ہے، تو غیر مستحب اور غیر ثابت تو بطریقۂ اولیٰ مکروہ، مذموم اور بدعت کے زمرے میں آئے گا:

"أن الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التی لاأصل لها فی الشرع، وعلى هذا فلا شك فی الكراهة، وهذا هو غرض من أفتى بالكراهة". (السعاية فی كشف ما فی شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۲/۲۶۵، سهيل اكيڈمی لاهور) =

Maktaba Tul Ishaat.com

چوڑیاں پہننا

سوال[۹۳۷۳]: چوڑیاں پہننا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جائز ہے(صرف عورتوں کیلئے مردوں کومنع ہے)(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمود گنگوہی۔

زیور پہننے کے لئے ناک میں سوراخ کرنا

سوال[۹۳۷۴]: عورتیں جوزیور پہننے کے لئے ناک اورکان میں سوراخ کرتی ہے یہ جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جائز ہے:"لابأس بثقب أذن البنت. وهل تجوز الخزاء في الأنف؟ لم أره". درمختار۔ "قلت: إن كان مما يتزين به النساء كما هو في بعض البلاد، فهو فيها كثقب القرط". شامی: ۵/۳۷۱(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۲۶/۵/۹۰ھ۔

= "(قوله: وتركها أولى)؛ لأنه إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، كان ترك السنة راجحاً على فعل البدعة مع أنه كان يمكنه التسوية قبل الشروع في الصلوة، بحر". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، كان ترك السنة أولىٰ: ۱/۶۴۲، سعيد)

(۱) "يجوز للنساء لبس أنواع الحلى كلها من الذهب والفضة والخاتم والحلقة والسوار والخلخال والطوق، الخ". (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال وحِلّه للنساء: ۱۷/۲۹۳، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في مجمع الأنهر مع ملتقى الأبحر، كتاب الكراهيه، فصل في اللبس: ۴/۱۹۵، غفاريه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهيه، فصل في اللبس: ۸/۳۴۸، رشيديه)

(وكذا في امداد الفتاوى، كتاب الحظر والإباحة، احكام متعلقۂ لباس:۴/۱۲۶، دارالعلوم، كراچی)

(۲) (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۲۰، سعيد) =

Maktaba Tul Ishaat.com

لڑکیوں کے کان چھیدنا

سوال[۹۳۷۵]: لڑکیوں کو کان چھدوانا مسنون یا مکروہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

"لابأس بكى البهائم للعلامَة وثقب أذن الطفل من البنات؛ لأنهم كانوا يفعلونه فى زمن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من غير إنكار". شامى: ۲۷۵/۵(۱)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں کے کان میں بالی وغیرہ کے لئے سوراخ کرنا درست ہے۔

نفع المفتى والسائل، ص: ۱۳۷، میں ناک کے سوراخ کو بھی کان پر قیاس کرتے ہوئے جائز لکھا ہے(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہانپور، ۵۷/۲/۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۸/صفر۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= (وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر فى الختان والحضاء، الخ: ۳۵۷/۵، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى البيع: ۳۷۴/۷، رشيديه)

(وكذا فى نفع المفتى والسائل من مجموعة رسائل اللكهنوى: ۱۹۶/۴، إدارةالقرآن، كراچى)

(۱) (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۳۸۸/۶، سعيد)

(۲) "الاستفسار: هل يجوز ثقب أنف النساء؟ الاستبشار..... إن كان للتزين، يجوز كما فى ثقب الأذن..... يجوز قياساً على ثقب الأذن". (نفع المفتى والسائل، من مجموعة رسائل اللكهنوى، المتفرقات: ۱۹۶/۴، إدارة القرآن كراچى)

"ولابأس ..... بثقب آذان الأطفال من البنات؛ لأنهم كانوا يفعلون ذلك فى زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم من غير إنكار". (الفتاوىٰ العالمكرية، كتا ب الكراهية، الباب التاسع عشر فى الختان والخضاء، الخ: ۳۵۷/۵، رشيديه)

(وكذا فى البحرالرائق، كتاب الكراهية، فصل فى البيع: ۳۷۴/۸، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب الأسماء

(نام رکھنے کا بیان)

''یاسین'' نام رکھنا

سوال[۹۳۷۶]: میرا نام محمد یاسین ہے۔احکامِ شریعت اول میں مولوی احمد رضا خان صاحب نے یاسین رکھنے کو منع لکھا ہے۔دلیل یہ پیش کی ہے کہ ''نامعلوم المعنیٰ'' پڑھنا جائز نہیں ہے،اسی طرح نامعلوم المعنیٰ نام رکھنا بھی جائز نہیں۔اس کے علاوہ احکام القرآن ابن عربی کی (۱) اور نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض کے حوالہ سے دو حدیثیں نقل کی ہیں،جس کی رو سے یاسین نام رکھنا ممنوع قرار دیا ہے۔اگر احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ آنجناب کی نظر میں صحیح ہے تو پھر بندہ کو نام تبدیل کرانے میں کوئی عذر نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس شخص کو کسی لفظ کے معنی کا علم نہ ہو اس کے نزدیک وہ لفظ ''نامعلوم المعنیٰ'' ہے،لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ نفس الامر میں (کسی لغت کے اعتبار سے یا محاورہ اور عرف کے اعتبار سے) بھی نامعلوم المعنیٰ ہی ہو۔عدمِ

---

(۱) ''المسئلة الثالثة: رواية أشهب عن مالك: لايسمّى أحد يٰسن؛ لأنه اسم الله تعالىٰ كلام بديع، وذلك أن العبد يجوز له أن يتسمى باسم الله إذا كان فيه معنى منه، كقوله: عالم، وقادر، ومزيد، ومتكلم. وإنما منع مالك من التسمية بهذا؛ لأنه اسم من أسماء الله لايدرى معناه، فربما كان معناه ينفرد به الرب، فلا يجوز أن يقدم عليه العبد إذا كان لايعرف هل هو اسم من أسماء البارى، فيقدم على خطر منه، فاقتضى النظر رفعه عنه. فإن قيل: فقد قال الله تعالىٰ: ﴿سلام على إل يسن﴾؟ قلنا: ذلك مكتوب بهجاء فيجوز التسمية به، وهذا الذى ليس بمتهجّى هو الذى تكلم مالك عليه مما فيه من الإشكال. والله أعلم''. (أحكام القرآن لابن العربى، سورة يسين: ۴/۱۶۰۷، ۱۶۰۸، دار المعرفة،بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

علم کا علاج سوال ہے:﴿فاسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون﴾(۱)۔ "إنما شفاء العيّ السوال". الحديث(۲)۔ نہ یہ کہ عدمِ علم کے ساتھ فتوی بھی لگانا شروع کردے، عدمِ علم کی حالت میں فتوی کا نتیجہ "ضلوا وأضلوا" ہے(۳)۔

تفسیر مظہری(۴)، تفسیر الدرالمنثور(۵)، تفسیر معالم التنزیل(۶)، تفسیر ابن کثیر وغیرہ(۷) میں "یاسین" کے متعدد معنی بیان کئے ہیں۔ تفسیر فتح القدیر للشوکانی میں ہے:"وقال سعيد بن جبير وغيره: هو اسم من أسماء محمد صلى الله عليه وسلم"(۸)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱/۹۶ھ۔

---

(۱) (سورة النحل: ۴۳)

(۲) (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارات، باب في المجروح يتيمم: ۱/۵۴، إمداديه)

(۳) الحديث بأسره: "عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول صلى الله عليه وسلم: "إن الله لايقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من الناس، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء، حتى إذا لم يترك عالماً، اتخذ الناس رؤوساً جهالاً، فسئلوا، فأفتوا بغير علم، فضلّوا وأضلوا". (جامع الترمذي، أبواب العلم، باب ماجاء في ذهاب العلم: ۲/۹۳، سعيد)

(۴) "وقيل: معناه: "يا إنسان" بلغة طي، يعني به محمداً صلى الله عليه وسلم". (التفسير المظهري، سورة يٰسين: ۱/۷۰، حافظ كتب خانه كوئٹة)

(۵) "أخرجه ابن مردوية من طريق ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما "يسين" محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. وفي لفظ: قال: يا محمد. وأخرج ابن أبي شيبة عن ابن عباس في قوله: "يسين". قال: يا إنسان". (الدر المنثور في تفسير المأثور: ۵/۴۸۴، دارالكتب العلمية بيروت)

(۶) "معناه: "يا إنسان" بلغة طيء، يعني محمداً صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". (تفسير البغوي المسمى معالم التنزيل: ۴/۳، دار الكتب العلمية بيروت)

(۷) "و روى عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما ..... أنّ "يسين" بمعنى "يا إنسان". (تفسير ابن كثير، سورة يسين: ۳/۵۶۳، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۸) (فتح القدير للشوكانيؒ، سورة يسين: ۴/۳۵۹، مصطفى البابي الحلبي مصر)

Maktaba Tul Ishaat.com

''حسین احمد'' نام رکھنا

سوال[۹۳۷۷]: ماقولكم رحمكم الله في التسمية "بحسين أحمد" هل تجوز أولا؟ بينوا بالكتاب، توجروا بالثواب۔

الجواب حامداً ومصلياً:

لم أره صريحاً، و لكن الترتيب اللغوى لا يمنع الجواز، لكون المضاف صفةً للمضاف إليه، وهذا مما له شواهد فى كلام العرب (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۷/صفر/۵۹ھ۔

''غلام محمد، صدر العلی، غلام نبی، غلام رسول، رسول بخش'' نام رکھنا

سوال[۹۳۷۸]: غلام محمد، صدر العلی اور غلام نبی اور غلام رسول اور رسول بخش نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

غلام محمد، غلام نبی، غلام رسول نام رکھنا درست ہے، رسول بخش نام نہیں رکھنا چاہئے۔ غلام محمد صدر العلی نام بھی درست ہے جب کہ ''صدر العلی'' کو صفتِ ''محمد'' قرار دیا جائے، لیکن غالب یہ ہے کہ لوگوں کی زبانوں پر یہ نام صدر العلی ہی مشہور ہو جائے گا اور غلام محمد ترک ہو جائے گا، اس لئے مناسب نہیں جیسا کہ اَوروں کے متعلق تجربہ ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند، ۱۳/۴/۹۴ھ۔

---

(۱) "مثل جرد قطيفة، و أخلاق ثياب". (الكافية لزينى زاده، ص: ۱۷۸، امير حمزه كتب خانه كوئٹه)

(۲) حضرت مفتی صاحبؒ کا جواب اس وقت ہے جب کہ ''غلام محمد صدر العلی'' پورا ایک ہی نام ہو اور ''صدر العلی'' کو ''محمد'' کی صفت قرار دی جائے، لیکن سوال سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ غلام محمد اور صدر العلی دونوں جدا جدا نام ہیں، اس لئے صدر العلی کو محمد کی صفت قرار دینا مشکل نظر آ رہا ہے، لہٰذا صرف صدر العلی نام رکھنے سے تو ہر صورت میں احتیاط کرنا چاہئے: ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

''محمد عظیم'' نام رکھنا

سوال[۹۳۷۹]: میں نے اپنے لڑکے کا نام ''محمد عظیم'' رکھا ہے، لیکن ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ نام نہیں رکھنا چاہئے، کیونکہ یہ نام اللہ تعالیٰ کا ہے، اس نام کو رکھ کر (نعوذ باللہ) دوسرا خدا بنانا چاہتے ہو۔ یہ نام رکھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

محمد عظیم نام رکھنا شرعاً درست ہے، ہرگز شرک نہیں، محمد عظیم اللہ کا نام نہیں، بے فکر رہیں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۱۲/۲۴ھ۔

= "لكن التسمية بغير هذه الأسماء في هذا الزمان أولى؛ لأن العوام يصغّرون هذه الأسماء عند النداء". (الفتاوى السراجية، كتاب الحظر والإباحة، باب التسمية، ص: ۴۷، سعيد)

(وكذا في الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۱۷، سعيد)

(۱) چونکہ عرصۂ قدیم سے مسلمانوں میں یہی نام رکھنے کا رواج اور معمول بھی ہے، اس لئے اس کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں:

"التسمية باسم ..... لا يستعمله المسلمون الأولى أن لا يفعل". (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات: ۶/۳۷۰، رشيديه)

"أحب الأسماء إلى الله تعالىٰ عبدالله وعبدالرحمن، لكن التسمية بغير هذه الأسماء في هذا الزمان أولى؛ لأن العوام يصغرون هذه الأسماء للنداء، والتسمية باسم يوجد في كتاب الله تعالىٰ كالعلي والكبير والرشيد والبديع جائزة؛ لأنه من الأسماء المشتركة ويراد في حق العباد غير مايراد في حق الله تعالىٰ كذا في السراجية. وفي الفتاوىٰ: التسمية باسم لم يذكره الله تعالىٰ في عباده ولا ذكره رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولا استعمله المسلمون تكلموا فيه، والأولىٰ أن لايفعل، كذا في المحيط". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد: ۵/۳۶۲، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد: ۶/۱۲۹، غفاريه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

''نرنجن علی'' نام کو بدل کر ''محمد علی'' رکھنا

سوال[۹۳۸۰]: اس ناکارہ کا نام پیدائش کے وقت ''محمد نرنجن علی'' رکھا گیا تھا، بیس سال تک اس نام سے پکارا جاتا رہا، عزیز واقارب اور گاؤں والے اسی نام سے پکارتے ہیں۔ میں نے مدرسہ فیض العلوم میں ملازمت کی تو ایک مولوی صاحب نے ''محمد علی'' نام رکھنے کا مشورہ دیا، میں نے قبول کرلیا۔

مدرسہ میں اس نام سے مشہور ہوگیا، عقد کے وقت بھی یہی نام نکاح نامہ میں درج کیا گیا، لیکن سرکاری وثیقہ جات اور میٹرک کی سند میں ''محمد نرنجن علی'' ہی لکھا ہوا ہے۔ چونکہ یہ نام ہندوانہ ہے، اس لئے احقر کو فکر ہے، غیر اختیاری طور پر احقر کا یہ نام پڑ گیا۔ اب اس کا کیا تدارک کیا جائے؟ یہ نام جائز ہے یا ناجائز، جو لوگ اس نام سے پکاریں ان کو جواب دیا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نام ''محمد علی'' ہی رکھئے، غیر اختیاری طور پر جو مشہور ہوگیا اس کی اصلاح اس طرح کیجئے کہ جو شخص غلط نام سے پکارے یا لکھے، اس کو بتادیجئے کہ میرا نام محمد علی ہے، ضرورت پیش آئے تو سرکاری کاغذات میں بھی اس کی اصلاح کرادیں کہ اصل اور صحیح نام محمد علی ہے، غلطی سے فلاں نام مشہور ہوگیا(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۴/۹۵ھ۔

''مرسلین'' نام رکھنا

سوال[۹۳۸۱]: میرا لڑکا جس کی عمر ساڑھے تین سال ہے، اس کا نام میں نے ''مرسلین'' رکھ دیا

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم غیّر اسم عاصیة، وقال: "أنت جمیلة". (الصحیح لمسلم، کتاب الأدب، باب تغییر استحباب الاسم القبیح إلی حسن: ۲۰۸/۲، قدیمی)

قال النووی: "معنی هذه الأحادیث تغییر الاسم القبیح أو المکروه إلی حسن، وقد ثبت أحادیث بتغییره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أسماء جماعة کثیر من الصحابة". (شرح النووی علی الصحیح لمسلم، المصدر السابق)

(وسنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب تغییر الاسم القبیح: ۳۲۹/۲، إمدادیه ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

تھا، لیکن اب ایک مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ نام اس بچے کے لئے مناسب نہیں ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کل جتنے پیغمبر مبعوث فرمائے ہیں سب کے مجموعہ کو مرسلین کہا جاتا ہے۔ اس لئے آپ کا کیا ارشاد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی بچہ کا نام مرسلین نہیں رکھنا چاہئے، اگر لفظِ ''مرسلین'' کا نام میں لانا ہی ملحوظ ہے تو ''خادم المرسلین'' یا ''غلام المرسلین'' وغیرہ کچھ رکھ دیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۶/ ۹۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۶/ ۹۴ھ۔

''ربّانی'' نام رکھنا

سوال[۹۳۸۲]: کیا بچہ کا نام ''ربانی'' رکھا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ربّانی نام رکھنا درست ہے، اس کا ترجمہ ''اللہ والا'' لیکن پیغمبروں کے نام کے موافق نام رکھنا (۲)، یا پھر ایسا نام رکھنا جس میں ''عبد'' آئے اور اللہ کے کسی نام کی طرف مضاف ہو بہتر و پسندیدہ ہے، جیسے عبدالرحمن،

---

(۱) "التسمية باسم ..... ولا يستعمله المسلمون الأولى أن لايفعل". (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل التاسع فى المتفرقات: ۶/ ۳۷۰، رشيديه)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثانى والعشرون فى تسمية الأولاد: ۵/ ۳۶۲، رشيديه)

(وكذا فى المحيط البرهانى، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل الرابع والعشرون فى تسمية الأولاد: ۶/ ۱۲۹، غفاريه كوئٹه)

(۲) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "سمّوا بأسماء الأنبياء، ولاتسموا بأسماء الملائكة". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۷/ ۳۵۵۳، (رقم الحديث: ۷۱۷۴)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

قال العلامة المناوى: "فيكره التسمى بها، كما ذكره القشيرى، ويسن بأسماء الأنبياء". (فيض القدير، المصدر السابق)

Maktaba Tul Ishaat.com

عبدالرحیم وغیرہ(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۹۰ھ۔

''یحییٰ'' اور ''ناصر'' نام رکھنا

سوال[۹۳۸۳]: میرے دولڑکے ہیں: یحییٰ اعظم اور ناصر اعظم۔ یہ میں نے اپنے نام سے ملاکر رکھا تھا چونکہ میرا نام نورالاعظم ہے، مگر دینی اعتبار سے جاہل ہوں، اس لئے بصد آداب ملتمس ہوں کہ شرعی اعتبار سے یہ نام برا تو نہیں ہوگا؟ اگر ایسا ہو تو پھر غلام محمد یحییٰ اور غلام محمد ناصر رکھا جائے تو بہتر ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یحییٰ اور ناصر نام بھی صحیح اور کافی ہیں، کچھ اضافہ ہی کرنا ہے تو محمد یحییٰ اور محمد ناصر پورا نام کردیجئے(۲)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۳/۹۴ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۳/۹۴ھ۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أحب الأسماء إلى الله عزوجل عبدالله وعبدالرحمٰن". قال المحشي: "يلتحق بهذين الاسمين ماكان مثلها كعبدالرحيم".

(سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء: ۳۲۸/۲، إمداديه ملتان)

(وسنن ابن ماجة، أبواب الأدب، باب مايستحب من الأسماء، ص: ۲۶۵، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب الأدب، باب النهي عن التكني بابي القاسم الخ: ۲۰۶/۲، قديمي)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۱۷/۶، قديمي)

(۲) "التسمية باسم ..... ولا يستعمله المسلمون الأولى أن لايفعل". (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكرية، كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات: ۳۷۰/۶، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد: ۳۶۲/۵، رشيديه)

(وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد: ۱۲۹/۶، غفاريه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

''عبدالرّبّان'' نام رکھنا

سوال[۹۳۸۴]: عبدالرّبّان نام رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اللہ کے ناموں میں ''رب'' ہے ''ربّان'' نہیں، اس لئے ''عبدالرب'' رکھنا درست ہے عبدالربّان نہیں رکھنا چاہئے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

بچہ کا نام ''محمد رسول اللہ'' یا ''موسیٰ کلیم اللہ'' رکھنا

سوال[۹۳۸۵]: کسی بچہ کا ''محمد رسول اللہ'' یا ''موسیٰ کلیم اللہ'' یا ''حضرت رسول اللہ'' نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

''محمد، موسیٰ، کلیم اللہ'' جداگانہ تینوں نام رکھنا درست ہے۔ ''رسول اللہ، محمد رسول اللہ، موسیٰ کلیم اللہ'' نام نہ رکھے جائیں (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/۱/۸۹ھ۔

---

(۱) ''ربان'' چونکہ فقیہ اور عالم شخص کو کہتے ہیں اور وہ خود ''عبد'' ہوتا ہے، اس لئے کہ اس میں ''عبد'' کی اضافت عبد ہی کی طرف ہے جو کہ ناجائز ہے، چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے ''الربانیون'' کا معنی یوں بیان کیا ہے: ''(الربانیون) العلماء الفقهاء''.

(روح المعانی، (سورة المائدة: ۴): ۲/۱۴۴، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(وکذا فی تفسیر ابن کثیر: ۲/۶۰، سهیل اکیڈمی لاهور)

(۲) چونکہ ''رسول اللہ، محمد رسول اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ'' نام لیتے وقت ذہن فوراً انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، یہی وجہ تھی کہ ابتدائے اسلام میں ''ابوالقاسم'' کنیت رکھنا ممنوع تھا:

''عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه قال: نادی رجل رجلاً بالبقیع: یا أبا القاسم! فالتفت إلیه رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: یارسول الله! إنی لم أعنک، إنما دعوتُ فلاناً، فقال رسول الله صلی الله =

Maktaba Tul Ishaat.com

کسی کا نام ''محمد'' ہو اُس پر درود کی علامت

سوال[۹۳۸۶]: بہت سے لوگ جن کا نام ''محمد'' ہوتا ہے، وہ لفظ ''محمد'' یا ''احمد'' کے ساتھ صلعم کا مخفف یعنی ''ص'' لکھتے ہیں، حالانکہ یہ مخصوص ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے۔ اس کے جواز اور عدمِ جواز سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جن کا نام ''محمد'' ہو، یا نام کے ساتھ ''محمد'' ہو، نہ اس پر درود شریف پڑھا جاتا ہے اور نہ لکھا جاتا ہے، نہ اس کا حکم ہے، بلکہ درود شریف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ جو لوگ ایسی جگہ لفظ ''محمد'' پر ''ص'' بنادیتے ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں ہے، ان کا مقصد اپنے نام پر درود پڑھنا نہیں، بلکہ لفظِ ''محمد'' سے ذہن منتقل ہوجاتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی طرف، اس انتقالِ ذہنی کی وجہ سے ''ص'' بنادیتے ہیں، مگر یہ کوئی شرعی حکم نہیں، بلکہ اگر اس سے یہ شبہ ہو کہ غیر نبی پر درود پڑھا جارہا ہے تو اس سے اجتناب کرنا چاہئے(۱)۔

تنبیہ: سوال میں جو لفظ ''صلعم'' ہے یہ مہمل لفظ ہے، جہاں درود کا حکم ہے وہاں پورا درود لکھا جائے

= علیه وسلم: "تسموا باسمی، ولاتکتنوا بکنیتی". (الصحیح لمسلم، کتاب الأدب، باب النهی عن التکنی بأبی القاسم: ۲/۲۰۶، قدیمی)

(وکذا فی فیض القدیر، شرح الجامع الصغیر: ۷/۳۵۵۳، (رقم الحدیث: ۴۷۱۷)، مکتبة نزار مصطفی الباز ریاض)

(۱) "عن أبی الحوراء السعدی، قال لحسن بن علی رضی الله تعالیٰ عنهما: ماحفظت من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم؟ قال: حفظت من رسول الله صلی الله علیه وسلم: "دع مایریبک إلی مالایریبک". (جامع الترمذی، أبواب صفة القیامة، قبیل أبواب صفة الجنة: ۲/۷۸، سعید)

(ومسند الإمام أحمد بن حنبل، حدیث حسن بن علی رضی الله عنهما: ۱/۳۰۰، (رقم الحدیث: ۱۷۲۹)، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

نہ کہ صلعم(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۵/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۵/۸۷ھ۔

کسی ادارہ کا نام، نامِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھنا

سوال[۹۳۸۷]: اگر کچھ مسلمان قومی وملّی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوکر تبلیغِ دین ومعاشرے کی صحت مند تعمیر کی خاطر اپنے حبیب پاک کے نام نامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی علمی ادارہ یا شفاخانہ کھولنا چاہیں تو کھول سکتے ہیں یا نہیں، مثلاً ''پروفٹ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میڈیکل کالج ہسپتال'' کے نام سے اگر کوئی علمی ادارہ کھولا جائے تو کہاں تک شرعی طور پر جائز ہوگا؟ صحیح تحقیق سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک سے تبرّک حاصل کرنا عینِ سعادت اور تقاضائے عقیدت ہے، مگر اس کی صورت یہ ہے کہ اس نام مبارک کی لاج کے لئے اپنے اپنے معیار، اپنے خاندان، اپنی قوم، اپنی بستی اور حیثیت وقوت کے مطابق تمام امت کے لئے جدوجہد کی جائے تاکہ ہر ایک امتی کے اخلاق،

---

(۱) "وقال بعض أهل الحديث: كان لي جار فمات فرؤى في المنام، فقيل له: مافعل الله بك؟ قال: غفرلي. قيل: بم ذاك؟ قال: كنت إذا كتبتُ ذكر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في الحديث كتبت " صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ".

وقال سفيان بن عيينة: حدثنا خلف صاحب الخلفان قال: كان لي صديق رضي الله تعالىٰ عنه يطلب معي الحديث، فمات فرأيته في منامي وعليه ثياب خضر يجول فيها، فقلت: "ألست معي تطلب الحديث"؟

قال: بلىٰ. قلت: فما الذي أصارك إلى هذا؟ أو كما قال، قال: كان لايمر حديث فيه ذكر محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إلا كتبت في أسفله " صلى الله تعالىٰ عليه وسلم " فكافأني ربي هذا الذي ترى علي". (جلاء الإفهام في الصلوة والسلام على خير الأنام، فصل: الموطن الحادي والعشرون من مواطن الصلوة عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عنه كناية اسمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ۲۳۰، دارالكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

اعمال، اقوال، صورت، شکل، وضع قطع، تجارت، زراعت، غرض ہر چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے تابع اور آپ کی ہدایت کے تحت ہو جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر ایک کی محبت پر غالب ہو جائے (۱)۔

کسی دوا کا نام، کسی بلڈنگ کا نام، کسی شفا خانہ کا نام اسمِ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھ کر نام کی شہرت سے روپیہ حاصل کرنا اور اس کے لئے مقدس نام مبارک کو ذریعہ بنانا اونچا مقصد نہیں، پست مقصد ہے۔ پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوتی اور بلڈنگ کو کسی ایسے کام میں استعمال کرتا ہے کہ اس کو نام مبارک کی عظمت سے کچھ بھی مناسبت نہیں ہوتی، بلکہ مخالفت ہوتی ہے، اور اسم مبارک سے تبرک کے بجائے دوسرا معاملہ کیا جاتا ہے، اس لئے اس سے احتراز ہی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

درست اور نادرست نام

سوال[۹۳۸۸]: کسی کا نام: ۱-عبدالحبیب، ۲-یا غلام نبی ۳-یا غلام مصطفٰے ۴-یا عبدالنبی، ۵-یا عبدالرسول، ۶-یا محمد رسول، ۷-یا شیخ محمد، ۸-یا صرف محمد، ۹-یا صرف احمد، ۱۰-یا رب الدین وغیرہ اس قسم کے نام شرعاً رکھنا کیسا ہے؟ فقط۔

عبدالکلام غفرلہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ان میں: ۲، ۳، ۷، ۸، ۹-نام درست ہیں، باقی نام رکھنا مکروہ ہے۔

---

(۱) "عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لایؤمن أحدکم حتی أکون أحب إلیہ من ولدہ ووالدہ والناس أجمعین". (الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۱/۴۹، قدیمی)

(وصحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: ۱/۶، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

تنبیہ: عبدالکلام نام بھی قابلِ تغییر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۷/ ۸۸ھ۔

بچہ کا نام ''نبی خان'' رکھنا

سوال[۹۳۸۹]: میرے یہاں ۱۷/نومبر ۶۷ء کوایک بچہ پیدا ہوا ہے، ابھی تک اس بچے کا نام نہیں رکھا گیا، اس بچے کا تاریخی نام لکھدیں یا کوئی اَور نام لکھدیں، لیکن نام ''نبی خان'' پر ہونا چاہئے۔

الجواب حامداًومصلیاً:

تاریخی نام نکالنے سے مجھے مناسبت نہیں، اس لئے معذور ہوں۔ایک بات عرض ہے وہ یہ کہ بچے کا نام پیدائش کے ساتویں روز رکھنا مستحب ہے، اب ماشاء اللہ سوا دو برس ہوچکے ہیں نام رکھنے میں اتنی تاخیر نہ کرنا چاہئے (۱)۔نام میں مستحب یہ ہے کہ ایسا نام رکھا جائے جس میں عبد آئے، مثلاً عبداللہ، عبدالرحمان، عبدالرحیم وغیرہ (۲) یا پیغمبر کا نام ہو، مثلاً: یحییٰ، زکریا، داؤد، یوسف، محمد وغیرہ ان میں سے کسی کا نام نبی خان نہیں (۳)۔

فقط والسلام۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "یستحب لمن ولد له ولد أن یسمیه یوم أسبوعه، ویحلق رأسه، ویتصدق عند الأئمة الثلاثة بزنة شعره فضةً أو ذهباً، ثم یعق عند الحلق عقیقة إباحةً علی مافی الجامع المحبوبی". (ردالمحتار، کتاب الأضحیة، قبیل کتاب الحظر والإباحة: ۶/ ۳۳۶، سعید)

(۲) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "أحب الأسماء إلی الله عزوجل عبدالله، وعبدالرحمٰن". (سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی تغییر الأسماء: ۲/ ۳۲۸، إمدادیه ملتان)

قال المحشی: "یلتحق بهذین الاسمین ماکان مثلهاکعبدالرحیم وعبدالصمد وعبدالمالک".

(حاشیة سنن أبی داؤد، المصدر السابق)

(وابن ماجة، أبواب الأدب، باب مایستحب من الأسماء، ص: ۲۶۵، قدیمی)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۶/ ۴۱۷، سعید)

(۳) "سموا بأسماء الأنبیاء". الحدیث. قال المناوی: "ویسنّ بأسماء الأنبیاء". (فیض القدیر شرح =

Maktaba Tul Ishaat.com

''محمد علیم'' نام رکھنا

سوال[۹۳۹۰]: محمد علیم نام رکھنا کیسا ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ نام درست نہیں ہے اس لئے کہ صفت دوام علم کہ یہ ذاتِ باری تعالیٰ کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"قال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما: فوق کل عالمٍ عالمٌ إلا أن ینتهی العلم إلی اللّٰہ تعالیٰ". والمعنیٰ أن إخوة یوسف علیه السلام کانوا علماء إلا یوسف علیة السلام أفضل منهم، اھ". روح المعانی: ۹۳/٤، سورۂ یوسف ﴿وفوق کل ذی علم علیم﴾(۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ علیم اللہ تعالیٰ کا مخصوص نام نہیں، لہٰذا محمد علیم نام رکھنا ناجائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

''ابوالاعلیٰ'' نام رکھنا

سوال[۹۳۹۱]: ''ابوالاعلیٰ'' نام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا اولیاء اللہ میں سے کسی کا رہا ہے یا نہیں؟ نیز اس نام میں شرعاً کوئی قباحت ہے یا نہیں؟ اگر ابوالاعلیٰ نام رکھنا درست ہو تو ابوالرحمٰن، ابوالجبار، ابوالغفار وغیرہ نام رکھنا بھی درست ہونا چاہئے، اس لئے کہ جس طرح ''الرحمٰن'' خدا کا صفاتی نام ہے اسی طرح

= الجامع الصغیر: ۳۵۵۳/۷، (رقم الحدیث: ۴۷۱۷)، مکتبه نزار مصطفیٰ الباز ریاض)

"التسمیة باسم یوجد فی کتاب اللّٰہ تعالیٰ جائزة". (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴۱۷/٦، سعید)

(وکذا فی الفتاوی السراجیة، کتاب الحظر والإباحة، باب التسمیة، ص: ۷۲، سعید)

"التسمیة باسم لم یذکره اللّٰہ تعالیٰ ورسوله فی عبارةٍ ولایستعمله المسلمون، الأولیٰ أن لایفعل". (البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة،، کتاب الکراهیه، الفصل التاسع فی المتفرقات: ۳۷۰/٦، رشیدیه)

(۱) (روح المعانی: ۳۰/۱۲، داراحیاء التراث العربی بیروت)

(وکذا فی تفسیر ابن کثیر، (سورة یوسف: ۷٦): ۴۸۵/۲، سهیل اکیڈمی لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

''اعلیٰ'' بھی خدا کا صفاتی نام ہے۔امید ہے کہ اس میں صحیح رہنمائی فرمائیں گے۔

الجواب حامداًومصلیاً:

''اعلیٰ'' صفتِ خاص نہیں کہ کسی اَور کے لئے اس کا اطلاق درست نہ ہو،قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ارشاد ہے:﴿قلنا لاتخف إنك أنت الأعلیٰ﴾(۱)۔نیز اہلِ اُحد کو ارشاد ہے:

﴿وأنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين﴾ پاره: ٤(٢)۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء اللہ میں کسی کا نام مجھے معلوم نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند،۷/۶/۱۴۰۱ھ۔

''محمد عمر فاروق'' نام رکھنا

سوال[۹۳۹۲]: بچوں کا نام محمد عمر فاروق رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

برکت کے لئے محمد عمر فاروق نام رکھنا درست ہے(۳)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ،دارالعلوم دیوبند۔

''عبدالسبحان'' نام رکھنا

سوال[۹۳۹۳]: اگر زید نے اپنے لڑکے کا نام ''عبدالسبحان'' رکھ دیا تو یہ نام رکھنا صحیح ہے یا غلط

---

(۱) (سورة طٰہٰ: ٦٨)

(۲) (سورة آل عمران: ۱۳۹)

یہ اگرچہ صفتِ خاصہ نہیں،لیکن ذہن پر ایک قسم کا التباس آتا ہے اور مسلمانوں میں اس کا عام رواج بھی نہیں ہے اس لئے احتیاط بہتر ہے:

''التسمية باسم..... لايستعمله المسلمون، الأولى أن لايفعل''. (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيريه، كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات: ٦/٣٧٠، رشيديه)

(۳) برکت اس وجہ سے ہے کہ ایک نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے،دوسرا خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے، لہذا یہ مجموعۂ برکات ہے۔

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے؟ اور زید اپنے خیال میں یہ بات ملحوظِ نظر رکھتا ہے کہ ''سبحان'' بمصدر ہے اور مصدر اسمِ فاعل اور اسم مفعول کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ تو اگر زید نے سبحان مصدر کو اسم مفعول کے معنی میں لے کر عبدالسبحان کے معنی ''پاکی کئے ہوئے کا بندہ'' کئے، اب یہاں عبدالسبحان میں جو سبحان مصدر اسم مفعول کے معنی میں ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ شانہٗ لیا جائے تو یہ مراد لینا درست ہوگا یا نہیں؟ اور اس وقت عبدالسبحان نام رکھنا درست ہوگا یا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مصدر کا اسمِ فاعل واسم مفعول کے معنی میں آنا سماعی ہے یا قیاسی؟ اگر قیاسی ہے تو پھر مصدر کو بمعنی اسم فاعل واسم مفعول کے لے سکتے ہیں، مگر اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ اگر سماعی ہے تو مورد سماع پر منحصر رہے گا، تو زید ثبوت پیش کرے کہ سبحان مصدر کلام عرب میں کسی جگہ بمعنی اسم مفعول آیا ہے۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں، زید بتلائے کہ سبحان کا اطلاق قرآن کریم، حدیث شریف یا دیگر کتب معتبرہ میں خدائے تعالیٰ پر کیا گیا ہے:

"قلت: ومن ههنا وضح لك أن تسمية العوام أطفالهم "بعبد السبحان" مما لامعنى لها، ويجب نهيهم عنها، فإن العبودية لاتُضاف إلا إلى اسم من أسماء الله تعالىٰ، والسبحان ليس عَلَماً له ولاوصفاً له بل هو مصدر، فاحفظه فإنه من الفوائد النفيسة". السعاية: ۲/۱٦٤(۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور۔

الجواب صحیح: عبداللطیف، صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۱۱/ ذی قعدہ/ ۱۳٦۰ھ۔

---

(۱) (السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوٰة، مطلب: يجب نهي العوام عن تسميتهم أطفالهم بعبد السبحان: ۲/۱٦۴، سهيل اكيڈمی لاهور)

"وسبحان مصدر كغفران، ولايكاد يستعمل إلامضافاً منصوباً، الخ". (تفسير البيضاوی، (سورة البقره: ۳۲): ۱/٦۲، مير محمد كتب خانه)

(وكذا في البحر المحيط: ۱/۱۴۸، دارالفكر بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

''عبدمناف'' نام رکھنا

سوال[۹۳۹۴]: ہمارے ایک دوست نے اپنے لڑکے کا نام عبدمناف رکھا، اس لفظ کے کیا معنی ہیں، اور یہ نام رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ نام اللہ کے نام میں سے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

''مناف'' اللہ کا نام نہیں، اس لئے عبدمناف نام بھی نہیں رکھنا چاہئے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۴/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۴/۸۷ھ۔

''یافث'' نام رکھنا

سوال[۹۳۹۵]: میں اپنے بچے کا نام ''یافث'' رکھنا چاہتا ہوں، یافث کے معنیٰ اور مطلب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

حضرت نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یافث تھا (۲)، اس کے معنی معلوم نہیں، یہ عربی لفظ نہیں، یہ نام رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ پیغمبروں کے نام پر یا صحابہ کے نام پر رکھا جائے (۳)، یا ایسا نام

---

(۱) "فإن العبودية لاتضاف إلا إلىٰ اسم من أسماء الله تعالىٰ". (السعاية، باب صفة الصلوٰة، مطلب: يجب نهى العوام، الخ: ۱۶۴/۲، سهيل اكيڈمى لاهور)

"التسمية باسم ..... لايستعمله المسلمون، الأولى أن لايفعل". (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل التاسع فى المتفرقات: ۳۷۰/۶، رشيديه)

(۲) "وقيل: إنما كان نوح وبنوه الثلاثة: سام وحام ويافث". (تفسير ابن كثير، سورة هود: ۴۴۵/۲، سهيل اكيڈمى لاهور)

(وكذا فى روح المعانى، (سورة هود: ۴): ۵۵/۱۲، داراحياء التراث العربى بيروت)

(۳) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "سموا بأسماء الأنبياء، ولاتسموا بأسماء الملائكة". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۳۵۵۳/۷: رقم الحديث: ۴۷۱۷، نزار مصطفى رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

رکھا جائے جس کے شروع میں ''عبد'' ہو اور دوسرا لفظ اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالخالق، عبدالحمید(۱)، عبدالسبحان وغیرہ(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

''عبدالرحیم'' کو ''رحیم'' کہہ کر پکارنا

سوال[۹۳۹۶]: ہمارے اطراف میں جن لوگوں کا نام عبدالرحیم، عبدالقدوس وغیرہ ہے، ان کو ''اے رحیم، اے قدوس'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ اس طرح بلانا گناہ ہے: کیونکہ شرح فقہ اکبر میں صفحہ ۲۳۸ میں ہے کہ: ''من قال لمخلوقٍ یا قدوس الخ''(۳)۔ جس سے عدمِ جواز مفہوم ہوتا ہے۔ تو زید کا یہ سمجھنا

---

(۱) ''عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ''أحب الأسماء إلی الله عزوجل عبدالله وعبدالرحمٰن''. (سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی تغییر الأسماء: ۳۲۸/۲، امدادیه ملتان)

قال المحشی: ''یلتحق بهذین الاسمین ماکان مثلها کعبدالرحیم''. (حاشیة أبی داؤد، المصدر السابق)

(والصحیح لمسلم، کتاب الأدب، باب النهی عن التکنی بأبی القاسم، الخ: ۲۰۶/۲، قدیمی)

(وکذا فی ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴۱۷/۶، سعید)

(۲) ''عبدالسبحان'' نام رکھنا مناسب نہیں، جیسا کہ خود حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود اس پر بحث فرمائی ہے، کما تقدم تحت عنوان: ''عبدالسبحان نام رکھنا'' من: (السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة، کتاب الصلوة، باب صفة الصلوٰة، مطلب: یجب نهی العوام عن تسمیتهم أطفالهم بعبد السبحان: ۱۶۴/۲، سهیل اکیڈمی لاهور)

''وسبحان مصدر کغفران، ولایکاد یستعمل إلامضافاً منصوباً، الخ''. (تفسیر البیضاوی، (سورة البقره: ۳۲): ۶۲/۱، میر محمد کتب خانه)

(وکذا فی البحر المحیط: ۱۴۸/۱، دارالفکر بیروت)

(۳) (شرح الفقه الأکبر، للملا علی القاری رحمه الله، قبیل فصل فی المرض والموت والقیامة، ص: ۱۹۳، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو عامۂ اس سے بچاؤ مشکل ہے، لہذا کیا صورت اختیار کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی کی تعظیم کرتے ہوئے اللہ پاک کا نام بولنا اس کو اللہ کے درجہ میں تسلیم کرنا ہے جو کہ کفر ہے، لیکن معنی لغوی کی رعایت سے کوئی لفظ بولنا جس میں خدائے پاک کے نام کی شرکت مقصود نہ ہو، کفر نہیں۔ صورت مسئولہ میں معنی کی طرف دھیان نہیں ہوتا ہے، بلکہ علَم (نام) میں اختصار کیا جاتا ہے:

"ومن قال لمخلوق: یاقدوس أوالقیوم أوالرحمٰن، أوقال: اسماً من أسماء اللّٰہ الخالق، کفر، انتھٰی. وھو یفید أنه من قال لمخلوق: یاعزیز ونحوھم، یکفر أیضاً، إلا إن أراد بھما المعنی اللغوی. والأحوط أن یقول: یاعبد القدیر یا عبدالرحمٰن، ۱ھ". شرح فقه اکبر، ص: ۲۳۸(۱)۔

عبدالرحیم وغیرہ نام رکھنے کی حدیث میں تاکید آئی ہے، اس کو منع نہیں کیا جاسکتا، البتہ نام لینے والوں کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ پورا نام باادب لیا کریں (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۴/۲۱ھ۔

جسمانی امراض کے لئے نام بدلنا

سوال[۷۹۳۹]: کوئی مرد یا عورت اگر بیمار ہوجائے، تو پیر صاحب کہتے ہیں کہ اس بیمار کا جو نام

---

(۱) (شرح الفقه الأکبر، قبیل فصل فی المرض والموت والقیامة، ص: ۱۹۳، قدیمی)

(۲) "عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "أحب الأسماء إلی اللّٰہ عزوجل عبداللّٰہ وعبدالرحمن". (سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب تغییر الأسماء: ۳۲۸/۲، إمدادیه ملتان)

قال المحشی: "یلتحق بهذین الاسمین ماکان مثلهما کعبد الرحیم". (حاشیة أبی داؤد، المصدر السابق)

(والصحیح لمسلم مع شرحه للنووی، کتاب الأدب، باب النهی عن التکنی بأبی القاسم: ۲۰۶/۲، قدیمی)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴۱۷/۶، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

رکھا ہے وہ بہت برا ہے، اس کا نام بدلنے سے ٹھیک ہو جائیگا۔ جاہل لوگ تسلیم کر کے اس کا نام بدل دیتے ہیں۔ اس کا کہیں ثبوت ہے یا شرک ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو نام خلافِ شرع ہو اس کو بدل دینا حدیث شریف سے ثابت ہے(۱)، شریعت کے موافق جو نام ہو، اس کو جسمانی امراض کے علاج کے لئے بدلنا ثابت نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۵/ ۸۹ھ۔

قوم کا نام ''افغان محمدی''

سوال[۹۳۹۸]: ہم لوگ مختلف قسم کی دستکاری کرتے ہیں. ہماری برادری کے کچھ لوگ ملازمت کرتے ہیں۔ دفتری ملازم اپنی قومیت کیا لکھائے، ہم چاہتے ہیں کہ ہماری قوم کا بھی کوئی نام تجویز ہو، جیسے مسلمان قوموں میں سبھی کے نام ہیں، ہر شخص اپنا حسب نسب باشرع بتاتا ہے۔ ہماری قوم کے لوگوں میں اس وقت بیداری ہے اور مسئلہ کو طے کرنے کے لئے ہندوستان میں پوری برادری کمر بستہ ہے، اس موقع پر آپ ہماری مدد فرمائیں۔

۱.....کیا ہماری برادری اپنی انجمن کا نام ''انجمن افغان محمدی'' رکھ سکتی ہے؟

۲.....کیا ہماری برادری کی قوم کا نام ''محمدی'' ہوسکتا ہے؟

۳.....کیا ہماری برادری کی قوم کا نام ''افغان محمدی'' ہوسکتا ہے؟

۴.....کیا ہماری برادری کا نام ''شیخ افغانی'' ہوسکتا ہے؟

سائل: محمد یوسف ولد محمد لقمان، آزاد باڈی ورکس، مظفرنگر۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما: أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم غیّر اسم عاصیة (هی بنت عمر بن الخطاب) وقال: "أنت جمیلة". (سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی تغییر الاسم القبیح: ۳۲۸/۲، إمدادیه ملتان)

"وعن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه أن زینب کان اسمها برة، فقیل: تُزکّي نفسها، فسماها رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم زینب". (الصحیح لمسلم، کتاب الأدب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح إلی حسن: ۲۰۸/۲، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ایسا نام جومختلف صنعتوں پر حاوی ہوجس میں سب ہی مسلم صنعت کار داخل ہوسکتے ہوں آپ نے ''انجمن افغان محمدی'' تجویز کیا ہے۔

افغان ''فغن'' کی جمع ہے جس کے معنی ''ہنر'' کے بھی ہیں یعنی ''فنکار'' مسلم، پیشہ اور مذہب دونوں کی اس میں رعایت ہوگئی۔ ہر فرد اپنے کو افغانی بھی کہہ سکتا ہے، جس کا مطلب ہوگا: ''متعدد صنعتوں کو جاننے والا'' جس کا حاصل یہ نکلا کہ یہ شخص صنعت، پیشۂ دستکاری والی جماعت سے تعلق رکھتا ہے، اس میں شرعاً کوئی خرابی نہیں، درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۳/۹۵ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

Maktaba Tul Ishaat.com

باب خصال الفطرة

الفصل الأول فی اللحیة والشوارب

(داڑھی اور مونچھ کا بیان)

داڑھی

سوال[۹۳۹۹]: ایک شخص یوں کہتا ہے کہ داڑھی رکھواؤ تو کوئی حرج نہیں اور نہ رکھواؤ تو بھی کوئی حرج نہیں واقع ہوتا اور داڑھی رکھوانا سنت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

وہ شخص غلط کہتا ہے، داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے، ایک مشت تک پہونچنے سے پہلے پہلے کٹوانا بالاتفاق ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور سے داڑھی رکھنے اور بڑھانے کا حکم فرمایا ہے(۱):

---

(۱) "عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: "أحفوا الشوارب وأعفوا اللحی".

"وعن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "خالفوا المشرکین أحفوا الشوارب وأوفوا اللحی".

"وعن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "جزوا الشوارب وأرخوا اللحی، خالفوا المجوس".

"عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "عشرٌ من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحیة". الحدیث. (الصحیح لمسلم: ۱/۱۲۹، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قدیمی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= "عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "انهكوا الشوارب وأعفوا اللحى". صحيح البخاری: ۸۷۵/۲، باب إعفاء اللحى، كتاب اللباس،قديمی)

(وسنن أبی داؤد: ۸/۱، باب السواک من الفطرة، دارالحديث ملتان)

(وسنن أبی داؤد: ۵۷۷/۲، كتاب الترجل، باب فی أخذ الشارب، دار الحديث ملتان)

(وسنن النسائی: ۷/۱، كتاب الطهارة، إحفاء الشارب وإعفاء اللحی، قديمی)

(وصحيح البخاری: ۸۷۵/۲، كتاب اللباس، باب اعفاء الحی، قديمی)

قال النووی رحمه اللہ تعالیٰ: "فحصل خمس روايات: "أعفوا، وأوفوا، وأرخوا، وأرجوا، ووفّروا. ومعناها كلها تركها على حالها، هذا هو الظاهر من الحديث الذی يقتضيه ألفاظه، وهو الذی قاله جماعةٌ من أصحابنا وغيرهم من العلماء". (شرح النووی على الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۲۹/۱، قديمی)

"وقص اللحية من صنع الأعاجم، وهو اليوم شعار كثيرٍ من المشركين كالأفرنج والهنود، ومن لاخلاق له فی الدين من الطائفة القلندرية". (مرقاة المفاتيح: ۹۱/۲، كتاب الطهارة، باب السواک، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۷۹)، رشيديه)

"واللحية هی الفارقة بين الصغير والكبير، وهی جمال الفحول وتمام هيأتهم، فلا بد من إعفائها. وقصُّها سنة المجوس، وفيه تغيير خلق اللہ، ولحوق أهل السؤدد والكبرياء بالرعاع". (حجة اللہ البالغة: ۵۱۷/۱، خصال الفطرة وما يتصل بها، إعفاء اللحية وقصّ الشوارب، قديمی)

(وأيضا حجة اللہ البالغة: ۵۱۶/۲، إطالة اللحی وإحفاء الشوارب، قديمی)

(وكذا فی بذل المجهود: ۳۳/۱، كتاب الطهارة، باب السواک من الفطرة، مكتبه إمداديه ملتان)

قال محمد رحمه اللہ تعالیٰ: "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما: أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقصّ ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبی حنيفة". (كتاب الآثار، ص: ۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه، إدارة القرآن كراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

"يحرم على الرجل قطع لحيته، اهـ". درمختار: ۲۸۸/۵(۱)۔

"وأما الأخذ منها (أي من اللحية) وهي دون ذلك: أي دون القبضة –كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال– فلم يبحه أحدٌ، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم، فتح. اهـ". درمختار: ۱۷٤/۲(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

داڑھی کی تحقیق

سوال[۹۴۰۰]: ۱.....شریعت مقدسہ مطہرہ میں داڑھی رکھنے کے متعلق امر ہے یا نہیں، کچھ احکام صادر فرمائے ہیں یا نہیں؟ اثبات ہو یا نفی دونوں صورتیں مدلل مستحکم بدلائلِ شرعیہ ہوں تا کہ عامۃ المسلمین کو کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے۔

۲.....یہ بھی تحریر کریں کہ کتنی جگہ کے بالوں کو داڑھی کہا جاتا ہے، یہ تحقیق بھی شرع شریف کی روشنی میں ہونا از حد ضرور ہے۔

۳.....اگر داڑھی رکھنے کے متعلق شریعت مقدسہ کا حکم ہے تو کیا چہرے کے کسی حصہ کے بالوں کو استرے سے کٹوانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....داڑھی کا رکھنا واجب ہے، اور منڈانا اور ایک قبضہ تک پہونچنے سے پہلے کٹانا ناجائز ہے:

"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "خالفوا المشركين، أوفروا اللحى، وأحفوا الشوارب". وفي رواية: "أنهكوا الشوارب، وأعفوا

---

(۱) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۰۷/۶، سعيد)

(۲) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۱۸/۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: ۴۹۰/۲، كتاب الصوم، باب مايفسد، رشيديه)

(وكذا في حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد: ۱۸۷/۲، بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

اللحی". متفق علیه، الخ". مشکوٰة شریف(۱)۔

"ولا بأس أن یقبض علی لحیته، فإن زاد علی قبضة منها شیء، جزّه، الخ".

عالمگیری(۲)۔

"أما الأخذ منها وهی دون ذلك، کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم یبحه أحد، اه". فتح القدیر(۳)۔

"قص اللحیة کان من صنیع الأعاجم وهو الیوم شعار کثیرٍ من أهل الشرك وعَبَدة الأوثان کالأفرنج والهنود ومَن لا خلاق لهم فی الدین من الفرقة الموسومة بالقلندریة فی زماننا، الخ". مرقاة(٤)۔

---

(۱) (مشکوة المصابیح: ۲/۳۸۰، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، قدیمی)

(والصحیح لمسلم: ۱/۱۲۹، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قدیمی)

(وصحیح البخاری: ۲/۸۷۵، باب إعفاء اللحی، کتاب اللباس، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب الطهارة: ۱/۸، باب السواك من الفطرة)

(وأیضاً فی سنن أبی داؤد: ۲/۵۷۷، کتاب الترجل، باب فی أخذ الشارب، دار الحدیث ملتان)

(وسنن النسائی: ۱/۷، إحفاء الشارب وإعفاء اللحی، قدیمی)

(۲) (الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۵۸، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان ..... وقص الشارب وحلق الرأس، رشیدیه)

(۳) (فتح القدیر: ۲/۳۴۸، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء والکفارة، مصطفیٰ البابی الحلبی،مصر)

(۴) (مرقاة المفاتیح: ۲/۹۱، کتاب الطهارة، باب السواك، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۴۷۹)،رشیدیه)

(وکذا فی حجة الله البالغة، خصال الفطرة، ومایتصل بها، إعفاء اللحیة وقصّ الشوارب: ۱/۵۱۷،قدیمی)

(وکذا فی حجة الله البالغة، إطالة اللحی وإحفاء الشوارب: ۲/۵۱۶، قدیمی)

(وکذا فی بذل المجهود: ۱/۳۳، کتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، مکتبه امدادیه ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....عربی میں "لُحی" اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر دانت ہوتے ہیں اور چونکہ داڑھی اس ہڈی پر پیدا ہوتی ہے اس لئے داڑھی کو "لحیۃ" کہتے ہیں، پس اس ہڈی پر جو بال ہوں ان کو کٹوانا یا منڈانا جائز نہیں ہے، ایک قبضہ تک پہونچنے کے بعد کٹوانا درست ہے:

"اللحى العظام الذى عليه الأسنان، الخ". المغرب(۱)۔

۳..... خط بنوانا یعنی جو بال داڑھی کی حد سے بڑھ کر رخسار پر پیدا ہوگئے ہوں، ان کو منڈوانا درست ہے، نیچے جولب کے بال ہوتے ہیں ان کو منڈوانا منع ہے، حلق پر جو بال ہوتے ہیں ان کو بھی نہیں منڈوانا چاہیئے:

"ولا يحلق شعر حلقه. وعن أبى يوسف: لا بأس بذالك ..... نتف الفنيكين بدعة وهما جانبا العنفقة وهى شعر الشفة السفلىٰ، كذا فى الغرائب". عالمگیری(۲)۔

"عن أبى حنيفةؒ: أنه يجوز قص كل شعر مانع من زينة اللحية. الخ"(۳)۔

ڈاڑھی وغیرہ کی اقسام کی زیادہ تفصیل مطلوب ہوتو "درك المآرب فى أحكام اللحى والشوارب". "هداية النور فى أحكام الأظفار والشعور". "نور اللحى وما يتعلق باللحى". داڑھی کا فلسفہ"۔ "داڑھی کی قدر و قیمت" وغیرہ رسائل دیکھئے، اس میں احکام وحکم وعلل زیادہ ملیں گے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مدرسہ مظاہر علوم، ۵۹/۹/۳ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا۔

---

(۱) (المغرب، اللحى، ص: ۲۴۴، إدارة دعوة الإسلام، يوسفيه بنوريه كراچى)

"واللحى: منبت اللحية من الإنسان وغيره ..... واللحيان: حائطا الفم، وهما العظمان اللذان فيهما الأسنان من داخل الفم من كل ذى لحى". (لسان العرب: ۲۴۳/۱۵، دارصادر بيروت)

(۲) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: ۳۵۸/۵، رشيديه)

(۳) لم أظفر على مأخذ هذه العبارة

Maktaba Tul Ishaat.com

ایک مشت ڈاڑھی کی تحقیق

همایوں منزل کلکته

محترم جناب مفتی محمود احمد صاحب زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ

سوال[۹۴۰۱]: بعدازاں گذارش یہ کہ بخیر رہ کر خدا سے آپ کی خیریت کا طالب ہوں، ادھر کچھ دنوں سے ڈاڑھی کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے، معلوم کرنا یہ ہے کہ احناف کے نزدیک ڈاڑھی کی صحیح مقدار کیا ہے، ایک مشت سے کم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ حقیقی مسئلہ تحریر فرمائیں۔ اگر ممکن ہو تو ایک مشت کے سلسلہ میں کوئی قولی حدیث اور قرآن کی آیت تحریر فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ والسلام۔

طالب دعا: غلام رسول بقلم ابوالکرم عبدالحنان، یکم/فروری/۱۹۲۹ء۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حدیث شریف میں صاف "أعفوا اللحی"(۱) "أرخوا اللحیٰ"(۲) "أوفروا اللحیٰ"(۳) کے الفاظ موجود ہیں جن کا ترجمہ ہے: ''ڈاڑھی بڑھاؤ۔ ڈاڑھی لٹکاؤ۔ ڈاڑھی زیادہ کرو''۔ ان الفاظ کا تقاضہ تھا کہ بڑھانے کی کوئی حد مقرر نہ ہوتی اور کٹانا بالکل جائز نہ ہوتا، مگر حدیث کے راوی صحابی کا معمول تھا کہ ایک مشت سے جو مقدار آگے بڑھ جاتی اس کو کٹا دیتے۔ اس حدیث کو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں روایت کیا

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: "أحفوا الشوارب، وأعفوا اللحی". (الصحیح لمسلم، باب خصال الفطرة: ۱/۱۲۹، قدیمی)

(۲) "عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "جزوا الشوارب، وأرخوا اللحی، خالفوا المجوس". (الصحیح لمسلم: ۱/۱۲۹، باب خصال الفطرة،قدیمی)

(۳) "وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "خالفوا المشرکین أوفرا اللحی، وأحفوا الشوارب". وفی روایة "انهکوا الشوارب وأعفوا اللحی". متفق علیه. (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ص: ۳۸۰، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے اور اس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب قرار دیا ہے(۱)۔

کسی صحابی سے منقول نہیں کہ ایک مشت تک پہونچنے سے پہلے کسی نے کٹائی ہو، منڈانے کا، تو وہاں سوال ہی نہ تھا، معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حدیث شریف کا وہی مطلب سمجھا ہے اور اسی پر اجماع ہے۔ پس حدیث کا کوئی ایسا مطلب نکالنا جو سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فہم کے خلاف ہو جائز نہیں، ایسا مطلب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب نہیں ہوسکتا، بلکہ مطلب نکالنے والے کے خود اپنے ذہن کا مطلب ہے جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے سر تھوپنا افتراء ہے جس پر سخت وعید ہے، ایسے شخص کے لئے جہنم کی سزا بیان فرمائی گئی ہے(۲)۔

درمختار میں مذکور ہے کہ ایک مشت تک پہونچنے سے پہلے کٹانا کسی نے بھی جائز نہیں کہا(۳)۔ سیدھی

---

(۱) "محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقصّ ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة". (كتاب الآثار، ص: ۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه، إدارة القرآن كراچی)

"ولا بأس أن يقبض على لحيته، فإن زاد على قبضة منها شيئ، جزّه". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۸/۵، الباب التاسع عشر في الختان ..... وقص الشارب، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق: ۱۹/۳، كتاب الحج، باب الجنايات، رشيديه)

(وكذا في منحة الخالق على هامش البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات: ۲۰/۳ رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق: ۴۹۰/۲، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسد، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق: ۱۸۶/۲، كتاب الصوم، باب ما يفسد وما لا يفسده، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: ۱۸۶/۲، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) "عن عبدالعزيز، قال أنس رضي الله تعالىٰ عنه: إنه ليمنعني أن أحدثكم حديثاً كثيراً أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تعمد عليّ كذباً، فليتبوأ مقعده من النار". (صحيح البخاري: ۲۱/۱، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم، قديمي)

(۳) "وأما الأخذ منها (أي من اللحية) وهي دون ذلك: أي دون القبضة -كما يفعله بعض المغاربة =

Maktaba Tul Ishaat.com

سیدھی بات ہے کہ جب بڑھانے کا حکم ہے تو کٹانے سے وہ حکم ٹوٹے گا اور حکم کی خلاف ورزی معصیت ہے، جو لوگ ایک مشت تک پہونچنے سے پہلے کٹانے اور خشخشی یا اس سے کچھ زائد پر کفایت کرتے ہیں، وہ ثبوت دیں کہ کٹانے کا حکم کس حدیث سے ثابت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۱۱/۸۸ھ۔

داڑھی کی مقدار

سوال[۹۴۰۲]: گذارش ہے کہ زید مسلکاً حنفی ہے، اس کے چند احباب نے ایک روز بات چیت کے درمیان زید سے دلیل طلب کی کہ ایک مشت ڈاڑھی کی قید کہاں سے معلوم ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں صحاح ستہ کی کوئی صحیح روایت موجود ہے، یا فقط صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طرز عمل پر عمل کیا جاتا ہے؟ جواب مدلل تحریر فرمائیں۔ خصوصاً ایک مشت کی قید کہاں سے ثابت ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: شمشاد احمد اعظمی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ڈاڑھی بڑھانے کا امر صحیح حدیث میں موجود ہے(۱)، بڑھانے کی ضد کٹانا ہے، قصر ہو یا حلق۔ کسی شی

= ومخنثة الرجال- فلم يبحه أحدٌ. وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم، فتح. اهـ".

(الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد: ۴۱۸/۲، سعيد)

(وكذا في مرقاة المفاتيح: ۹۱/۲، كتاب الطهارة، باب السواك، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۳۷۹)، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق: ۴۹۰/۲، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد، رشيديه)

(وكذا في فتح القدير: ۳۴۷/۲، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفاره، مصطفى البابى الحلبى،مصر)

(۱) "عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى".

"وعن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "خالفوا المشركين أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحى". .....=

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

"وعن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "جزوا الشوارب، وأرخوا اللحى، خالفوا المجوس".

"عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "عشرٌ من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية". الحديث. (الصحيح لمسلم: ۱/۱۲۹، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قديمی)

"عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "انهكوا الشوارب وأعفوا اللحى". (صحيح البخاری: ۲/۸۷۵، باب إعفاء اللحى، كتاب اللباس،قديمی)

(وسنن أبی داؤد: ۱/۸، باب السواک من الفطرة، دارالحديث ملتان)

(وسنن أبی داؤد: ۲/۵۷۷، كتاب الترجل، باب فی أخذ الشارب، دار الحديث ملتان)

(وسنن النسائی: ۱/۷، كتاب الطهارة، إحفاء الشارب وإعفاء اللحیٰ، قديمی)

(وصحيح البخاری: ۲/۸۷۵، كتاب اللباس، باب اعفاء الحی، قديمی)

قال النووی رحمه الله تعالىٰ: "فحصل خمس روايات: "أعفوا، وأوفوا، وأرخوا، ووفّروا". ومعناها كلها تركها على حالها، هذا هو الظاهر من الحديث الذی يقتضيه ألفاظه، وهو الذی قاله جماعةٌ من أصحابنا وغيرهم من العلماء". (شرح النووی على الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱/۲۹، قديمی)

"وقص اللحية من صنع الأعاجم، وهو اليوم شعار كثيرٍ من المشركين كالأفرنج والهنود، ومن لاخلاق له فی الدين من الطائفة القلندرية". (مرقاة المفاتيح: ۲/۹۱، كتاب الطهارة، باب السواک، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۷۹)، رشيديه)

"واللحية هی الفارقة بين الصغير والكبير، وهی جمال الفحول وتمام هيأتهم، فلا بد من إعفائها. وقصُّها سنة المجوس، وفيه تغيير خلق الله، ولحوق أهل السؤدد والكبرياء بالرعاع". (حجة الله البالغة: ۱/۵۱۷، خصال الفطرة وما يتصل بها، إعفاء اللحية وقصّ الشوارب، قديمی)

(وأيضاً حجة الله البالغة: ۲/۵۱۶، إطالة اللحی وإحفاء الشوارب، قديمی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

کا امر کرنا اس کی ضد سے نہی کرنا ہے، جیسے نماز کا امر اس کے ترک سے نہی ہے، جب امر وجوب کے لئے ہوگا تو اس کی ضد سے نہی تحریم کے لئے ہوگی، کما فی تیسیر التحریر، المجلد الثانی، ص:٦٩(١)۔

بخاری شریف اور دیگر صحاح میں:"أعفوا اللحی". "أوفروا اللحی". "أرخوا اللحی". "وفروا اللحی" صیغے موجود ہیں(۲)، امر کے صیغے (اگر) وجوب کے لئے نہ ہوتے بلکہ سنیت کے لئے ہوتے تو احیاناً امر کے خلاف بھی منقول ہوتا، مگر نہ قولاً منقول ہے نہ فعلاً، کبھی بھی بیانِ جواز کے لئے اس کی نوبت نہیں آئی، یہ دوام ومواظبت بلا ترک ہی وجوب کے لئے قوی دلیل ہے(۳) چہ جائیکہ اس کے ساتھ ہی اس کے خلاف کی مخالفت بھی صراحۃً وارد ہے:"خالفوا المجوس"(٤)۔

اس امر کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، انہوں نے اس کا مطلب قولاً وعملاً یہی سمجھا اور ان کے اس فہم کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا کہ ایک مشت سے جو زائد ہو جائے اس کے کٹانے کی اجازت ہے اور اسی حدیث سے یہ عملاً ثابت ہوتا ہے، یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ ان کو یہ حدیث نہیں پہونچی ہو، کیونکہ وہ خود اس کے راوی ہیں، اگر ان کا عمل نہ ہوتا تو ایک مشت سے زائد کو بھی کٹانے کی

= (وكذا في بذل المجهود: ١/٣٣، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، مكتبه امداديه ملتان)

قال محمد رحمه الله تعالىٰ: "عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما: أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقصّ ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة". (كتاب الآثار، ص: ١٩٨، باب حف الشعر من الوجه، إدارة القرآن كراچی)

(١) "أن الأمر يقتضي كراهة الضد ولو إيجاباً، والنهي كونه سنةً مؤكدةً ولو تحريماً ..... قول (العامة) من أن الأمر بالشئ نهيٌ عن ضده إن كان واحداً، وإلا فعن الكل، وأن الأمر بالضد المتحد". (تيسير التحرير: ١/٣٧٣، الأمر يقتضي كراهة الضد ولو إيجاباً، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(٢) (راجع، ص: ٣٩٩، رقم الحاشية: ١)

(٣) "فما كان فعله أولىٰ من تركه مع منع الترك إن ثبت بدليل قطعي، ففرض، أو بظني فواجب". (ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب: في معنى الإشتقاق وتقسميه إلى ثلاثة أقسام: ١/١٠٢، سعيد)

(وكذا في المغني في أصول الفقه، ص: ٨٣، باب النهي، جامعة أم القرى مكة المكرمة)

(٤) (الصحيح لمسلم، باب خصال الفطرة: ١/١٢٩، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

اجازت نہ ہوتی۔

پس صحابہ کرام کے جمِ غفیر کے عمل کو برقرار رکھنا اور ان حضرات کا دوام واستمرار کے ساتھ اس کا اہتمام فرمانا اجتماعی توارث وتواتر ہے۔

اب اگر کوئی شخص ایک مشت سے پہلے ہی کٹانے کو جائز کہتا ہے وہ ثبوت پیش کرے کہ کس حدیث سے ثابت ہے، کیونکہ یہ کٹانا، بڑھانے کی ضد ہے جس کی ممانعت بڑھانے کے امر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دوامی عمل سے ہے، صحابہ کرام کے اجماع وتوارث سے ہے، بلکہ یہ "ما أنا عليه وأصحابی"(۱) کی بناء پر شعار میں داخل ہے، اس کو فقط صحابہ کرام کا طرز عمل کہہ کر ہلکا اور خفیف سمجھنا خطرناک ہے(۲)، اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ ایک مشت سے پہلے قطع کرنا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں:

"وأما الأخذ منها دون ذلك (أی دون القبضة) –كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال– فلم يبحه أحدٌ. وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم، اهـ". فتح القدير(۳)۔ درمختار(٤)۔

والبسط فی "درك المآب فی أحكام اللحی والشوارب". "وهداية النور فی أحكام الأظفار والشعور". "ونور الضحیٰ فی ما يتعلق باللحی". "وبذل المجهود فی شرح أبی داؤد".

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب اعتصام، الكتاب والسنة، الفصل الثانی: ۱/۳۰، قديمی)

(۲) "وفی الخلاصة: من رد حديثاً، قال بعض مشايخنا: يكفر، وقال المتأخرون: إن كان متواتراً كفر، أقول: هذا هو الصحيح، إلا إذا كان رد حديث الآحاد من الأخبار على وجه الاستخفاف والاستحقار والإنكار". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۲۴۷، مطلب فی إيراد الألفاظ المكفرة التی جمعها العلامة بدر الرشيد من أئمة الحنفية، دارالكتب العلمية بيروت)

"لو لم ير السنة حقاً، كفر؛ لأنه استخفاف". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۴۷۴، سعيد)

(۳) (فتح القدير: ۲/۳۴۸، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفاره، مصطفیٰ البابی الحلبی،مصر)

(۴) (الدرالمختار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد: ۲/۴۱۸، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

"وفتح القدير والعناية شرح هداية"۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۳/۹۰ھ۔

داڑھی بڑھانے اور موئے زیرِ ناف کاٹنے کی وجہ

سوال[۹۴۰۳]: موئے زیرِ ناف کی صفائی کا حکم اسلام دیتا ہے اور داڑھی کے بال کو بڑھانے کا حکم دیتا ہے، اس کی علت کیا ہے اور کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ یہ اعتراض ایک غیر مسلم دہریہ کا ہے، جس کی نظر میں قرآن وحدیث کوئی چیز نہیں ہے جسے مستدل بنا کر جوابدہی کی جائے، وہ سرے سے منکر ہے۔ لہٰذا عقل وہوش وخرد کی روشنی میں ایسا مفصل جواب دیا جائے جس سے باطل کو خاموش کیا جاسکے اور ناطقہ کو بند کردیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو شخص بنیادہی کا منکر ہے اس سے فرعی مسئلہ میں بحث کرنا قرینِ دانش مندی نہیں، بلکہ عقل وخرد کے تقاضے ہی کے خلاف ہے۔ ہاں اگر وہ محض اس مسئلہ کی وجہ سے قرآن وحدیث کا منکر ہے اور اس کے سمجھ میں آنے پر قرآن وحدیث کو تسلیم کرنے کا اور ایمان لانے کا وعدہ کرتا ہے تو پھر اس کا جواب اہم ہوجائے گا، اور یہ محض فرعی نہیں رہے گا بلکہ بنیاد کو تسلیم کرنے کے لئے اس کو بنیاد قرار دے دیا جائے گا، یعنی اس مسئلہ کی علت و حکمت تو بہت معمولی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ اہم چیز یہ ہے کہ قرآن وحدیث اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔

اگر اس مسئلہ کی حکمت اس کی سمجھ میں آبھی گئی تو یہ اس کے لئے ذریعہ نجات نہیں، اور اس کی زبان اعتراض سے بند نہیں ہوگی وہ دس اعتراض اَور بھی کرسکتا ہے، لیکن قرآن وحدیث پر ایمان لے آئے تو ایسے ایسے مسائل خود بخود حل ہوجائیں گے اور ان کی حکمتوں کو سمجھنا بہت آسان ہوجائے گا اور نجات کا دروازہ کھل جائے گا، ورنہ اعتراض کے دریا میں غوطہ لگاتے لگاتے عمر ختم ہوجائے گی اور ساحل تک نہیں پہونچ سکے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

داڑھی کی مقدار اور اس کا مفصل حکم

سوال[۹۴۰۴]: ۱.....ڈاڑھی کا رکھنا کیا فرض واجب ہے یا سنت اور کیوں؟

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....داڑھی کی مقدار فقہاء نے چار انگشت رکھی ہے۔ آیا یہ منصوص ہے، اگر ہے تو کونسی نص ہے؟

۳.....اجماعِ امت جو شرعی حجت ہے وہ اجماع کن لوگوں کا معتبر ہے؟

۴.....کیا اب بھی کسی مسئلہ پر امت کو اجماع کا اختیار باقی ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

۵.....اجماع کی تعریف۔

۶.....ایک شخص تمام احکامِ شرع کا پابند ہے، مگر داڑھی کو مشین یا قینچی سے کٹواتا ہے اور اس فعل کو بالکل حلال سمجھتا ہے، یعنی ایک فعلِ حرام کو حلال سمجھتا ہے کیا وہ کافر ہے یا نہیں؟ اگر اس کو کافر کہا جاوے تو وہ باجود یکہ کلمہ گو بھی ہے اور صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ وجہاد وغیرہ کا پکا معتقد اور پابند ہے تو کافر کیوں؟

۷.....اگر کافر نہیں تو اس کے خلاف لازم آئے گا کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کا اعتقاد کرنا کفر ہے۔

برائے نوازش بحوالہ کتب معتبرہ مفصل ومدلل جواب سے نوازیں۔

۸.....داڑھی کے متعلق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تشبہ نصاریٰ اور یہود سے بچو، نہ منڈاؤ اور نہ بالکل چھوڑ دو۔ اور دوسری جگہ داڑھی کے بڑھانے کا امر اور مونچھوں کے کٹانے کا حکم بیان فرمایا ہے، مگر مقدار منصوص نہیں اور فقہاء کے قول کو ماننے کے لئے ہر ایک تیار نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....داڑھی کا رکھنا واجب ہے اور حدِ متعین تک پہونچنے سے پہلے منڈانا، یا کٹانا حرام ہے:

"یحرم علی الرجل قطع لحیته، اھ" . درمختار(۱)۔ "حلق اللحیة مثلةٌ فی حق الرجال، والمثلة حرام، فحلق اللحیة حرام، اھ". ھدایه(۲)۔

"خالفوا المشرکین أوفروا اللحی، وأحفوا الشوارب". مشکوٰة شریف(۳)۔

---

(۱) (الدرالمختار، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد: ۴۱۸/۲، سعید)

(۲) لم أجد هذه العبارة فی الهداية، بل فيها: "أن حلق الشعر فی حقها (أی حق المرأة) مثلةٌ كحلق اللحية فی حق الرجال". (الهداية: ۲۵۵/۱، کتاب الحج، باب الإحرام، مکتبه شرکت علمیه ملتان)

(۳) (مشکوٰة المصابیح، ص: ۳۸۰، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، قدیمی)

(والصحیح لمسلم: ۱۲۹/۱، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

"قص اللحية كان من صنيع الأعاجم، وهو اليوم شعار كثيرٍ من أهل الشرك وعَبَدة الأوثان كالإفرنج والهنود ومَن لا خلاق لهم فى الدين من الفرقة الموسومة بالقلندرية فى زماننا، اه ". مرقاة(۱)۔

۲..... "والقص فيها سنة، وهو أن يقبض الرجل لحيته، فما زاد منها على قبضة قطعه، كذا ذكر محمد فى كتاب الآثار عن الإمام ..... وبه نأخذ، اه". محيط السرخسى، اه". طحطاوى(۲)۔

۳.....اس میں مختلف اقوال ہیں، صحیح یہ ہے کہ ہر عصر کے عدول مجتہدین کا اجماع حجت ہے:

"اختلف الناس فيمن ينعقد بهم الإجماع، قال بعضهم: لا إجماع إلا للصحابة. وقال بعضهم: لا إجماع إلا لأهل المدينة. وقال بعضهم: لا إجماع إلا لعترة النبى صلى الله عليه وسلم. والصحيح عندنا أن إجماع علماء كل عصر من أهل العدالة والاجتهاد حجة، اه". حسامى(۳)۔

۴.....علماء کی تصریح اور اہل تجربہ کے مشاہدہ سے یہ امر ثابت ہے کہ اس زمانہ میں اجتہاد مفقود ہے، لہٰذا اب کسی مسئلہ فقہیہ پر شرعی اجماع دشوار ہے(۴)۔

۵..... "اتفاق مجتهدى أمة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعد وفاته فى عصر من

---

(۱) (مرقاه المفاتيح: ۲/ ۹۱، كتاب الطهارة، باب السواك، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۷۹)، رشيديه)

(وكذا فى الدرالمختار مع ردالمحتار: ۲/ ۴۱۸، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، مطلب فى الأخذ من اللحية، سعيد)

(۲) (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: ۴/ ۲۰۳، فصل فى البيع، كتاب الحظر والإباحة، دارالمعرفة، بيروت، لبنان)

(۳) (الحسامى، الاصل الثالث، باب الاجماع، ص: ۹۳، سعيد)

(۴) لم اطلع على مأخذه.

Maktaba Tul Ishaat.com

الأعصار على أمر من الأمور اھ". حصول المامون(۱)۔

۶، ۷.....جو شئ حرام لعینہ ہو اور اس کی حرمت نصِ قطعی سے ثابت ہو، اس کو حلال اعتقاد کرنا کفر ہے، اور داڑھی کٹانے کی حرمت نص قطعی سے ثابت نہیں، بلکہ فقہاء نے اخبارِ آحاد سے ثابت کی ہے۔ پس شخصِ مذکور کی تکفیر درست نہیں، البتہ ایسے شخص کو علماء نے فاسق لکھا ہے۔ اور جو شخص ناجائز کام کو ناجائز سمجھ کر کرتا ہے اس کے فسق سے ایسے شخص کا فسق بہت بڑھا ہوا ہے جو ناجائز کو جائز سمجھتا ہے، کیونکہ اس کے اعتقاد اور عمل دونوں میں خرابی ہے:

"إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعي، يكفر، وإلا فلا، بأن يكون حرمته لغيره أو ثبت بدليل ظني، اھ..... استحلال المعصية كفرٌ، قال الشارح القونوي: كأنه أراد –والله أعلم– بالمعصيةِ المعصية الثابتة بالنص القطعيّ لِمَا في ذلك من جحود مقتضى الكتاب. أما المعصية الثابتة بدليل الظني كخبر الواحد، فإنه لا يكفر مستحلها، ولكن يفسق، اھ". شرح فقه أكبر(۲)۔

۸.....جو شخص مقلد ہے اس کو عمل کے لئے اپنے امام کا قول کافی ہے(۳) اور جو غیر مقلد ہے اس کو کسی سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے، اس کو چاہئے کہ خود قرآن واحادیث کا تتبع کر کے مسائل کا استخراج کرے۔

جو شخص فقہاء کے قول کو نہیں مانتا تو کیا اس نے ہر ہر مسئلہ کو خود قرآن وحدیث سے سمجھا ہے، مأخذ دریافت کرنا مقلد کا منصب نہیں اور نہ مجیب اس کا مکلّف ہے، البتہ تصحیحِ نقل کا ذمہ دار ہوتا ہے، نقل جواب نمبر:۲ میں پیش کر دی گئی، گو اس میں حوالۂ ماخذ بھی موجود ہے جس کی تفصیل نہایہ شرح ہدایہ میں ہے، یعنی ایک حدیث قولی ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا، اور ایک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل ہے جو گویا کہ اس حدیثِ قولی کی

---

(۱) (إرشاد الفحول، المقصد الثالث: الإجماع، البحث الأول: ۱/۲۵۴، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) (شرح الفقه الأكبر، مطلب في إيراد الألفاظ المكفرة التي جمعها العلامة بدر الرشيد من أئمة الحنفية، ص: ۲۴۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(۳) "ان الواجب على المقلد العمل بقول المجتهد وإن لم يظهر دليله". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب النكاح، باب الرضاع: ۳/۲۱۰، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

تفسیر ہے جس کو بذل المجہود شرح ابوداؤد جلد: ۵ میں بھی امام غزالی سے نقل کیا ہے اور اس مجموعہ سے نسبت کی تحدید مستفاد ہے جس کو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں فرمایا ہے: "وبه نأخذ"(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف، مظاہر علوم، ۲۸/ ذی الحجہ/ ۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۷/ ذی الحجہ/ ۵۶ھ۔

داڑھی کی حدِ شرعی

محترمی جناب صدر المفتی صاحب، زیدت معالیکم! دار العلوم دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال[۹۴۰۵]: عرض خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ عظام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ یہ براہین ودلائلِ شرعیہ فقہ حنفی کے مطابق تحریر فرما کر مشکور وممنون فرمایا جائے، عین کرم ہوگا۔

ڈاڑھی کی حد شرعی کیا ہے؟

کرم فرما کر سوال کا جواب جلد عنایت فرمایا جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ آں جناب کو جزائے خیر دے گا۔

والسلام۔

خادم محمد: بدر الحسن،

مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم، چاندواڑہ، ضلع مظفر پور، بہار۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

داڑھی کی حد شرعی ایک قبضہ ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں سند کے ساتھ اس کو

---

(۱) "محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه عنهما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ماتحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ". (كتاب الآثار، باب حف الشعر من الوجهِ ص: ۱۵۱، مكتبه اهل سنة وجماعة كراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

نقل کیا ہے(۱)اور فتح القدیر(۲)اور درمختار(۳)وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کاٹنا، یا کاٹ کر ایک مشت سے کم کرالینا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں، کسی نے اس کو مباح قرار نہیں دیا۔ یہ اجماع کے درجہ میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

داڑھی منڈانے کا حکم

سوال[۹۴۰۶]: ۱.....ایک شخص داڑھی منڈواتا ہے اور لوگوں کو منڈانے کی ترغیب بھی کرتا ہے۔

۲.....یا منڈواتا تو ہے مگر ترغیب نہیں کرتا ہے۔

۳.....اور ایک شخص ایسا ہے جو تمام شعائرِ اسلام کو پورے پورے ادا کرتا ہے مگر داڑھی منڈاتا ہے، لیکن ترغیب نہیں کرتا ہے، نہ اپنے منڈانے کو اچھا سمجھتا ہے، بلکہ دوسرے لوگوں کو داڑھی رکھنے کی ترغیب کرتا ہے۔ کیا ان تینوں شخصوں میں سے کسی کو فاسق کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر فاسق کا اطلاق آتا ہے تو کس کس شخص پر ان شخصوں میں سے شرع شریف میں قاضی کے یہاں ان کی قسم معتبر ہے یا نہیں؟ اگر معتبر ہے تو کس کی اور اگر وہ توبہ کرلیوے داڑھی منڈانے سے اور نہ منڈوائے تو کیا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو داڑھی نہ منڈانے کی وجہ سے اور توبہ

---

(۱) "محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ما تحت القبضة". قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ". (كتاب الآثار، ص: ۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "عن أبي هريرة رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "جزوا الشوارب، وأعفوا اللحى، خالفوا المجوس". فهذه الجملة واقعة موقع التعليل. وأما الأخذ منها وهي دون ذلك -كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال- فلم يبحه أحد". (فتح القدير، كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة: ۳۴۸/۲، مصطفیٰ البابي الحلبي مصر)

(۳) "وأما الأخذ منها (أي من اللحية) وهي دون ذلك: أي دون القبضة -كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال- فلم يبحه أحدٌ. وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم، فتح". (الدر المختار على رد المحتار: ۴۱۸/۲، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، مطلب في الأخذ من اللحية، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کرنے کی وجہ سے معاف فرمادیگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:

تینوں فاسق ہیں، تینوں مردود الشہادۃ ہیں، پہلا شخص زیادہ گنہ گار ہے، اس سے کم دوسرا، اس سے کم تیسرا۔ جو بھی صدق دل سے توبہ کرے گا، اللہ پاک اس کی توبہ کو قبول فرمادیں گے اور گذشتہ گناہ معاف کردیں گے:

"یحرم علی الرجل قطع لحیته، اھ". درمختار: ۵/۴۰۲(۱)۔

''حرام ہے مرد پر ڈاڑھی کا کاٹنا''۔

"حلق اللحیة مثلةٌ فی حق الرجال، والمثلة حرام، فحلق اللحیة حرام، اھ"(۲)۔

''ڈاڑھی کا مونڈنا مثلہ ہے، مَردوں کے حق میں اور مثلہ حرام ہے، پس ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے''۔

قال فی البحر: ۷/۹۹، بعد بحث طویل: "الحاصل أن الفسق بنفسه مانع شرعاً من قبولها"(۳)۔

''نفسِ فسق قبولِ شہادت سے مانع ہے''۔

قال اللّٰه تبارك وتعالیٰ: ﴿ومن یعمل سوءًا أو یظلم نفسه، ثم یستغفر اللّٰه، یجد اللّٰه

---

(۱) (الدرالمختار علی ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۶/۴۰۷، سعید)

(۲) لم أجد هذه العبارة، وقد ذکرها فی الهدایة بلفظ: "أن حلق الشعر فی حقها مثلة کحلق اللحیة فی حق الرجال". (الهدایة: ۱/۲۵۵، کتاب الحج، باب الإحرام، مکتبه شرکت علمیه ملتان)

"عن الحسن قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: "عشر خصال عملتها قوم لوط، بها أهلکوا: إتیان الرجال بعضهم بعضاً ..... وضرب الدفوف، وشرب الخمور، وقص اللحیة، وطول الشارب والصفر ..... الخ". (روح المعانی: ۱۷/۷۲، تحت قوله تعالیٰ: ﴿ولوطاً اتینه حکماً وعلما ونجّینه من القریة التی کانت تعمل الخبائث﴾، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(وکذا فی الدرالمنثور: ۴/۳۲۴، تحت قوله: ﴿ولوطا اتیناه﴾

(۳) (البحر الرائق. ۷/۱۵۴، کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

غفوراً رحیماً﴾(الآیہ)(۱)۔

''جوشخص نافرمانی کرے، یااپنے اوپرظلم کرے، پھراللہ پاک سے مغفرت چاہےتو پائے گااللہ پاک کو غفورورحیم''یعنی اللہ پاک اس کی مغفرت فرمائیں گےاوررحم کریں گے۔فقط۔

حررہ العبدمحمودگنگوہی عفااللہ عنہ،معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۔

الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہ، صحیح:عبداللطیف،مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۲۰/۲/۶۱ھ۔

داڑھی کوبالکل صاف کرنےاورایک انگلی رکھنے میں تفاوت

سوال[۹۴۰۷]: ڈاڑھی کوبالکل صاف کرانا،یاایک انگل،یادوانگل رکھناان دونوں میں کچھ تفاوت ہے یانہیں،ایسےلوگوں کے پیچھےنمازپڑھنا کیساہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

داڑھی کی جومقدارایک مشت سےزائدہوجائے اس کوکٹانے کی اجازت ہے،اس سے پہلے اجازت نہیں(۲)۔جوشخص داڑھی منڈاتا ہے یاچھوٹی یاایک انگل دوانگل رکھتا ہے،ایک مشت کی مقدارنہیں پہونچتے

---

(۱) (سورة النساء: ۱۱۰)

(۲) "محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن الهيثم عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ما تحت القبضة". قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبی حنيفة". (كتاب الآثار، ص: ۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه، قديمی)

"وفی النهاية شرح الهداية: واللحية عندنا طولها بقدر القبضة -بضم القاف- وما وراء ذلك يجب قطعه ..... (وقوله: يجب) بمعنى: "ينبغی" أو المراد: سنةٌ مؤكدةٌ قريبة إلى الوجوب، وإلا فلا يصح على إطلاقه. وقال ابن الملك: تسوية شعر اللحية سنة، وهی أن يقص كل شعرة أطول من غيرها ليستوی جميعها.

وفی الإحياء: قد اختلفوا فيما طال من اللحية، فقيل: إن قَبَضَ الرجل على لحيته وأخذ ما تحت القبضة، فلا بأس به، وقد فعله ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما وجماعةٌ من التابعين، واستحسنه الشعبی، وابن سيرين، وكرهه الحسن، وقتادة ومن تبعهما، وقالوا: تركُها عافية أحب؛ لقوله عليه الصلاة والسلام: "وأعفوا اللحی". لكن الظاهر، هو القول الأول، فإن الطول المفرط يشوه الخلقة، =

Maktaba Tul Ishaat.com

دیتا، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے(۱)۔ دونوں خلاف شرع کے مرتکب اور گناہگار ہیں۔ ۱۹، ۲۰ کا فرق ہے۔ در مختار، شامی، فتح القدیر وغیرہ میں داڑھی کے متعلق تفصیل مذکور ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۱۱/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/ ۱۱/ ۸۸ھ۔

= ويطلق ألسنة المغتابين بالنسبة إليه، فلا بأس للاحتراز عنه على هذه النية.

قال النخعي: عجبت لرجل عاقل طويل اللحية: كيف لا يأخذ من لحيته فيجعلها بين لحيتين: أي طويل وقصير، فإن التوسط من كل شئ أحسن، ومنه قيل: خير الأمور أوسطها". (مرقاة المفاتيح: ۲۲۳/۸، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۳۹)، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۸/۵، كتاب الكراهية، الباب التاسع في الختان وقص الشارب، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار: ۴۱۸/۲، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، مطلب في الأخذ من اللحية، سعيد)

"روى الطبراني، عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما رفعه "من سعادة المرء خفة لحيته". واشتهر أن طول اللحية دليل على خفة العقل". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۰۷/۶، سعيد)

(۱) "ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى". (الدرالمختار). "وأما الفاسق، فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته". (ردالمحتار، كتاب الكراهية، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، سعيد)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي عليه الصلوة والسلام: "جزوا الشوارب، وأعفوا اللحى، خالفوا المجوس". فهذه الجملة واقعة موقع التعليل. وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم يبحه أحد". (فتح القدير، كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة: ۳۴۸/۲، مصطفىٰ البابي الحلبي مصر)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، مطلب في الأخذ من اللحية: ۴۱۸/۲، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

داڑھی کے چھوٹے بڑے بالوں کو برابر کرنا

سوال[۹۴۰۸]: جس شخص کی داڑھی ایک مشت کے برابر نہ ہو اور ان بالوں میں بعض چھوٹے ہیں اور بعض بڑے ہیں تو سب کو برابر اور سیدھا کرنے کی خاطر کاٹے تو کیسا ہے؟ کیونکہ بعض چھوٹے اور بعض بڑے ہونے کی وجہ سے اچھے معلوم نہیں ہوتے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نہیں کاٹنا چاہئے جو بال ایک مشت سے زائد ہو جائیں ان کو کاٹ سکتا ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۷/ ۷/ ۹۶ھ۔

بیوی کا شوہر سے داڑھی کاٹنے کا مطالبہ کرنا

سوال[۹۴۰۹]: زید اور ہندہ میں زوجیت کا رشتہ ہے، لہٰذا ہندہ زید کو یہ خط تحریر کر رہی ہے، خط کی عبارت اور مضمون یہ ہے:

"جناب زید صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام کے عرض کرتی ہوں: آپ کہتے ہیں کہ میں گھر جاتا ہوں تو مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا، آپ سے جب تک کوئی بات نہیں کرے گا، جب تک کہ آپ کام نہیں سیکھ لیتے، پورا کام سیکھ لو اور داڑھی کم کرو اور قمیص اونچی کرو، کیونکہ بالکل بوڑھے لگتے ہو اور اچھے نہیں لگتے، اس وجہ سے آپ سے سب گھبراتے ہیں، سادھو سے ہو، مولوی بھی بہت دیکھے، لیکن ایسے نہیں دیکھے جیسے تم، خدا ایسے مولویوں سے بچائے، زیادہ کپڑے ایسے پہنتے ہو جیسے کپڑے کبھی ہم نے دیکھے ہی نہ ہوں، آپ کو دیکھ کر مجھے غصہ آتا ہے۔

اگر آپ کو میری بات پسند نہ ہو تو میرے گھر آنے کی ضرورت نہیں ہے، ایسے

---

(۱) قد مضی تخریجه تحت عنوان "داڑھی کو بالکل صاف کرنے اور ایک انگلی رکھنے میں فرق"

"والسنة قدر القبضة، فما زاد، قطعه". (البحر الرائق: ۱۹/۳، کتاب الحج، باب الجنایات، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

انسان سے میں راضی نہیں ہوں جو میرا مذاق اڑائے (داڑھی رکھنے کی بناء پر)۔ خدا ایسے مولویوں سے بچائے، بالکل گاؤں والے بن کر آجاتے ہو۔

اور مجھے روپے بھیج دو اور اپنی خیریت سے جلد مطلع کرو اور میری ان باتوں کا جواب دو۔ تنگ ہوکر خط لکھا ہے آپ مانو یا نہ مانو، آپ کو خدا ہی سمجھائے گا اگر سمجھ میں نہ آئے تو"۔

اس خط سے ثابت ہورہا ہے کہ ہندہ کو ڈاڑھی اور نیچے کرتے سے بہت زیادہ نفرت ہے اور تحقیرِ دین ہے، لہٰذا اس خط کی بناء پر ہندہ پر کفر کا حکم ثابت ہوگا یا نہیں؟ اگر ثابت ہوتا ہو تو زید کا نکاح ہندہ سے باقی رہا یا نہیں، یا بین بین کا درجہ ہے کہ نہ باطل ہے نہ ثابت، پھر نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور بقایا مہر کی ادائیگی زید پر واجب ہے یا نہیں؟ آیا زید کو قصرِ داڑھی جائز ہے، جبکہ زید کی عمر اس وقت ۲۸/ سال کی ہے اور ہندہ کی عمر ۱۸/ سال کی ہے؟

اور ہندہ یہ خط اپنے میکہ سے لکھ رہی ہے اور زید اس وقت ٹیلر ماسٹر کا کام سیکھ رہا ہے، مشاہدہ کے لئے زید کا فوٹو بھی بھیجا جارہا ہے، لہٰذا آپ حضرات اس مسئلہ کو واضح طور پر بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہندہ کی اس تحریر کی بناء پر نکاح ختم ہوکر ہندہ زید کی زوجیت سے خارج نہیں ہوئی، دوبارہ نکاح کی بھی ضرورت نہیں، پہلا نکاح باقی ہے(۱)۔ اس نے جو خط لکھا وہ جہالت اور ماحول کا اثر ہے، اس کی تعلیم وتفہیم کی ضرورت ہے، زید کو داڑھی کٹانے کی ضرورت نہیں، نہ اس کی اجازت ہے(۲)، اس داڑھی سے نہ وہ سادھو معلوم

---

(۱) "وما كان خطئاً من الألفاظ ولا يوجب الكفر، فقائله مؤمن على حاله ولا يؤمر بتجديد النكاح".
(الفتاوى العالمكيرية، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر: ۲۸۳/۲، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ البزازية، الثاني فيما يكون كفراً من المسلم وما لايكون، النوع الأول في المقدمة: ۳۲۲/۶، رشيديه)

(۲) "عن علي رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" لا طاعة في معصية، إنما =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتا ہے، نہ گاؤں والا۔ ہندہ کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ مہر اس تحریر کی وجہ سے ساقط نہیں ہوا اور زید کے ذمہ باقی ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۲/۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۳/۲/۳ھ۔

ملازمت کی خاطر داڑھی منڈانا

سوال[۹۴۱۰]: میرا ایک دوست ہے جس کا نام محمود احمد ہے اور انگریز مسلمان ہے، اس کو داڑھی کا بہت شوق ہے، لیکن چونکہ انگریزی فوج میں ہے، لہٰذا اس کو داڑھی رکھنے کا حکم نہیں ہے۔ اس کے بارے میں وہ جاننا چاہتا ہے کہ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اگر بال انگریزی ہوں اور کترا دیں تو کیا حکم ہے؟ اور نماز قمیص اور پتلون سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر سر پر ٹوپی نہ ہو پھر نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور انشورنس کرانا جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم جملہ امور کے بارے میں ضروری تحریر روانہ کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حق تعالیٰ آپ کو اور آپ کے دوست کو عافیت سے رکھے، اپنی مرضیات پر عمل کی توفیق دے۔ داڑھی رکھنا اور اس کو بڑھانا شرعاً واجب ہے، حدیث شریف میں اس کا حکم آیا ہے، ایک مشت تک پہونچنے سے پہلے

= الطاعة في المعروف". متفق عليه". (مشكوٰة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، ص: ۳۱۹، قديمی)

"لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق". (فيض القدير، (رقم الحديث: ۹۹۰۳): ۱۲/۶۴۸۶، مكتبه نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة)

(۱) "والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة: الدخول، والخلوة الصحيحة، وموت أحد الزوجين، سواء كان مسمى أو مهر المثل، حتى لايسقط منه شئ بعد ذلك إلا بالابراء، الخ". (الفتاوى العالمكيرية، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني: ۱/۳۰۳، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، كتاب النكاح باب المهر: ۳/۱۰۲، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، باب المهر: ۳/۲۵۱، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

کٹانا اور ایک مشت سے کم کرالینا جائز نہیں (۱)۔ انگریزی بال رکھنا مناسب نہیں (۲)۔

جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے تو صورت وشکل وضع قطع بھی اسلامی ہی چاہئے۔ ایک سکھ نے فوج میں ملازمت کی درخواست کی اور شرط کی داڑھی نہیں منڈاؤں گا، اس کی درخواست منظور ہوئی۔ آپ کے انگریز دوست بھی اس کی کوشش کرلیں۔ قمیص اور پتلون سے بھی نماز درست ہوجائے گی (۳)، جبکہ سب ارکان صحیح طریقہ پر ادا ہوجائیں، سر پر ٹوپی کا ہونا مستحب ہے (۴)، گو بلا ٹوپی بھی نماز ادا ہوجائے گی۔ انشورنس جائز نہیں لیکن اگر قانونِ ملازمت کی وجہ سے مجبوری ہو تو ایسا آدمی شرعاً معذور ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۱/۸۹ھ۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "خالفوا المشرکین، أوفروا اللحی وأحفوا الشوارب". (الصحیح لمسلم: ۱/۱۲۹، باب خصال الفطرة، قدیمی)

(۲) "عنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشکوٰة المصابیح، کتاب اللباس: ۲/۳۷۵، الفصل الثانی، قدیمی)

(۳) "والرابع ستر عورته، ووجوبه عام ولو فی الخلوة علی الصحیح". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۴۰۴ کتاب الصلوٰة، باب شروط الصلوٰة، سعید)

"ومنها ستر العورة، لقوله تعالیٰ: ﴿یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾ قیل فی التاویل: الزینة ما یواری العورة، والمسجد الصلاة، فقد أمر بمواراة العورة فی الصلاة". (بدائع الصنائع: ۱/۵۴۳، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان شرائط الأرکان، بیروت)

(۴) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما، قال: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یلبس قلنسوةً سوداء". (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۵/۱۴۹، کتاب اللباس، باب فی القلنسوة، (رقم الحدیث: ۸۵۰۵)، عباس أحمد الباز مکه)

(وکذا فی المستدرک لحاکم، حدیث أبی الدرداء، کتاب معرفة الصحابة، (رقم الحدیث: ۵۴۵۰): ۳/۳۸۱، دارالکتب العلمیة بیروت)

(ومسند الإمام أحمد، حدیث سیدنا عمر بن الخطاب: ۱/۲۳، (رقم الحدیث: ۱۵۱)، دارإحیاء بیروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

علاج کے لئے داڑھی صاف کرنا

سوال[۹۴۱۱]: ایک شخص ہے جس کی داڑھی میں روگ لگ گیا ہے جس کا کافی علاج بھی کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نیز ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ داڑھی صاف کردیجئے، اس کے بعد آپ کا علاج کامیاب ہوجائے گا۔ کیا ایسی صورت میں داڑھی صاف کرانا شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

امراض کے علاج کے لئے جب کوئی جائز دوا مفید نہ ہوتو مجبوراً نجس اور حرام دوا کے ستعمال کی بھی اجازت ہے جب کہ تجربہ کار اور دیندار معالج تجویز کردے کہ شفا حرام چیز سے ہی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اگر بغیر داڑھی صاف کرائے صحت نہیں ہوسکتی تو مجبوراً تحصیلِ صحت کے لئے اس کی گنجائش ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

مجاہدین کے لئے داڑھی منڈانا

سوال[۹۴۱۲]: ایک شخص یا کئی ہوں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم داڑھی کیوں منڈاتے ہوتو وہ کہتے ہیں کہ: ہم مجاہدین ہیں، اگر تم کو یقین نہ ہوتو تم لیجا کر دیکھ لو، ہم کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدین کے واسطے داڑھی منڈانا جائز ہے۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت مجاہدین کو داڑھی منڈانے کے لئے فرمایا تھا یا نہیں؟ اگر فرمایا تھا تو کسی خاص مصلحت سے یا عام، اگر کسی خاص مصلحت سے فرمایا ہو، یا کسی وجہ سے فرمایا ہوتو اگر وہ وجہ اس وقت بھی پائی جائے تو داڑھی منڈانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر حضور نے نہیں فرمایا تو اس کی کیا اصلیت ہے وہ کیوں کہتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

انہیں سے پوچھو کہ ڈاڑھی منڈانے کی اجازت مجاہدین کے لئے کس دلیل سے ثابت ہے، حدیث

---

(۱) "وجوزه في النهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءً، ولم يجد مباحاً يقوم مقامه".
(الدرالمختار، فصل في البيع من كتاب الحظر: ۸/۳۸۹، سعيد)
(وكذا في ردالمحتار، مطلب في التداوى بالمحرم: ۱/۲۱۰، سعيد)
(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، الباب الثامن عشر في التداوى والمعالجات: ۵/۳۵۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

شریف میں تو داڑھی منڈانے کی ممانعت عام ہے(۱)۔ پھر مجاہدین کو کس دلیل سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۵/۵۶ھ۔

الجواب صحیح، سعید احمد غفرلہ صحیح: عبداللطیف، ۹/ جمادی الاولیٰ/ ۵۶ھ۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "خالفوا المشرکین، أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحی". (الصحیح لمسلم: ۱/۱۱۹، باب خصال الفطرة، قدیمی)

(وصحیح البخاری: ۲/۸۷۵، باب إعفاء اللحی، کتاب اللباس، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد: ۲/۵۷۷، کتاب الترجل، باب فی أخذ الشارب، دارالحدیث ملتان)

قال العلامة الملا علی القاری علیه رحمه الله تعالیٰ تحت قوله علیه الصلوة والسلام: "خالفوا المشرکین": أی فإنهم یقصون اللحی ویترکون الشوارب حتی تطول کما فسره بقوله: "أوفروا": أی أکثروا. "اللحی" بکسر اللام، وحکی ضمها ..... ذکره السیوطی، والمعنی: اترکوا اللحی کثیراً بحالها، ولا تتعرضوا لها، واترکوها لتکثر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۴۴۲۱): ۸/۲۱۱، رشیدیه)

سوال: "جب کوئی شخص جہاد پر جائے تو اس کے لئے ڈاڑھی منڈوانا جائز ہے یا نہیں؟ جہاد کے لئے جو راستہ ہے وہاں کفار ہیں، بغیر ڈاڑھی والے کو اندر چھوڑتے ہیں اور ڈاڑھی والے کو قتل کرتے ہیں، بینوا توجروا"۔

الجواب باسم ملهم الصواب: "ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، جہاد کی ضرورت سے فعل حرام کا ارتکاب جائز نہیں، بلکہ ایسے موقع میں تو گناہوں سے بچنے اور استغفار کی زیادہ تاکید ہے، قال الله تعالیٰ: ﴿وإن تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدهم شیئاً﴾، وقال حکایة عن الربیین الذین کانوا یقاتلون مع نبیهم: ﴿ربنا اغفرلنا ذنوبنا وإسرافنا فی أمرنا، وثبت أقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین﴾. اس آیت کے مضمون کی ترتیب میں اس پر دلالت ہے کہ جس طرح نصرت ثبات اقدام پر موقوف ہے اسی طرح ثبات اقدام گناہوں سے توبہ واستغفار پر موقوف ہے، وقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "فإنه لایدرک ما عندالله إلا بطاعته". فقط۔ (أحسن الفتاویٰ، کتاب الجهاد، بضرورت جہاد ڈاڑھی منڈانا جائز نہیں: ۶/۱۷، ۱۸، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

داڑھی اگانے کے لئے چہرہ پر استرہ پھیرنا

سوال[۹۴۱۳]: ایک صاحب ہیں جن کے داڑھی نہیں آئی ہے، فی الحال ان کا چہرہ بالکل صاف ہے، کئی آدمیوں نے اس بات کا مشورہ دیا ہے کہ داڑھی کی جگہ پر استرہ یا بلیڈ پھیریں تو داڑھی کی جگہ بال اگ سکتے ہیں، حالانکہ وہ صاحب امامت کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ چہرہ پر بالکل بال نہ ہوں استرہ یا بلیڈ داڑھی کے بال آنے کی غرض سے پھیروا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

چہرہ پر بالوں کا اُگنا قدرت کی طرف سے ہے، اپنی اختیاری چیز نہیں، اگر بالکل بال نہ اگیں تو بندہ گنہگار نہیں (۱)۔ لہٰذا بال اگانے کے لئے استرہ یا بلیڈ چہرے پر پھیرنے کی ضرورت نہیں (۲)، لیکن بال اگنے کے بعد ان کو منڈوانا گناہ ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۲۶ھ۔

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿لا يكلف الله نفساً إلا وسعها﴾ (الاية)

(۲) **سوال**: ایک شخص کی عمر تیئیس سال ہے، مگر اس کی داڑھی اور مونچھیں نہیں نکلیں۔ کیا وہ اس احتمال کی بناء پر کہ شاید داڑھی نکل آئے، استرا چلا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب:

''اس ضرورت سے استرا چلانا جائز ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم''۔ (أحسن الفتاوى: ۸/۷۷، كتاب الحظر والإباحة، داڑھی پیدا کرنے کے لئے استرا چلانا، سعيد)

(وكذا في فتاوى رحيمية: ۱۰/۱۱۶، كتاب الحظر والإباحة، دارالإشاعت كراچی)

(۳) "عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "أحفوا الشوارب، وأعفوا اللحى".

"وعن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "خالفوا المشركين، أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحى".

"وعن أبى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "جزوا الشوارب، وأرخوا اللحى، خالفوا المجوس". ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= "عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "عشرٌ من الفطرة : قص الشارب، وإعفاء اللحیة". الحدیث. (الصحیح لمسلم: ۱/۱۲۹، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قدیمی)

"عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : "انهکوا الشوارب، وأعفوا اللحی". (صحیح البخاری: ۲/۸۷۵، باب إعفاء اللحی، کتاب اللباس،قدیمی)

(وسنن أبی داؤد: ۱/۸، باب السواک من الفطرة، دارالحدیث ملتان)

(وسنن أبی داؤد: ۲/۵۷۷، کتاب الترجل، باب فی أخذ الشارب، دار الحدیث ملتان)

(وسنن النسائی: ۱/۷، کتاب الطهارة، إحفاء الشارب وإعفاء اللحی، قدیمی)

قال النووی رحمه الله تعالیٰ: "فحصل خمس روایات: "أعفوا، وأوفوا، وأرخوا، وأرخوا، ووفّروا". ومعناها کلها ترکها علی حالها، هذا هو الظاهر من الحدیث الذی یقتضیه ألفاظه، وهو الذی قاله جماعةٌ من أصحابنا وغیرهم من العلماء". (شرح النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱/۲۹، قدیمی)

"وقص اللحیة من صنع الأعاجم، وهو الیوم شعار کثیرٍ من المشرکین کالأفرنج والهنود، ومن لاخلاق له فی الدین من الطائفة القلندریة". (مرقاة المفاتیح: ۲/۹۱، کتاب الطهارة، باب السواک، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۴۷۹)، رشیدیه)

"واللحیة هی الفارقة بین الصغیر والکبیر، وهی جمال الفحول وتمام هیأتهم، فلا بد من إعفائها. وقصُّها سنة المجوس، وفیه تغییر خلق الله، ولحوق أهل السؤدد والکبریاء بالرعاع". (حجة الله البالغة: ۱/۵۱۷، خصال الفطرة وما یتصل بها، إعفاء اللحیة وقصّ الشوارب، قدیمی)

(وأیضا حجة الله البالغة: ۲/۵۱۶، إطالة اللحی وإحفاء الشوارب، قدیمی)

(وکذا فی بذل المجهود: ۱/۳۳، کتاب الطهارة، باب السواک من الفطرة، مکتبه امدادیه ملتان)

قال محمد رحمه الله تعالیٰ: "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما: أنه کان یقبض علی لحیته، ثم یقصّ ما تحت القبضة". قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبی حنیفة". (کتاب الآثار، ص: ۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه، إدارة القرآن کراچی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

خط بنوانا

سوال[۹۴۱۴]: زید نے موئے حلقوم کو استرے سے صاف کرالیا، اس کا خیال ہے کہ یہ جائز ہے۔ اور نیز کانوں کے پاس کے بال بھی اور رخسار پر سے استرے سے صاف کرالیتا ہے، لہٰذا جواب سے سرفراز فرمائیں۔ نیز کنپٹی کے بال قینچی سے کم کرالیتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ: زید ان تینوں جگہ کے بالوں کو صاف کرانا خط بنوانا تصور کرتا ہے اور عمر اس کے خلاف بیان کرتا ہے۔ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"ولا يحلق شعر حلقه، وعن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ: لابأس به، اهـ". عالمگیری(۱)۔ "لابأس بأن يأخذ شعر الحاجبين وشعر وجهه ما لم يتشبه بالمخنثين، اهـ". طحطاوی(۲)۔

= (وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۰۷، سعيد)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد، مطلب في الفرق بين قصد الجمال وقصد الزينة: ۲/۴۱۸، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: ۲/۴۹۰، كتاب الصوم، باب مايفسد، رشيديه)

(وكذا في حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسد: ۲/۱۸۷، بيروت)

(۱) (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان ..... وقص الشارب، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۰۷، سعيد)

(۲) (حاشية الطحطاوي على الدرالمختار: ۴/۱۸۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر، دارالمعرفة بيروت)

(وكذا في ردالمحتار: ۶/۳۷۳، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۵۸، الباب التاسع عشر في الختان وقص الشارب، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

اس سے معلوم ہوا کہ حلق کے بالوں کو نہیں مونڈنا چاہئے، البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اجازت دیتے ہیں۔ رخسار کے بال کا مونڈنا یعنی خط بنوانا شرعاً درست ہے(۱)۔ کان کے قریب جو ہڈی ہے اس سے اوپر سر کا حصہ ہے اور نیچے ڈاڑھی کا حصہ ہے، لہٰذا اوپر کا حصہ منڈوانا درست ہے(۲) اور نیچے کا درست نہیں(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/۴/۶۴ھ۔

عورت کی ڈاڑھی کا حکم

سوال[۹۴۱۵]: عورت کے اگر ڈاڑھی نکل آوے تو کٹوا سکتی ہے یا نہیں؟

= (وكذا في مرقاة المفاتيح: ۸/۲۰۹، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، رشيديه)

(۱) خط بنوانا درست ہے، مگر بہتر نہیں: قال الشيخ أنور شاه الكشميري رحمه الله تعالىٰ: "أما الأشعار التي على الخدين فليست من اللحية لغةً، وإن كره الفقهاء أخذها؛ لأنه إن كان بالحديد فذلك يوجب الخشونة في الخدين، وإن كانت بالنتف فإنه يضعّف البصر". (فيض الباري: ۴/۳۸۰، كتاب اللباس، باب قص الشارب، خضر راه بک ڈپو ديوبند)

(۲) کان کے قریب والی ہڈی جب کہ سر کا حصہ ہے، اس میں اُگے ہوئے بال سر کے ہیں، اور سر کے بال منڈانا درست ہیں:

قال القاري رحمه الله تحت قوله عليه الصلاة والسلام: "أحلقوا كله أو اتركوا كله، الخ": "فيه إشارة إلى أن الحلق في غير الحج والعمرة جائز، وأن الرجل مخيّرٌ بين الحلق وتركه، لكن الأفضل أن لا يحلق". (مرقاة المفاتيح: ۸/۲۱۶، كتاب اللباس، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۰۷، سعيد)

(۳) کیونکہ یہ داڑھی کے بال ہیں اور داڑھی کے بالوں کا حلق جائز نہیں: "يحرم على الرجل قطع لحيته". (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۰۷، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

کٹوا سکتی ہے(۱)۔فقط۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

جمعہ کے روز حجامت

سوال[۹۴۱۶]: روزِ جمعه قبل نماز جمعه حجامت ساختن چه حکم دارد؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ایں طریقِ نبی علیه الصلوٰة والسلام است: "کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقصّ شاربه، ویقلم أظفاره یوم الجمعة قبل أن یروح إلی الصلوٰة". أخرجه البیهقی، اه".

ردالمحتار (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/۳/۵۶ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۱۶/ ربیع الاول/ ۵۶ھ۔

---

(۱) "وفی تبیین المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام، إلا إذا نبت للمرأة لحیة أو شوارب، فلا تحرم إزالته، بل تستحب". (ردالمحتار: ۶/۳۷۳، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، سعید)

(وکذا فی مرقاة المفاتیح، کتاب الطهارة، باب السواک، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۳۷۹): ۲/۹۱، رشیدیه)

(وکذا فی بذل المجهود: ۱/۳۳، باب السواک من الفطرة، إمدادیه ملتان)

''عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے، اور اگر داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ازالہ مستحب ہے''۔(أحسن الفتاوی، کتاب الحظر والإباحة، بالوں کے احکام، عورت کا چہرے کے بال صاف کرنا: ۸/۷۵، سعید)

(۲) (رد المحتار: ۶/۴۰۵، فصل فی البیع، کتاب الحظر والإباحة، سعید)

"أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یقص شاربه، ویأخذ من أظفاره کل جمعة قبل أن یخرج إلی صلاة الجمعة". (مرقاة المفاتیح: ۸/۲۱۲، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۴۴۲۲)، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

مونچھ کا حلق کرنا

سوال[۹۴۱۷]: مونچھ کا حلق کرنا کیسا ہے، اگر حلق جائز ہے تو قصر اَولیٰ ہے یا حلق؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

"حلق الشارب بدعة، وقيل: سنة، اهـ"۔ درمختار: ۳۵۸/۵(۱)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مونچھ کا مونڈنا بدعت ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ سنت ہے۔ جو فعل سنت اور بدعت کے درمیان ہو اس کا ترک اَولیٰ ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

مونچھیں منڈانا

سوال[۹۴۱۸]: مونچھوں کو استرے سے منڈانے کو علامہ شامیؒ نے اپنی کتاب "شامی" میں جو جائز لکھا ہے، وہ عبارت اور صفحہ وجلد صاف صاف، معہ ترجمہ، اعراب لگا کر بھیجیں۔ اور زیادہ بہتر ہے کہ کوئی مستند حدیث کی عبارت بھی لکھیں۔ اس کے بارے میں یہاں پر فتنۂ عظیم برپا ہے، ایک مفتی لکھتے ہیں کہ بدعت ہے اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ درمختار میں ہے: "حلق الشارب بدعة". (مونچھ منڈانا بدعت ہے)(۳) حدیث میں ہے: "أحفوا الشوارب" مونچھیں پست کراؤ(۴)۔

---

(۱) (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۰۷/۶، سعيد)

"واختلف في المسنون في الشارب هل هو القص أو الحلق؟ والمذهب عند بعض المتأخرين من مشايخنا أنه القص. قال في البدائع: وهو الصحيح. وقال الطحاوي: القص حسن والحلق أحسن. وهو قول علمائنا الثلاثة، نهر". (ردالمحتار: ۵۵۰/۲، كتاب الحج، باب الجنايات، سعيد)

(۲) "إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، كان ترك السنة راجحاً على فعل البدعة". (ردالمحتار: ۶۴۲/۱، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، سعيد)

(۳) (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۰۷/۶، سعيد)

(۴) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "أحفوا الشارب، وأعفوا اللحى". (سنن النسائي، كتاب الطهارة، إحفاء الشارب وإعفاء اللحى: ۷/۱، قديمي) =

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

"حلق الشارب بدعة، وقيل: سنة". در مختار بر حاشيه رد المحتار المعروف بالشامي: ۵/۲۵۸(۱)۔

''مونچھ کا مونڈنا بدعت ہے اور کہا گیا ہے کہ سنت ہے''۔ یہ دونوں قول ایک ہی کتاب میں ایک ہی جگہ موجود ہیں۔ حدیث شریف میں حلق کا لفظ نہیں جس کے معنیٰ مونڈنے کے ہیں، بلکہ لفظ "جزوا" آیا ہے جس کے معنیٰ خوب کاٹنے کے ہیں (۲)۔ ایک روایت میں "أحفوا" آیا ہے (۳) اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ اس طرح کاٹیں کہ مونڈنے کے قریب ہوجائیں۔ طحطاوی، ص:۲۸۷ اور شامی :۲/۱۵۵، میں وہ روایتیں مذکور ہیں (۴)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۰/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۱۰/۸۵ھ۔

= (والصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱/۱۲۹، قديمي)

(۱) (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۰۷، سعيد)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "جزوا الشوارب، وأرخوا اللحى، خالفوا المجوس". (الصحيح لمسلم: ۱/۱۲۹، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قديمي)

(۳) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "خالفوا المشركين، أحفوا الشوارب، وأوفوا اللحى". (الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱/۱۲۹، قديمي)

(والصحيح البخاري، كتاب اللباس، باب إعفاء اللحى: ۲/۸۷۵، قديمي)

(وكذا في حجة البالغة، إطالة اللحى وإحفاء الشوارب: ۲/۵۱۲، قديمي)

(۴) "قال في الفتح: وتفسير القص أن ينقص حتى ينتقص عن الإطار، وهو بكسر الهمزة: ملتقى الجلدة واللحم من الشفة. وكلام صاحب الهداية على أن يحاذيه". (ردالمحتار، كتاب الحج، باب الجنايات: ۲/۵۵۰، سعيد)

(وكذا في العناية على هامش فتح القدير، كتاب الحض، باب الجنايات: ۳/۳۴، مصطفىٰ البابي الحلبي،مصر) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

ریش بچہ اور اس کے دونوں طرف کے بال کٹوانا

سوال[۹۴۱۹]: ۱.....ریش بچہ(۱) کے بالوں کو بالکل کتروانا کیا بدعت ہے؟

۲.....نچلے ہونٹ کے قریب دونوں کناروں کے بال منڈوانا کیا بدعت ہے؟

۳.....جس کے ریش بچہ کے کناروں پر بال نہیں ہوتے تو رخساروں کی طرح وہاں خط بنوانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....جی ہاں(۲)۔

۲.....ہونٹ کے قریب کے بال دونوں کناروں سے منڈوانا تاکہ کھاتے پیتے وقت منہ میں نہ جائیں، درست ہے(۳)۔

= قال العلامة علی بن سلطان محمد القاری علیه رحمه الله تعالیٰ: "قص الشارب". قال ابن حجر رحمه الله تعالیٰ: فیسنّ إحفاؤه حتی تبدو حمرة الشفة العلیا". (مرقاة المفاتیح، کتاب الطهارة، باب السواک، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۴۷۹): ۲/ ۹۱، رشیدیه)

(وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴/ ۲۰۳، دارالمعرفة بیروت)

حدیث میں "جز" کے علاوہ "أحفوا الشوارب" "قص الشارب" اور "انهکوا الشوارب" کے الفاظ بھی موجود ہیں، جن کا معنی ہلکا کرنا، تراشنا (المنجد، ص: ۳۵۷، دارالإشاعت کراچی)

"کاٹنا، کترنا" (منجد، ص: ۱۳۲۰) اور کاٹنے میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔ اس باب میں عبارات فقہاء مختلف ہیں۔

(۱) "ریش بچہ: ٹھوڑی کے بال"۔ (فیروز اللغات، ص: ۷۳۴، فیروز سنز لاهور)

(۲) "(تنبیه) نتف الذنبکین بدعة، وهما جانبا العنفقة، وهی شعر الشفة السفلی، کذا فی الغرائب". (ردالمحتار، فصل فی البیع من کتاب الحظر والإباحة: ۶/ ۴۰۷، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، الباب التاسع عشر فی الختان: ۵/ ۳۵۸، رشیدیه)

(۳) "وأما طرفا الشارب وهما السبالان، فقیل: هما منه، وقیل: من اللحیة، وعلیه فقیل: لابأس =

Maktaba Tul Ishaat.com

۳..... جب وہاں بال ہی نہیں تو خط بنوانا کس لئے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۵/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۵/ ۸۷ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= بتركهما، وقيل: يكره لما فيه من التشبه بالأعاجم وأهل الكتاب، وهذا أولىٰ بالصواب".

(ردالمحتار، باب الجنايات: ۲/ ۵۵۰، سعيد)

"كان بعض السلف يترك سُباليه، وهما أطراف الشوارب". (ردالمحتار، فصل فى البيع من كتاب الحظر والإباحة: ۶/ ۴۰۷، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، الباب التاسع عشر فى الختان والخصاء: ۵/ ۳۵۸، رشيديه)

"قص الشارب أن يأخذ ماطال على الشفة بحيث لايؤذى الآكل، ولايجتمع فيه الوسخ".

(مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل: ۸/ ۲۰۹، مكتبه حقانيه پشاور)

Maktaba Tul Ishaat.com

فصلٌ فی حلّاق اللحیة

(نائی کا بیان)

داڑھی بنانے والے نائی کا حکم

سوال[۹۴۲۰]: داڑھی بنانے والا نائی بھی مواخذہ دار ہوگا یا نہیں، کیونکہ اس کا پیشہ یہی ہے (کہ) جیسا عوام حکم دیتے ہیں ویسا ہی بناتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ایسا نائی گنہ گار ہے، کذا فی الدر المختار مع رد المحتار: ۲۵۱/۵(۱) زیلعی: ۴۹/۶(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

---

(۱) "فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم، ثبت كراهة بيعها وصيغها، لما فيه من الإعانة على مالا يجوز، وكل ما أدى إلى ما لايجوز لا يجوز، وتمامه في شرح الوهبانية". (الدرالمختار: ۳۶۰/۶، فصل فی اللبس، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

(۲) "لا يجوز على الغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر ..... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له، ويجب عليه رده على صاحبه". (تبيين الحقائق: ۱۱۹/۶، كتاب الإجارة، باب الاجارة الفاسدة، بيروت)

(وكذا في حاشية الشلبي على هامش التبيين للزيلعي: ۱۰۸/۷، كتاب الأشربة، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

"أمره إنسان أن يتخذله خفاً على زيّ المجوس أو الفسقة، أوخياطاً أمره إنسان أن يخيط له ثوباً على زيّ الفساق، يكره له أن يفعل ذلك". (مجمع الأنهر ۵۳۰/۲، فصل في الأكل، كتاب الكراهية، دارإحياء التراث العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

نائی کے پیشہ کی تفصیل

سوال[۹۴۲۱]: ۱.....زید قوم سے نائی ہے، اس کا روزگار حجامت بنانا ہے، آج کل داڑھی منڈانے کا زیادہ رواج ہے، اگر زید داڑھی نہیں مونڈتا تو لوگ کہتے ہیں کہ ہم دوسرا نائی مقرر کرلیں گے۔

۲.....زید کو غیر مسلموں کی داڑھی مونڈنی کیسی ہے؟

۳.....مسلموں اور غیر مسلموں کے سر کے بال فینسی کاٹنا کیسا ہے؟

۴.....زید کو بعض مسلم داڑھی کاٹنے کے لئے مجبور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم غیر مسلموں کی بھی تو داڑھی مونڈتے ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... داڑھی مونڈنا جائز نہیں، وہ لوگ اگر دوسرا نائی مقرر کرنے کی دھمکی دیتے ہیں تو آپ مت گھبرائیں، رزّاق خدا ہے(۱)۔

۲.....وہ بھی جائز نہیں(۲)۔

۳.....مکروہ ہے(۳)۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب، ومن يتوكل على الله، فهو حسبه﴾ (سورة الطلاق : ۳)

"وعن النواس بن سمعان رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : "لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق". (مشكوٰة المصابيح: ۲/ ۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثانی، قديمی)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿وتعاونوا على البر والتقوىٰ، ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (سورة المائدة: ۲)

(۳) انگریزی بالوں میں چونکہ تشبہ بالغیر ہے اور تشبہ بالغیر ناجائز ہے، لہٰذا انگریزی بال بنانا اور بنوانا دونوں مکروہ اور ناجائز ہے:

"عنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: "قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، ص: ۳۷۵، قديمی)

(وسنن أبی داؤد، كتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۲/ ۵۵۸، دار الحديث ملتان)

قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "من تشبه بقوم": أی من شبّه نفسه بالكفار مثلاً فی =

Maktaba Tul Ishaat.com

۴..... زید غیر مسلموں کو بھی انکار کردے اور مسلمانوں کو بھی، پھر مجبور نہیں کریں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۳/۹۵ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۳/۹۵ھ۔

حجام کا داڑھی مونڈنا

سوال[۹۴۲۲]: میں حجام ہوں، یہاں کے مسلمان مجھے اپنی داڑھی کے منڈا دینے پر مجبور کررہے ہیں اور پنچایت کرکے میری داڑھی کو زبردستی منڈا دینا چاہتے ہیں۔ کیا داڑھی منڈا دینے کی شریعت میں گنجائش ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

داڑھی مونڈنا ناجائز ہے(۱)، پنچایت کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ ناجائز کام پر مجبور کرے اور آپ کے لئے بھی ناجائز کام میں پنچایت کی اطاعت جائز نہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۵/۸۷ھ۔

مسلم حجام کا غیر مسلم کی داڑھی مونڈنا

سوال[۹۴۲۳]: ۱..... مسلم نائی غیر مسلم، مشرک، بھنگی کی حجامت یعنی داڑھی مونڈنا اور بال کترنا وغیرہ بلا کراہت کرسکتے ہیں یا نہیں؟

= اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم والخير. قال الطيبي رحمه الله تعالىٰ: هذا عام في الخَلق والخُلق والشعار". (مرقاة المفاتيح: ۱۵۵/۸، كتاب اللباس، الفصل الثاني، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

(سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۵۵۸/۲، دار الحديث ملتان)

(۱) "يحرم على الرجل قطع لحية". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۴۱۸/۲، ۴۰۷/۶، سعيد)

(۲) "وعن النوّاس بن سمعان رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق". (مشكوة المصابيح: ۳۲۱/۲، كتاب الإمارة، الفصل الثاني، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

جن اوزاروں سے غیر مسلم کی حجامت بنائی ان سے مسلم کی حجامت بنانا

سوال[۹۴۲۴]: ۲.....اُن اوزاروں سے جن سے غیر مسلم، مشرک کی حجامت بنائی گئی ہو ان سے مسلم کی حجامت بغیر صاف کئے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....حجام کے لئے مسلم یا غیر مسلم کی داڑھی مونڈنا درست نہیں (۱)۔

۲.....جس استرے یا قینچی سے غیر مسلم کے سر کے بال مونڈے یا کاٹے ہوں اس پر خون لگا ہوا نہ ہو تو اس سے مسلم کے سر کے بال مونڈنا یا کاٹنا درست ہے، صفائی کرنا یعنی دھونا لازم نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/ ۸/ ۹۵ھ۔

---

(۱) یہ اعانت علی المعصیت ہے اور اعانت علی المعصیت ناجائز ہے، لقوله تعالیٰ: ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (سورة المائدة: ۲)

قال العلامة الآلوسي تحت هذه الآية: "فيعم النهي كل ماهو من مقولة الظلم والمعاصي، ويندرج فيه النهي عن التعاون على الاعتداء والانتقام". (روح المعاني: ۶/ ۵۷ دار إحياء التراث العربي، بيروت)

"﴿ولاتعاونوا على الإثم﴾ وهو الذنب والمعصية، وهي كل مامنعه الشرع، أو حاك في الصدر وكرهت أن يطلع عليه الناس، ولا تتعاونوا على التعدي على حقوق الغير. والإثم والعدوان يشمل كل الجرائم التي يأثم فاعلها، ومجاوزة حدود الله بالاعتداء على القوم: ﴿واتقوا الله﴾ بفعل ماأمركم به واجتناب مانهاكم عنه". (التفسير المنير: ۶/ ۲۹، بيروت)

(۲) قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "ويطهر صقيلٌ لامسام له كمرآة وظفر وعظم وزجاج وآنية مدهونة أو خراطي وصفائح فضة غير منقوشة بمسح يزول به أثرها مطلقاً، به يفتى". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامي رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: بمسح) متعلق بيطهر، وإنما اكتفى بالمسح؛ لأن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يقتلون الكفار بسيوفهم، ثم يمسحونها ويصلون معها، ولأنه لاتتداخله النجاسة، وما على ظهره يزول بالمسح، بحر". (ردالمحتار: ۱/ ۳۱۰ باب الأنجاس، سعيد)

(وكذا في التاتارخانية ۱/ ۳۱۵ كتاب الطهارة، باب تطهير الأنجاس، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في البحر الرائق: ۱/ ۳۹۱ كتاب الطهارة، باب الأنجاس، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر: ۱/ ۵۹، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، دارإحياء التراث العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فی الشَّعر

(بالوں کا بیان)

بال رکھنا افضل ہے یا منڈوانا؟

سوال[۹۴۲۵]: سر پر بال رکھنا افضل ہے یا منڈوانا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے علاوہ بھی بال منڈوانا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عام عادت مبارکہ بال رکھنے کی تھی، منڈوانا بہت کم ثابت ہے، بعض صحابہ ہمیشہ منڈاتے تھے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

---

(۱) قال الملا علی القاری رحمه الله تحت حدیث: "أو اتركوا كله" "فيه إشارة إلى أن الحلق فی غير الحج والعمرة جائز، وأن الرجل مخيرٌ بين الحلق وتركه، لكن الأفضل أن لا يحلق إلا فی أحد النسكين كما كان عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مع أصحابه رضى الله تعالىٰ عنهم، وانفرد منهم علىٌّ كرم الله وجهه". (مرقاة المفاتيح: ۲۱۶/۸، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۲۷)، رشيديه)

"وإنما حلق رؤوسهم مع أن إبقاء الشعر أفضل". (مرقاة المفاتيح: ۲۴۲/۸، رشيديه)

"وأخرج الإمام أبو داؤد رحمه الله تعالىٰ عن علی رضى الله تعالىٰ عنه، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها، فعل بها كذا وكذا من النار". قال علی رضى الله تعالىٰ عنه: فمن ثم عاديتُ رأسی، فمن ثم عاديت رأسی، فمن ثم عاديت رأسی. وكان يجز شعره –رضى الله تعالىٰ عنه–".

قال العلامة السهارنفوری رحمه الله تعالىٰ: "وبهذا الحديث استدل الطيبی على سنية حلق =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= الرأس لتقريره صلى الله عليه وسلم، ولأنه من الخلفاء الراشدين الذين أمِرنا بمتابعة سنتهم وردّ عليه القاری وابن حجر، فقالا: إن فعله رضی الله تعالیٰ عنه إذا كان مخالفاً لسنته عليه الصلاة والسلام وبقية الخلفاء، يكون رخصةً لاسنةً". (بذل المجهود: ۱/۱۵۲، كتاب الطهارة، باب فی الغسل من الجنابة، إمداديه ملتان)

وقال الشامی رحمه الله تعالیٰ: "وفی الروضة للزندويستی: أن السنة فی شعر الرأس إما الفرق أو الحلق. وذكر الطحاوی: أن الحلق سنة، ونسب ذلک إلى العلماء الثلاثة". (ردالمحتار: ۶/۴۰۷، فصل فی البيع، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

(وكذا فی الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۵۷، الباب التاسع عشر فی الختان، رشيديه)

(وكذا فی إمداد الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة، بالوں کے حلق وقصر اور خضاب وغیرہ کے احکام، سر کے بال کٹوانا: ۴/۲۲۴، مكتبه دار العلوم كراچی)

(وكذا فی أحسن الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة، بالوں کے احکام، سر کے بالوں کی جائز وناجائز صورتوں کی تفصیل: ۸/۸۱، سعيد)

چونکہ آج کل فساد کا دور ہے اس لئے بچوں کے لئے بال حلق کرنا ضروری ہے، چنانچہ ابوداؤد میں ہے:

"عن عبد الله بن جعفر رضی الله تعالى عنهما أن النبی صلى الله عليه وسلم أمهل آل جعفر ثلاثاً، ثم أتاهم فقال: "لاتبكوا على أخی بعد اليوم" ثم قال: "ادعوا لی بنی، أخی، فجیئ بنا كانا أفرخ، فقال: "ادعوا لی الحلاق". فأمره فحلق رؤوسنا". (سنن أبی داؤد: ۲/۵۷۷، كتاب الترجل، باب حلق الرأس، دار الحديث ملتان)

قال العلامة خليل أحمد السهارنفوری رحمه الله تعالیٰ: "وفيه أن الكبير من أقارب الأطفال يتولى أمرهم وينظر فی مصالحهم من حلق الرأس وغيره". (بذل المجهود فی حل أبی داؤد، كتاب الترجل، باب فی حلق الرأس: ۵/۷۷، معهد الخليل الإسلامی كراچی)

''حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور حکم فرمایا کہ ہمارا سر مونڈ دے۔ (ابوداؤد: ۵۷۷، نسائی: ۲۹۱)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کے سر میں بال بہتر نہیں، اس کو مونڈنا بہتر ہے۔ بچوں کے سر میں بال رکھنا اور اسے =

Maktaba Tul Ishaat.com

سر پر بال (پٹھے) رکھنا

سوال[۹۴۲۶]: پٹھے یعنی سر پر بال رکھنا کیسا ہے یعنی جائز یا سنت یا ناجائز، اور سب کے لئے یکساں حکم ہے یا کچھ تفصیل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سر پر بال رکھنا کانوں کی لو تک، یا اس سے نیچے، یا شانے تک جائز اور سنت ہے(۱)، مگر آج کل جو بال رکھے جاتے ہیں وہ اول تو اس نیت سے نہیں رکھے جاتے اگر نیت بھی ہو تو پھر جس طرز سے رکھے جاتے ہیں وہ طرز ثابت نہیں۔ سیدھی مانگ بیچ میں نہیں نکالی جاتی، ٹیڑھی مانگ نکالی جاتی ہے، یہ سب فیشن متغرّ بین کا ہے۔

اَمارد اور ایسے نوجوان جو سر پر بال رکھتے ہیں اس میں اَور فتنہ کا اندیشہ ہے جس کا علم اور مشاہدہ ہر ذی بصیرت کو ہے، اس لئے ان کو اس فیشن سے ضرور روکا جائے گا(۲):

= جھاڑنا جیسا کہ غیر مسلموں کا دیکھی دیکھی مسلمانوں میں رائج ہے؟ درست نہیں، اسلامی شعائر کے خلاف ہے نصاب الاحتساب میں ہے کہ: بچوں کے سر پر بڑے بالوں کا رکھنا حرام ہے''۔(بحوالہ شمائل کبری، بالوں کے سلسلے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکیزہ عادات کا بیان، بچوں کے بال مونڈنا سنت ہے: ۱/۴۹۴، زمزم پبلشرز)

(۱) پٹھے رکھنے کی تین قسمیں ہیں: وفرہ: کانوں کی لو تک۔ لمّہ: کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان تک۔ اور جمّہ: کندھوں تک۔ پہلی صورت افضل ہے:

''عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنه قال : کان شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم أی واصلاً أو منتهیاً إلی نصف أذنیه ..... وکان له: أی لرأسه الشریف شعر: أی نازل فوق الجمة، بضم الجیم وتشدید المیم ماسقط علی المنکبین ودون الوفرة''. (جمع الوسائل فی شرح الشمائل ۱/۹۰، ۹۲، باب شعر رسول علیه السلام، اداره تالیفات اشرفیه ملتان)

(وأحسن الفتاویٰ: ۸/۸۱، کتاب الخطر والإباحة، عنوان: ''بالوں کے احکام، سر کے بالوں کی جائز وناجائز صورتوں کی تفصیل''، سعید)

(۲) کیونکہ اس میں غلبۂ فساد کا اندیشہ ہے: ''عن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنهما أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم أمهل آل جعفر ثلاثاً أن یأتیهم، ثم أتاهم، فقال: ''لا تبکوا علی أخی بعد الیوم''. ثم قال: ''ادعوا لی بنی أخی''. فجیئ بنا کأنا أفرخ، فقال: ''ادعوا لی الحلّاق''. فأمره فحلق رؤوسنا''. (سنن أبی =

Maktaba Tul Ishaat.com

"عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: کان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یحبّ موافقة أهل الکتاب فی مالم یؤمر فیه، وکان أهل الکتاب یسدلون أشعارهم، وکان المشرکون یفرّقون رؤوسهم، فسدل النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ناصیته، ثم فرق بعدُ". رواه البخاری ومسلم"(۱)۔

اس روایت سے سر کے بالوں کا حال معلوم ہوگیا ہوگا کہ آپ کفار کے طریقہ کو پسند نہیں فرماتے تھے، لیکن ہم لوگ آج رفتار وگفتار ہر چیز میں انہیں کے طریقوں کو اختیار کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من تشبه بقوم فهو منهم". رواه أبوداؤد وأحمد". مشکوٰة شریف، ص: ۳۷۵(۲)۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

= داؤد: ۲/۵۷۷، کتاب الرجل، باب حلق الرأس، دارالحدیث، ملتان)

(۱) (الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، باب صفة شعره صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وصفاته وحلیته: ۲/۲۵۷، سعید)

(وفی صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الفرق: ۲/۸۷۷، قدیمی)

(۲) (مشکوٰة المصابیح: ۲/۳۸۰، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، قدیمی)

قال القاری رحمه الله تعالیٰ: "وکان أهل الکتاب: أی الیهود والنصاری یسدلون ..... أشعارهم، والمراد هنا إرسال الشعر حول الرأس من غیر أن یقسم نصفین: نصفٌ من جانب یمینه ونحو صدره، ونصفٌ من جانب یساره کذلک. وقیل: سدل الشعر إذا أرسله ولم یضم جوانبه. وفی شرح مسلم للنووی: قال العلماء: المراد إرساله علی الجبین واتخاذه کالقصة، والفرق فرق الشعر بعضه من بعض. وقیل: السدل أن یرسل الشخص شعره من ورائه، ولا یجعله فرقتین.

والفرق أن یجعله فرقتین کل فرقه ذؤابه، وهو المناسب لقوله: وکان المشرکون یفرقون -بکسر الراء ویضم- وروی من التفریق رؤوسهم: أی شعر رؤوسهم بعضها من بعض، ویکشفونها عن جبینهم. قال العسقلانی: الفرق قسمة الشعر، والمفرق وسط الرأس، وأصله من الفرق بین الشیئین "فسدل النبی صلی الله علیه وسلم" ناصیته": أی حین قدم المدینة، ثم فرق ..... رأسه: أی شعره "بعد": بضم الدال: أی بعد ذلک من الزمان. قال ابن الملک: لأن جبریل علیه الصلاة والسلام أتاه وأمره بالفرق ففرق المسلمون رؤوسهم. ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

سر کے بالوں کی تفصیل

سوال[۹۴۲۷]: سر پر بال رکھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ زلف رکھنا سنت ہے یا منڈوانا؟ بعض لوگ استرے سے منڈاتے ہیں، بعض لوگ مشین سے کتراتے ہیں، بعض لوگ چھوٹے بڑے بال (انگریزی بال) رکھتے ہیں۔ اس میں کون سا طریقہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

عام طور پر عرب میں بال رکھنے کا دستور تھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بال رکھتے تھے(۱)۔ احرام سے حلال ہوتے وقت منڈانا بھی ثابت ہے، اور ایسے وقت میں منڈانے کو ترشوانے پر ترجیح دی ہے(۲)۔ کچھ منڈانا کچھ باقی رکھنا منع ہے، منڈوائے تو تمام منڈوائے، رکھے تو تمام رکھے۔ زیادہ بڑے ہو جائیں اور منڈوانا نہ چاہے تو یہ بھی درست ہے کہ چھوٹے چھوٹے کرادے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۴/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۴/۸۷ھ۔

= قال النووی: واختلفوا في تأويل موافقة أهل الكتاب فيما لم ينزل عليه فيه شئ، فقيل: فعله ائتلافاً لهم في أول الإسلام، وموافقةً لهم على مخالفة عَبَدة الأصنام، فلما أغناه الله تعالىٰ عن ذلك وأظهر الإسلام على الدين كله، خالفهم في أمورٍ منها". (مرقاة المفاتيح: ۸/۲۱۴، ۲۱۵، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۲۵)، رشيديه)

(۱) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه قال: كان شعر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أي واصلاً أو منتهياً إلى نصف أذنيه ..... وكان له: أي لرأسه الشريف شعر: أي نازل فوق الجمّة ودون الوفرة ..... وكانت جهّته تضرب شحمة أذنية ..... كان يبلغ شعره شحمة أذنيه". (جمع الوسائل في شرح الشمائل: ۱/۹۰-۹۴، اداره تاليفات اشرفيه ملتان)

"وعن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما: أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم رآى صبياً قد حلق بعض رأسه وترك بعضه، فنهاهم عن ذلك، وقال: "احلقوا كله أو اتركوا كله". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، ص: ۳۸۰، قديمی)

(۲) تقدم تخريجه تحت عنوان: "بال رکھنا افضل ہے یا منڈوانا")

(۳) "ويكره القزع، وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعاً مقدار ثلاثة أصابع، كذا في الغرائب". =

Maktaba Tul Ishaat.com

بالوں میں کفار کی مشابہت

سوال[۹۴۲۸]: ماالحكم عن الشعر الذى يقطع خلف الرأس فقط كما يفعل الكفار، هل هو جائز أم لا، أم حرام؟

الجواب حامداًومصلياً:

ما[موصولة] كان شعار الكفار، فإن كان شعاراً مذهبياً، فهو حرام على المسلمين. وإن كان شعاراً قومياً، فهو مكروه".(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۶/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین، دارالعلوم دیوبند۔

انگریزی بال

سوال[۹۴۲۹]: کیا انگریزی بال رکھنے والوں پر اس حدیث کا اطلاق ہوتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، اس کا حشر اسی قوم کے ساتھ ہوگا؟ اگر ہوتا ہے تو کیا انگریزی بال رکھنے والا ہر وقت گناہ میں مبتلا رہتا ہے، یا صرف ایک گناہ میں کہ انگریزی بال رکھے ہیں؟

= (ردالمحتار، فصل فى البيع من كتاب الحظر والإباحة: ۶/۴۰۷، سعيد)

(۱) "وعنه (ابن عمر رضى الله تعالى عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانى، ص: ۳۷۵، قديمى)

"من شبّه نفسه بالكفار مثلاً فى الباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أى فى الإثم والخير..... قال الطيبى: هذا عام فى الخَلق والخُلق والشعار ولما كان الشعار أظهر فى الشبه ذكر فى هذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه، لاغير". (مرقاة المفاتيح: ۸/۱۵۵، كتاب اللباس، الفصل الثانى، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

"وكراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا". (ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۶/۷۵۳، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

اس میں بھی کراہت ہے جو مستر ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

انگریزی بال رکھنا

سوال[۹۴۳۰]: انگریزی بال رکھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

انگریزی بال بناء برتشبہ مکروہ ہے(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

انگریزی بال کو سنتی بال بنانا

سوال[۹۴۳۱]: انگریزی بال کو سُنّتی بال میں تبدیل کرنے میں کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

بہتر یہ ہے کہ انگریزی بال منڈا دیئے جائیں(۳)،اس کے بعد سنت کے مطابق رکھے جائیں تاکہ

---

(۱) "وعنه (ابن عمر رضی الله تعالی عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قديمی)

"من شبّه نفسه بالكفار مثلاً فی الباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخير..... قال الطيبی: هذا عام فی الخَلق والخُلق والشعار ولما كان الشعار أظهر فی الشبه ذكر فی هذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه، لاغير". (مرقاة المفاتيح: ۱۵۵/۸، كتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

"وكراهة التشبه بأهل البدع مقررة عندنا". (ردالمحتار، كتاب الخنثی، مسائل شتی: ۷۵۳/۶، سعيد)

(۲) (راجع رقم الحاشية: ۱)

(۳) "عن أبی الحوراء السعدی قال: قلت لحسن بن علی رضی اللہتعالیٰ عنهما: ماحفظت من رسول الله =

Maktaba Tul Ishaat.com

کامل تبدیل ہوجائیں، گوبغیر منڈائے بھی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

عورتوں کا بالوں کی مینڈھیاں گوندھ کر کلپ لگانا

سوال[۹۴۳۲]: سر کے بالوں کو ایک چوٹی گوندھنا، کلپ لگانا کہاں تک جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کلپ تو میں سمجھا نہیں کیا چیز ہے۔ ہاں! سر کے بالوں کی مینڈھیاں جن کو عربی میں ضفائر کہتے ہیں گوندھنا سنت ہے جیسے کہ صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

"عن أم سلمة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: قلت: یا رسول اللّٰه! إني امرأة أشد ضفراً أفأنقضه لغسل الجنابة؟ فقال: "لا، إنما یکفیك أن تحثی علی رأسك ثلث حثیات، ثم تفیضین علیك الماء فتطهرین، اھ". شامی: ۱/۱۵۸(۱)۔ نیز مجمع البحار: ۱/۲۹۲ میں تفیض کے

= صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم؟ قال: حفظت من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "دع مایریبک إلی مالایریبک". جامع الترمذی، أبواب صفة القیامة، قبیل أبواب صفة الجنة: ۲/۷۸، سعید)

"وفی الروضة للزندویستی: أن السنة فی شعر الرأس إما الفرق أو الحلق، وذکر الطحاوی: أن الحلق سنة، ونسب ذلک إلی العلماء الثلاثة ..... ویرسل شعره من غیر أن یفتله، وإن فتله فذلک مکروه؛ لأنه یصیر مشبهاً ببعض الکفَرة والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل، ولکن لا یحلقون وسط الرأس بل یجزون الناصیة، تاتر خانیه". (ردالمحتار: ۲/۴۰۷، فصل فی البیع، کتاب الخطر والإباحة، سعید)

(وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴/۲۰۳، دارالمعرفة بیروت)

(۱) (ردالمحتار: ۱/۱۵۳، کتاب الطهارة، مطلب: أبحاث الغسل، سعید)

والحدیث رواه مسلم فی صحیحه، فلیراجع: (الصحیح لمسلم: ۱/۱۴۹، ۱۵۰، کتاب الطهارة، باب حکم ضفائر المغتسله، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

متعلق لکھا ہے کہ:"فی غیر الإحرام مندوب، اھ"(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

نائلون کی چوٹی کا استعمال

سوال[۹۴۳۳]: نائلون کے بالوں کی چوٹیاں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ان بالوں کو اس طرح سر کے بالوں سے ملالینا جس سے دیکھنے پر اصل بال سر کے معلوم ہوں، یہ خداع ہے، درست نہیں:"لعن اللّٰه الواصلة والمستوصلة". رواه البخاری(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۴/۸۹ھ۔

عورتوں کا دو چوٹی رکھنا، سرخی پوڈر استعمال کرنا

سوال[۹۴۳۴]: مسلمان خواتین جو دو چوٹیاں آج کل عام طور سے باندھ رہی ہیں، اور یہ عمل فیشن میں داخل ہوگیا ہے، لہٰذا شرعاً یہ عورتوں کا فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سلسلہ میں سرخی پوڈر اور اسی قسم کی زیبائش کرنا کہاں تک درست ہے، اور عورتوں کو ننگے سر رہنا کیسا ہے؟

حاجی عبدالرزاق، اونچی سڑک کانپور۔

---

(۱) لم أطلع عليه

(۲) (صحيح البخاری: ۲/۸۷۸، كتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، قديمی)

"الواصلة: أی التی توصل شعرها بشعر آخر زوراً، وهی أعم من أن تفعل بنفسها أو تأمر غيرها بأن يفعله. "والمستوصلة": أی التی تطلب هذا الفعل من غيرها، وتأمر مَن يفعل بها ذلک، وهی تعم الرجال والمرأة ..... قال النووی رحمه الله تعالیٰ: الأحاديث صريحة فی تحريم الوصل مطلقاً، وهو الظاهر المختار، وقد فصل أصحابنا فقالوا: إن وصلت بشعر آدمی، فهو حرام بلا خلاف؛ لأنه يحرم الانتفاع بشعر الآدمی وسائر أجزائه لكرامته. وأما الشعر الطاهر من غير الآدمی، فإن لم يكن لها زوج ولا سيد، فهو حرام أيضاً ..... وقال مالک والطبری: والأكثرون علی أن الوصل ممنوع بكل شیٔ: شعرٍ أو صوفٍ أو خرق أو غيرها، واحتجوا بالأحاديث". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۰): ۸/۲۱۷، ۲۱۸، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

جو چیز کفار یا فساق کا شعار ہو اس کو اختیار کرنا گناہ ہے(۱)۔عورتوں کو سر کی حفاظت لازم ہے، نامحرم کے سامنے سر یا بال کھولنا درست نہیں، فیشن کے ساتھ بناؤ سنگار کر کے نکلنا زنا کی دعوت دینا ہے(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

بالوں میں پن لگانا

سوال[۹۴۳۵]: کیا سر کے بالوں کو روکنے لئے عورتیں ولڑکیاں بال پن لگا سکتی ہیں یا نہیں؟

---

(۱) "عنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشکوٰة المصابیح: ۳۷۵/۲، کتاب اللباس، الفصل الثانی، قدیمی)

"أی من شبّه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره". (مرقاة المفاتیح: ۱۵۵/۸، کتاب اللباس، الفصل الثانی، (رقم الحدیث: ۴۳۴۷)، رشیدیه)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿یاأیها النبی قل لأزواجک وبنٰتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن﴾ (الآیة) (سورة الأحزاب: ۵۹)

قال العلامة الجصاص رحمه الله تعالیٰ: "تقنّع عبیدة وأخرج إحدی عینیه ..... اهـ". وقال ابن عباس ومجاهد رضی الله تعالیٰ عنهم: تغطی الحرة إذا خرجت جبینها ورأسها خلاف حال الإماء ..... وفیها دلالة علیٰ أن الأمة ليس علیها ستر وجهها وشعرها؛ لأن قوله تعالیٰ: ﴿ونساء المؤمنین﴾ ظاهره أنه أراد الحرائر، وکذا روی فی التفسیر، لئلا یکن مثل الإماء اللاتی هن غیر مأمورات بستر الرأس والوجه، فجعل الستر فرقاً یُعرف به الحرائر من الإماء. وقد روی عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه أنه کان یضرب الإماء، ویقول: اکشفن رؤوسکن ولا تشبهن بالحرائر". (أحکام القرآن للجصاص: ۵۴۶/۳، قدیمی)

(وکذا فی روح المعانی: ۸۹/۲۲، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

اگر یہ کفاروفساق کا شعار نہیں تو گنجائش ہے(۱)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۹/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۹/۸۵ھ۔

کلپ کا استعمال

سوال[۹۴۳۶]: کلپ ایک زیور ہوتا ہے جس کو عورتیں سر کے بالوں میں لگاتی ہیں۔ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

کلپ بالوں میں لگانا عورتوں کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ وہ ناپاک نہ ہو اور کفار یا فساق کا شعار نہ ہو کہ اصل جواز ہے، اور ممانعت وجوہ مذکورہ پر ہے(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۱/۹۲ھ۔

ابروؤں کے درمیان بالوں کا حکم

سوال[۹۴۳۷]: بال دونوں ابروؤں کے درمیان کے کٹانا یا منڈانا جائز ہے یا رکھنا؟

ریاض الحق کلیانوی۔

---

(۱) "الأصل في الأشياء الإباحة". (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة، اليقين لايزول بالشک، (رقم القاعدة: ۴۴۰): ۱/۲۰۹، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "الأصل في الأشياء الإباحة عند بعض الحنفية، ومنهم الكرخي رحمه الله تعالىٰ، وقال بعض أصحاب الحديث: الأصل فيها الحظر، وقال بعض أصحابنا: الأصل فيها التوقف بمعنى أنه لابدّلها من حكم، لكنا لم نقف عليه بالفعل، انتهى. وفي الهداية من فصل الحداد: أن الإباحة أصل، انتهى". (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: اليقين لايزول بالشک، (رقم القاعدة: ۴۴۰): ۱/۲۰۹، إدارة القرآن كراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں ابروؤں کے درمیان بال منڈانا، یا کتروانا بغرضِ حصولِ زینت جائز نہیں، کذا نقل فی نور الضحیٰ، ص: ٤٤، عن غایة التوضیح(۱)۔ فقط۔

محمود گنگوہی، ۱۳/۳/۵۳ھ۔

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ، ۲۶/ ربیع الاول/۵۳ھ۔

رخسار اور حلق کے بالوں کا حکم اور ڈاڑھی کی مقدار

سوال[۹۴۳۸]: رخسار وحلق کے بال چنوانا یا منڈانے جائز ہیں یا نہیں؟ بعض آدمی کہتے ہیں کہ یہ ڈاڑھی میں داخل نہیں، نیز ان کا یہ بھی قول ہے کہ ڈاڑھی مطلقاً نہ کٹانا چاہئے، کیونکہ ''اعفاء'' مطلق ہے۔ لہٰذا ایسی حدیث بیان فرماویں جس سے مشت سے زائد کا کٹانا واجب یا مسنون ہونا ثابت ہو اور حدیث بھی قوی ہو جیسے اعفاء والی۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: مولوی میاں احمد، مدرس گوگیرہ ضلع منٹگمری۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

رخسار اور حلق کے بالوں کا چنوانا اور منڈانا شرعاً درست ہے، نہ منڈوانا بہتر ہے:

"ولا یحلق شعر حلقه، وعن أبی یوسف رحمه الله تعالیٰ: لا بأس بذلك، ولا بأس بأخذ الحاجبین وشعر وجهه مالم یتشبه بالمخنثین، اه". عالم گیری: ۳۵۸/۵(۲)۔

---

(۱) لم أجد

(۲) (الفتاویٰ العالمكیریة: ۳۵۸/۵، كتاب الكراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الأظفار، وقص الشارب وحلق الرأس، رشیدیه)

(وكذا فی ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس: ۳۷۳/۶، سعید)

(وكذا فی الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴۰۷/۶، سعید)

(وكذا فی مرقاة المفاتیح: ۲۰۹/۸، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۴۴۳۰)، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

حدیثِ اعفاء کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خود عمل امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار، ص: ۱۲۷، میں یہ نقل کیا ہے:

"عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ما تحت القبضة". قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالیٰ، اهـ"(۱)۔

اسی وجہ سے عالم گیری: ۵/۳۵۱(۲)، طحطاوی، ص: ۲۸۷(۳) بذل المجهود شرح ابی داؤد: ۲/۷۹(٤) میں ڈاڑھی کی مسنون مقدار ایک قبضہ تحریر کی ہے، وبسط المسئلة فی رد المحتار: ۲/۱۷٤ فی مفسدات الصوم(٥)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/صفر/۶۳ھ۔

---

(۱) (كتاب الآثار، ص: ۱۹۸، باب حف الشعر من الوجه، إدارة القرآن كراچی)

(وكذا في البحر الرائق: ۳/۱۹، كتاب الحج، باب الجنايات، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق: ۲/۱۸٦، كتاب الصوم، باب ما يفسد وما لا يفسد، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا في حاشية الشلبي على هامش تبيين الحقائق: ۲/۱۸٦، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) "والقص سنة فيها، وهو أن يقبض الرجل لحيته، فإن زاد منها على قبضته، قطعه، كذا ذكر محمد رحمه الله". (الفتاوىٰ العالمكيريه، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: في الختان والخصاء وقلم الأظفار وقص الشارب وحلق الرأس: ۵/۳۵۸، رشيديه)

(۳) "تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون، وهو القبضة". (حاشية طحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ٦۸۱، فصل فيما يكره للصائم، قديمى)

(۴) "والسنة فيها القبضة". (بذل المجهود: ۱/۳۳، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، إمداديه ملتان)

(۵) "فإذا زاد على القبضة شئ، جزّه، كما في المنية. وهو سنة كما في المبتغى، وفي المجتبى والينابيع وغيرها ..... اهـ". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ٦/۴۰۷، سعيد)

(وكذا في فتح القدير: ۲/۳۴۷، باب ما يفسد ولا يفسد، كتاب الصوم، مصطفىٰ البابى الحلبى مصر)

Maktaba Tul Ishaat.com

بغل کے بال

سوال[۹۴۳۹]: اگر چالیس دن بغل کے بال نہ بنوائیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اس میں کراہت ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ۔

ٹانگوں کے بال کاٹنا

سوال[۹۴۴۰]: کیا مرد اور عورتیں اپنی ٹانگوں کے بال ٹخنوں تک منڈوا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسا کرنا بہتر نہیں، مگر حرام بھی نہیں(۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۹۰ھ۔

---

(۱) "عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنه، قال: وقّت لنا فی قص الشارب وتقلیم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة أن لا نترک أکثر من أربعین لیلةً". (الصحیح لمسلم: ۱/۱۲۹، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قدیمی)

"والمعنی أن لا نترک ترکاً یجاوز أربعین، لا أنه وقّت لهم الترک أربعین". (مرقاة المفاتیح: ۸/۲۱۲، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۴۴۲۲)، رشیدیه)

(وکذا فی شرح النووی علی الصحیح لمسلم: ۱/۱۲۸، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قدیمی)

(وکذا فی بذل المجهود: ۱/۳۳، کتاب الطهارة، باب السواک من الفطرة، إمدادیه ملتان)

(وکذا فی مجمع الأنهر: ۲/۵۵۲، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، دارإحیاء التراث العربی،بیروت)

(وکذا فی سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر: ۲/۵۵۲، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(وکذا فی الدرالمختار: ۶/۴۰۷، فصل فی البیع، کتاب الکراهیة، سعید)

(۲) "عن أم سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنها: أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کان إذا أطلی بدأ بعورته، =

Maktaba Tul Ishaat.com

استرے سے بالوں کی صفائی

سوال[۹۴۴۱]: موئے زیرناف آپ کس چیز سے صاف فرماتے تھے؟ سرین کے بالوں نیز ران وغیرہ کے بالوں کے متعلق آپ کا عمل شریف کیا تھا؟

الجواب حامداًومصلیاً:

استرے سے موئے زیرناف صاف کرنے کا عام معمول تھا(۱)، بقیہ مواقع مسئولہ میں بالوں کا ہونا منقول نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

عورت کو استرے سے صفائی کرنا

سوال[۹۴۴۲]: عورت موئے زہار کے لئے استرہ استعمال کرسکتی ہے یا نہیں؟

محمد فاروق،

مقام اتراؤں، ضلع الٰہ آباد، ۲۸/شوال/۷۰ھ۔

= فطلاها بالنورة، وسائر جسده أهله". (سنن ابن ماجة، ص: ۲۶۶، أبواب الأدب، باب الإطلاء بالنورة، میر محمد کتب خانه)

''اس کے علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا، رکھنا دونوں درست ہیں''۔ (بہشتی زیور، بالوں کے متعلق احکام، مسئلہ نمبر:۱۵،ص:۸۳۰، دارالاشاعت)

(۱) ''حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ سنت مرد اور عورت کے حق میں یہ ہے کہ استرہ وغیرہ سے بال صاف کرے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مردوں کے حق میں استرہ بہتر ہے اور عورتوں کے حق میں اکھاڑنا''۔ (شمائل کبری، زیرناف بال کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان، زیرناف بال مونڈنا: ۱/۵۴۷، زمزم پبلشرز کراچی)

''نوره'' بھی استعمال فرماتے تھے: "أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان إذا طلى بدأ بعورته، فطلاها بالنورة". (سنن ابن ماجة، أبواب الأدب، باب الإطلاء بالنورة، ص: ۲۶۶، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

کرسکتی ہے، مگر مناسب نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ ذیقعدہ/ ۷۰ھ۔

موئے زیر ناف کس جگہ سے کاٹے جائیں

سوال[۹۴۴۳]: انسان حد بلوغ تک پہونچنے کے بعد ناف کے نیچے جو بال ہوتے ہیں ۴۰/ روز کے بعد کاٹنا (منڈنا) پڑتا ہے، اگر یہ ضروری ہو تو کس جگہ سے لے کر کس جگہ تک کاٹنا ضروری ہے، کاٹنے سے کافی ہوگا یا منڈنا پڑے گا؟ اور یہ فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب یا نفل؟ اگر کوئی نہ کاٹے تو اس کی عبادت قبول ہوگی یا گنہگار ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ناف کے نیچے دائیں بائیں جو بال ہوں نیز خصیتین پر جو بال ہوں اور پھر نیچے جو بال ہوں ان سب کو صاف کردینا چاہئے (۲)، خواہ ان کو منڈا جائے، یا کسی دوا سے اڑادیا جائے، یا قینچی سے کتر دیا جائے (۳)،

---

(۱) (تقدم تخریجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

(۲) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "الفطرة خمس: الختان، والاستحداد ..... ونتف الإبط". متفق علیه". (مشكوة المصابيح: ۲/ ۳۸۰، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، قديمی)

قال القاری رحمه الله تعالیٰ: "والاستحداد": أی حلق العانة، وهو استفعال من الحديد، وهو استعمال الحديد من نحو الموسی فی حلق العانة ذی الشعر الذی حوالی ذَكر الرجل وفرج المرأة، زاد ابن شريح: وحلقة الدبر، فجعل العانة منبت الشعر مطلقاً، والمشهور الأول، فإن أزال شعره بغير الحديد، لايكون علی وجه السنة .....اهـ".

"ونتف الإبط": أی نتف شعره ..... قال فی شرح المشارق: المفهوم من حديث أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه، أن حلق الإبط ليس بسنة، بل السنة نتفه؛ لأن شعره يغلظ بالحلق، ويكون أعون للرائحة الكريهة. قال النووی: النتف أفضل لمن قوی عليه، لما حكی أن الشافعی رحمه الله تعالیٰ كان يحلق إبطه، فقال: علمت أن السنة نتفه، لكن أقوی علی الوجع". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب=

Maktaba Tul Ishaat.com

منڈنا اعلیٰ بات ہے۔ یہ صفائی ہر ہفتہ جمعہ کے روز مناسب ہے، اس کا موقعہ نہیں تو پندرہ روز میں صفائی کردی جائے۔ ۴۰/ روز تک مؤخر نہ کریں، ورنہ کراہت تحریمی کا ارتکاب ہوگا (۱)۔

عبادت جب اپنی شرائط وفرائض کے مطابق ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔ یہ صفائی ہر ہفتہ سنت ہے، چالیس روز واجب ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۳/۹۶ھ۔

= الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۲۰): ۲۰۹/۸، ۲۱۰، رشيديه)

(وكذا في شرح النووي على الصحيح لمسلم: ۱۲۸/۱، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قديمي)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۴۰۷/۶، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر: ۵۵۶/۲، فصل المتفرقات، كتاب الكراهية، داراحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۷/۵، ۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر، رشيديه)

(۳) "وفي الإبط يجوز الحلق، والنتف أولىٰ". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۸/۵، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار: ۴۰۶/۶، فصل في البيع، كتاب الخطر والإباحة، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر: ۵۵۶/۲، باب المتفرقات، كتاب الكراهية، داراحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "ويستحب حلق عانته وتنظيف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرةً، والأفضل يوم الجمعة، وجاز في كل خمسة عشرة، وكره تركه وراء الأربعين، مجتبى". (الدرالمختار). قال العلامة الشامي رحمه الله تعالىٰ: "ولا عذر فيما وراء الأربعين، ويستحق الوعيد .....اهـ". (ردالمحتار: ۴۰۶/۶، ۴۰۷، كتاب الحظر والإباحة، فصل البيع، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر مع سكب الأنهر: ۵۵۶/۲، داراحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۸/۵، الباب التاسع عشر، رشيديه)

(وكذا في مرقاة المفاتيح: ۲۱۲/۸، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۲۲)، رشيديه)

(وكذا في شرح النووي على مسلم: ۱۲۹/۱، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، قديمي)

(وكذا في جامع الرموز: ۳۲۸/۳، كتاب الكراهية، المطبعة الكريمية ببلدة قزان)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۵۲۴، آخر باب الجمعة، قديمي)

(۲) قد مر في الحاشية المتقدمة آنفاً

Maktaba Tul Ishaat.com

موئے زیرناف کودفن کرنا

سوال[۹۴۴۴]: کیازیرناف کے بال بنانے کے بعدان بالوں کوبھی دفن کرنا چاہئے، یاکسی محفوظ جگہ پرڈالناچاہئے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

دفن کرنا بہتر ہے، کسی ایسی جگہ ڈالنا بھی درست ہے جہاں نجاست نہ ہو، غسل خانہ یابیت الخلاء میں نہ ڈالے، طحطاوی، ص: ۲۲۷(۱)، نہ ایسی جگہ ڈالے جہاں کسی کی نظر پڑے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

موئے زیرِناف کاٹنے کی مدت

سوال[۹۴۴۵]: ایک شخص کوحاجت زیرناف بال بنانے کی ہوئی اوراس نے یہ حاجت پوری کی، لیکن اس کی عقل میں یہ نہ آیا کہ یہاں تک کاٹے یعنی کل ادھر سے ادھر تک، نیچے سے اوپر تک، اب کاٹنے میں جان کر یعنی خود مجبور ہوکر نیچے سے کچھ بال دوچار چھوڑ دے یاانجان پنے سے خود بخود چھوٹ گئے، بعد میں دیکھا

---

(۱) "فإذا قلم أظفاره أوجزّ شعره، ينبغي أن يدفن ذلك الظفر والشعر المجزور. فإن رمى به فلا بأس، وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل، يكره ذلك". (حاشية الطحطاوى على الدرالمختار: ۲۰۲/۴، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، دارالمعرفة بيروت)

"وإذا حلق شعر بدنه أو قلم أظافيره، ينبغي أن يدفن ذلك الظفر أو الشعر، قال الله تعالىٰ: ﴿ألم نجعل الأرض كفاتاً أحياءً وأمواتاً﴾، وإن رمى به، فلا بأس. وإن ألقاه في الكنيف أو المغتسل، كره ذلك؛ لأنه يورث البرص". (غواص البحرين على هامش جامع الرموز: ۳۲۸/۳، كتاب الكراهية، المطبعة الكريمية ببلدة قزان)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۸/۵، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر، رشيديه)

(وكذا في فتاوى قاضيخان على هامش العالمكيرية: ۴۱۱/۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في الختان، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر: ۵۵۶/۲، باب المتفرقات، كتاب الكراهية، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في ردالمحتار: ۴۰۵/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہوتو پھر کیا کرسکتا ہے جب کہ کاٹ چکا اور پاک وصاف ہو چکا۔لہٰذا اب یہ بتانا چاہئے کہ آیا پھر کل بال کاٹے یا چھوڑ دے اور چالیس دن کے بعد کاٹے یا چالیسویں دن ضرور کاٹ لے یا نماز واقعی نہیں ہوتی۔

شفیق احمد محلّہ شاہ ولایت سہارنپور۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مستحب اور افضل یہ ہے کہ ان دو چار بالوں کو بھی صاف کردے۔افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ بال صاف کرے ورنہ پندرہ روز میں صفائی کرے، چالیس روز تک بال صاف نہ کرنا گناہ ہے، ایسے شخص کی نماز بھی مکروہ ہوتی ہے:

"يستحب أن يقلم أظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه في كل أسبوع مرةً، ويوم الجمعة أفضل، ثم في خمسة عشر يوماً، والزائد على الأربعين اثم، اه". طحطاوي، ص: ٣٠٤(١)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۳/۱۱/۵۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲۴/ ذیقعدہ/۵۴ھ۔

غسل میں گرے ہوئے بالوں کو کیا کیا جائے؟

سوال[۹۴۴۶]: بعض عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ حالتِ حیض یا جنابت میں جو بال سر کے گر جائیں یا ٹوٹ جائیں اس کو جمع کیا جائے، پھر جب جنابت سے پاک ہونے کا غسل کرتی ہے، اس وقت ان بالوں کو اپنے انگوٹھے میں باندھ کر غسل کرتی ہے، پھر غسل کے بعد ان کو دفنا دیتی ہے۔کیا اس کی کوئی اصل ہے یا محض واہیات؟

محمد یونس افریقی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ بات بے اصل اور لغو ہے۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۸/۹۰ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۸/۹۰ھ۔

---

(۱) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص: ۵۲۴، اخر باب الجمعة، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

موئے زیرِ ناف دوسرے سے صاف کرانا

سوال[۹۴۴۷]: ایک شخص معمر بیمار ہوجاتا ہے، عرصہ ۶، ۷/ ماہ بیمار رہتا ہے، پورا صاحبِ فراش ہے کہ حرکت کی بھی طاقت نہیں، اس کی اہلیہ کو بھی ضعف بصر ہے۔ کیا اس کا بیٹا زیرِ ناف بال استرے سے صاف کرسکتا ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداًومصلیاً:

بدرجۂ مجبوری جائز ہے(۱)، مس کرنے اور دیکھنے سے حتی الوسع احتیاط کرے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۱۴/۴/۶۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور۔

صحیح: عبداللطیف۔

نابینا موئے زیرِ ناف کس طرح صاف کرے؟

سوال[۹۴۴۸]: نابینا شخص موئے زیرِ ناف کس طرح صاف کرے گا؟ صابن کے ذریعہ صاف کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صابن کے ذریعہ صفائی کرلینا بھی درست ہے:

"قال في الهندية: ويبتدئ من تحت السرة. ولو عالج بالنورة، يجوز، كذا في الفتاوى".

---

(۱) "إن الضرورات تبيح المحظورات". (الأشباه والنظائر، القاعدة الخامسة الضرر يزال: ۱/۲۵۱، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "حلق عانته بيده، وحلق الحجام جائز إن غض بصره، كذا في التتارخانية". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۵/۳۵۸، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوي على الدرالمختار: ۴/۲۰۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، دارالمعرفة بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

ردالمحتار: ۵/۲۶۱(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۵/۱۳۰۱ھ۔

کٹے ہوئے موئے انسانی کی کھاد اور اس کی تجارت

سوال[۹۴۴۹]: موئے انسانی جو نائی کاٹ کر پھینک دیتا ہے، بطورِ کھاد کے کھیتوں میں استعمال کرنا اور اس کی تجارت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جائز نہیں (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۶/۲/۳ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) (ردالمحتار، فصل فی البیع من کتاب الحظر والإباحة: ۶/۴۰۶، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء: ۵/۳۵۸، رشیدیه)

(۲) اعضائے انسان محترم ہیں، ان کا استعمال اور بیع وشراء شرعاً ناجائز ہے:

"حرم استعماله، حتی لو طحن عظمه فی دقیق، لم یؤکل فی الأصح احتراماً". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامی رحمه الله تعالیٰ: "وإن حرم استعماله: أی استعمال جلده، أو استعمال الأدمی بمعنی أجزائه ..... (قوله: احتراماً): أی لانجاسةً". (ردالمحتار: ۱/۲۰۴، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة، سعید)

"والانتفاع به لغیر ضرورة حرام علی الصحیح، شرح الوهبانیة". (الدرالمختار: ۳/۲۱۱، کتاب النکاح، باب الرضاع، سعید)

"وبطل بیع ..... شعر الإنسان لکرامة الآدمی ولو کافراً، ذکره المصنف". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامی رحمه الله تعالیٰ قوله: "(ذکره المصنف) حیث قال: والآدمی مکرم شرعاً وإن کان کافراً، فإیراد العقد علیه وابتذاله به وإلحاقه بالجمادات إذلالٌ له، اهـ: أی وهو غیر جائز". (ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الأولیٰ مکرم شرعاً ولو کافراً: ۵/۵۸، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث فی تقلیم الأظفار

(ناخن کاٹنے کا بیان)

ناخن اور بالوں کو جلانے کا حکم

سوال[۹۴۵۰]: انسان کے ناخن اور بال وغیرہ کو جلانا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز نہیں تو شہری عورتوں کے جو بال کنگھی سے نکلتے ہیں ان کو مکانات پختہ ہونے کی وجہ سے دفن نہیں کرسکتیں۔ ان کے لئے کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جلانا جائز نہیں، ایسی عورتیں کسی کپڑے یا کاغذ میں لپیٹ کر کہیں ڈالدیں:

"وفی الخانیة: ینبغی أن یدفن قلامة ظفره ومحلوق شعره، وإن رماه فلا بأس، وکره إلقائه فی کنیف أو مغتسل؛ لأن ذلك یورث داءً. وروی أن النبی صلی الله علیه وسلم أمر بدفن الشعر والظفر، وقال: "لاتتغلب به سحرة بنی آدم، اه". ولأنهما من أجزاء الآدمی فتحترم، اه". طحطاوی، ص: ۲۸۷(۱)۔

---

(۱) (حاشیة طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، قبیل باب أحکام العیدین، ص: ۵۲۷، قدیمی)

(وکذا فی فتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی الختان: ۴۱۱/۳، رشیدیه)

(وکذا فی غواص البحرین علی هامش جامع الرموز، کتاب الکراهیة: ۳۲۸/۳، المطبعة الکریمیة ببلدة قزان) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

لیکن بالوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= (وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: ۳۵۸/۵، رشيديه)

(وكذا في حاشية الطحطاوى على الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۲۰۲/۴، دارالمعرفة بيروت)

"فإذا قلم أظفاره أوجزّ شعره، ينبغي أن يدفن ذلك الظفر والشعر المجزور. فإن رمى به، فلا بأس. وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل، يكره ذلك". (حاشية الطحطاوى على الدرالمختار: ۲۰۲/۴، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، دارالمعرفة بيروت)

"وإذا حلق شعر بدنه أو قلم أظافيره، ينبغي أن يدفن ذلك الظفر أو الشعر، قال الله تعالىٰ: ﴿ألم نجعل الأرض كفاتاً أحياءً وأمواتاً﴾. وإن رمى به، فلا بأس. وإن ألقاه في الكنيف أو المغتسل، كره ذلك؛ لأنه يورث البرص". (غواص البحرين على هامش جامع الرموز: ۳۲۸/۳، كتاب الكراهية، المطبعة الكريمية ببلدة قزان)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۸/۵، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر، رشيديه)

(وكذا في فتاوى قاضيخان على هامش العالمكيرية: ۴۱۱/۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في الختان، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر: ۵۵۲/۲، باب المتفرقات، كتاب الكراهية، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في ردالمحتار: ۴۰۵/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الرابع فی الخضاب

(مہندی اور خضاب کا بیان)

داڑھی یا سر پر خضاب لگانے کا حکم

سوال[۹۴۵۱]: داڑھی یا سر کے بالوں پر مہندی یا دیگر قسم کا خضاب کرنا کیسا ہے، خلفائے راشدین میں سے کسی نے کیا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مہندی کا خضاب سر پر، ڈاڑھی پر مرض کی وجہ سے درست ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو مہندی کا خضاب لگانے کا مشورہ دیا تھا(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۱۱/۸۹ھ۔

---

(۱) "عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما: قال أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة، ورأسه ولحيته كالثغامة بياضاً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "غيّروا هذا بشئ، واجتنبوا السواد". (الصحيح لمسلم، كتاب اللباس والزينة، استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد: ۲/۱۹۹، قديمی)

حضرت ابوبکر وعمر اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مہندی لگانا ثابت ہے:

"عن أنس رضي الله تعالىٰ عنه أنه سئل عن خضاب النبي صلى الله عليه وسلم، فذكر أنه لم يخضب، ولكن قد خضب أبوبكر وعمر رضي الله تعالىٰ عنهما". (سنن أبي داؤد: ۲/۵۷۸، كتاب الترجل، باب في الخضاب، دارالحديث ملتان)

"الخضاب أفضل؛ لأن جماعةً من الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم خضبوا، كان أبوبكر رضي الله تعالىٰ عنه يخضب بالحناء، وبعضهم كان يخضب بالزعفران، روى ذلك عن علي رضي الله تعالىٰ عنه. وبعضهم بالسواد، روى عن عثمان والحسن والحسين وعقبة بن عامر وابن سيرين رضي الله تعالىٰ عنهم. ومذهبنا أن الصبغ بالحناء والوسمة حسن، كما في الخانية. قال النووي رحمه الله تعالىٰ: ومذهبنا =

Maktaba Tul Ishaat.com

خضاب کا حکم

سوال[۹۴۵۲]: خضاب لگانا کیسا ہے؟ اگر ناجائز ہے تو بعض اکابرینِ امت ایسا عمل کیوں کرتے ہیں جس سے عوام دلیل پکڑتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سرخ مہندی کا خضاب بلا کراہت درست ہے(۱)، سیاہ خضاب جس سے بالوں کی سیاہی اصلی سیاہی

= استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة وتحريم خضابه بالسواد على الأصح؛ لقوله عليه الصلوة والسلام: "غيّروا هذا الشيب، واجتنبوا السواد". (حاشية الطحطاوى على الدر المختار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۳۶۳/۴، بيروت)

(۱) قال الشامي رحمه الله تعالىٰ: "أما بالحمرة، فهو سنة الرجال وسيما المسلمين، اهـ". (ردالمحتار: ۷۵۶/۶، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتى، سعيد)

"مثله كما ورد في الحديث: عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه، قال: أتِي بأبي قحافة يوم فتح مكة، ورأسه ولحيته كالثغامة بياضاً، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "غيروا هذا بشيء، واجتنبوا السواد". رواه مسلم". (مشكوٰة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ص: ۳۸۰، قديمى)

"قال النووى: في الخضاب أقوال، وأصحها أن خضاب الشيب للرجال والمرأة يستحب، وبالسواد حرام، وقد سبق عن الإمام محمد رحمه الله تعالىٰ أنه قال في موطئه: لانرى بالخضاب بالوسمة والحناء والصفرة بأساً، وإن تركه أبيض فلا بأس به، كل ذلك حسن. وفي الشرعة: الخضاب سنة ثبت قولاً وفعلاً". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۲۴): ۲۱۳/۸، ۲۱۴، رشيديه)

(وكذا في شرح النووى على صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد: ۱۹۹/۲، قديمى)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۹/۵، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، رشيديه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۴۱۲/۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في الختان، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

معلوم ہو، مکروہ تحریمی ہے، البتہ مجاہد کو بحالتِ جہاد ارہابِ اعداء کے لئے درست ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیوی کے سامنے تزیین کیلئے بھی گنجائش ہے، ممکن ہے کہ سیاہ خضاب کرنے والے حضرات اس قول کی آڑ لیتے ہوں، یا اَور کوئی وجہ ہو، وہ خود ہی اپنے فعل کی وجہ بیان کر سکتے ہیں:

"قال فی الذخیرة: أما الخضاب بالسواد للغزو لیکون أهیب فی عین العدو، فهو محمود بالاتفاق، وإن لیزیّن نفسه للنساء فمکروه، وعلیه عامة المشائخ. وبعضهم جوّزه بلا کراهة. روی عن أبی یوسف رحمه الله تعالیٰ أنه قال: کما یعجبنی أن تتزین لی، یعجبها أن أتزین لها، اھ". شامی: ۵/۲۷۱(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

مہندی یا خضاب لگانا

سوال[۹۴۵۳]: مرد کو داڑھی میں مہندی یا خضاب یا تلووں (۲) میں گرمی دور کرنے کے مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مرد کو داڑھی میں خضاب لگانا، مہندی لگانا شرعاً درست ہے (۳)، ہاتھ پیر میں مہندی لگانا درست نہیں،

---

(۱) (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۶/۴۲۲، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۵۹، الباب العشرون فی الزینة، رشیدیه)

(۲) "تلوے: ایڑی اور پنجے کے بیچ کا حصہ، پاؤں کے نیچے کا حصہ، کف پا"۔ (فیروز اللغات، ص: ۳۷۵، فیروز سنز لاہور)

(۳) "عن عثمان بن عبد الله بن موهب قال: دخلت علی أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها، فأخرجت إلینا شعراً من شعر النبی صلی الله علیه وسلم مخضوباً". (صحیح البخاری: ۲/۸۷۵، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب، قدیمی)

قال الحصکفی رحمه الله تعالیٰ: "یستحب للرجل خضاب شعره ولحیته". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامی رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: خضاب شعره ولحیته) لا یدیه ورجلیه، فإنه مکروه للتشبه بالنساء". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۶/۴۲۴، فصل فی البیع، کتاب الحظر والإباحة، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة: ۵/۳۵۹، کتاب الکراهیة، الباب العشرون فی الزینة ..... رشیدیه) =

Maktaba Tul Ishaat.com

گرمی دور کرنے کے لئے طبیب سے پوچھ کر کوئی اَور چیز لگالے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۸/۸۹ھ۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۸/۸۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= (وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۴۱۲/۳، كتاب الحظر والإباحة، فصل في الختان، رشيديه)

(۱) بوجۂ مجبوری مرد کے لئے ہاتھ اور پاؤں میں مہندی لگانے کی گنجائش ہے: "ولا ينبغي أن يخضب يدى الصبي الذكر ورجله إلا عندالحاجة". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۹/۵، كتاب الكراهية، الباب العشرون في الزينة، رشيديه)

"وأما خضب اليدين والرجلين، فيستحب في حق النساء، ويحرم في حق الرجال إلا للتداوى". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني: ۲۳۳/۸، (رقم الحديث: ۴۴۵۲)، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الخامس فی الختان

(ختنہ کا بیان)

ختنہ کی ابتدا، کون سے انبیائے کرام مختون پیدا ہوئے؟

سوال[۹۴۵۴]: ختنہ سنتِ ابراہیمی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا ہے، یا اس سے پہلے سے چلا آرہا ہے، اگر پہلے سے ہے تو کس پیغمبر سے یہ سنت جاری ہوئی؟ اور حضرت آدم علیہ السلام مختون تھے یا نہیں، اسی طرح پر تمام انبیاء علیہم السلام؟ اور اگر تمام انبیاء علیہم السلام تھے تو وہ یدِ قدرت سے مختون ہی متولد ہوتے تھے یا بعد میں ختنہ کئے گئے؟ اور اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشروع ہوا ہے تو اگلے انبیاء علیہم السلام کی ذوات کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ کس نے کیا؟ وہ کس نام اور کس قوم کا تھا، اور ان کے زمانہ میں کون قوم یہ کام کرتی تھی؟ اور غسلِ جنابت کی ابتداء کن سے ہوئی؟

ہر سوال کا مفصل جواب بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمایا جاوے، اگرچہ بعض سوال تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں، مگر من وجہٍ شرعی ہونے کی حیثیت سے منصب سے چنداں نازیبا نہیں، بالخصوص جبکہ بعض چیزوں کی ابتداء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان کی ہو، مبرہن بیان فرمایا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

"وقال القرطبی: وفی المؤطأ وغیرہ: عن یحیٰی بن سعید أنه سمع سعید بن المسیب رحمه الله تعالیٰ یقول: إبراهیم علیه السلام أول من اختتن، الخ". تفسیر ابن کثیر: ۱/۱۶۶(۱)۔

---

(۱) (تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۲۹، (سورة البقرة: ۱۲۴)، مکتبه دار السلام ریاض)

(وکذا فی الجامع لأحکام القرآن للقرطبی: ۲/۶۸، دارالکتب العلمیة بیروت)

"أول من ختن إبراهیم علیه السلام، ولم یختتن أحدٌ قبله". (تفسیر الخازن ۱/۸۶، حافظ کتب خانه کوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

"إن إبراهيم عليه السلام أول من اختتن وهو ابن عشرين ومأة، واختتن بالقدوم، اه".

فتح الباری: ۱۱/۷٤(۱)۔

"وقد ثبت لإبراهيم عليهم السلام أوّليات أخرىٰ كثيرةٌ: منها أنه أول من ضاف الضيف، وقص الشارب، واختتن، ورُؤى الشيب وغير ذلك بأدلة فی كتابی: إقامة الدلائل على معرفة الأوائل، اه". فتح الباری: ۱/۲۷٦(۲)۔

"إن إبراهيم عليهم السلام أمِر أن يختتن وهوحينئذ ابن ثمانين سنةً، فعجّل واختتن بالقدوم فاشتد عليه الوجع، فدعا ربه، فأوحى الله إليه أنك عجلت قبل أن نأمرك بالته. قال: يارب! كرهت أن أؤخر أمرك. قال الماوردی: القدوم جاء مخففاً ومشدداً، وهو الفأس الذی اختتن به. وذهب غيره إلىٰ أن المراد به مكانٌ يسمىٰ القدوم. وقال أبو عبيد الهروی فی الغريبين: يقال: هو كان مقيله، وقيل: اسم قرية بالشام. وقال أبو شامة: هو موضع بالقرب من القرية التی فيها قبره. وقيل: بقرب حلب. وجزم غير واحد أن الألة بالتخفيف. وصرح ابن السكيت بأنه لا يشدّد. وأثبت بعضهم الوجهين فی كل منهما، اه". فتح الباری: ۱۰/۲۸۸(۳)۔

"وفی الوشاح لابن دريد: قال ابن الكلبی: بلغناعن كعب الأحبار رضی الله تعالىٰ عنه أنه قال: نجد فی بعض كتبنا أن آدم عليه السلام خُلق واثنا عشر نبياً من بعدهٗ من وُلده خلقوا مختتنين آخرُهم محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وشيث، وإدريس، ونوح، وسام، ولوط، ويوسف، وموسى، وسليمان، وشعيب، ويحيىٰ، وهود، وصالح صلى الله تعالىٰ عليهم أجمعين، اه". خصائص كبریٰ: ۱/۵۳(٤)۔

---

(۱) (فتح الباری: ۱۱/۱۰۴. كتاب الاستيذان، باب الختان بعد الكبر، قديمی)

(۲) (فتح الباری، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾: ۶/۴۷۱، دارالسلام)

(۳) (فتح الباری: ۱۰/۴۲۰، كتاب اللباس باب قص الشارب، قديمی)

(۴) (الخصائص الكبری: ۱/۱۳۳، باب الآية فی ولادته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مختوناً مقطوع السرة، دار الكتب الحديثة)

Maktaba Tul Ishaat.com

"عن أنس بن مالك رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه، عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "إنی وُلدت مختوناً ولم یر أحد سوأتی، اھ". دلائل النبوة لأبی نعیم: ۱/۴۶(۱)۔

"للعلماء أقوال فی ختانه صلی اللّٰہ علیه وسلم: أحدها: أنه ولد مختوناً مسروراً. الثانی: أن الملائکة ختنوه، فنقل أبو نعیم الأصبهانی بسنده عن أبی بکرة أن جبرئیل ختن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم حین طهر قلبه". دلائل النبوة: ۱/۴۶(۲)۔

"ختنه فی الیوم الذی شق فیه صدره المبارك، وملئ علماً وحکمةً، وذلك خلف خیمة حلیمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها، وکان ختانه فی الیوم الثالث أن جده عبدالمطلب ختنه فی الیوم السابع، وسماه وأضاف، اھ". سفر السعادة، ص: ۱۱۰(۳)۔

"عن جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ختن حسناً وحسیناً لسبعة أیام. قال الولید: فسألت مالکاً عنه، فقال: لا أدری ولکن الختان طهرة، فکلما قدمها کان أحب إلیّ. وأخرج البیهقی حدیث جابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه، وأخرج أیضاً من طریق موسی بن علی عن أبیه أن إبراهیم علیه السلام ختن إسحٰق وهو ابن سبعة أیام، اھ". فتح الباری: ۱۰/ ۲۸۹(۴)۔

عبارتِ بالا سے امورِ ذیل ثابت ہوئے: ختنہ سنتِ ابراہیمی ہے، سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہم

---

(۱) (دلائل النبوة لأبی نعیم ۱/۱۹۲، ۱۹۳ المکتبة العربیة حلب)

(۲) (دلائل النبوة لأبی نعیم، المصدر السابق)

"قال الحاکم: تواترت الأحادیث أنه علیه السلام ولد مختوناً". (هامش دلائل النبوة، المصدر السابق)

(وکذا فی الخصائص الکبری: ۱/۱۳۲، دارالکتب الحدیثة)

(۳) (سفر السعادة لمجد الدین الفیروز آبادی علی هامش کشف الغمة عن جمیع الأمة، باب فی عموم أحواله صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ومعاشه، فصل فی الفطرة وتوابعها: ۲/۲۳۶، المطبعة المنیریة بالأزهر)

(۴) (فتح الباری: ۱۰/۴۲۰، ۴۲۱، کتاب اللباس باب قص الشارب، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

السلام نے اس کو کیا اور خود اپنے ہاتھ سے کیا، کسی خاص قوم کا پیشہ نہیں تھا۔ حضرت آدم علیہم السلام مختون پیدا ہوئے اور بارہ انبیاء علیہم السلام مختون پیدا ہوئے (۱)۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تین قول ہیں، صحیح یہ ہے کہ آپ بھی مختون پیدا ہوئے (۲)۔

غسلِ جنابت کا حکم اس امت کے لئے تو ﴿وإن كنتم جنباً فاطهروا﴾ الآية سے ثابت ہے، اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی، اس کا ذکر کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/۳/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۴/ ربیع الثانی/ ۵۹ھ۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے؟

سوال[۹۴۵۵]: انبیاء میں سے چند پیغمبروں کا مولود مختون ہونا شامی کے پانچویں جز میں صفحہ نمبر: ۴۶۷ پر ہے (۳)، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختون مولود ہوئے یا نہیں؟

---

(۱) قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "وذكر زين العرب أن أربعة عشر نبياً وُلدوا مختونين: آدم، وشيث، ونوح، وصالح، وشعيب، ويوسف، وموسى، وزكريا، وسليمان، وعيسى، وحنظلة بن صفوان وهو نبي أصحاب الرس، ونبينا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وعلى سائر الأنبياء والمرسلين. وذكر صاحب الشرعة: أنه قد ولد الأنبياء كلهم مختونين مسرورين: أي مقطوعي السرة كرامةً لهم، لئلا ينظر أحد إلى عوراتهم، إلا إبراهيم عليه الصلاة والسلام، فإنه قد ختن نفسه ليستن بسننه بعدها". (مرقاة المفاتيح: ۲۰۸/۸، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، رشيديه)

(وكذا في الدر المختار: ۶۵۲/۶، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتى، سعيد)

(۲) "وقد اختلف في ختانه صلى الله عليه وسلم على ثلثة أقوال: أحدها: أنه وُلد مختوناً مسروراً، وزُوي في ذلك حديث لايصح، ذكره أبو الفرج ابن الجوزي في الموضوعات، وليس فيه حديث ثابت، وليس هذا من خواصه فإن كثيراً من الناس يولد مختوناً، والناس يقولون لمن ولد كذلك: ختنه القمر، وهذا من خرافاتهم، القول الثاني: أنه ختن صلى الله عليه وسلم يوم شق قلبه الملائكة عند ظئره حليمة، (لكن قال الذهبي: إن هذا منكر، كذا في شرح الإحياء) والقول الثالث: أن جدّه عبدالمطلب ختنه يوم سابعه، وصنع له مأدبة وسمّاه محمداً، قال أبوعمر بن عبدالبر في هذا الباب حديث مسند غريب". (فتح الملهم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۴۱۸/۱، شركت علميه)

(۳) (الدر المختار: ۷۵۲/۶، كتاب الخنثى، مسائل شتى، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

"قد اختلف الرواة والحفاظ فی ولادة نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم مختوناً ولم یصح فیه شیئ. وأطال الذهبی فی رد قول الحاکم أنه تواترت به الروایة، وقد ثبت عندهم ضعف الحدیث. وقال بعض المحققین من الحفاظ: الأشبه بالصواب أنه لم یولد مختوناً". ردالمحتار، جلد خامس، مسائل شتی(۱)۔

خصائص کبریٰ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا ختنہ کیا تھا(۲)۔

فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

ختنہ کا وقت اور حکم

سوال[۹۴۵۶]: قرآن مجید میں کس جگہ لکھا ہے کہ مسلمان ختنہ کرادیں، ختنہ کرانے کے متعلق کونسی حدیث ہے؟ کیا ختنہ کرانا سنت ہے یا فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ یا مستحب؟ لڑکے کی ختنہ کتنی عمر تک کرانا چاہئے، اگر دس سال تک ختنہ نہ ہو اس کی نماز درست ہے یا نہیں، جس شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو کیا وہ مسلمان نہیں؟ جس بالغ شخص کا ختنہ نہ ہوا، ہو اس کے ہاتھ کا کھانا، پانی مکروہ ہے یا حرام ہے، اور کیا وہ امامت نہیں کرا سکتا؟

---

(۱) (ردالمحتار: ۶/۷۵۲، کتاب الخنثی، مسائل شتی، سعید)

(۲) تلاش کرنے سے یہ حوالہ الخصائص الکبریٰ میں نہیں ملا، البتہ عبارت ذیل موجود ہے:

"وأخرج الطبرانی فی (الأوسط) ..... أن جبرئیل علیه السلام ختن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم حین طهر قلبه". (الخصائص الکبریٰ: ۱/۹۱، باب الآیة فی ولادته صلی اللّٰہ علیه وسلم مختونا مقطوع السرة، رشیدیه)

"والقول الثالث: ان جدّه عبدالمطلب ختنه یوم سابعه، وصنع له مأدبة وسمّاه محمداً، قال أبو عمر بن عبدالبر: في هذا الباب حدیث مسند غریب". (فتح الملهم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۱/۴۱۸، شرکت علمیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ختنہ سنت ہے اور شعائر میں سے ہے(۱)۔ بلوغ سے پہلے پہلے جب بچہ میں تحمل کی طاقت ہو ختنہ کرادیا جائے، حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس کے وقت کے متعلق کوئی روایت منقول نہیں، بعض فقہاء نے سات سال بعض نے نو سال کا وقت تجویز کیا ہے، کذا فی مجمع الأنهر وطحطاوی(۲)۔ بغیر ختنہ کے

---

(۱) "عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "الفطرة خمس، الختان والاستحداد ..... اهـ". (مشكوة المصابيح: ۳۸۰/۲، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، قديمی)

"من السنة الختان، وبه قال أبو حنيفة رحمه الله تعالیٰ". (مرقاة المفاتيح: ۲۰۸/۸، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۲۰)، رشيديه)

قال الحصكفی رحمه الله تعالیٰ: "والأصل أن الختان سنة كما جاء فی الخبر، وهو من شعائر الإسلام". (الدرالمختار: ۷۵۱/۶، كتاب الخنثی، مسائل شتی، سعيد)

(وكذا فی مجمع الأنهر: ۷۴۴/۲، كتاب الخنثی، مسائل شتی، دارإحياء التراث العربی بيروت)

"الختان قيل: إنه سنة، وهو الصحيح، كذا فی الغرائب". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۷/۵، كتاب الكراهية، الباب التاسع فی الختان .....اهـ، رشيديه)

(۲) "ووقت الختان غير معلوم عند الإمام، فإنه قال: لا علم لی بوقته. ولم يرو عنهما فيه شیء، وقيل: سبع سنين، وقيل: لا تختن حتی يبلغ، وقيل: أقصاه اثنی عشرة سنةً، وقيل: تسع سنين، وقيل: وقته عشر سنين؛ لأنه يؤمر بالصلوة إذا بلغ عشراً اعتباراً وتخلقاً، فيحتاج إلی الختان؛ لأنه شرع للطهارة. وقيل: إن كان قوياً يطيق ألَمَ الختان، خُتن، وإلا فلا، وهو أشبه بالفقه". (مجمع الأنهر، كتاب الخنثی، مسائل شتی: ۷۴۴/۲، دارإحياء التراث العربی بيروت)

"(قوله: سبع سنين)؛ لأنه يؤمر بالصلوة إذا بلغها، فيؤمر بالختان حتی يكون أبلغ فی التنظيف، قاله فی الكافی. زاد فی خزانة الأكمل: وإن كان أصغر منه فحسن، وإن كان فوق ذلك قليلاً، فلا بأس به. وقيل: لا يختن حتی بلغ؛ لأنه للطهارة، ولاتجب عليه قبله. (قوله: وقيل: عشر)؛ لزيادة أمره بالصلوة إذا بلغها". (حاشية الطحطاوی علی الدرالمختار، كتاب الخنثی، مسائل شتی: ۳۶۱/۴، دارالمعرفة بيروت) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

اکثر طہارت ناقص رہتی ہے، اس لئے ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہئے، اس کے ہاتھ کا کھانا، پانی حرام نہیں، البتہ وہ ترکِ ختنہ کی وجہ سے گنہ گار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۹/ رمضان/ ۶۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/ رمضان/ ۶۷ھ۔

ختنہ کے وقت لوگوں کو جمع کرنا اور دعوت کرنا

سوال[۹۴۵۷]: کیا ختنہ میں لوگوں کو شریک کرنا اور دعوت کرنا درست ہے، اگر ختنہ اور عقیقہ ایک ساتھ کرے اور دعوت دے کر گوشت کھلائے تو کوئی حرج تو نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ختنہ کے وقت لوگوں کو جمع کرنا تو غلط ہے(۱)، لیکن ختنہ سے فراغت کے بعد اگر بطورِ شکریہ ادائے سنتِ دعوت کردے، خواہ عقیقہ کے ساتھ یا بغیر عقیقہ کے درست ہے(۲)، ضروری تصور کرنا غلط ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

= (وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: ۶/ ۷۵۱، كتاب الخنثىٰ، مسائل شتى، سعيد)

(وكذا في خلاصة الفتاوىٰ: ۴/ ۳۴۱، كتاب الكراهية، نوع في السلام، امجد اكيڈمى، لاهور)

(۱) "حدثنا عبد الله، حدثني أبي، حدثنا محمد بن سلمة الحراني عن ابن إسحاق -يعني محمداً- عن عبيد الله أو عبد الله بن طلحة بن كريز عن الحسن قال: دعي عثمان ابن أبي العاص رضي الله تعالىٰ عنه إلى ختان، فأبى أن يجيب، فقيل له، فقال: إنا كنا لا نأتي الختان على عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولا ندعى له". (مسند الإمام أحمد، (رقم الحديث: ۱۷۴۵): ۵/ ۲۵۲، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

(۲) "فأما الدعوة في حق فاعلها، فليست لها فضيلةٌ تختص بها، لعدم وُرود الشرع بها، ولكن هي بمنزلة الدعوة لغير سبب حادث، فإذا قصد فاعلها شكر نعمة الله عليه وإطعام إخوانه وبذل طعامه، فله أجر ذلك إنشاء الله تعالى". (المغني لابن قدامة، كتاب الوليمة، حكم الدعوة إلى الختان والإجابة إليها: ۸/ ۱۱۸، دار الفكر بيروت)

(۳) غیر ثابت کام، یا ثابت مستحب پر اصرار اور التزام کرنا اور اس کو واجب یا سنت کا درجہ دینا مذموم ہے: =

Maktaba Tul Ishaat.com

ختنہ کے موقع پر اناج لوٹا بھر کر دیا جائے وہ کس کا حق ہے؟

سوال[۹۴۵۸]: ختنہ کے وقت کچھ اناج لوٹے میں بھر کر مسجد میں لاتے ہیں، وہ کس کا حق ہے؟ اور بھی اس قسم کی چیزیں آتی ہیں ان کو کیا کرنا چاہئے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ختنہ وغیرہ کے وقت اگر رسم کے طور پر لازم سمجھ کر مسجد میں کچھ دیا جائے تو نہ لیا جائے، اگر خوشی کے طور پر امام یا مؤذن کو کچھ دیا جائے تو مضائقہ نہیں (۱)، جس کو دیا جائے اسی کا حق ہے۔ اگر مسجد کے لئے کوئی چیز دی جائے تو وہ مسجد کا ہی حق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۵/۹۰ھ۔

بالغ کا ختنہ

سوال[۹۴۵۹]: زید نابالغ ہی تھا کہ اس کا باپ مرگیا، بوجہ سرپرست نہ ہونے کے ختنہ نہ ہوسکا، اب زید کی عمر ۲۵/ سال کی ہے، چمڑا سخت ہوگیا ہے، مگر زید کہتا ہے کہ اب میں مثل مختون کے ہوں۔ ایسی صورت میں ختنہ کرانا ضروری ہے یا نہیں؟

= "أن الإصرار على مندوب يبلغه إلى حد الكراهة، فكيف إصرار البدعة التي لا أصل لها في الشرع، وعلى هذا فلا شك في الكراهة، وهذا هو غرض من أفتى بالكراهة". (السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۲/۲۶۵، سهيل اكيڈمی لاهور)

"(قوله: وتركها أولى) لأنه إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، كان ترك السنة راجحاً على فعل البدعة مع أنه كان يمكنه التسوية قبل الشروع في الصلوة، بحر". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، كان ترك السنة أولىٰ: ۱/۶۴۲، سعيد)

(۱) خوشی کے موقع پر ھدیہ وتحفہ دینا محبت ومودت کا ایک بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے، مگر آج کل خوشی کے مواقع پر اس طرح کے ہدایا وغیرہ رسماً اور جبراً دیئے جاتے ہیں، کیونکہ ایسے مواقع پر ھدیہ وغیرہ نہ دینے والے کو ملامت کی جاتی ہے، اس لئے فی زمانہ ایسے مواقع پر ھدیہ وغیرہ نہ دینا احوط ہے۔ ہاں! جہاں کہیں یہ صورتیں نہ ہوں وہاں درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ختنہ سنتِ مؤکدہ ہے اور شعائرِ اسلام میں سے ہے(۱)، بلا عذرِ شدید بالغ سے بھی ساقط نہیں ہوتا، البتہ چونکہ زید مثلِ مختون کے ہے، نیز چمڑا سخت ہوگیا ہے، اس لئے بضرورت ساقط ہوسکتا ہے:

"والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر، وهو من شعائر الإسلام". الدرالمختار على هامش رد المحتار: ۲۵۶/۵۔ "صبي حشفته ظاهرة بحيث لو راه إنسان ظنّه مختوناً، ولا تقطع جلدة ذكره إلا بتشديد آلمه، ترك على حاله كشيخ أسلم. وقال أهل النظر: لا يطيق الختان، ترك أيضاً". الدرالمختار على هامش رد المحتار(۲)۔

اس سے امامت میں کوئی فرق نہیں آئے گا، فقہاء نے اس کو بابِ کراہتِ امامت میں شمار نہیں کیا ہے، فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۸/۲/۱۷ھ۔

---

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الفطرة خمس، الختان والاستحداد". الحديث. (مشكوة المصابيح: ۳۸۰/۲، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، قديمي)

"من السنة الختان، وبه قال أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ". (مرقاة المفاتيح: ۲۰۸/۸، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۴۴۲۰)، رشيديه)

قال الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر، وهو من شعائر الإسلام". (الدرالمختار: ۷۵۱/۶، كتاب الخنثى، مسائل شتى، سعيد)

(وكذا في مجمع الأنهر: ۷۴۴/۲، كتاب الخنثى، مسائل شتى، دارإحياء التراث العربي بيروت)

"الختان قيل: إنه سنة، وهو الصحيح، كذا في الغرائب". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۷/۵، كتاب الكراهية، الباب التاسع في الختان ..... اهـ، رشيديه)

(۲) (الدرالمختار على ردالمحتار: ۷۵۱/۶، مسائل شتى، سعيد)

"وفي صلاة النوازل: الصبي إذا لم يختن ولا يمكن أن يمدّ جلدته لتقطع إلا بتشديد، وحشفته ظاهرة، فإذا رآه إنسان يراه كأنه ختن، ينظر إليه الثقات وأهل البصر من الحجامين، فإن قالوا: هو على =

Maktaba Tul Ishaat.com

ختنہ کی کھال کا استعمال وفروخت

سوال[۹۴۶۰]: ایک عجیب وغریب بینک قائم کرنے کی تجویز کی گئی ہے جس کو ''ختنہ بینک'' کہا جائے گا۔ دنیا بھر میں روزانہ لاکھوں بچے کے ختنے کاٹے جاتے ہیں، اور اعلیٰ قسم کی کھال کاٹ کر ضائع کردی جاتی ہے، آئندہ اس نفیس کھال کو بھی بینک میں جمع کر کے پلاسٹک سرجری یا کھال پیوند لگانے کے کام میں لگایا جائے گا۔ اب علمائے کرام کو ایک نیا فتویٰ دینا ہوگا کہ ختنے کی کھال کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ پھر یہ کہ مسلمان بچہ کی ختنہ کی کھال کافر کے جسم پر اور کافر بچہ کی ختنہ کی کھال مسلمان کے جسم پر لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

کافی عرصہ ہوا پاکستان میں ایک سرجن نے ایک بچہ کا ختنہ کر کے اس کھال کا پیوند اس کے چہرے پر لگادیا تھا، ڈاکٹر کی اس حرکت پر یا جرأت پر اس وقت وہاں کے علمائے کرام نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

انسان اشرف المخلوقات ہے اور بجمیعِ اجزاء قابلِ احترام ہے، ختنہ کی کھال بھی اس کا جز ہے، اس کی خرید وفروخت جائز نہیں:

"والادمی مکرم شرعاً وإن کان کافراً، فإیراد العقد علیه وابتذاله به وإلحاقة بالجمادات إذلالٌ له: أی وهو غیر جائز، وبعضه فی حکمه. وصرح فی فتح القدیر

= خلاف ما یمکن الاختتان، فإنه لا یشدد علیه ویترک، کذا فی الذخیرة. الشیخ الضعیف إذا أسلم ولا یطیق الختان إن قال أهل البصر: لا یطیق، یترک؛ لأن ترک الواجب بالعذر جائز فترک السنة أولیٰ، کذا فی الخلاصة". (الفتاویٰ العالمکیریة: ۳۵۷/۵، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان،رشیدیه)

(وکذا فی مجمع الأنهر: ۷۴۴/۲، کتاب الخنثیٰ، مسائل شتی، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(وکذا فی فتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة: ۴۰۹/۳، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی الختان، رشیدیه)

(وکذا فی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة: ۳۷۳/۶، التاسع فی المتفرقات، کتاب الکراهیة،رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ببطلانه، اهـ". ردالمحتار(۱)۔

"كل إهاب دبغ ..... فلا ..... آدمی فلا يدبغ لكرامته، ولو دبغ طهر وإن حرم استعماله: أی استعمال جلده". درمختار وشامی مختصراً(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۵/۱۴۰۱ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) (ردالمحتار: ۵۸/۵، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمی مكرم شرعاً ولو كافراً، سعيد)

(۲) (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۲۰۴/۱، كتاب الطهارة، مطلب فی أحكام الدباغة، سعيد)

"ولا يجوز بيع شعر الآدمی، ولا الانتفاع به ولا بشئ من أجزائه؛ لأن الآدمی مكرم غير مبتذل، فلا يجوز أن يكون شيء من أجزائه مهاناً مبتذلاً". (مجمع الأنهر ۵۹/۲، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، دارإحياء التراث العربی بيروت)

(وكذا فی سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر: ۵۹/۲، دارإحياء التراث العربی بيروت)

(وكذا فی تبيين الحقائق: ۳۷۷/۴، باب البيع الفاسد، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا فی النهر الفائق: ۴۲۸/۳، باب البيع الفاسد، إمداديه ملتان)

قال المحافظ ابن الهمام رحمه الله تعالیٰ: "والآدمی مكرم شرعاً وإن كان كافراً، فإيراد العقد عليه وإبذال به وإلحاقه بالجمادات إذلال له.....اهـ". (فتح القدير: ۴۲۵/۲، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب الصورة والملاهی

الفصل الأول فی الصورة

(تصویر کا بیان)

فوٹو کھچوانا

سوال[۹۴۶۱]: فوٹو کھنچوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فوٹو کھنچوانا منع ہے، اگر کوئی دینی ضرورت اس پر موقوف ہو، یا ایسی دنیوی ضرورت ہو کہ آدمی مجبور ہو جائے تو معذوری ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱/۸۹ھ۔

فوٹو رکھنا

سوال[۹۴۶۲]: فوٹو یا تصویر کو آرائش کے لئے رکھا جائے، مناسب ہے یا نہیں، یا صرف یادگار کے لئے رکھا جائے؟ نصف یا تمام فوٹو رکھنا بھی تحریر کریں۔ بہت سی کتابوں میں بھی تصاویر وغیرہ ہوتی ہیں۔ کیا ان کا

---

(۱) "وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذى فيه تمثال، فلاباس باستعماله؛ لأن المواضع للضرورة مستثناة عن الحرمة، كما فى تناول الميتة". (شرح كتاب السير الكبير، باب مايكره فى دارالحرب ومالايكره: ۲۱۸/۳، مكتبه عباس أحمد الباز مكة مكرمة)

"الضرورات تبيح المحظوورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر، والتلفظ بكلمة الكفر للإكراه". (الأشباه والنظائر، الفن الأول فى القواعد الكلية، القاعدة الخامسة، (رقم القاعدة: ۵۶۸): ۲۵۱/۱، إدارة القرآن كراچى)

Maktaba Tul Ishaat.com

رکھنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جاندار کا فوٹو پورا ہو یا نصف، یادگار کے لئے، آرائش کے لئے بہرصورت ناجائز ہے(۱)۔ اگر کتابوں میں تصاویر ہوں جیسے لغت کی کتابوں: المنجد میں ہے اور وہ کتابیں بند ہیں تو گنجائش ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۲/۵/۸۹ھ۔

تصویر اور کتے کا حکم

سوال[۹۴۶۳]: ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ ''جس گھر میں کتا یا تصویریں ہوتی ہیں، اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ تو یہ چیزیں کیسی ہیں؟ اور کتا نہلانے کے بعد ناپاک کیوں ہوجاتا ہے جب کہ پانی کا کام پاک کرنا ہے؟

ممتاز الاسلام، محلہ پیرزادگان ہانسی، ضلع حصار۔

---

(۱) "أو مقطوعة الرأس أو الوجه أو ممحوة عضو لا تعيش بدونه". (الدرالمختار). وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله: "(قوله: أو مقطوعة الرأس): أى سواء كان من الأصل أو كان لها رأس و محى، وسواء كان القطع بخيط خيط على جميع الرأس حتى لم يبق له أثر، أو بطليه بمغرة أو بنحته أو بغسله؛ لأنها لاتعبد بدون الرأس عادةً". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۶۴۸، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومالايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، سعيد)

(وكذا فى النهر الفائق: ۱/۲۸۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، قديمى)

(وكذا فى تبيين الحقائق: ۱/۴۱۵، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) نیز ایسی کتابوں میں ضرورت بھی ہے، لہذا بقدرِ ضرورت اس کی اجازت دی جائے گی، ''لأن الضرورات تبيح المحظورات". (الأشباه والنظائر: ۱/۲۵۱، القاعدة الخامسة، رقم القاعدة: ۵۶۸، إدارة القرآن كراچى)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

"عن طلحة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب و لا تصاوير". متفق عليه". مشكوة شريف، ص: ۳۸۵(۱)۔

کتا پالنا جائز نہیں، مگر مکان، کھیتی، جانوروں کی حفاظت اور شکار کے لئے جائز ہے:

"و فی الأجناس: لاينبغی أن يتخذ كلباً إلا أن يخاف من اللصوص أو غيرهم ..... ويجب أن يعلم بأن اقتناء الكلب لأجل الحرس جائز شرعاً، وكذلك اقتناؤه للاصطياد مباح، وكذلك اقتنائه لحفظ الزروع والماشية جائز، كذا فی الذخيرة". عالمگيری: ٤/٢٤٦(٢)۔

ذی روح کی تصویر بنانے اور رکھنا دونوں ناجائز ہیں، البتہ غیر ذی روح کی تصویر بنانے اور رکھنے میں گناہ نہیں:

"سعيد ابن أبی الحسن –فی حديث طويل– فقال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما: ويحك إن أبيت أن لاتصنع، فعليك بهذا الشجر وكل شیء ليس فيه روح". رواه البخاری". مشكوة، ص:۳۸٦(۳)۔

جس شی میں پاک ہونے کی صلاحیت نہ ہو، پانی اس کو پاک نہیں کرسکتا، زندہ کتے کی کھال اگر اس کے اوپر کوئی ناپاکی نہ ہو پاک ہے، البتہ لعاب نجس العین ہے(۴)، اس میں پاک ہونے کی صلاحیت نہیں۔ فقط۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، ۲۴/۴/۵۳ھ۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۵، كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، قديمی)

(۲) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الحادی والعشرون فيما يسع من جراحات بنی آدم والحيوانات وقتل الحيوانات ومالايسع عن ذلک: ۵/ ۳٦۱، رشيديه)

(وكذا فی بذل المجهود: ۵/٦۸، كتاب اللباس، باب فی الصور، معهد الخليل كراچی)

(۳) (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸٦، كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الثالث، قديمی)

(والصحيح لمسلم: ۲/ ۲۰۲، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، قديمی)

(۴) "وسؤر الخنزير وكلب وسباع بهائم ..... نجس مغلظ". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل فی البئر: ۱/ ۲۲۲، ۲۲۳، سعيد) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

کپڑے پر جاندار کی تصویر

سوال[۹۴۶۴]: سوتی کپڑے کے کناروں پر مور وغیرہ کی تصاویر بنانا کیسا ہے؟ ایک شخص اپنی مرضی سے نہیں بنانا چاہتا، مگر اس سے فرمائش کی جاتی ہے، اس پر وہ اعتراض بھی کرتا ہے کہ ایسی شکل دار چیز بنانے سے مجھے سخت اعتراض ہے۔ ایسی صورت میں بنانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جاندار کی تصویر خواہ دیوار پر بنائی جائے، خواہ کاغذ پر خواہ کپڑے پر چاہے، قلم سے بنائی جائے یا مشین سے یا کسی اَور آلہ سے، یک دم بنالیا جائے یا ایک ایک عضو الگ الگ بنایا جائے، کپڑے کی بناوٹ میں ہو یا کسی اَور چیز کی بناوٹ میں، بہر صورت ناجائز اور گناہ ہے۔ اپنی مرضی سے ہو یا کسی کی فرمائش سے روپیہ کے لالچ میں ہو، یا ویسے ہی نفس کی خواہش سے ہو، کسی طرح اجازت نہیں ہے(۱)۔

جو کام ناجائز ہو وہ کسی دوسرے کی خواہش یا فرمائش یا اس کی ناخوشی کے ڈر سے جائز نہیں ہوگا۔ سچے مسلمان کی آزمائش کا موقع یہی ہوتا ہے کہ ایک ناجائز کام کو دوسرے لوگ کرتے اور نفع کماتے ہیں اور یہ نفع کی پرواہ نہیں کرتا، بلکہ نقصان اٹھاتا ہے اور دوسروں کی ناگواری کو برداشت کرتا ہے، مگر خدائے پاک کی نافرمانی نہیں کرتا(۲)۔ اگر مور کا سر نہ بنایا جائے تو اس کی شرعاً اجازت ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفاء اللہ عنہ۔

= (وكذا في الحلبي الكبير، ص: ۱۹۳، كتاب الطهارة، فصل في الآبار، سهيل اكيڈمي لاهور)

(۱) "فظاهر كلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرامٌ بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها، اهـ". (ردالمحتار: ۱/۶۴۷، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة..... اهـ، سعيد)

(۲) "عن النّوّاس بن سمعان رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق". رواه في شرح السنة". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۲۱، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، قديمي)

"وعن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم .....=

Maktaba Tul Ishaat.com

جاندار کی تصویر بے جان کے ضمن میں

سوال[۹۴۶۵]: میں جدہ کی جامعہ میں غوطہ کا کام کرتا ہوں مجھے سمندر میں غوطہ لگا کر سیپ حاصل کرنا پڑتا ہے، آج کل مجھے سمندر میں پانی کے اندر کی مخلوقات جیسے: مچھلی، جھاڑ اور پتھر کی تصویر کھینچنے کے لئے کہا گیا۔ لہٰذا برائے مہربانی یہ بتایئے کہ کیا یہ کام جائز ہے؟

الـ واب حامداً ومصلیاً:

آپ پانی کے اندر کی مخلوق: جھاڑ، پتھر وغیرہ کی تصویر کھینچ لیا کریں، اس میں کسی جاندار کی تصویر بھی آجائے تو حرج نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۴/۱۴۰۱ھ۔

تہوار کے موقع پر جاندار کی تصویریں بنانا

سوال[۹۴۶۶]: مسلمان حلوائی ہندوؤں کے تہواروں کے موقع پر مٹھائی کے کھلونے بناتے ہیں، جس میں گائے بھینس انسان بندر وغیرہ کی شکل کے ہوتے ہیں، پھر ان کو فروخت کرتے ہیں تو مسلمان حلوائی کے

= "فإذا أمر بمعصية، فلا سمع ولاطاعة". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۱۹، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الاول، قديمى)

(۳) "(أو مقطوعة الرأس): أى سواء كان من الأصل، أو كان لها رأس و محى". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۶۴۸، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، سعيد)

(وكذا فى إمداد الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة: ۴/۱۵۴، مكتبه دارالعلوم كراچى)

(۱) "الأمور بمقاصدها، يعنى أن الحكم الذى يترتب على أمرٍ يكون على مقتضى ماهو المقصود من ذلك الأمر ..... ثم اعلم أن الكلام هنا على حذف المضاف، والتقدير: حكم الأمور بمقاصد فاعلها: أى أن الأحكام الشرعية التى تترتب على أفعال المكلفين منوطة بمقاصدهم مّن تلك الأفعال، فلوأن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذى فعله أمراً مباحاً كان فعله مباحاً، وإن قصد أمراً محرماً كان فعله محرماً". (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۱/۱۷، ۱۸، المقالة الثانية، (رقم المادة: ۲)، مكتبه حنفيه كوئٹه)

Maktaba Tul Ishaat.com

لئے مٹھائی سے جاندار کی تصویر بنانا اوران کا فروخت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جاندار تصویروں کا پتھر، مٹی، مٹھائی، کھلونے سب منع ہیں، مسلمانوں کا اس سے بچنا لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۶/۹۰ھ۔

صدر کے مرنے پر اس کی تصویر ہال میں لگانا

سوال[۹۴۶۷]: یہاں پر ایک قومی ادارہ بنام انجمن اسلامیہ چل رہا ہے، اس کے نائب صدر کا انتقال ہوگیا ہے، اب ممبران اس کا بہت بڑا فوٹو انجمن کے ہال میں لگانا چاہتے ہیں (بطور یادگار)۔ کیا یہ جائز ہے؟ اور بطورِ رسم فوٹو کی رسم بھی ادا کرنا چاہتے ہیں۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

ہرگز ہرگز اجازت نہیں، بت پرستوں نے ابتداءً اپنے بڑوں کے نام بطور یادگار بت بنائے تھے، پھر ان کی پرستش کرنے لگے(۲)، فوٹو بھی تصویر ہے(۳)۔ جس مکان میں تصویر ہو وہاں ملائکہ نہیں آتے، مصورین

---

(۱) "عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: "أشد الناس عذاباً عند الله المصورون". (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، باب التصاویر: ۳۸۵/۲، قدیمی)

(۲) قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالیٰ تحت قوله تعالیٰ: ﴿ولا تذرنّ ودًّا ولا سواعاً ولا یغوث ویعوق ونسراً﴾ وأخرج أبو الشیخ فی العظمة عن محمد بن کعب القرضی أنه قال: کان لآدم علیه السلام خمسة بنین: ود، وسواع، فکانوا عباداً، فمات رجل منهم، فحزنوا علیه حزناً شدیداً، فجاء هم الشیطان، فقال: حزنتم علی صاحبکم هذا؟ قالوا: نعم، قال: هل لکم أن أصور لکم مثله فی قبلتکم إذا نظرتم إلیه ذکرتموه، قالوا: نکره أن تجعل لنا فی قلبتنا شیئاً نصلی علیه، قال: فأجعله فی مؤخر المسجد، قالوا: نعم. فصوره لهم حتی مات خمستهم، فصور صورهم فی مؤخر المسجد، فنقضت الأشیاء حتی ترکوا=

Maktaba Tul Ishaat.com

کو بہت شدید عذاب ہوگا:

"عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها أنها اشترت نمرقةً فیها تصاویر، فلما راٰها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم، قام علی الباب فلم یدخل، فعرفت فی وجهه الکراهیة، قالت: فقلت: یا رسول اللّٰہ! أتوب إلی اللّٰہ وإلی رسوله ماذا أذنبت، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "ما بال هذه النمرقة"؟ قلت: اشتریتها لتقعد علیها و توسدها. فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "إن أصحاب هذه الصور یعذّبون یوم القیامة، یقال لهم: أحیوا ما خلقتم". وقال: "إن البیت الذی فیه الصورة لا تدخله الملائکة". متفق علیه". مشکوة شریف(۱)۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

عید کارڈ، کرسمس کارڈ، دیوالی کارڈ بغیر جاندار کی تصویر کے چھاپنا

سوال[۹۴۶۸]: عید کارڈ عید کارڈ، کرسمس کارڈ، دیوالی کارڈ بغیر جاندار تصویر والوں کی طباعت جائز ہے یا نہیں؟

= عبادة اللّٰہ وعبدوا هؤلاء". (روح المعانی: ۷۷/۲۹، (سورة النوح: ۲۳) دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

(وکذا فی تفسیر ابن کثیر: ۵۴۹/۴، دار الفیحاء دمشق)

(وکذا فی معارف القرآن: ۵۶۶/۸، إدارة المعارف کراچی)

(۳) قال الشیخ العلامه محمد تقی العثمانی حفظه اللّٰہ و رعاه: "والواقع أن التفریق بین الصور المرسومة والصور الشمسیة (أی الفوتوغرافیة) لا ینبغی علی أصلٍ قوی. و من المقرر شرعاً أن ما کان حراماً أو غیر مشروع فی أصله، لا یتغیر حکمه بتغیر الآلة ..... فلا فرق بینما کانت الصورة قد اتخذت بریشة المصور أو بالآلات الفوتوغرافیة. واللّٰہ سبحانه تعالیٰ أعلم". (تکملة فتح الملهم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان، حکم الصور الشمسیة: ۱۶۳/۴، مکتبه دار العلوم، کراچی)

(۱) (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، باب التصاویر، الفصل الأول: ۳۸۵، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

مذہبِ باطل اور عقیدۂ باطلہ کی جس چیز سے اشاعت ہوتی ہے، اس کی تجارت ناجائز ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۱/۱۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۸۹/۱/۱۸ھ۔

پیسہ، روپیہ کی تصویر پر ڈائجسٹ کو قیاس کر کے مسجد میں ''ہدیٰ ڈائجسٹ'' کے مطالعہ کا حکم

سوال[۹۴۶۹]: کوئی کتاب جس میں عکسی تصاویر ہوتی ہیں مثلاً: ہدی ڈائجسٹ جو دہلی سے شائع ہوتی ہے، اس قسم کی کتابوں کو مسجد میں بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ پیسہ روپیہ، دیا سلائی پر تصویر ہوتی ہے اور یہ جیب میں رہتی ہے، روپے پیسے مسجد میں بطور چندہ جیب سے نکال کر دیئے جاتے ہیں۔ فوٹو یا تصاویر کسی شخص کے ہوں، مسجد میں بیٹھ کر دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

---

(۱) چونکہ مقصودی چیز اشاعتِ دین ہے، اور جو چیزیں اشاعتِ دین کے خلاف ہوں، اور ان سے باطل کی تائید ہوتی ہو، ان کو ترویج دینا اور ان کی اشاعت کرنا مذموم اور ناجائز ہے، جیسے باطل نظریات پر مبنی کتابوں کا مطالعہ اور باطل نظریات پر مناظرہ ترویجِ باطل کا سبب ہونے کی بنیاد پر فقہاء نے منع فرمایا ہے:

"تعلم الكلام والنظر والمناظرة فيه وراء قدر الحاجة مكروه، وقيل: الجواب في هذه المسئلة أن كثرة المناظرة المبالغة في المجادلة مكروه؛ لأن ذلك يؤدي إلى إشاعة البدع والفتن، وتشويش العقائد، وهذا ممنوع جداً، كذا في جواهر الإخلاطي ..... قال الشيخ الإمام صدر الإسلام أبو اليسر: نظرت في الكتب التي صنفها المتقدمون في علم التوحيد، فوجدت بعضها للفلاسفة مثل إسحق الكندي والاستقراري وأمثالهما، وذلك كله خارج عن الدين المستقيم زائغ عن الطريق القويم، فلا يجوز النظر في تلك الكتب، ولايجوز إمساكها، فإنها مشحونة من الشرك والضلال". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات: ۳۷۷/۵، رشيديه)

(وكذا في نصاب الاحتساب، الباب الثالث والثلاثون في الاحتساب في باب العلم والمعلم، ص: ۱۳۷، دارالعلوم المملكة العربية السعودية)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

پیسہ، روپیہ، دیا سلائی پر جو تصاویر ہوتی ہیں عموماً وہ بہت چھوٹی ہوتی ہے، بعض اوقات یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ جاندار کی تصویر ہے یا کوئی اَور پھول وغیرہ ہے، ایسی چھوٹی تصاویر کی چیز کے حکم میں تخفیف ہے(۱)۔ نیز پیسہ روپیہ ایسی ضرورت کی چیز ہے کہ بغیر اس کے چارۂ کار نہیں، اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کو پاس رکھنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے(۲)۔ نیز اس سے بچنا دشوار ہے، کیونکہ بغیر تصویر پیسہ روپیہ یہاں نایاب ہے(۳)۔

نیز ان تصاویر کو دیکھنے کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، ان میں جاذبیت نہیں، کتابوں کی تصاویر کی یہ شان نہیں پس ان کو پیسہ روپیہ کی تصاویر پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اس لئے ان میں تخفیف کو تلاش نہ کرے۔ مسجد کو ایسی

---

(۱) "(إلا أن تكون صغيرةً)؛ لأن الصغار جداً لا تُعبد، فليس لها حكم الوثن، فلا تكره في البيت ..... والمراد بالصغيرة التي لا تبدو للناظر على بُعدٍ، والكبيرة التي تبدو للناظر على بُعدٍ، كذا في فتح القدير. ونقل في النهاية أنه كان على خاتم أبي موسى ذبابتان، وأنه لما وجد خاتم دانيال عليه السلام في عهد عمر رضي الله تعالىٰ عنه، وجد عليه أسد و لبوة بينهما صبي يلحسانه ..... وفي الخلاصة من كتاب الكراهة: رجل صلى و معه دراهم وفيها تماثيل مَلِك، لابأس به، لصغرها، اهـ". (البحر الرائق: ۲/ ۵۰، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا في تبيين الحقائق: ۱/ ۴۱۴، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دار الكتب العلميه بيروت)

(وكذا في الدرالمختار: ۱/ ۶۴۸، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، سعيد)

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ عليه: "لكن في الخزانة: إن كانت الصلوة مقدار طير، يكره. وإن كانت أصغر فلا، اهـ". (ردالمحتار، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة: ۱/ ۶۴۷، سعيد)

(۲) "الضرورات تبيح المحظورات". (الأشباه والنظائر، القاعدة الخامسة، (رقم القاعدة: ۵۶۸): ۱/ ۲۵۱، إدارة القرآن كراچی))

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿لا يكلف الله نفساً إلا وسعها﴾ (سورة البقرة: ۲۸۶)

Maktaba Tul Ishaat.com

چیزوں سے بچانا چاہیئے (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۹/۱۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۹/۱۶ھ۔

پریس میں خبروں کے ساتھ تصویر چھاپنا

سوال[۹۴۷۰]: ہندوستان میں ہزاروں مسلمان پریسوں میں ملازم ہیں جن کو خبروں کے ساتھ ساتھ تصویریں بھی چھاپنی پڑتی ہیں، اس ملازمت کو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی کمائی کھانا حرام ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جاندار کی تصویر چھاپنا اور شائع کرنا شرعاً جائز نہیں (۲)، اس کی ملازمت بھی ناجائز ہے، کیونکہ ناجائز کام کی ملازمت بھی ناجائز ہوتی ہے (۳)، لیکن اگر پریس مشینوں میں دوسری جائز چیزیں بھی چھاپی جائیں

---

(۱) "لأن المسجد ما بنی إلا لها (أی العبادة) من صلوة أو اعتكاف و ذكر شرعی و تعليم علم أو تعلمه وقراءة القرآن". (غمز عيون البصائر للحموی شرح الأشباه والنظائر: ۶۳/۴، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "وظاهر كلام النووی فی شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: و سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ، و سواء كان فی ثوب أوبساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها، اهـ". (رد المحتار: ۶۴۷/۱، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة، سعيد)

(وكذا فی النهر الفائق: ۲۸۵/۱، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق: ۴۸/۲، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(۳) "لا تصح الإجارة لعسب التيس ..... ولا لأجل المعاصی مثل الغناء و النوح والملاهی". (الدرالمختار). قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ عليه: "وفی الملتقى: امرأة نائحة أو صاحبة طبل أو زمر اكتسبت مالاً، ردّته على أربابه إن علموا، و إلا تتصدق به". (ردالمحتار: ۵۵/۶، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: الاستيجار على المعاصی، سعيد)

"قال: ولا يجوز الاستيجار على الغنا والنوح، وكذا سائر الملاهی؛ لأنه استيجار على المعصية، والمعصية لا تستحق بالعقد". (الهداية: ۳۰۳/۴، باب الإجارة الفاسدة، مكتبه شركة علميه، ملتان) =

Maktaba Tul Ishaat.com

اوراس کے ساتھ تصویریں بھی ہوں اور تصویریں کم ہوں اور جائز چیزیں زائد ہوں تو ایسی تمام آمدنی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا(۱)۔ نیز جو شخص ایسی ملازمت کرے گا، اس کی پوری ملازمت کو بھی ناجائز نہیں قرار دیا جائے گا، اس کی ملازمت خالص جائز ملازمت سے کمتر اور ادنی ہوگی اور خالص ناجائز ملازمت سے غنیمت ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱/۸۸ھ۔

باتصویر اخبار کا حکم

سوال[۹۴۷۱]: وہ اخبار ورسائل جن میں صفحہ کی ایک جانب بہترین مذہبی مضمون ہو اور دوسری جانب کسی ذی روح کی تصویر، ایسی صورت میں اس سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

مولوی ابراہیم جاڑا، افریقہ۔

الجواب حامداً مصلیاً:

تصویر کو روشنائی سے مٹادیا جائے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

= (وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۴۹/۵، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، رشيديه)

(۱) :" أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه، إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس، إلا أن يعلم بأنه حرام. فإن كان الغالب هو الحرام، ينبغي أن لا يقبل الهدية و لا يأكل الطعام، إلا أن يخبر بأنه حلال ..... إذا علم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع، فلا بأس به؛ لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام، فالمعتبر الغالب". (الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۴۲/۵ كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، رشيديه)

(۲) "(ممحوّ الرأس) فسّر به احترازاً من أن تقطع بخيط ونحوه، فإنه لاينفى الكراهة؛ لأن بعض الحيوانات مطوّق، فلا يتحقق قطعه إلا بمحوه، وهو بأن يجعل الخيط على كل رأسه بحيث يخفى، أو يطليه بطلاء يخفيه، أو يغسله و نحو ذلك". (فتح القدير: ۴۱۶/۱، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، فصل، مصطفىٰ البابى الحلبى مصر)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار: ۶۴۸/۱، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة، سعيد)

(وكذا في النهر الفائق: ۲۸۵/۱، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

تصویر دار کاغذ کو جلانا

سوال[۹۴۷۲]: جس کاغذ میں کسی انسان کی تصویر بنی ہو، اس کو جلانا چاہیئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر محض تصویر ہے تو اس کو جلانا درست ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

تصویر کی طباعت اور اس کی آمدنی

سوال[۹۴۷۳]: آج کل بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں کے اندر جاندار کی تصاویر ہوتی ہیں اور یہ پریس میں طبع ہوتی ہیں۔طباعت کے آنے والے کاموں میں دو ثلث حصہ ایسا ہوتا ہے جس پر کسی نہ کسی جاندار کی تصویر ہوتی ہے۔ہر صفحۂ طباعت کا ایک حصہ ایسا ہوتا ہے جس پر تصویر نہیں ہوتی۔اب مسلمان کے لئے ان تصاویر کا طبع کرنا کیا تصویر بنانے اور تصویر کشی کے حکم میں آتا ہے یا نہیں؟ اور اس سے حاصل شدہ آمدنی جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جاندار کی تصویر بنانا ممنوع ہے خواہ ابتداءً جاندر سے بنائی جائے یا تصویر سے نقل کی جائے، قلم سے ہو یا مشین سے، یا کپڑے کی بناوٹ میں ہو، یا پتھر، لکڑی، لوہے وغیرہ پر کسی آلہ سے بنائی جائے(۲)۔اور جب کہ ٹریڈ مارکہ کے طور پر ہو تو وہ مقصود کے درجہ میں ہوگی(۳)، اس لئے اس کو جائز نہیں کہا جائے گا۔اس پر جو

---

(۱) "الكتب التي لاينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسوله ويحرق الباقي". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۲۲، سعيد)

(۲) "وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: سواء صنعه لِمَا يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء أوحائط وغيرها، اهـ. فينبغي أن يكون حراماً لا مكروهاً إن ثبت الإجماع أو قطعية الدليل بتواتره، اهـ". (ردالمحتار، كتاب الصلوة: ۱/۶۴۷، سعيد)

(۳) "الأمور بمقاصدها، يعني أن الحكم الذي يترتب على أمر يكون على مقتضى ماهو المقصود من =

Maktaba Tul Ishaat.com

وعیدیں حدیث پاک میں وارد ہیں وہ بہت سخت ہیں(۱)۔ یہ تو تصویر کی طباعت کے متعلق ہے۔

اس سے حاصل شدہ آمدنی کا حکم یہ ہے کہ اگر تصویر کی اجرت کے مقابلہ میں غیر تصویر کی (یعنی جائز آمدنی) زیادہ ہے تو سب آمدنی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا بلکہ غلبہ کا اعتبار ہوگا(۲)۔ یہ تو کلی اور اصولی جواب ہے۔ خاص طور پر اجارہ فاسدہ کے متعلق فقہاء لکھتے ہیں کہ اجرت پر مِلک متحقق ہوجاتی ہے:

"والأجر يطيب وإن كان السبب حراماً، اهـ". شامي: ۲۸/۵، أول باب الإجارة الفاسدة(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۵/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۵/۸۷ھ۔

= ذلك الأمر ..... ثم اعلم أن الكلام هنا على حذف المضاف، والتقدير: حكم الأمور بمقاصد فاعلها: أي أن الأحكام الشرعية التي تترتب على أفعال المكلفين منوطة بمقاصدهم من تلك الأفعال، فلو أن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذي فعله أمراً مباحاً، كان فعله مباحاً، وإن قصد أمراً محرماً، كان فعله محرماً". (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۱/۱۷، ۱۸، المقالة الثانية، (رقم المادة: ۲) مكتبه حنفيه كوئٹه)

(۱) "عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "أشد الناس عذاباً يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله". متفق عليه".

"وعن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "أشد الناس عذاباً عندالله المصورون". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، باب التصاوير، الفصل الأول، ص: ۳۸۵، قديمي)

(۲) "أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه، إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس، إلا أن يعلم بأنه حرام. فإن كان الغالب هو الحرام، ينبغي أن لايقبل الهدية ولايأكل الطعام، إلا أن يخبره بأنه حلال ورثته أو استقرضته من رجل، كذا في الينا بيع. ولايجوز قبول هدية أمراء الجور؛ لأن الغالب في مالهم الحرمة، إلا إذا علم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع، فلا بأس به؛ لأن أموال الناس لاتخلو عن قليل حرام، فالمعتبر الغالب، وكذا أكل طعامهم، كذا في الاختيار شرح المختار". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الثاني في الهدايا والضيافات: ۳۴۲/۵، رشيديه)

(۳) (ردالمحتار، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۴۵/۶، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

باتصویر رسائل کی خریداری

سوال[۹۴۷۴]: جن رسالوں کے اندر تصویریں ہوں جیسے ڈائجسٹ وغیرہ اور وہ دینی رسائل جن میں تصاویر ہوں، ایسے رسالوں کا خریدنا کیسا ہے؟ جواب مدلل ومفصل بحوالہ عنایت فرمائیں۔فقط والسلام۔

عزیز الدین، مفتاح العلوم، جلال آباد۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جن رسالوں کو ذی روح کی تصویر کی وجہ سے خریدا جاتا ہے ان کا خریدنا جائز نہیں: "لأن الأمور بمقاصدها (۱)۔ اگر مقصود مضامینِ صحیحہ کا پڑھنا ہے تو خریدنا درست ہے، تصاویر تابع ہیں ان کو محو کردیا جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۵/۹۰ھ۔

چڑیا والی گھڑی

سوال [۹۴۷۵]: زید گھڑی کی ایک فیکٹری قائم کرنا چاہتا ہے جس میں آج کل کی نئی نئی ڈیزائن کی گھڑیاں چلتی ہیں، جو گھڑی زید بنوانا چاہتا ہے اس میں پلاسٹک کی چڑیا ہوگی اور فٹنگ اس طرح ہوگی کہ جب گھنٹہ بجتا ہوگا تو اس وقت چڑیا اندر سے باہر آئے گی اور اس کے منہ سے گھنٹے کی آواز نکلے گی اور گھنٹہ بجنے کے بعد خود بخود ایک چھوٹا سا دروازہ کھلے گا اور وہ اندر چلی جائے گی، اور دروازہ بند ہوجائے گا۔تو کیا یہ تصویر والی گھڑی بنانا، یا اس کی فیکٹری قائم کرنا ازروئے شرع جائز ہے؟ آج کل جدید حالات میں اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جاندار کی تصویر بنانا تو بہرحال ناجائز ہے(۲)، یہ حکم تو بنانے کا ہے، لیکن چونکہ مقصود یہ چڑیا نہیں، بلکہ

---

(۱) (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۱/۱۷، (رقم المادة: ۲)، مكتبه حنفيه كوئٹه)

(وكذا في الأشباه والنظائر، الفن الأول في القواعد الكلية، (رقم القاعدة: ۱۴۲): ۱/۹۷، إدارة القرآن، كراچی)

(۲) "وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: و سواء صنعه =

Maktaba Tul Ishaat.com

وقت معلوم کرنا مقصود ہے، اس کے لئے گھڑی کے پرزے ہوں اور مشینیں، سو وہ شرعاً درست ہے، ان کی بیع بھی درست ہے (۱)۔ لیکن جس طرح دروازے پر کپڑے کا پردہ ڈالنا اصل مقصود ہو جو کہ شرعاً جائز ہے مگر اس کپڑے میں تصویر بنی ہوئی ہو، یا اس پر چھپی ہوئی ہو تو اس پردہ کو استعمال کرنا قبیح و مذموم ہے جس سے ناگواری حدیث پاک میں موجود ہے (۲)۔ اسی طرح اس گھڑی کو رکھنا اور استعمال کرنا بھی قبیح اور مذموم ہوگا۔ بنانے والے اور استعمال کرنے والے کا فرق بھی اس سے واضح ہو گیا، استعمال کرنا خواہ اپنے پاس رکھ کر ہو یا فروخت کر کے ہو۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۲/۹۴ھ۔

سوال متعلق استفتاء بالا

(**فـــوٹ**) مستفتی نے جواب سابق نمبر: ۱۹۷ (پرانی ترتیب کے مطابق) کا

= لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، و سواء كان في ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها، اهـ". (رد المحتار: ۱/۶۴۷، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة، سعيد)

(وكذا في النهر الفائق: ۱/۲۸۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق: ۲/۴۸، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(۱) "لأن الأمور بمقاصدها" (الأشباه والنظائر، الفن الأول في القواعد الكلية، (رقم القاعدة: ۱۴۲): ۱/۹۷، إدارة القرآن كراچی)

(۲) "وعن سفينة أن رجلاً ضاف عليَّ بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه، فصنع له طعاماً، فقالت فاطمة رضي الله تعالىٰ عنها: لو دعونا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فأكل معنا، فدعوه فجاء فوضع يديه على عضادتي الباب، فرأى القرام قد ضرب في ناحية البيت، فرجع. قالت فاطمة رضي الله تعالىٰ عنها: فتبعته، فقلت: يارسول الله! ماردك؟ قال: "إنه ليس لي أو لنبي أن يدخل بيتاً مزوّقاً". رواه أحمد وابن ماجة". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۲۷۸، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الثاني، قديمی)

"وعن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها "أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يكن يترك في بيته شيئاً فيه تصاليب إلا نَقَضَه". رواه البخاري". (مشكوٰة المصابيح، ص: ۳۸۵، كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، قديمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

حوالہ دیا ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آیا اور اسی پر مزید سوالات مرتب کر کے ان کی وضاحت طلب کی ہے:

سوال [۹۴۷۶]: ۱.....ایسی گھڑی کا بنانا اور فروخت کرنا اور استعمال کرنا سب کا ایک ہی حکم ہے یا فرق ہے؟

۲.....اگر سب کا ایک ہی حکم ہے تو ''قبیح و مذموم'' کا لفظ جو استعمال کیا گیا ہے، یہ مکروہ کا درجہ رکھتا ہے یا قطعی حرام کا؟ برائے مہربانی ذرا صاف تحریر فرمائیں۔

عبدالرحمٰن معرفت امام صاحب، مسجد نور ۴۷/ نشان پاڑہ، بمبئی نمبر: ۹۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جواب سابق میں جاندار کی تصویر ہونے کی بنا پر بنانے کو ''ناجائز'' لکھا ہے جس کے معنی ''حرام'' کے ہیں (۱)۔ استعمال کرنے کو ''قبیح و مذموم'' لکھا ہے جس کے معنی ''مکروہ'' کے ہیں، استعمال خواہ فروخت کرنے کی

---

(۱) جاندار کی تصویر بنانا بنصِ حدیث حرام ہے:

''عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ''أتاني جبريل -عليه السلام- قال: أتيتك البارحة، فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل، وكان في البيت قرام ستر فيه تماثيل، وكان في البيت كلب، فمُرْ برأس التمثال الذي على باب البيت فيقطع فيصير كهيئة الشجرة، ومُرْ بالستر فيقطع فليجعل و سادتين منبوذتين توطأن، ومُرْ بالكلب فليخرج. ففعل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم''. رواه الترمذي وأبو داؤد''.

''عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما؛ إذ جاء رجلٌ فقال: يا ابن عباس! إني رجل إنما معيشتي من صنعة يدي، وإني أصنع هذه التصاوير. فقال ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: لا أحدّثك إلا ما سمعتُ من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سمعتُه يقول: ''من صوّر صورةً، فإن الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح، وليس بنافخ فيها أبداً''. فربا الرجل ربوةً شديدةً واصفرّ وجهه، فقال: ويحك! إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر وكل شيء ليس فيه روح''. رواه البخاري''. (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۲، باب التصاوير، الفصل الثاني والثالث، قديمي)

''وقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ''لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب و لا صورة''. المراد بهم =

Maktaba Tul Ishaat.com

صورت میں ہو یا پاس رکھنے کی صورت میں ہو۔ مال متقوم ہونے کی وجہ سے بیع کو باطل نہیں کہا جائے گا، بلکہ بیع درست ہوگی، یعنی بدلین پر متعاقدین کی ملک حاصل ہوجائے گی (۱)۔

تصویرِ ذی روح ہونے کی بناء پر اس کاروبار کو قبیح و مذموم یعنی مکروہ کہا جائے گا، تاہم اگر ذہن پھر کوئی اغلاق پیدا کردے تو پھر بھی دریافت کرسکتے ہیں، کیونکہ اغلاق پہلے جواب میں بھی نہیں تھا، بلکہ ذہن نے پیدا کیا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۳/۹۴ھ۔

برکت کے لئے تصاویر گھر میں رکھنا

سوال[۹۴۷۷]: ۱.....مکان وغیرہ میں برکت وخوبصورتی کے لئے علمائے کرام وبزرگانِ دین کی تصاویر کا رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

= الذين ينزلون بالبركة لا الحَفَظة، و عدم دخولهم لزجر صاحب البيت عن اتخاذ الصور، الخ".

(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق للزيلعي: ۱/۴۱۴، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دارالكتب العلميه بيروت)

"وظاهر كلام النووى فى شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: و سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، و سواء كان فى ثوب أوبساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها، اهـ". (رد المحتار: ۱/۶۴۷، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة، سعيد)

(وكذا فى النهر الفائق: ۱/۲۸۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق: ۲/۴۸، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(۱) مال غیر متقوم کی بیع باطل ہوتی ہے: "وكذا يبطل بيع مال غير متقوم كالخمر والخنزير". (مجمع الأنهر: ۲/۵۴، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، دارإحياء التراث العربى بيروت)

"قال الإتقانى: فأما البيع بالميتة والدم باطل، وكذلك بيع الحر، وذلك لانعدام حقيقة البيع؛ لأنها مبادلة المال بالمال على التراضى، وهذه الأشياء ليست بمال عند أحد ممن له دين سماوى فيبطل البيع ولايفيد الملك". (حاشية الشلبى على تبيين الحقائق، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: ۴/۳۶۲، دارالكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

اخبار میں تصاویر کی اشاعت کرنا

سوال[۹۴۷۸] : ۲.....اگر کوئی شخص اپنا فوٹو بنوا کر اپنے پاس رکھے یا کہیں بھیجے تو جائز ہے یا نہیں؟

۳.....آج کل اخبارات میں علمائے کرام کی تصاویر آ رہی ہیں، مثلاً: اخبار الجمعیۃ میں جناب مولانا سعید احمد صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند اور مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری و دیگر اکابرین کی تصاویر آ رہی ہیں، اس فعل سے اکثر لوگ حجت پکڑتے ہیں اور تصویر کو جائز کہتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کا ان علماء کے فعل کو حجت پکڑ کر تصویر فوٹو وغیرہ کو جائز کہنا اور اخبارات و رسائل وغیرہ میں شائع کرانا صحیح و جائز ہے یا نہیں؟

اس کا مفصل حکم مدلل مع ذکر احادیث و آیات قرآن مجید بیان فرما کر ثواب دارین کے مستحق ہوں۔ اگر کوئی صورت جواز کی ہو۔ جس کا اثبات ادلۂ اربعہ سے ہوتا ہو۔ نکلتی ہو بعیدہ ہو یا قریبہ، اس کو بھی بیان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور اگر کوئی شخص کسی عالم یا بزرگ کی تصویر خفیہ طور پر کھنچوا کر شائع کرا دے تو وہ شخص من جانب شرع گنہگار ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی: بندہ احمد حسن دہام پوری، نائب ناظر تحصیل، ۸/ ذیقعدہ/۱۳۵۴ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....ایسی تصویر کا گھر میں خوبصورتی و برکت وغیرہ کے لئے رکھنا شرعاً حرام ہے، اس سے برکت نہیں ہوتی بلکہ نحوست ہوتی ہے، کیونکہ ملائکہ رحمت کا آنا موقوف ہو جاتا ہے(۱)۔

---

(۱) "عن أبي طلحة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير". متفق عليه".

"وعن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما عن ميمونة رضي الله تعالىٰ عنها أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أصبح يوماً واجماً، وقال: "إن جبريل كان وعدني أن يلقاني الليلة، فلم يلقني، أمَ والله! ما أخلفني". ثم وقع في نفسه جِرو كلب تحت فسطاط له، فأمر به فأخرج، ثم أخذ بيده ماءً فنضح مكانه، فلما أمسى لقيه جبريل فقال: "لقد كنت وعدتني أن تلقاني البارحة"؟ قال: أجل! ولكنا لا ندخل بيتاً فيه كلب و لا صورة".

"وعن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يكن يترك في بيته =

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....ناجائز ہے(۱)۔

۳.....ایسی تصویر سے جواز پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ شرعی مسائل کا ادلۂ اربعہ سے ثبوت ہوتا ہے اور یہ کوئی سی بھی دلیل نہیں۔ بے جان چیزوں درختوں وغیرہ کی تصویر بنانا اور گھر میں رکھنا درست ہے(۲)۔ اسی طرح بلاسر کی تصویر رکھنا بھی جائز ہے(۳)۔ نیز چھوٹی چھوٹی تصویریں جیسے روپیہ پیسہ پر ہوتی ہیں جن کی کوئی

= شيئاً فيه تصاليب إلا نَقَضَه". رواه البخاری". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۵، باب التصاوير، الفصل الأول، قديمی)

(۱) "وظاهر كلام النووی فی شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: و سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، و سواء كان فی ثوب أوبساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها، اهـ". (رد المحتار: ۱/۶۴۷، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة، سعيد)

(وكذا فی النهر الفائق: ۱/۲۸۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق: ۲/۴۸، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(۲) "عن ابن عباس رضی الله تعالىٰ عنهما ..... قال: "إن كنت لابدّ فاعلاً، فاصنع الشجر و ما لا نفس له". (الصحيح لمسلم: ۲/۳۰۲، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، قديمی)

قال النووی رحمه الله تعالىٰ: "و أما الشجر و نحوه مما لا روح فيه، فلا يحرم صنعته، ولا النكسب به، وسواء الشجر المثمر وغيره". (شرح النووی على الصحيح لمسلم: ۲/۳۰۱، كتاب اللباس، قديمی)

"والتمثال خاص بمثال ذی الروح، لكن المراد هنا ذو الروح، فإن غير ذی الروح لايكره كالشجر". (فتح القدير، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، فصل: ۱/۴۱۴، مصطفىٰ البابی الحلبی مصر)

(وكذا فی النهر الفائق: ۱/۲۸۳، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، قديمی)

(وكذا فی ردالمحتار: ۱/۶۴۹، كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، سعيد)

(۳) "أو مقطوعة الرأس أو الوجه أو ممحوة عضو لا تعيش بدونه". (الدرالمختار). وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: أو مقطوعة الرأس): أی سواء كان من الأصل أو كان لها رأس و محی، =

Maktaba Tul Ishaat.com

خاص عظمت نہیں ہوتی، ان میں بھی مضائقہ نہیں (۱)۔

"عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم "أتانی جبريل –علیه السلام– قال: أتيتك البارحة، فلم يمنعنی أن أكون دخلت إلا أنه كان علی الباب تماثيل، وكان فی البيت قرام ستر فيه تماثيل، وكان فی البيت كلب، فمُرْ برأس التمثال الذی علی باب البيت فيقطع فيصير كهيئة الشجرة، ومُرْ بالستر فيقطع فليجعل و سادتين منبوذتين توطأن، ومُرْ بالكلب فليخرج. ففعل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم". رواه الترمذی وأبو داؤد".

= وسواء كان القطع بخيط خيط علی جميع الرأس حتی لم يبق له أثر، أو بطليه بمغرة أو بنحته أو بغسله؛ لأنها لاتعبد بدون الرأس عادةً". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۶۴۸، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، سعيد)

(وكذا فی النهر الفائق: ۱/۲۸۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، قديمی)

(وكذا فی تبيين الحقائق: ۱/۴۱۵، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا فی العناية علی هامش فتح القدير: ۱/۴۱۶، كتاب الصلوة، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

(۱) "ولو كانت الصورة صغيرةً كالتی علی الدرهم، أو كانت فی اليد أو مستترةً أو مهانةً مع أن الصلاة بذلك، لا تحرم، بل و لا تكره". (ردالمحتار: ۱/۶۴۷، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، سعيد)

(وكذا فی الهداية مع فتح القدير: ۱/۴۱۶، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، فصل، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

"روی أنه كان علی خاتم أبی موسی ذبابتان، وكان لابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما كانون محفوف بصور صغار". (العناية علی هامش فتح القدير، المصدر السابق)

(وكذا فی النهر الفائق: ۱/۲۸۳، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق: ۲/۵۰، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

"عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما؛ إذ جاء رجلٌ فقال: يا ابن عباس! إني رجل إنما معيشتي من صنعة يدى، وإني أصنع هذه التصاوير. فقال ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: لا أحدّثك إلا ما سمعتُ من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سمعتُه يقول: "من صوّر صورةً، فإن الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح، وليس بنافخ فيها أبداً". فربا الرجل ربوةً شديدةً واصفرّ وجهه، فقال: ويحك! إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر وكل شيء ليس فيه روح". رواه البخارى". مشكوة شريف(۱)۔

"وقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب و لا صورة". المراد بهم الذين ينزلون بالبركة لا الحَفَظة، و عدم دخولهم لزجر صاحب البيت عن اتخاذ الصور، الخ". هامش زيلعى(۲)۔

جوشخص خفیہ طریق سے کسی عالم وغیرہ کی تصویر کھینچوا کر شائع کرے گا وہ گنہگار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۱۱/۵۴ھ۔

مکان میں تصاویر

سوال[۹۴۷۹]: تصاویر گھروں میں رکھنا تو حرام ہے، لیکن چھت پر جو ٹھکریاں لگی ہوتی ہیں اس میں کمپنی کی طرف سے کسی جانور وغیرہ کی تصویر نقش کی گئی ہے تو ایسے مکان میں رہنا کیسا ہے؟ (یہ بھی ممکن ہے کہ کمپنی کا ٹریڈ مارک ہو)۔

الجواب حامداً ومصلياً:

حدیث پاک میں ہے:

"قال عليه الصلوة والسلام: "إن البيت الذى فيه الصورة لاتدخله الملٰئكة". متفق

---

(۱) (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۶، باب التصاوير، الفصل الثانى والثالث، قديمى)

(۲) (حاشية الشلبى على تبيين الحقائق للزيلعى: ۴۱۴/۱، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دارالكتب العلميه بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

علیه". مشكوة شريف،ص: ۳۸۵(۱)۔

جس مکان میں (جاندار کی) تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی داخل ہونا گوارہ نہیں کیا، بلکہ داخل ہونے کا ارادہ فرمانے کے باوجود تصویر کی وجہ سے تشریف لے گئے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

آنکھ اور دانت کی تصویر

سوال[۹۴۸۰]: ہم بغرضِ تجارت منجن یا سرمہ بنا کر فروخت کرنا چاہتے ہیں تو اس میں یعنی منجن کے لیبل پر صرف دانت چھپوانا چاہتے ہیں اور سرمہ کے لیبل پر صرف آنکھ کی تصویر ہوگی چہرہ نہیں ہوگا۔ از روئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

صرف دانت اور صرف آنکھ کی تصویر درست ہے جب کہ بقیہ چہرہ نہ ہو (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱/۸۸ھ۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، باب التصاوير، الفصل الأول، ص: ۳۸۵، قديمی)

"عن أبی طلحة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لاتدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، باب التصاوير، ص: ۳۸۵،قديمی)

(۲) "عن سفينة أن رجلاً ضاف علیّ بن أبی طالب رضی الله تعالیٰ عنه، فصنع له طعاماً، فقالت فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها: لودعونا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فأكل معنا، فدعوه، فجاء فوضع يديه علی عضادتی الباب، فرآی القرام قد ضرب فی ناحية البيت فرجع، قالت فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها فتبعته: فقلت: يارسول الله! ماردّک، قال: "إنه ليس لی أولنبی أن يدخل بيتاً مزوّقا". (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، باب الوليمة، الفصل الثانی، ص: ۲۷۸، قديمی)

(۳) تصویر کا اطلاق اس پر اسی وقت ہوگا جب چہرہ اور سر نظر آئے:

"أو مقطوعة الرأس أو الوجه أو ممحوة عضو لا تعيش بدونه". (الدرالمختار). وقال العلامة=

Maktaba Tul Ishaat.com

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر

بسم الکریم بن صاحب الحق، پیش امام پیکنور تھائی لینڈ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سوال[۹۴۸۱]: (الف) بعداز دعوت عرض ہے کہ آپ کے یہاں اس خط کے ساتھ ایک خاکہ بھیج رہے ہیں، ویسے دیکھنے سے آپ کو خود ہی اندازہ ہوجائے گا کہ اس خاکہ میں کلمۂ شہادت کے الفاظ کو اس مشکل میں ترتیب دیا گیا ہے کہ اس سے باقاعدہ تصویر بن گئی ہے جس میں ناک، کان، آنکھ ہر چیز بدن کے صاف دکھائی دیتی ہے، برائے مہربانی اس کے متعلق شرعاً حکم سے آگاہ فرمادیں۔ آیا ایسا کرنا جائز ہے، اس کو گھر میں لٹکانا شرعاً مناسب ہے؟ برائے مہربانی اس خط کو جواب کے ساتھ واپس فرما کر مشکور فرمادیں۔

نوٹ: اس تصویر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔

(ب) آپ سب بزرگوں سے استدعاء کہ مجھے اور میرے بھائی عزیز اللہ کے حق میں دعاء فرمائیں کہ

= ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ"(قوله: أو مقطوعة الرأس): أی سواء كان من الأصل، أو كان لها رأس ومحی، وسواء كان القطع بخيط خيط على جميع الرأس حتى لم يبق له أثر، أو بطليه بمغرة أو بنحته أو بغسله؛ لأنها لاتعبد بدون الرأس عادةً". (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۶۴۸، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، سعيد)

(وكذا فی النهر الفائق: ۱/۲۸۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، قديمی)

(وكذا فی تبيين الحقائق: ۱/۴۱۵، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دارالكتب العلميه بيروت)

(وكذا فی العناية على هامش فتح القدير: ۱/۴۱۶، كتاب الصلوة، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

"(أو مقطوعة الرأس): أی ممحوة الرأس بخيط يخيطه عليه حتى لا يبقى للرأس أثر، أو يطليه بمغره أو نحوه أو ينسحته، فبعد ذلک لا يكره؛ لأنها لا تعبد بدون الرأس عادةً". (تبيين الحقائق: ۱/۴۱۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا فی البحرالرائق: ۲/۵۰، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا فی البناية: ۲/۵۴۸، كتاب الصلوة، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

اللہ کریم رشد وہدایت کی نعمت سے سرفراز فرماویں، ہمیں صحیح بندگی کی توفیق عطا فرماویں اور ہم سب سے خوش ہوکر ہمیں اپنے پاس بلائے۔ آمین۔

محترمی زِیدَ احترامہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دل سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے بھائی عزیز اللہ کو ہمیشہ رشد و ہدایت پر رکھے، اتباعِ سنت کی پوری توفیق دے، دونوں جہاں کی ترقیات سے نوازے۔ آمین! آپ سے بھی دعاء کی درخواست ہے (جواب خط کی پشت پر ہے)۔

احقر: محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند سہارنپور، ۹۰/۸/۳۰ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ لکڑی، مٹی، لوہا، سونا وغیرہ کسی مادہ سے بنائی جائے، یا قلم سے کسی کاغذ یا تختی پر بنائی جائے، یا مشین سے عکس لیا جائے، کسی طرح اجازت نہیں (۱)۔ ایسی تصویر بنانے والوں کے لئے حدیث شریف میں عذاب شدید کی وعید ہے، ایسی تصویروں کو مکان میں رکھنا اور کمرہ کی زینت کے لئے آویزاں کرنا بھی جائز نہیں (۲)۔

---

(۱) "و ظاهر كلام النووى فى شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، وصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاةً لخلق الله تعالىٰ، وسواء كان فى ثوب أو بساط أو درهم وإناء و حائط وغيرها، اهـ. فينبغى أن يكون حراماً لا مكروهاً إن ثبت الإجماع أو قطعية الدليل بتواتره، اهـ". (رد المحتار: ۱/۶۴۷، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، سعيد)

(۲) "عن ابن السباق أن عبد الله بن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما قال: أخبرتنى ميمونة رضى الله تعالىٰ عنها أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أصبح يوماً واجماً فقالت ميمونة رضى الله تعالىٰ عنها: يارسول الله! لقد استنكرت هيئتك منذ اليوم، قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "إن جبريل كان وعدنى أن يلقانى الليلة، فلم يلقنى، أمَ والله! ما أخلفنى". قال: فظلَ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يومه ذلك على ذلك، ثم وقع فى نفسه جر و كلب تحت فسطاط لنا، فأمر به فأخرج، ثم أخذ بيده ماءً فنضح مكانه، فلما أمسى لقيه جبريل عليه السلام، فقال: "لقد كنتَ وعدتّنى أن تلقانى =

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر بنانا تو براہ راست رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغاوت اور کھلا مقابلہ کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، لہذا آپ ہی کی تصویر بنائیں گے (معاذ اللہ)، یہ صورت نہایت خطرناک ہے۔ نیز اپنے ذہن میں صورت مبارکہ کو تجویز کر کے تصویر بنا کر آپ کی طرف منسوب کرنا کہ یہ آپ کی صورت مبارکہ ہے، بہتان عظیم ہے جس کی سزا جہنم ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/ ۸/ ۹۰ھ۔

روضۂ اقدس کی تصویر مسجد میں

سوال[۹۴۸۲]: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی تصویر مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ خانہ کعبہ کی تصویر مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

لگا سکتے ہیں، مگر سامنے نہ لگائیں جس سے نمازیوں کی نظر اس پر جائے، اونچائی پر لگائیں(۲)۔فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۹/ ۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/ ۹/ ۹۰ھ۔

= البارحة". قال: أجل! ولكنا لا ندخل بيتاً فيه كلب و لا صورة". (الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ: ۲/ ۱۹۹، قديمي)

قال النووي رحمه الله تعالىٰ: "قال أصحابنا وغيرهم من العلما: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاةً لخلق الله تعالىٰ، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أوفلس أو إناء أو حائط أو غيرها". (شرح النووي على مسلم: ۱/ ۱۹۹، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ، قديمي)

(۱) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من كذب على متعمداً، فليتبوأ مقعده من النار". (الصحيح لمسلم: ۱/ ۷، باب تغليظ الكذب على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، قديمي)

(۲) "ولا بأس بنقشه خلا محرابه، فإنه يكره؛ لأنه يلهّي المصلي". (الدرالمختار). "(قوله: لأنه يلهي =

Maktaba Tul Ishaat.com

تعلیم کے لئے فوٹو

سوال[۹۴۸۳]: کوئی شخص کالج کی تعلیم حاصل کررہا ہواور ایسے کالج کے سلسلۂ تعلیم کو باقی رکھنے کے لئے فوٹو اُتروانے کی اشد ضرورت ہوتو کیا وہ کالج کی تعلیم کو برقرار رکھتے ہوئے فوٹو اتروا سکتا ہے؟ از روئے شریعت اس کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں لکھیں، تاکہ سلسلۂ تعلیم باقی رکھا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس تعلیم کے منقطع کرنے میں نقصانِ عظیم نہ ہوتو منقطع کردیا جائے، ورنہ اس کو جاری رکھنے کے لئے مجبوراً فوٹو کی بھی گنجائش ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔

پرائیویٹ امتحان کے لئے فوٹو

سوال[۹۴۸۴]: آج کل سیکڑوں مسلم طلباء اور طالبات پرائیویٹ امتحانات دیتے ہیں جس میں فوٹو لازمی ہے تو اس طرح فوٹو کھینچوانا جائز ہے یا نہیں؟

= المصلی): أی فیخل بخشوعه من النظر إلی موضع سجوده ونحوه". (ردالمحتار، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب: کلمة لابأس دلیل علی أن المستحب غیره: ۱/۶۵۸، سعید)

"قال فی الشرنبلالیة: قلت: فعلی هذا لا یختص بالمحراب، بل فی أیّ محل یکون أمام من یصلی، بل أعم منه". (منحة الخالق علی هامش البحر الرائق: ۲/۶۵، کتاب الصلوة، فصل: کره استقبال القبلة، رشیدیه)

(وکذا فی تبیین الحقائق: ۱/۴۲۰، کتاب الصلوة، قبیل باب الوتر والنوافل، دارالکتب العلمیه بیروت)

(۱)"إن الضرورات تبیح المحظورات". (الأشباه والنظائر: ۱/۲۵۱، القاعدة الخامسة، (رقم القاعده: ۵۶۸)، إدارة القرآن کراچی)

"تصویر کھینچنا اور کھنچوانا منع ہے، کھنچوانا اگر کسی ضرورت پر مبنی ہو مثلاً: پاسپورٹ کے لئے مباح ہے۔ نیز فوٹو کی تصویر تو صاحب تصویر کے علم وارادہ کے بغیر کھینچ جاتی ہے، اس میں صاحب تصویر پر کوئی مواخذہ نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ"۔ (کفایت المفتی، کتاب الحظر والإباحة، بیسواں باب فوٹو، مصوری اور تصویر، بلاضرورت تصویر کھنچوانا حرام ہے: ۹/۲۳۷، دارالاشاعت کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

فوٹو اتروانا جائز نہیں، اگر کوئی ایسی مجبوری ہے کہ بغیر اس کے گزارہ نہیں تو وہ معذوری ہے، مجبوری کی حد تک گنجائش ہوگی (۱)، اس پر بھی توبہ واستغفار لازم ہے۔ لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح داخلہ لینا، امتحانات دینا، ملازمت کرنا شرعاً بھی قبیح ومذموم ہے اور عقلاً بھی، نیز ان کی غیرت وحیا کے بھی سخت خلاف ہے اور بے شمار اس سے فتنے پیدا ہوتے ہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۳/۸۸ھ۔

تنخواہ وصول کرنے کے لئے فوٹو

سوال[۹۴۸۵]: میری ملازمت کو بائیس سال ہونے کو آئے ہیں، وظیفہ کے لئے پچیس سال کی

---

(۱) "لأن الضرورات تبيح المحظورات". (الأشباه والنظائر: ۱/ ۲۵۱، القاعدة الخامسة، رقم القاعدة: ۵۶۸، إدارة القرآن كراچی)

(۲) چونکہ عورت کو بغیر کسی مجبوری کے باہر نکلنے سے شریعت نے منع کیا ہے: لقوله تعالیٰ: ﴿وقرن في بيوتكن ولا تبرّجن تبرج الجاهلية الأولىٰ﴾ (سورة الأحزاب: ۳۳)

نیز نوکری کرنا اور کمانا عورتوں پر لازم نہیں، جب کہ وہ کسی کی کفالت میں ہوں، کیونکہ اس صورت میں ان کا نفقہ کفیل پر ہوتا ہے، ایسے غیر ضروری کام کے لئے کسی ناجائز اور حرام کام کا ارتکاب کرنے کی شرعاً گنجائش نہیں:

"هي لغةً: ما ينفقه الإنسان على عياله، وشرعاً هي الطعام والكسوة والسكنى، وعرفاً هي الطعام. ونفقة الغير تجب على الغير بأسباب ثلاثة: .....وقرابة وملك ..... فتجب للزوجة بنكاح صحيح ..... على زوجها". (الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۳/ ۵۷۱، ۵۷۲، سعيد)

"تجب على الرجل نفقة امرأته المسلمة والذمية والفقيرة والغنية دخل بها، أو لم يدخل، كبيرةً كانت المرأة أو صغيرةً يجامع مثلها". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الأول في نفقة الزوجة: ۱/ ۵۴۴، رشيديه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب النكاح، باب النفقة: ۱/ ۴۳۴، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

تکمیل کی ضرورت ہے، مگر فوٹو وظیفہ نکالنے کے لئے ضروری ہے، چونکہ میری نظر سے "أشد الناس عذاباً يوم القيامة المصوّرون "(۱) گزرا۔ ایسی صورت میں وظیفہ کے حصول کے لئے فوٹو لے لوں تو جائز ہوگا یا گناہ؟

الجواب حامداً ومصلياً:

اگر بغیر فوٹو کے وظیفہ نہ ملنے پر آپ کو زیادہ زحمت نہ ہو اور آپ برداشت کرسکیں تو فوٹو نہ لیں (۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

شناختی کارڈ فوٹو کے ساتھ

سوال[۹۴۸۶]: آج کل حکومت پاکستان نے ایک لعنت شناختی کارڈ نکالی ہے کہ ہر شخص کے پاس اس شناختی کارڈ پر فوٹو ہونا ضروری ہے، جس کے پاس نہیں ہوگا وہ جاسوس سمجھا جائے گا اور اس کو جیل میں ڈال دیا جائے گا۔ اب علماء وصلحاء کے لئے اس حکم کی پابندی کرنا کیسا ہے، خواہ مجبوراً ہو؟ ہم لوگ از حد پریشان ہیں۔

الجواب حامداً ومصلياً:

جب ایک ملک میں شہری بن کر رہنا ہے اس سے مفر نہیں تو وہاں کے قانون پر عمل کرنا ہوگا قانون کی خلاف ورزی مستقل جرم ہے جس کی سزا ناقابلِ برداشت بھی ہوسکتی ہے (۳)۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۷، باب التصاوير، الفصل الثالث، قديمى)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿ومن يتق الله يجعل له مخرجاً، ويرزقه من حيث لا يحتسب﴾. (سورة الطلاق: ۲، ۳)

لیکن بوقت ضرورت فوٹو کی گنجائش ہے، كما تقدم تحت المسئلة الماضية آنفاً.

(۳) "ان مخالفة الأمير حرام، إلا إذا اتفق الأكثر أنه ضرر، فيتبع، اهـ". (ردالمحتار: ۱۴۶/۴، كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، فصل فى كيفية القسمة، مطلب: مخالفة الأمير حرام، سعيد)

"أمر السلطان إنما ينفذ إذا وافق الشرع، وإلا فلا". (الدرالمختار). "(قوله: أمر السلطان إنما ينفذ): أى يتبع و لا تجوز مخالفته ..... و فى ط عن الحموى: إن صاحب البحر ذكر ناقلاً عن أئمتنا أن طاعة الإمام فى غير معصية واجبة، فلو أمر بصوم يوم، وجب، اهـ". (ردالمحتار: ۴۲۲/۵، كتاب القضاء، فصل فى الحبس، مطلب: طاعة الإمام واجبة، سعيد) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

جس طرح قانونی مجبوری کی وجہ سے بعض ملازمین کو بیمہ کرانا پڑتا ہے جس میں قمار بھی ہے، سود بھی ہے۔ نیز رشوت دیئے بغیر بھی دفعِ ظلم یا وصول یابیٔ حق کی کوئی صورت نہیں، اسی طرح شرعی عدمِ جواز کے باوجود قلب میں شدید انکار کے ساتھ اس کو (شناختی کارڈ کو) بھی برداشت کیا جائے اور استغفار بھی کرتے رہیں تو امید ہے کہ حق تعالیٰ معذور قرار دیں گی (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۴/ ۹۵ھ۔

معلم مقرر کرنے کے لئے فوٹو منگانا

سوال[۹۴۸۷]: بیرونِ ہند کے لوگ ہندوستان سے کسی عالم کو بچوں کی تعلیم دینے کی غرض سے بلاتے ہیں، لیکن وہ حضرات اس عالم کا فوٹو صرف دیکھنے کی غرض سے طلب کرتے ہیں۔ تو کیا فوٹو تصویر کھینچنا جائز ہے؟ اسی طریقہ سے شادی کے معاملہ میں لڑکے کا فوٹو طلب کرتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ دونوں چیزیں ایسی نہیں کہ جن کے لئے حرام کام کی اباحت دی جائے، بچوں کی تعلیم کے لئے معلم کے فوٹو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے، اس کے اخلاق وحالات بذریعہ خط معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ یہی حال شادی کا

= (وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: ۲۶۴/۴، كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في وجوب طاعة الإمام، سعيد)

(۱) "إن الضرورات تبيح المحظورات". (الأشباه والنظائر: ۲۵۱/۱، القاعدة الخامسة، (رقم القاعدة: ۵۶۸)، إدارة القرآن كراچی)

"أما اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر، وفي التاشيرة وفي البطاقات الشخصية، أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة هوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصاً فيه، فإن الفقهاء رحمهم الله تعالىٰ استثنوا مواضع الضرورة من الحرمة ..... الخ". (تكملة فتح الملهم: ۱۶۴/۴، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، الصورة عند الحاجة، مكتبه دار العلوم كراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے، اس کے لئے بھی فوٹو کی ضرورت نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۵/۹۰ھ۔

فوٹو مٹانے کی ترکیب

سوال[۹۴۸۸]: ایک عورت نے ریشم میں اپنے فوٹو کھنچوا رکھے ہیں، لیکن اب اس کو توجہ ہوئی۔ تو وہ کیا کرے، جلادے یا استعمال میں لاوے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر کپڑے کو رنگ لیا جاوے جس سے فوٹو باقی نہ رہے تو پھر استعمال درست ہوگا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۱۴/۸۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) لہٰذا کسی مباح کام کے لئے تصویر سازی کی اجازت نہ ہوگی جو کہ حرام ہے:

''یہ حقیقت تو ہر شخص جانتا ہے کہ دنیوی مصلحت ونفع کے لئے گناہ کرنا، یا کسی فرض وواجب کو چھوڑنا جائز نہیں، مثلاً: کوئی شخص دنیوی نفع کے لئے جھوٹ بولے، دھوکہ دے، نماز نہ پڑھے یا جماعت ترک کردے تو ظاہر ہے کہ ایسا کرنا فسق وحرام ہے، اسی طرح کسی دینی مصلحت کے لئے بھی کسی معصیت کے لئے بھی کسی معصیت کا ارتکاب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت تمام مصالح پر مقدم ہے اور ام المصالح ہے..... البتہ اگر کوئی کام شرعاً نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ صرف مباح یا مستحب ہے، اس کو کسی دینی مصلحت مثلاً: عوام کو فتنہ یا معصیت یا تکلیف سے بچانے کے لئے چھوڑ دینا جائز ہے..... مصلحۃً ترک مستحب یا مباح میں بھی یہ شرط ہے کہ اس سے قانون شرع میں تحریف اور مداخلت فی الدین نہ ہوتی ہو مثلاً: اس مستحب یا مباح کام کو عملاً یا اعتقاداً حرام سمجھنے لگے یا کسی مباح شرعی کی ممانعت کا قانون بنادیا جائے۔..... حاصل یہ ہے کہ کسی مصلحت کی خاطر مستحب کام کو تو چھوڑا جاسکتا ہے مگر حدود اللہ سے تجاوز اور قانون شریعت کی خلاف ورزی ہرگز جائز نہیں''۔ (احسن الفتاوی: ۶/ ۳۷-۳۹، رسالہ: سیاست اسلامیہ، سعید کراچی)

(۲) "(أو مقطوعة الرأس): أي ممحوة الرأس بخيط يخيطه عليه، حتى لا يبقى للرأس أثر، أو يطليه بمغرة أو نحوه، أو ينحته، فبعد ذلك لا يكره؛ لأنها لا تعبد بدون الرأس عادةً". (تبيين الحقائق: ۱/ ۴۱۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، دار الكتب العلمية بيروت)

(وكذا في البحر الرائق: ۲/ ۵۰، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا في البناية: ۲/ ۵۴۸، كتاب الصلوة، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فی التمثال

(مجسمہ سازی کا بیان)

شیر کی کھال کیا تصویر کے حکم میں ہے؟

سوال[۹۴۸۹]: شکاری لوگ شیر، چیتے وغیرہ کا شکار کرنے کے بعد اس کا چمڑہ اس طرح نکالتے ہیں کہ پورا سر اس کے ساتھ رہنے دیتے ہیں، پھر چمڑے کو دباغت کر لیتے ہیں، سر کا اندرونی حصہ بھی کسی طرح صاف کر لیتے ہیں اور اس چمڑے کو جس کے ساتھ پورا سر مع آنکھ وغیرہ کے ہوتا ہے گھر میں رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح حیوان کے سر کو رکھنا جائز ہے یا تصویر کی طرح اس کا رکھنا بھی جائز نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ تصویر کے حکم میں نہیں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/ ربیع الاول/ ۸۷ھ۔

شیر کی کھال میں گھاس بھر کر اس کو شیر بنانا

سوال[۹۴۹۰]: اس زمانہ میں بڑے گھروں میں شیر کی کھال میں گھاس بھر کر اس کو شیر جیسی شکل بنا دیتے ہیں اور مکان میں بطور نمائش رکھتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

گھاس وغیرہ بھر کر اس طرح شیر کی صورت بنانا اس کا رکھنا اس کی نمائش کرنا، سب نادرست ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۱۱/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۱۱/ ۸۷ھ۔

---

(۱) (راجع الحاشية المتقدمة)

(۲) **سوال**: ”کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی بھینس کا بچہ مرگیا، اور وہ بھینس بغیر بچہ کے =

Maktaba Tul Ishaat.com

گڑیاں بنانا اور ان سے کھیلنا

سوال [۹۴۹۱]: ایک شخص گڑیاں بناتا ہے اور انہیں بنا کر لڑکیوں کو دیتا ہے اور زیور وغیرہ بھی لاکر دیتا ہے گڑیوں کو پہنانے کے لئے۔ اور اگر کوئی منع کرتا ہے تو لڑکیوں کے کھیلنے کے لئے جائز قرار دیتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فعل سے استدلال کرتا ہے(۱) اور یہ شخص امامت بھی کرتا ہے۔

= دودھ نہیں دیتی اگر اس مردہ بچہ کی کھال نکلوا کر اور اس میں بھوس وغیرہ بھر کر بھینس کو دکھلا کر دودھ لینے کی غرض سے رکھ لیا جاوے تو کیا اس طرح مردہ بچہ کو قائم رکھنا اور دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ''جائز ہے''۔(إمداد الفتاویٰ، كتاب الحظر والإباحة، جائز وناجائز، مکروہ افعال کا استعمال، عنوان: جس جانور کا بچہ مرجائے اس کا دودھ نکالنے کے لئے مصنوعی بچہ بنا کر رکھنا: ۴/۱۵۴، دار العلوم كراچی)

سوال: ''جناب مفتی صاحب! گائے بھینس رکھنے والوں میں رواج کہ جب ان کی گائے یا بھینس کا بچہ مرجائے تو اس کی کھال اتار کر اس میں بھوسہ بھر لیتے ہیں، جیسے گائے یا بھینس اپنا بچہ تصور کر کے دودھ آسانی سے دے دیتی ہے۔ تو کیا شرعاً یہ تصویر کے حکم میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب: ''صورتِ مسئولہ میں بچھڑے کی کھال پر تصویر کی تعریف صادق نہیں آتی اور نہ یہ تصویر کے حکم میں ہے، بلکہ ضرورت کی وجہ سے قدرتی پیدا کردہ جسم کو ایک گونہ محفوظ رکھا جاتا ہے، اس سے یہ تصویر کے حکم میں داخل نہیں ہے، بلکہ بوقت ضرورت ایسا کرنا مرخص ہے''۔(فتاویٰ حقانیه، كتاب الكراهية، باب التصاوير، بچھڑے کی کھال سے تصویر بنانا: ۲/۴۳۳، حقانیه پشاور)

بوقت ضرورت اس کی اجازت دی گئی ہے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے جواز پر فتویٰ دیا ہے، جیسے گذشتہ سوال میں گذر گیا، یہاں کوئی خاص ضرورت پیش نظر نہیں، اس لئے بظاہر حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

نیز تاریخ کے اعتبار سے یہ فتویٰ مؤخر ہے، اس لئے اس کو رجوع پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) "عن عائشه رضی الله تعالیٰ عنها، أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم، قالت: وكانت تأتيني صواحبي فكنّ ينقمعن من رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم يسرّ بهنّ إلي ..... حدثنا محمد بن بشر كلهم عن هشام بهذا الإسناد، وقال في حديث جرير: كنت ألعب بالبنات في بيته وهنّ اللعب". (الصحيح لمسلم، كتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم، باب في فضل عائشة رضی الله تعالیٰ عنها: ۲/۲۸۵، قديمی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

دریافت طلب امر یہ ہے کہ گڑیوں کا بنانا اور لڑکیوں کا کھیلنا گڑیوں سے جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گڑیا کیسی تھی؟ کپڑے کی یا لوہے کی، تانبے پیتل مٹی کی اور پھر ان میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک وغیرہ اعضاء بھی موجود تھے یا نہیں؟ جب تک مستدِل ان چیزوں کی تحقیق نہ کرے اس وقت تک زمانۂ مروجہ کی گڑیاں بنانے اور فروخت کرنے پر استدلال درست نہ ہوگا۔ تصویر جاندار کی بنانے اور رکھنے سے خواہ کپڑے کی ہو، خواہ کسی اَور شئی کی احادیث میں صریح ممانعت ہے(۱)۔

= عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها أن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم تزوّجها وهی بنت سبع سنین وزفّت إلیه، وهی بنت تسع سنین ولعبها معها. ومات عنها، وهی بنت ثمانی عشرة". (مشکوة المصابیح، کتاب النکاح، باب الولی فی النکاح واستیذان المرأة، الفصل الأول، ص: ۲۷۰، قدیمی)

موجودہ زمانے کی (تصویری) گڑیوں کے جواز پر حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے استدلال کرنا درست نہیں، کیونکہ اس میں کئی احتمالات ہیں، چنانچہ ملا علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ویحتمل أن یکون مخصوصاً من أحادیث النهی عن اتخاذ الصور، لما ذکر من المصلحة، ویحتمل أن یکون قضیة عائشه رضی الله تعالیٰ عنها هذه فی أول الهجرة قبل تحریم الصورة". (مرقاة المفاتیح: ۲۹۴/۶، کتاب النکاح، (رقم الحدیث: ۳۱۲۹)، رشیدیه)

(۱) "عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أتانی جبریل -علیه السلام- قال: أتیتک البارحة، فلم یمنعنی أن أکون دخلت إلا أنه کان علی الباب تماثیل، وکان فی البیت قرام ستر فیه تماثیل، وکان فی البیت کلب، فمُرْ برأس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کهیئة الشجرة، ومُرْ بالستر فیقطع فلیجعل و سادتین منبوذتین توطأن، ومُرْ بالکلب فلیخرج. ففعل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم". رواه الترمذی وأبو داؤد".

"عن سعید بن أبی الحسن قال: کنت عند ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما؛ إذ جاء رجلٌ فقال: یا ابن عباس! إنی رجل إنما معیشتی من صنعة یدی، وإنی أصنع هذه التصاویر. فقال ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما: لا أحدّثک إلا ما سمعتُ من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم سمعتُه یقول: "من صوّر صورةً، فإن الله معذبه حتی ینفخ فیه الروح، ولیس بنافخ فیها أبداً". فربا الرجل ربوةً شدیدةً=

Maktaba Tul Ishaat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازہ پر لٹکے ہوئے پردہ کو تصویر ہی کی وجہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناگواری کو دیکھ کر پھاڑ ڈالا تھا(۱)، غالباً مستدل کے سامنے یہ احادیث بھی ہوں گی:

"وكذا بطل بيع مالٍ غير متقوم كالخمر والخنزير، ويدخل فيه فرسٌ أوثورٌ من خزف لاستيناس الصبي؛ لأنه لاقيمة له ولايضمن متلفه". درمنتقی: ۲/ ٥٤ (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/۳/۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ ربیع الأول/ ۵۹ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

= واصفرّ وجهه، فقال: ويحك! إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر وكل شيء ليس فيه روح". رواه البخاري". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۲، باب التصاوير، الفصل الثاني والثالث، قديمي)

"وقوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب و لا صورة". المراد بهم الذين ينزلون بالبركة لا الحَفَظة، و عدم دخولهم لزجر صاحب البيت عن اتخاذ الصور، الخ". (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق للزيلعي: ۱/ ۱۱۴، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دارالكتب العلميه بيروت)

"وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: و سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، و سواء كان في ثوب أوبساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها، اهـ". (رد المحتار: ۱/ ٦٤٧، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة، سعيد)

(وكذا في النهر الفائق: ۱/ ۲۸۵، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق: ۲/ ۴۸، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(۱) "وعنها (عائشة رضي الله تعالىٰ عنها) أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خرج في غزاة، فأخذت نمطاً فسترته على الباب، فلما قدم فرأى النمط، فجذبه حتى هتكه، ثم قال: "إن الله لم يأمرنا أن نكسو االحجارة والطين". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۵، كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، قديمي)

(۲) (الدرالمنتقى على هامش مجمع الأنهر: ۲/ ۵۴، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(وكذا في الدرالمختار مع ردالمحتار: ۵/ ۲۲۶، كتاب البيوع، باب المتفرقات، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

بچوں کی گڑیا اور کھلونا

سوال [۹۴۹۲]: مسلمانوں کے گھروں میں بچوں کے لئے جو کھلونے ہوتے ہیں ان میں گڑیا وغیرہ اکثر وبیشتر ہوا کرتی ہیں۔ بچے کا ایسے کھلونا کے ساتھ کھلانا کیسا ہے، مسلمانوں کے گھروں میں ان کا رکھنا کیسا ہے؟ مسلمانوں کے ان کی تجارت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً:

گڑیا کی یا کسی اَور کھلونے کی شکل وصورت جاندار کی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں (۱)، جاندار کی صورت بنانا اور گھر میں رکھنا منع ہے (۲)، بچوں کے لئے بھی نہ رکھیں۔ ایسی صورتوں کی تجارت بھی نہ کریں (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

---

(۱) "وفي آخر حظر المجتبى: عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ: يجوز بيع اللعبة وأن يلعب بها الصبيان". (الدر المختار). قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: عن أبي يوسف): أي ناقلاً عن أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ، وظاهره أنه قوله، لا رواية عنه، حتى يقال: إن هذا يشعر بضعفه، ونسبته إلى أبي يوسف لا تدل على أن الإمام يخالفه، لاحتمال أن يكون له في المسألة قول، فافهم". (ردالمحتار: ۲۲۶/۵، كتاب البيوع، باب المتفرقات، سعيد)

(ومرقاة المفاتيح: ۲۹۴/۶، تحت رقم الحديث: ۳۱۲۹، رشيديه)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "أتاني جبريل -عليه السلام- قال: أتيتك البارحة، فلم يمنعني أن أكون دخلت إلا أنه كان على الباب تماثيل، وكان في البيت قرام ستر فيه تماثيل، وكان في البيت كلب، فمُرْ برأس التمثال الذي على باب البيت فيقطع فيصير كهيئة الشجرة، ومُرْ بالستر فيقطع فليجعل وسادتين منبوذتين توطآن، ومُرْ بالكلب فليخرج. ففعل رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". رواه الترمذي وأبو داؤد".

"عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما؛ إذ جاء رجلٌ فقال: يا ابن عباس! إني رجل إنما معيشتي من صنعة يدي، وإني أصنع هذه التصاوير. فقال ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما: لا أحدّثك إلا ما سمعتُ من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سمعتُه يقول: "من صوّر صورةً، فإن الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح، وليس بنافخ فيها أبداً". فربا الرجل ربوةً شديدةً واصفرّ وجهه، فقال: ويحك! إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر وكل شيء ليس فيه =

Maktaba Tul Ishaat.com

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۴/۸۹ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= روح". رواه البخاری". (مشكوة المصابيح، ص: ۳۸۶، كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الثانی والثالث، قديمی)

"وقوله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب و لا صورة". المراد بهم الذين ينزلون بالبركة لا الحَفَظة، و عدم دخولهم لزجر صاحب البيت عن اتخاذ الصور، الخ". (حاشية الشلبی علی تبيين الحقائق للزيلعی: ۴۱۴/۱، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، دارالكتب العلميه بيروت)

"وظاهر كلام النووی فی شرح مسلم: الإجماع علی تحريم تصوير الحيوان، وقال: و سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ، و سواء كان فی ثوب أوبساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها، اهـ". (رد المحتار: ۶۴۷/۱، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة و بدعة، سعيد)

(وكذا فی النهر الفائق: ۲۸۵/۱، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(وكذا فی البحر الرائق: ۴۸/۲، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، رشيديه)

(۳) "وكذا بطل بيع مالٍ غير متقوم كالخمر والخنزير، ويد خل فيه فرسٌ أوثورٌ من خزف لاستيناس الصبی؛ لأنه لاقيمة له ولايضمن متلفه". (الدرالمنتقی علی هامش مجمع الأنهر: ۵۴/۲، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، دارإحياء التراث العربی بيروت)

(وكذا فی درالمختار مع ردالمحتار: ۲۲۶/۵، كتاب البيوع، باب المتفرقات، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث فی الملهی والتلفزیون

(سنیما اور ٹی وی کا بیان)

سینما دیکھنا

سوال[۹۴۹۳]: موجودہ زمانہ میں جو سینما وغیرہ نکلے ہیں جس میں انسان وحیوان کی تصویریں بذریعۂ آلاتِ موسیقی دکھلائی جاتی ہیں جس کو بولتی گاتی فلم کہتے ہیں، اس میں پیسہ خرچ کرنا اور اس کو دیکھنا شرعاً کس قسم کا گناہ ہے اور کیا اس پر اصرار کبیرہ ہے اور کیا اس سے کفر لازم آتا ہے؟

سید حبیب الرحمٰن، شہر بمبئی، نمبر: ۸، محلہ کمائی ٹولہ، پانچویں گلی کی مسجد۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

سینما وغیرہ تماشوں کو دیکھنا اضاعتِ وقت، لہو ولعب اور گناہ ہے(۱)، اس میں پیسے خرچ کرنا اسراف

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله﴾ (سورة لقمان: ۶)

قال العلامة الآلوسی رحمه الله تعالیٰ: "﴿لهو الحدیث﴾ علی ما روی عن الحسن: "کل ماشغلک عن عبادة الله تعالیٰ وذکره من السمر والأضاحیک والخرافات والغناء ونحوها.....الخ".

(روح المعانی: ۲۱/۶۷، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

(وکذا فی تفسیر ابن کثیر: ۳/۵۸۳، مکتبه دار الفیحاء، دمشق)

قال العلامة الحصکفی رحمه الله تعالیٰ: "وفی السراج: ودلّت المسألة أن الملاهی کلها حرام، ویدخل علیهم بلا إذنهم، لإنکار المنکر. قال ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه: "صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات". قلت: وفی البزازیة: استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام؛ لقوله علیه الصلوٰة والسلام: "استماع الملاهی معصیة، والجلوس علیها فسق، والتلذذ بها کفر": أی بالنعمة، فصرف الجوارح إلی غیر ماخُلق لأجله کفرٌ بالنعمة لاشکرٌ، فالواجب کل الواجب أن یجتنب کی لایسمع، لماروی أنه علیه الصلوٰة والسلام أدخل أصبعه فی أذنه =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= عند سماعه". (الدرالمختار).

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "ذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا، واحتجّ بقوله تعالىٰ: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث﴾ الآية، جآء فى التفسير: أن المراد الغناء ..... سماع غناء، فهو حرام بإجماع العلماء .....والحاصل: أنه لارخصة فى السماع فى زماننا". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۳۴۹، سعيد)

(وكذافى الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه: ۵/۴۸۲، سعيد)

(وكذا فى الهداية، كتاب الشهادة، باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل:۳/۱۶۲،، مكتبه شركت علميه،ملتان)

(وكذا فى فتح القدير، كتاب الشهادة، باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل: ۷/۴۱۰، مصطفىٰ البابى الحلبى مصر)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فى الغناء واللهو: ۵/۳۵۴،رشيديه)

(وكذا فى البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فى الأكل والشرب: ۸/۳۴۶، رشيديه)

"عن جابر رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الغناء ينبت النفاق فى القلب كما ينبت الماء الزرع". رواه البيهقى فى شعب الإيمان". (مشكوٰة المصابيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر، الفصل الثالث، ص: ۴۱۱، قديمى)

قال العلامة الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "الغناء" –بكسر الغين، ممدوداً: أى التغنى– "ينبت النفاق فى القلب كماينبت الماء الزرع". يعنى الغناء سبب النفاق ومؤدٍ إليه، فأصله وشعبته، كما قال ..... وفى شرح السنة: قيل: الغناء رقية الزنا..... وقال النووى فى الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مكروه، وسماعه مكروه، وإن كان سماعه من الأجنبية كان أشد كراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار شاربى الخمر كالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام، وكذاسماعه حرام ..... وأطنب فى دلائل تحريمه". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر، الفصل الثالث: ۸/۵۵۷،۵۵۸، (رقم الحديث: ۴۸۱۰)، رشيديه). ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے جوکہ بنصِ قطعی ممنوع ہے: ﴿و لا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين﴾(۱) و فی مقام اٰخر: ﴿إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين، وكان الشيطان لربه كفوراً﴾(۲)۔ توبہ نہ کرنے سے اصرار علی الکبیرہ ہوجاوے گا(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود گنگوہی، ۲۳/۶/۵۳ھ۔

جواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

= "وكره كل لهو، لقوله عليه الصلاة والسلام: "كل لهو المسلم حرام إلاثلاثة". (الدرالمختار).

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: وكره كل لهو): أى كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد كما فى شرح التاويلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسحرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلهامكروهة؛ لأنها زىّ الكفار،واستماع ضرب الدف والمزمار وغيرذلك حرام". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۶/۳۹۵، سعيد)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشرفى الغناء واللهو: ۵/۳۵۴،رشيديه)

(وكذا فى الهداية، كتاب الكراهية، مسائل متفرقة: ۴/۴۷۵، شركت علميه ملتان)

(وكذا فى فتح القدير والعناية على هامش فتح القدير: ۱۰/۶۴، مصطفىٰ البابى الحلبى مصر)

(۱) (سورة الأعراف: ۳۱)

(۲) (سورة الإسراء: ۲۷)

(۳) "وترد شهادته بتأخيره: أى سنينا؛ لأن تأخيره صغيرةً، و بارتكابه مرةً لا يفسق إلا بالإصرار، بحر". (الدرالمختار). وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ عليه: "(قوله: إلا بالإصرار): أى لكن بالإصرار، فهو استثناء منقطع، لعدم دخول الإصرار تحت المرة. ثم لا يخفى أنه لا يلزم من عدم الفسق عدم الإثم، فإنه يأثم و لو بمرة ..... ومقتضاه أنه غير مقدر بعدد بل مفوض إلى الرأى والعرف، والظاهر أنه بمرتين لا يكون إصراراً". (ردالمحتار: ۲/۴۵۷، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، سعيد)

(وكذا فى النهر الفائق: ۲/۵۴، كتاب الحج، قديمى)

(وكذا فى البحر الرائق: ۲/۵۴۳، كتاب الحج، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

سینما تھیٹر دیکھنا

سوال[۹۴۹۴]: مسلمان مرد وعورتوں کا سینما، ٹاکیز، تھیٹر تماشا میں جانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ناجائز ہے:"الملاهی کلها حرام حتی التغنی بضرب القضیب، اهـ". هدایه(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۹/صفر/۱۳۵۹ھ۔

سینما، تصویر، فوٹو

سوال [۹۴۹۵]: ۱.....عمر سینما کا شائق ہے، اس بہانہ سے جاتا ہے کہ اس سے نصیحت آمیز باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ کیا کسی صورت میں سینما جانا درست ہوسکتا ہے؟

---

(۱) (الهداية: ۴۵۵/۴، كتاب الكراهية، فصل فی الأكل والشرب، مكتبه شركت علميه ملتان)

"لأن محمداً رحمه الله تعالیٰ علیه أطلق اسم اللعب والغناء بقوله: فوجد ثمة اللعب والغناء. فاللعب وهو اللهو حرام، كذا فی العناية. وهذا القدر من التعليل كاف فی بيان دلالة المسئلة على أن الملاهی كلها حرام، هو الصحيح المختار عندی. وقد زاد جمهور الشراح على ذلك كلاماً آخر حيث قالوا: فاللعب وهو اللهو حرام بالنص، قال النبی صلى الله تعالیٰ علیه وسلم: "لهو المؤمن باطل إلا فی ثلاث: تاديبه فرسه". وفی رواية: وملاعبته بفرسه ورميه عن قوسه وملاعبته مع أهله". (فتح القدير: ۱۴/۱۰، ۱۵، كتاب الكراهية، فصل فی الأكل والشرب، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

(وكذا فی الدرالمختار مع ردالمحتار: ۳۴۹/۶، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

(وكذا فی الدرالمختار مع ردالمحتار: ۴۸۲/۵، كتاب الشهادة، باب القبول و عدمه، سعيد)

(وكذا فی مجمع الأنهر: ۵۵۰/۲، كتاب الكراهية، فصل فی المتفرقات، داراحياء التراث العربی، بيروت)

(وكذا فی العناية على هامش فتح القدير: ۱۴/۱۰، كتاب الكراهية، فصل فی الأكل والشرب، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

Maktaba Tul Ishaat.com

تصویراورفوٹو میں فرق

سوال[۹۴۹۶]: ۲.....تصویراورفوٹو میں کچھ فرق ہے یانہیں،فوٹو رکھنا شرعاً کیسا ہے؟جواب مفصل اورکتب معتبرہ سے ہونا ضروری ہے۔فقط۔

الجواب حامداًومصلیاً:

۱.....کیاعمرکونصیحت آمیز باتیں اہلِ صلاح کی مجلس میں کہیں میسرنہیں آتیں کہ اس لہوولعب اورخلافِ شرع مجلس میں جاتا ہے، یہ سب حیلہ اورکیدِ نفس ہے،ایسی جگہ جانا شرعاً ہرگز جائزنہیں(۱)۔

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله﴾ (سورة لقمان: ٦)

قال العلامة الآلوسى رحمه الله تعالیٰ: "﴿لهو الحديث﴾ على ما روى عن الحسن: "كل ماشغلك عن عبادة الله تعالیٰ وذكره من السمر والأضاحيك والخرافات والغناء ونحوها.....الخ".

(روح المعانى: ٢١/٦٧، (سورة لقمان: ٦) دارإحياء التراث العربى، بيروت)

(وكذا فى تفسير ابن كثير: ٣/٥٨٣،مكتبة دارالفيحاء، دمشق)

قال العلامة الحصكفى رحمه الله تعالیٰ: "وفى السراج: ودلّت المسألة أن الملاهى كلهاحرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم، لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضى الله تعالیٰ عنه: "صوت اللهو والغناء ينبت النفاق فى القلب كما ينبت الماء النبات". قلت: وفى البزازية: استماع صوت الملاهى كضرب قصب ونحوه حرام؛ لقوله عليه الصلوٰة والسلام: "استماع الملاهى معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذبها كفر": أى بالنعمة، فصرف الجوارح إلى غيرماخُلق لأجله كفرٌ بالنعمة لاشكرٌ، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كى لايسمع، لماروى أنه عليه الصلوٰة والسلام أدخل أصبعه فى أذنه عند سماعه". (الدرالمختار).

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ: "ذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا، واحتجّ بقوله تعالیٰ: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث﴾ الآية، جآء فى التفسير: أن المراد الغناء ..... سماع غناء، فهو حرام باجماع العلماء .....والحاصل: أنه لارخصة فى السماع فى زماننا". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/٣٤٩، سعيد)

(وكذافى الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه: ٥/٤٨٢، سعيد)

(وكذا فى الهداية، كتاب الشهادة، باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل:٣/١٢٢،، مكتبه شركت علميه ملتان) =

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....حکم کے اعتبار سے ہر دو میں کچھ فرق نہیں، فوٹو بالکل تصویر کے حکم میں ہے، حیوان کا فوٹو رکھنا شرعاً ناجائز ہے:

"عن أبی طلحة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "لاتدخل الملائکة بیتاً فیه کلب ولاتصاویر، اھ". بخاری شریف(۱)۔

بے جان درخت وغیرہ کا فوٹو رکھنا درست ہے:

"قال العلماء: تصویر صورة الحیوان حرامٌ شدید التحریم، وهو من الکبائر؛ لأنه متوعد علیه بهذا الوعید الشدید (أی "أشد الناس عذاباًعند الله المصورون") وسواء صنعه لما یمتهن،

= (وکذا فی فتح القدیر، کتاب الشهادة، باب من یقبل شهادته ومن لا یقبل: ۴۱۰/۷، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو: ۳۵۴/۵،رشیدیه)

(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الکراهیة، فصل فی الأکل والشرب: ۳۴۶/۸، رشیدیه)

"عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع". رواه البیهقی فی شعب الإیمان". (مشکوة المصابیح، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث، ص: ۴۱۱، قدیمی)

قال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "الغناء" -بکسر الغین، ممدوداً: أی التغنی- "ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء الزرع". یعنی الغناء سبب النفاق ومؤدٍ إلیه، فأصله وشعبته، کما قال ..... وفی شرح السنة: قیل: الغناء رقیة الزنا..... وقال النووی فی الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مکروه، وسماعه مکروه. وإن کان سماعه من الأجنبیة، کان أشد کراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار شاربی الخمر کالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام، وکذاسماعه حرام ..... وأطنب فی دلائل تحریمه". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث: ۵۵۷/۸، ۵۵۸، (رقم الحدیث: ۴۸۱۰)، رشیدیه)

(۱) (صحیح البخاری: ۸۸۰/۲، کتاب اللباس،باب التصاویر، قدیمی)

(وکذا فی ردالمحتار: ۳۴۷/۱،مطلب اذاتردد الحکم بین سنة وبدعة، سعید)

(وایضاً راجع عنوان "تصاویر برکت کے لئے گھر میں رکھنا")

Maktaba Tul Ishaat.com

أم لـغيـره، فصنعه حرام بكل حال، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أوفلس أو إناء أوحـائـط أو غيـرهـا، فـأمـا تـصـويـر مـاليـس فيه صورة الحيوان، فليس بحرام، اهـ". فتح الباري: ۱/۳۱۵(۱)۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے تصویر اور فوٹو کے احکام میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، اس میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

قسم قسم کی فلم دیکھنا

سوال [۹۴۹۷]: ۱.....فلم ''خانۂ خدا'' دیکھنا کیسا ہے؟

۲.....موجودہ دور کی فلمیں دیکھنا کیسا ہے؟

۳.....جنگ کی فلمیں دیکھنا کیسا ہے؟

۴.....تبلیغی فلم (جس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو) دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱-۴.....ناچ گانا شرعاً ناجائز ہے، اس کا دیکھنا اور سننا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ فلم ہی کے ذریعہ ہو، دینی عبادت کو تماشہ بنانا تو اَور بھی خطرناک ہے۔ فلم تو خود مستقل لغو تماشا ہے، اس میں اَور لوگوں کو ملایا جائے تو مجموعۂ لغویات ہوگا (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۱/۸۹ھ۔

---

(۱) (فتح الباري، كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، (رقم الحديث: ۵۹۵۰): ۱۰/۴۷۰، قديمي)

(۲) (تصویر کے شرعی احکام، ادارۃ المعارف کراچی)

(۳) "ودلّت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات". (الدر المختار).

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: ودلت المسألة، الخ)؛ لأن محمداً رحمه الله =

Maktaba Tul Ishaat.com

متبعِ شریعت کوسینما دیکھنا

سوال [۹۴۹۸]: نیک کام میں حصہ لیتا ہے،لیکن سینما دیکھتا ہے۔اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

نماز پڑھنا اور ہر نیک کام میں حصہ لینا عین سعادت ہے،سینما دیکھنا گناہ ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمود گنگوہی عفااللہ عنہ،معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۲۸/۵/۶۶ھ۔

= تعالیٰ أطلق اسم اللعب والغناء، فاللعب وهو اللهو حرام بالنص، قال عليه الصلوٰة والسلام: "لهو المؤمن باطل إلا فی ثلاث ..... اهـ". وكذاقول الإمام "ابتُليت" دليل على أنه حرام، إتقانی. وفيه كلام لابن الكمال، فيه كلام، فراجعه متأملاً". (ردالمحتار: ۳۴۸/۶، كتاب الحظر والإباحة، سعيد)

"وكره كل لهو، لقوله عليه الصلاة والسلام: "كل لهو المسلم حرام إلاثلاثة". (الدرالمختار). قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ: "(قوله: وكره كل لهو): أی كل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنى واحد، كما فی شرح التاويلات. والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زیّ الكفار. واستماع ضرب الدف والمزمار وغيرذلك حرام. وإن سمع بغتةً، يكون معذوراً، ويجب أن يجتهدأن لايسمع". (ردالمحتار: ۳۹۵/۶، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البيع، سعيد)

(وكذا فی الهداية: ۴۷۵/۴، كتاب الكراهية، مسائل متفرقه، شركت علميه ملتان)

(وكذا فی الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۵۴/۵، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو،رشيديه)

(۱) "ودل قوله: "ابتُليت" على حرمة كل الملاهی حتیٰ التغنی بضرب القضيب؛ لأن الابتلاء إنما يكون بالمحرم". (مجمع الأنهر،كتاب الكراهية، فصل فی المتفرقات: ۵۵۰/۲، داراحياء التراث العربی،بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

سینما میں معجزہ شق القمر اور اس کی توجیہ

استفتاء [۹۴۹۹]: زید کہتا ہے کہ اگر سینما کے تماشہ میں معجزۂ شق القمر کی تصویر دکھلائی جاتی ہے اور نعت، غزلیں پڑھی جاتی ہیں تو ﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾(۱) کے ارشادِ خداوندی کے مطابق معصیت کا زور ہلکا ہوتا ہے، اس لئے وہ دلیلیں پیش کرتا ہے: اولاً یہ کہ نعت وغزل اور معجزۂ شق القمر کی تصویر عوام کے حق میں علمی گہری تبلیغی قیمت رکھتی ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ نفس کی خرابیاں جب انسان کا مُنہ کالا کرنے پر ہی آمادہ ہی کریں تو صریح حرام کاری کے مقابلے میں تو متعہ کی گنجائش بہر حال ہے ہی۔

اس کے جواب میں عمر کہتا ہے کہ یہ استدلال غلط ہے۔ کیونکہ سینما کے تماشہ میں نعت غزل پڑھنے یا معجزۂ شق القمر کی تصویر دکھانے سے معصیت کی شدت کم نہیں ہوتی، بلکہ اَور زائد ہو جاتی ہے، کیونکہ اس سے احکامِ شرعیہ کا استخفاف لازم آتا ہے، اس کی صورت بالکل وہی ہو جاتی ہے جو قرآن پاک کو ساز اور دف پر گا کر پڑھنے سے ہو سکتی ہے اور جس کے متعلق فقہائے کرام نے متفقہ طور پر حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے، پس زید وعمر کے مذکورہ بالا اقوال میں سے کس کا قول شرعاً صحیح اور کس کا غلط ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کا قول غلط اور عمر کا قول صحیح ہے، ایسے موقع میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پڑھنا سوئے ادب اور خلافِ احترام ہے:

"وفي الخلاصة: من قرأ القرآن على ضرب الدف والقضيب، يكفر. قلت: ويقرب منه ضرب الدف والقضيب مع ذكر الله تعالىٰ ونعت المصطفى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وكذا التصفيق على الذكر، اهـ". شرح فقه أكبر، ص: ۲۰۵(۲)۔

---

(۱) (سورة هود: ۱۱۴)

(۲) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۶۷، فصل في القراءة والصلوة، قديمي)

(وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: ۶/۴۲۱، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، سعيد)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، التاسع فيما يقال في القرآن والأذكار والصلاة: ۶/۳۳۸، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

اسی طرح معجزۂ شق القمر وغیرہ کی تصویر دکھانا، یہ بھی گستاخی اور معجزہ کا استہزاء اور استخفاف ہے، جس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں (۱)۔ آیت: ﴿إن الحسنات يذهبن السيئا ت﴾ (۲) سے استدلال بے محل اور علیحدہ ہے، اس آیت پر غور کیا جائے تو حسنات کی ترغیب ہے، نہ کہ سیئات کی اجازت ہے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یکم/رجب/۶۲ھ۔

الجواب صحیح: عبد اللطیف، ناظم مظاہر علوم، ۲/رجب/۶۲ھ۔

سینما کے جواز پر واقعہ موسیٰ علیہ السلام سے استدلال

استفتاء [۹۵۰۰]: زید سینما کا تماشہ دیکھنے جاتا ہے اور اس کے جواز میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ یوم الزینت سے استدلال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر اس جاہل میلے میں صرف جاتے ہی نہیں، بلکہ لوگوں کو بلا کر لے جاتے ہیں اور الٹے ساحروں سے فرمائش کرتے ہیں: ﴿قالوا ياموسىٰ إما تلقي وإما أن نكون أول من ألقى (٤)۔ اور وہ میلہ ہی کیا جس میں سحر کا مظاہرہ ہو رہا ہو اور وہ بھی پیغمبرِ وقت کے ایماء سے! انتہیٰ کلام زید۔

غرض قرآن کریم کی ان آیات سے زید نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ جس طرح یوم الزینت کے موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غرض صحیح اور مصلحت مبنی مظاہرہ باطل پر صرف صورۃً تھی حقیقۃً مقصود اس باطل کا روکنا تھا، اس

= (وكذا في مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع: ۱/۶۹۳، داراحيا التراث العربي، بيروت)

(۱) "والاستهزاء بشئ من الشرائع كفرٌ، ابن كمال". (الدرالمختار، كتاب الشهادة، باب القبول وعدمه: ۵/۴۷۴، سعيد)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، قبيل فصل في الكفر صريحاً وكنايةً، ص: ۱۷۶، قديمي)

(۲) (سورة هود: ۱۱۴)

(۳) قال ابن كثير: "يا معاذ! اتبع السيئة الحسنة تمحها، وخَالِقِ الناس بخلق حسن". (تفسير ابن كثير: ۲/۶۰۹، مكتبه دارالفيحاء دمشق)

(۴) (سورة طه: ۶۵)

Maktaba Tul Ishaat.com

لئے سینما کا دیکھنا بھی جائز ہوسکتا ہے۔لیکن جب زید سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آج سینما دیکھنے کے بعد کون سی اعجاز موسیٰ علیہ السلام سے اس فن کو توڑا جاسکتا ہے؟ تو وہ جواب میں صرف یہ کہتا ہے کہ اگر کسی سینما میں نعت، غزل گائے جائیں، یا معجزۂ شق القمر کی تصویریں دکھادی جائیں وغیرہ—من قبل ذلك— تو یہ باتیں عوام کے حق میں بہت بڑی تبلیغی قیمت رکھتی ہیں اور اس طرح سحرِ سامری کسی درجے میں اعجاز موسیٰ کے تابع ہوجاتا ہے اور سینما سے کچھ نہ کچھ اصلاح وتبلیغ کا کام سرانجام پاجاتا ہے۔

اس کے جواب میں عمر کہتا ہے کہ قیاس مع الفارق ہے اور غلط ہے، سینما کے تماشہ دیکھنے کو یوم الزینت، سحر شکنی سے کوئی ربط نہیں ہوسکتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام یوم الزینت میں تماشہ دیکھنے نہ گئے تھے، بلکہ حکمِ خداوندی سے ابطالِ سحر کرنے گئے تھے۔ نیز یوم الزینت کا موقع تماشہ کے رنگ اور سحروں کا نظارہ کرنے اور یا ساحروں کا سحر دیکھنے کے لئے مقرر نہیں کیا گیا تھا، بلکہ اس لئے مقرر کیا گیا تھا کہ اس دن ان اطراف واکناف سے لوگ جمع ہوتے تھے، اس لئے سب کے سامنے علی رؤس الاشہاد اِحقاقِ حق وابطالِ باطل مطلوب تھا۔ مزید عمر کہتا ہے کہ سینما کے تماشہ میں نامحرم عورتیں نیم عریاں ہوکر نامحرم مَردوں سے اختلاط کرتی ہیں اور سینکڑوں بیہودگی ہوتی ہیں۔

نعت اور غزلوں کا گانا گایا جانا خود شریعت کا استخفاف ہونے کی بناء پر حرام ہے، علی ہذا القیاس اس قسم کے فحش مجمع میں معجزۂ شق القمر، اسی قبیل کی دوسری تصویریں دکھایا جانا ایک مستقل معصیت ہے، اس لئے یہ چیزیں اصلاح وتبلیغ کے ذیل میں نہیں آسکتیں، بلکہ سنگین معاصی ہیں جن کو حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے، نہ کہ ان کی حوصلہ افزائی کرنی۔ان دونوں میں کس کا قول صحیح اور کس کا غلط؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کا قول سراسر غلط ہے اور خلافِ شرع ہے اور قیاس مع الفارق ہے، وہاں یوم الزینت (۱) کے اجتماع کو ذریعہ بنایا گیا اِحقاقِ حق اور ابطال باطل کے لئے اور اصل مقصود بوجہ الٰہی احقاقِ حق ابطال باطل علی

---

(۱) ''یوم الزینت'' سے مراد ہے، قول باری تعالیٰ: ﴿قال موعدكم يوم الزينة وان يحشر الناس ضحىً﴾ (سورة طه: ۵۹)

Maktaba Tul Ishaat.com

رؤس الاشہاد تھا(۱) اور یہاں نعت غزلوں اور معجزۂ شق القمر کی تصویروں کو بغرضِ حسنِ نیت اور تبلیغ ذریعہ بنایا جاتا ہے ارتکابِ محرمات واشاعتِ فواحش کا، یعنی جن لوگوں کو سینما سے طبعی نفرت ہے وہ لوگ ویسے تو ارتکابِ محرمات وحرامات کے لئے آمادہ نہیں ہوتے اور اپنا عزیز وقت اور مال ضائع کر کے اخوان الشیاطین کی فہرست میں نام درج نہیں کراتے، ان کے لئے شیطان نے یہ جال بنایا ہے کہ ایسے لوگ معجزہ دیکھنے اور نعت غزلیں سننے کے لئے آسکتے ہیں اور مقصود ہے ''فواحش ومحرمات کا ارتکاب''۔

جولوگ نعت، غزلیں سینما میں پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں، نیز معجزات کی تصاویر دیکھتے اور یاد دکھلاتے ہیں ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس قدر محبت اور تعلق ہے جس کی بناء پر وہ ایسا کرتے ہیں (۲) اس کا اندازہ ان کے شب وروز کے افعال: معاملات، وضع وقطع سے ہوسکتا ہے کہ کس قدر سنت کا اتباع کرتے ہیں اور حرام کاموں سے بچتے ہیں، یا ایسا دیکھنے کے بعد کتنے لوگوں کی حالت سنت کے مطابق ہوگئی؟

قاعدہ ہے کہ حصولِ مقصد کے بعد ذریعہ کی ضرورت نہیں رہتی (۳) جیسا کہ احقاقِ حق وابطالِ باطل کے بعد یوم الزینت کی ضرورت نہیں رہی تھی اور ساحروں کی سحر کاری باطل ہونے کے بعد عصاء کو ثعبان کی

---

(۱) "وإنما واعدهم ذلك اليوم؛ ليكون علو كلمة الله، وظهور دينه، وكبت الكافر، وزهوق الباطل على رؤوس الأشهاد". (تفسير القرطبي، الجز الحادى عشر: ۱۴۹/۶، (سورة طه: ۵۹)، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) مجالسِ فسق میں تلاوت اور نعت وغیرہ پڑھنا جائز نہیں ہے:

"والمجلس الذى اجتمعوا فيه للغناء والرقص لايُقرأ فيه القرآن كما لايقرأ فى البِيَع والكنائس؛ لأنه مجمع الشيطان". (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيريه: ۳۳۸/۶، التاسع فيما يقال فى القرآن، رشيديه)

(وكذا فى مجمع الأنهر: ۵۵۱/۲، كتاب الكراهية، فصل فى المتفرقات دار إحياء التراث العربى، بيروت)

(۳) "الضرورات تقدر بقدرها" فلا يأكل من الميتة إلا قدر سد الرمق. من ثم اليمين الكاذبة لاتباح للضرورة، إنما يباح التورية والتعريض". (قواعد الفقه، (رقم القاعدة: ۱۷۱)، ص: ۸۹، الصدف پبلشرز كراچى)

Maktaba Tul Ishaat.com

صورت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں رہی تو اتنے زمانہ سے سینما میں نعت، غزلیں پڑھی جارہی ہیں تو کتنے لوگوں کی حالت مطابقِ شریعت ہوگئی اور کتنے لوگوں نے ان فواحش ومحرمات کو ترک کیا؟ جس کو ذریعہ بنایا گیا تھا تبلیغ اور اتباعِ سنت کا اور اس نصب العین کے ماتحت کیا آج تک کسی سینما کے ملازموں کی حالت درست ہوئی ہے؟ اور انہوں نے ملازمت ترک کی، یا سینما کو بند کردیا گیا؟ کچھ نہیں، سب حیلہ ہے، بہانۂ شیطانی مکروفریب ہے، نفس کا دھوکہ ہے اور نہایت خطرناک ہے:

"عن أبی بکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: "إن إبلیس قال: أهلکتُهم بالذنوب، فأهلکونی بالاستغفار، فلما رأیت ذلك أهلکتُهم بالأهواء، فهم یحسبون أنهم یُحسنون صنعاً، فلا یستغفرون". رواه ابن أبی عاصم وغیره، ۱ھ".

ترغیب وترهیب: ۱/۲۵(۱)۔

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں کے ذریعہ ہلاک کیا تو انہوں مجھے استغفار کے ذریعہ ہلاک کردیا، یعنی توبہ کرکے گناہ معاف کرالئے اور میری کوشش بے کار گئی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے خواہشِ نفسانی کے ذریعہ ہلاک کیا، پس خیال کرتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر ہیں اس لئے توبہ ہی نہیں کرتے"۔

جو شخص گناہ کو گناہ خیال کرتے ہیں اس کے متعلق توقع ہے کہ توبہ کرے اور راہ راست پر آجائے، لیکن جو شخص گناہ کو جائز اور ثواب جان کر کرے اس کی حالت زیادہ خطرناک ہے، اس لئے توبہ کی بھی توقع نہیں (۲)۔

فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، یکم/رجب/۶۲ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مظاہر علوم سہارنپور، یکم/رجب/۶۲ھ۔

الجواب صحیح: عبد اللطیف، ناظم مظاہر علوم، ۲/رجب/۶۲ھ۔

---

(۱) (لم أعثر علیه)

(۲) "عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: "کل أمتی =

Maktaba Tul Ishaat.com

نیک نیت سے سینما دیکھنا اور اس کا اعلان کرنا

سوال [۹۵۰۱]: زید علی الاعلان یہ کہتا ہے کہ میں کبھی کبھی لمبے وقفوں کے بعد سینما جو ٹھیٹر یا ناٹک کی قسم کا ایک تماشہ ہے(۱)، جس میں گانا، بجانا، ناچ، رنگ، مرد وعورت کا اختلاط اور کھلے چہروں اور ننگے بازوؤں کی نمائش ہوتی ہے، دیکھتا اور فسق کا ارتکاب عمداً کر دیا کرتا ہوں اور اللہ سے امید ہے کہ میری نیت پر نظر کر کے اس باب میں مواخذہ نہ فرمائے گا۔ پس زید کا یہ کہنا یعنی قول صحیح ہے؟

الف: حسنِ نیت کی بناء پر وہ مواخذۂ اُخروی سے بچ جائے گا، یا معصیت کا ضرر کم ہو جائے گا؟

ب: کیا معصیت کرنے کے بعد زید کا علی الاعلان اظہار معصیت، معصیت کے ضرر کو ہلکا کرتا ہے، یا زیادہ، از روئے شریعت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

سینما دیکھنا شرعاً ناجائز ہے، اس عدمِ جواز کی چند وجوہ ہیں: گانا، بجانا، ناچ، رنگ(۲)، مَرد وعورت

= معافى إلا المجاهرون". (مشكوة المصابيح، كتاب الأدب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الأول، ص: ۲۱۴، قديمی)

"إلا المجاهرون"..... هو مستثنى من قوله: "معافى" وهو فى معنى النفى: أى كل أمتى لاذنب عليهم إلا المجاهرون ..... قال الطيبى: والأظهر أن يقال: كل أمتى يتركون عن الغيبة إلا المجاهرون ..... والمجاهرون هم الذين جاهروا لمعاصيهم وأظهروها ..... كل لايؤاخذون، أولا يعاقبون عقاباً شديداً إلاالمجاهرون". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الحفظ اللسان والغيبة والشتم: ۵۷۵/۸، (رقم الحديث: ۴۸۳۱)، رشيديه)

(۱) ''ناٹک: ناچنے والا، رقاص، تماشا کرنے والا، کھیل، ڈرامہ''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۳۳۹، فیروز سنز، لاهور)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله﴾ (سورة لقمان: ۶)

قال العلامة الآلوسى رحمه الله تعالىٰ: "﴿لهو الحديث﴾ على ما روى عن الحسن: "كل ماشغلك عن عبادة الله تعالىٰ وذكره من السمر والأضاحيك والخرافات والغناء ونحوها..... الخ". (روح المعانى، (سورة لقمان: ۶): ۶۷/۲۱، داراحياء التراث العربى، بيروت) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= (وكذا في تفسير ابن كثير، (سورة لقمان: ٦): ٣/٥٨٣، مكتبه دارالفيحاء، دمشق)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "وفي السراج: ودلّت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم، لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه: "صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات". قلت: وفي البزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام؛ لقوله عليه الصلوٰة والسلام: "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذبها كفر": أي بالنعمة، فصرفُ الجوارح إلى غير ماخُلق لأجله كفرٌ بالنعمة لاشكرٌ، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لايسمع، لماروى أنه عليه الصلوٰة والسلام أدخل أصبعه في أذنه عند سماعه". (الدرالمختار).

قال العلامة الشامي رحمه الله تعالىٰ: "ذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا، واحتجّ بقوله تعالىٰ: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث﴾ الآية، جآء في التفسير: أن المراد الغناء ..... سماع غناء، فهو حرام بإجماع العلماء .....والحاصل: أنه لارخصة في السماع في زماننا".

(ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/٣٤٩، سعيد)

(وكذافي الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه: ٥/٤٨٢، سعيد)

(وكذا في الهداية، كتاب الشهادة، باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل: ٣/١٦٢،، مكتبه شركت علميه ملتان)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الشهادة، باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل: ٧/٤١٠، مصطفىٰ البابى الحلبى مصر)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو: ٥/٣٥٤، رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ٨/٣٤٦، رشيديه)

"عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع". رواه البيهقي في شعب الإيمان". (مشكوٰة المصابيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر، الفصل الثالث: ٢/٤١١، قديمى)

قال الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "الغناء" -بكسر الغين، ممدوداً: أى التغنى- "ينبت =

Maktaba Tul Ishaat.com

کا اختلاط، کھلے چہروں اور ننگے بازوؤں کی نمائش (۱)، لہو ولعب (۲)، اضاعتِ وقت ومال (۳)، ان سب پر

= النفاق فی القلب کماینبت الماء الزرع". یعنی الغناء سبب النفاق ومؤدٍ إلیه، فأصله وشعبته، کما قال ..... وفی شرح السنة: قیل: الغناء رقیة الزنا..... وقال النووی فی الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مکروه، وسماعه مکروه. وإن کان سماعه من الأجنبیة، کان أشد کراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار شاربی الخمر کالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام، وکذاسماعه حرام ..... وأطنب فی دلائل تحریمه". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب البیان والشعر، الفصل الثالث: ۸/۵۵۷، ۵۵۸، (رقم الحدیث: ۴۸۱۰)، رشیدیه)

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿یا أیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن عن جلابیبهن﴾ (سورة الأحزاب: ۲۲)

"عن عقبة بن عامر أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "إیاکم والدخول علی النساء". فقال رجل من الأنصار: یارسول الله! أفریت الحمو؟ قال: "الحمو الموت". (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب: لایخلون رجل بامرأة: ۲/۷۸۷، قدیمی)

"الخلوة بالأجنبیة حرام". (الدرالمختار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس: ۶/۳۶۸، سعید)

(۲) "وکره کل لهو، لقوله علیه الصلاة والسلام: "کل لهو المسلم حرام إلاثلاثة". (الدرالمختار).

قال ابن عابدین: "(قوله: وکره کل لهو): أی کل لعب وعبث، فالثلاثة بمعنی واحد کما فی شرح التاویلات، والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنهاکلهامکروهة؛ لأنها زیّ الکفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغیرذلک حرام". (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۶/۳۹۵، سعید)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب السابع عشرفی الغناء واللهو: ۵/۳۵۴، رشیدیه)

(وکذا فی الهدایة، کتاب الکراهیة، مسائل متفرقة: ۴/۴۷۵، شرکت علمیه ملتان)

(وکذا فی فتح القدیر والعنایة علی هامش فتح القدیر: ۱۰/۶۴، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر)

(۳) قال الله تعالیٰ: ﴿ولاتسرفوا إنه لایحب المسرفین﴾ (سورة الأعراف: ۳۱) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

طرفہ، اس پر علی الاعلان اظہار! ان میں ہر وجہ عدمِ جواز کے لئے مستقل ہے، کتب فقہ میں ہر ایک کی ممانعت بصراحت موجود ہے۔ حسنِ نیت کو ظاہر نہیں کیا کہ وہ کیا ہے، جو نیت خلاف شرع ہو وہ ہرگز قابلِ قبول نہیں (۱)، اگر اچھی نیت ہے تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے، لیکن شریعت ظاہر پر حکم لگائے گی (۲)، لہٰذا اس مخفی حسنِ نیت کی وجہ سے ان محرمات کی شرعاً اجازت نہیں ہوسکتی، اظہارِ معصیت مستقل معصیت اور ممنوع ہے (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

فلم حج

سوال[۹۵۰۲]: فلم ''خانۂ خدا'' دیکھنا کیسا ہے کہ اس میں تمام حج کے مقامات اور ارکانِ حج کرتے دکھلاتے ہیں اور کچھ مسلم نمائندوں نے اس کی تائید میں بیانات بھی دیئے ہیں۔ کیا قرآن وحدیث شریف کی روشنی میں یہ بیانات صحیح ہیں اور اس فلم کو دیکھنا درست ہے؟

= قال العلامة الجصاص: "والإسراف هو مجاوزة حد الاستواء، فتارةً يكون بمجاوزة الحلال إلى الحرام". (أحكام القرآن للجصاص: ۳/ ۵۱، مطلب: في ستر العورة في الصلاة، قديمي)

وقال الله تعالىٰ: ﴿إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين، وكان الشيطٰن لربه كفوراً﴾ الآية (سورة الإسراء: ۲۷)

"قيل: فيه وجهان: أحدهما: أنهم إخوانهم باتباعهم آثارَهم وجريهم على سننهم. والثاني، أنهم يقرنون بالشياطين في النار". (أحكام القرآن للجصاص: ۳/۲۹۳، قديمي)

(وكذا في روح المعاني: ۱۵/ ۶۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۱) "أن ترك المنهي عنه لايحتاج إلى نية للخروج عن عهدة النهي". (الأشباه والنظائر، الفن الأول، القاعدة الأولىٰ، لاثواب إلا بالنية، ص: ۳۰، قديمي)

(۲) "(قوله: ظاهراً فقط): أي ينفذ ظاهراً لاباطناً؛ لأن شهادة الزور حجة ظاهراً لاباطناً، فيفذ القضاء". (ردالمحتار، كتاب القضاء، مطلب في القضاء بشهادة الزور: ۵/ ۴۰۶، سعيد)

(۳) "وفي الطريقة المعينية: لااستحالة في جعل المعصية سبباً للعبادة التي حكمها أن تكفر المعصية وتذهب السيئة ..... وإنما المحال أن تجعل سبباً للعبادة الموصلة إلى الجنة اهـ". (ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب الكفارة، مطلب لااستحالة في جعل المعصية سببا للعبادة: ۳/ ۴۷۲، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

سب جانتے ہیں کہ ''فلم'' لہوولعب اور بے کارلوگوں کے لئے آلۂ تفریح ہے، جن پانچ ارکان پر اسلام کی بنیاد ہے حج ان میں عظیم الشان رکن اورشعائرِ اسلام میں سے ہے، دینِ اسلام کے اتنے بڑے رکن کوآلۂ تفریح بنانا تعلیماتِ اسلام کے سخت خلاف ہے، جولوگ آیتِ قرآنیہ سے تفریح کیا کرتے ہیں، ان کی سخت مذمت قرآن پاک میں آئی ہےاورممانعت کی گئی ہے:﴿لاتتخذوا ایات اللّٰہ ھزواً﴾ الآیہ(۱)۔

شرح فقہ اکبر میں ہے کہ ''اگر تفریح کے لئے ایک شخص واعظ بن کرممبر پر بیٹھ کر وعظ کی نقل کرے اور سب بیٹھے سنتے رہیں، یاایک شخص کوعالم بنا کر بٹھایااورلوگ آ آ کراس سے مسائل دریافت کریں اوروہ جوابات دیتا رہےاور یہ سب تفریح کے طور پر ہو، ان کا ایمان سلامت نہیں رہے گا''(۲)۔

یہ اس وقت ہے جبکہ اس میں اورخرافات نہ ہوتی ہو، ورنہ شناعت وقباحت میں اَوراضافہ ہوگا، ایسی فلم سے بالکل اجتناب کیا جائے۔حق تعالیٰ ان تمام بندوں کوتوفیق دے کہ وہ اپنی غلطی کااعتراف کر کے سچے دل سے توبہ کریں اوراپنی توبہ کااعلان بھی شائع کریں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودعفی عنہ، معین مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۱۰/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۱۰/۸۷ھ۔

---

(۱) (سورة البقرہ: ۲۳۱)

(۲) "من جلس على مكان مرتفع، والناس حوله يسألون منه بطريق الاستهزاء، ثم يضربونه بالوسائد: أى مثلاً، وهم يضحكون، كفروا جميعاً: أى لاستخفافهم بالشرع. وكذا لولم يجلس على المكان المرتفع. ونقل عن الأستاذ نجم الدين الكندى بسمر قند: أن من تشبه بالمعلم على وجه السخرية وأخذ الخشبة وضرب الصبيان، كفر، يعنى لأن معلم القرآن من جملة علماء الشريعة، فالاستهزاء به وبمعلمه يكون كفراً". (شرح الفقه الأكبر للملاعلى قارى، ص: ۱۷۳، فصل فى العلم والعلماء، قديمى)

(وكذا فى فتاوىٰ قاضى خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية: ۳۳۷/۲، كتاب السير، الثامن فى الاستخفاف بالعلم، رشيديه)

(وكذا فى الفتاوىٰ العالمكيرية: ۲۷۰/۲، كتاب السير، الباب التاسع فى أحكام المرتدين، مطلب: ومنها مايتعلق بالعلم والعلماء، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ٹیلی ویژن

سوال [۹۵۰۳]: ٹیلی ویژن دیکھنا، اس کو گھر میں رکھنا کیسا ہے، کیا ٹیلی ویژن دیکھنے والے مثل ناچ دیکھنے والے کے فاسق ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً:

اس میں ناچ ہوتا ہو تو وہ ناچ دیکھنے والے کے مثل ہوگا(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ریڈیو کی خرید وفروخت اور استعمال

سوال [۹۵۰۴]: زید ریڈیو کا کام کرتا ہے اور گھر پر ریڈیو بھی رکھتا ہے، عمر اس پر اعتراض کرتا ہے کہ ریڈیو رکھنا ناجائز ہے۔سوال یہ ہے کہ ریڈیو کس صورت میں رکھا جاسکتا ہے اور کس صورت میں نہیں رکھا جاسکتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ریڈیو پر قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے، تفسیر ہوتی ہے، دینی تقریریں ہوتی ہیں، صحیح خبریں سنائی جاتی ہیں، حالاتِ حاضرہ پر صحیح تبصرہ کیا جاتا ہے، ان امور کا سننا جائز ہے اور اس مقصد کے لئے ریڈیو گھر پر رکھنا بھی جائز ہے(۲)۔ریڈیو پر گانا بجانا ہوتا ہے(۳)، فحش مکالمہ ہوتا ہے، بلاوجہ کسی کو بُرا کہا جاتا ہے اور بدنام کیا جاتا

---

(۱) "أما التلفزيون والفديو، فلاشك في حرمة استعمالها بالنظر إلى مايشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخلاعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذلك من أسباب الفسوق". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس، والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان: ۱۶۴/۴، مكتبه دارالعلوم، كراچی)

(۲) "محض تلاوت دو وجہ سے ناجائز ہے: ۱-عموماً تلاوت کرنے والا اجرت لیتا ہے اور تلاوت محضہ پر اجرت لینا حرام ہے، ۲-اسی مجلس میں گانا بجانا بھی ہوتا ہے جس میں قرآن کریم کی توہین ہے، لہٰذا اس کا سننا بھی جائز نہیں، تفسیر بیان کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز ہے۔واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم"۔(أحسن الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة، ریڈیو پر تلاوت وتفسیر: ۱۹۹/۸، سعيد)

(۳) "عن جابر رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الغناء ينبت النفاق=

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے، ان امور کا سُننا اور اس مقصد کے لئے رکھنا درست نہیں (۱)۔

ریڈیو کی بیع ومرمت درست ہے (۲)، پھر اگر خریدنے والا اس کو غلط استعمال کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے، فروخت کرنے والے پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۲/۲۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۰/۲/۲۵ھ۔

گانا سننے کی دلیل

سوال [۹۵۰۵]: ایک شخص کہتا ہے کہ گانا سننا جائز ہے اور دلیل میں یہ حدیث شریف پیش کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میں چند لڑکیاں گا رہی تھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن رہے تھے، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گذرے، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر میں شیطانی کام کیا، اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوبکر! ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو'' (۳)۔ لہذا آپ سے عرض ہے کہ بتایئے ہم اس شخص کو کیا جواب دیں؟

= فی القلب کما ینبت الماء الزرع". رواه البیهقی فی شعب الإیمان". (مشکوة المصابیح، ص: ۴۱۱ باب البیان والشعر الفصل الثالث، قدیمی)

(۱) "لأن الأمور بمقاصدها". (الأشباه والنظائر، القاعدة الثانية، (رقم القاعدة: ۷۸): ۱/۱۰۲، إدارة القرآن کراچی)

(۲) ''اگر یہ یقین ہو کہ ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ ساز باجا اور گانا وغیرہ کے گناہ میں مبتلا نہ ہوگا تو خریدنا اور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے، ورنہ نہیں''۔ (أحسن الفتاویٰ، کتاب البیوع، عنوان مسئله: ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کی خرید و فروخت: ۶/۵۰۵، سعید)

(۳) " عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت: دخل علیّ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بُعاث، فاضطجع علی الفراش، وحول وجهه، ودخل أبوبکر رضی الله تعالیٰ عنه، فانتهرنی، وقال: مزمارة الشیطان عند النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فأقبل علیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقال: "دعهما، فلما غفل غمزتهما فخرجتا". (صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الحرب والدرق یوم العید: ۱/۱۳۰، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

چھوٹی بچیاں اگر کچھ پڑھیں، جو نہ گانے کے قواعد: راگ وغیرہ سے واقف ہیں، نہ ان کی کسی کو شہوت ہو، نہ وہ پردہ کے قابل ہوں تو ان پر بڑی عورتوں کو قیاس کرنا جن کی آواز میں فتنہ ہو اور صورت بھی فتنہ، اور ان سے پردہ بھی ضروری ہے: بالکل غلط ہے، ہرگز قابل استدلال نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱/۸۸ھ۔

ٹرانسسٹر سننا

سوال [۹۵۰۶]: ٹرانسسٹر ریڈیو پر خبروں کا سننا کیسا ہے؟ چونکہ آلۂ لہو ولعب ہے، اس لئے یہ اشکال پیدا ہوا ہے، ورنہ فی نفسہ خبروں کا سننا کچھ قبیح نہیں معلوم ہوتا۔ ایک مولوی صاحب اپنے گھر پر ریڈیو لگا کر خبر سن رہے تھے، ان کے والد محترم نے منع کیا کہ آپ کے شایان شان نہیں ہے، تو انہوں نے حوالہ دیا کہ شیخ الحدیث صاحب دارالعلوم دیوبند کو میں نے سنتے دیکھا ہے۔ اب صورت مسئولہ میں جو حکم شرعی ہو اسے تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

محض خبروں، تبصروں اور تقریروں کا سننا تو درست ہے (۲)، گانا بجانا اور غلط چیزوں کا سننا منع ہے۔ یہ

---

(۱) قال الحافظ ابن الحجر العسقلانی رحمه الله تعالیٰ: "قال القرطبی رحمه الله تعالیٰ: ليستا بمغنيتين": أی ليستا ممن يعرف الغناء كما يعرفه المغنيات المعروفات بذلك. وهذا منها تحرز عن الغناء المعتاد عند المشتهرين به، وهو الذی يحرك الساكن ويبعث الكامن، وهذا النوع إذا كان فی شعر فيه وصف محاسن النساء، والخمر وغيرهما من الأمور المحرمة، لايختلف فی تحريمه". (فتح الباری شرح صحيح البخاری، كتاب العيدين، باب الحرب والدرق يوم العيد، (رقم الحديث: ۹۴۹): ۵۶۳/۲، قديمی)

(وكذا فی روح المعانی، (سورة لقمان: ۶): ۷۰/۲۱، دارإحياء التراث العربی بيروت)

(۲) "ریڈیو میں گانا بجانا، قوالی، فحش ڈرامے وغیرہ سننا جائز نہیں، کوئی مفید تقریر ہو تو اس کے سننے میں کوئی مضائقہ نہیں، قرآن مجید سننا بھی مباح ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ"۔ (کفایت المفتی، کتاب الحظر والإباحة، سولہواں باب: ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر، عنوان مسئلہ: ریڈیو سننا: ۲۱۱/۹، دارالإشاعت کراچی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

آلہ اصالۃً خبروں کو بہت جلد پھیلانے کے لئے موضوع ہے، مگر اس میں لہوولعب، گانا بجانا بھی بہت کثرت سے ہوتا ہے. وممنوع ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۹۲/۸ھ۔

= دوسری جگہ پر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں: ''ریڈیو کی مشین گھر میں لگانا اس شرط سے جائز ہے کہ اس میں خبریں اور مباح تقریریں سنی جائیں، گانا بجانا اور ناجائز تقریریں نہ سنی جائیں''۔(کفایت المفتی، کتاب الحظر والإباحة، سولہواں باب: ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر، عنوان: ریڈیو کا استعمال کب جائز ہے: ۹/ ۲۱۸، دارالإشاعت کراچی)

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله﴾ (سورة لقمان: ٦)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالیٰ: "﴿لهو الحديث﴾ على ما روى عن الحسن: "كل ماشغلك عن عبادة الله تعالیٰ وذكره من السمر والأضاحيك والخرافات والغناء ونحوها.....الخ".

(روح المعاني، (سورة لقمان: ٦): ٢١/ ٦٧، داراحياء التراث العربي، بيروت)

(وكذا في تفسير ابن كثير، (سورة لقمان: ٦): ٣/ ٥٨٣، مكتبه دارالفيحاء، دمشق)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالیٰ: "وفي السراج: ودلّت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم، لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضى الله تعالیٰ عنه: "صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات". قلت: وفي الزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام؛ لقوله عليه الصلوٰة والسلام: "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر": أي بالنعمة، فصرفُ الجوارح إلى غيرماخُلق لأجله كفرٌ بالنعمة لاشكرٌ، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لايسمع، لماروى أنه عليه الصلوٰة والسلام أدخل أصبعه في أذنه عند سماعه". (الدرالمختار).

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ: "ذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا، واحتجّ بقوله تعالیٰ: ﴿ومن الناس من يشترى لهو الحديث﴾ الآية، جآء في التفسير: أن المراد الغناء ..... سماع غناء، فهو حرام بإجماع العلماء .....والحاصل: أنه لارخصة في السماع في زماننا". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/ ٣٤٩، سعيد)

(وكذافي الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه: ٥/ ٤٨٢، سعيد) =

Maktaba Tul Ishaat.com

ریڈیو بجانا اور اس میں گانا سننا

سوال[۹۵۰۷]: ریڈیو بجانا، گانا سننا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مکروہ تحریمی ہے، جو کہ حکم کے اعتبار سے حرام کے قریب ہے، اس لئے بعض حضرات نے اس کو حرام بھی فرمایا ہے(۱)، جائز خبریں سننے کی اجازت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۶/۸۷ھ۔

= (وكذا في الهداية، كتاب الشهادة، باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل: ۳/۱۶۲،، مكتبه شركت علميه،ملتان)

(وكذا في فتح القدير، كتاب الشهادة، باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل: ۷/۴۱۰، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو: ۵/۳۵۴،رشيديه)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ۸/۳۴۶، رشيديه)

"عن جابر رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء الزرع". رواه البيهقي في شعب الإيمان". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر، الفصل الثالث، ص: ۴۱۱، قديمي)

قال الملا على القاري رحمه الله تعالىٰ: "الغناء" -بكسر الغين، ممدوداً: أي التغني- "ينبت النفاق في القلب كماينبت الماء الزرع". يعني الغناء سبب النفاق ومؤدٍ إليه، فأصله وشعبته، كما قال ..... وفي شرح السنة: قيل: الغناء رقية الزنا..... وقال النووي في الروضة: غناء الإنسان بمجرد صوته مكروه، وسماعه مكروه، وإن كان سماعه من الأجنبية كان أشد كراهة. والغناء بآلات مطربة هو من شعار شاربي الخمر كالعود والطنبور والصنج والمعازف وسائر الأوتار حرام، وكذاسماعه حرام ..... وأطنب في دلائل تحريمه". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب البيان والشعر، الفصل الثالث: ۸/۵۵۷،۵۵۸، (رقم الحديث: ۴۸۱۰)، رشيديه)

(۱) "استماع صوت الملاهي كالضرب بالقضيب ونحوها حرام". (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل فيما يتعلق بالمناهي: ۶/۳۵۹، رشيديه)

(وكذا في مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات: ۴/۲۲۳ غفاريه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الإجاره، باب الإجارة الفاسدة. ۶/۵۵سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب الألعاب

(کھیلوں کا بیان)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نیزہ بازی دیکھنے سے کھیل تماشے پر استدلال

سوال[۹۵۰۸]: صحاح ستہ میں ہے کہ عیدین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گود میں اٹھا کر نیزہ کا کھیل دکھلایا(۱)۔اس وقت بالغ تھیں یا نابالغ تھیں؟ کتب میں موجود ہے کہ خوشی کا دن تھا اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی خوشی پوری کی۔اور بعض کتب میں ہے کہ عمر آپ کی کم تھی، یعنی نابالغ تھیں۔اس سے عیدین میں کچھ کھیل تماشے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور اظہار خوشی بھی زیادہ کرنا چاہیے۔

---

(۱) نوٹ: حدیث شریف میں گود میں اٹھانے کا ذکر نہیں، بلکہ ام المؤمنین نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوکر نیزہ بازی کو دیکھ رہی تھی:

"عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: دخل عليّ النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وعندي جاريتان ..... وكان يوم عيد يلعب السودان بالدرق والحراب، فإما سألت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وإما قال: "تشتهين تنظرين"؟ فقلت: نعم، فأقامني وراءه، خدي على خده، وهو يقول: "دونكم بني أرفدة". حتى إذا مللتُ قال لي: "حسبك"؟ قلت: نعم، قال: "فاذهبي". (صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد: ۱/۱۳۰، قديمي)

"عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها قالت: رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يسترني بردائه وأنا أنظر إلى الحبشة يلعبون في المسجد حتى أكون أنا أسأم، فاقدروا قدر الجارية الحديثة السن الحريصة على اللهو". (سنن النسائي، كتاب العيدين، اللعب في المسجد يوم العيد ونظر النساء إلى ذلك، قبيل كتاب قيام الليل وتطوع النهار: ۱/۲۳۶، قديمي)

(والصحيح لمسلم، كتاب العيدين، قبيل كتاب صلوة الاستسقاء: ۱/۲۹۲، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

عیدین کے روز اظہارِ سرور وخوشی میں تو اشکال نہیں آپ بھی کیجئے، مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ فرحت وبشاشت کا اظہار ملنے والوں سے کرنا مستحب ہے(۱)۔ دوسری چیز اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ان نامحرموں کو دیکھنا ہے، اس کے متعلق یہ ہے کہ بالاصالہ اجنبی کے چہرہ کی طرف دیکھنا شرعاً اس وقت درست ہے جب کہ ہر قسم کے فتنوں سے امن ہو، نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو اس مقام پر امن تھا، اس لئے کوئی اشکال نہیں، حتی کہ حضرت ابن ام مکتوم ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہ کو پردہ کرنے کا حکم فرمایا، وہاں سے اشکال بھی کیا گیا کہ صحابی تو نابینا ہیں ان سے کیا پردہ آپ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو"(۲)۔ آج کون شخص دعویٰ سے کہہ سکتا ہے کہ فتنوں سے امن ہے۔ اسی لئے فقہاء نے مطلق ممانعت کردی ہے(۳)۔

تیسری چیز اس حدیث میں تیر اور نیزہ کا کھیل ہے تو اس کے متعلق خود آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

(۱) "ویظهر الفرح والبشاشة فی وجه مَن یلقاه من المؤمنین". (مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلوة، باب أحکام العیدین، ص: ۵۳۰، قدیمی)

(۲) "أن أم سلمة رضی الله تعالیٰ عنها حدثته أنها کانت عند رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وميمونة رضی الله تعالیٰ عنها، قالت: فبینما نحن عنده أقبل ابن أم مکتوم فدخل علیه –وذلک بعد ماأمرنا بالحجاب– فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "احتجبا منه". فقلت: یارسول الله! أليس هو أعمى لا یبصرنا ولا یعرفنا؟ فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أفَعَمْیاوَانِ أنتما، ألستما تبصرانه"؟ هذا حدیث حسن صحیح". (جامع الترمذی، أبواب الإستیذان، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال: ۱۰۶/۲، سعید)

(۳) "فإن خاف الشهوة أو شک، امتنع نظره إلی وجهها، فحِلُّ النظر مقید بعدم الشهوة، وإلا فحرام. وهذا فی زمانهم، وأما فی زماننا فمنع من الشابة". (الدرالمختار). قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: "لا لأنه عورة، بل لخوف الفتنة". (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس: ۳۷۰/۶، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

کا امر ہے کہ تیراندازی اور نیزہ بازی سیکھو، جہاد میں کام آنے والی چیز ہے(۱)، یہی حال، لاٹھی، تلوار، بندوق سیکھنے کا ہے۔ آپ بھی بہ نیتِ جہاد سیکھئے اور مشق کیجئے، اجر ملے گا۔ اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کم عمر تھیں۔ اور حضرت عائشہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر سے چھپا رکھا تھا، وہ کمر کے پیچھے کھڑی ہو کر کندھے کے قریب سے دیکھ رہی تھیں، ان کو تو حبشی بالکل نہیں دیکھ رہا تھا، اور وہ حبشی کے چہرے کی طرف نہیں بلکہ نیزہ کی طرف دیکھ رہی تھیں، جیسے کہ فٹ بال، والی بال اور کرکٹ کا کھیل دیکھنے والے نظر گیند کی طرف رکھتے ہیں، نہ کہ گیند والے کے چہرے کی طرف۔ نیز اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔ حدیث کی پوری تفصیل فتح الباری: ۲/۳۵۶، میں ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) "عن عقبة بن عامر رضی الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ..... "ارموا واركبوا، وأن ترموا أحبُّ إلیَّ من أن تركبوا. ليس من اللهو إلا ثلاث: تأديب الرجل فرسه، وملاعبته أهله، ورميه بقوسه ونبله، الخ". (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في الرمي: ۱/۳۴۷، امداديه ملتان)

(وسنن ابن ماجة، أبواب الجهاد، باب الرمي في سبيل الله، ص: ۲۰۲، قديمي)

المراد باللهو في الحديث المذكور اللهو المباح، كما فيما بين السطور من أبي داؤد فليراجع المصدر السابق (فضلِ مولیٰ ابن القاضي فضل خالق المرحوم)

(۲) "واستدلّ به على جواز اللعب بالسلاح على طريق التواثب للتدريب على الحرب والتنشيط عليه. واستنبط منه جواز المثاقفة، لما فيها من تمرين الأيدى على آلات الحرب. قال عياض: وفيه جواز نظر النساء إلى فعل الرجال الأجانب؛ لأنه إنما يكره لهن النظر إلى المحاسن والاستلذاذ بذلك ..... أما النظر بشهوة، وعند خشية الفتنة فحرام اتفاقاً. وأما بغير شهوة، فالأصح أنه محرم. وأجاب عن هذا الحديث بأنه يحتمل أن يكون ذلك قبل بلوغ عائشة رضی الله تعالیٰ عنها..... أو كانت تنظر إلى لعبهم بحرابهم لا إلى وجوههم وأبدانهم". (فتح الباري، كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد: ۲/۵۶۶، قديمي)

(وكذا في شرح النووي على الصحيح لمسلم، قبيل كتاب صلوة الاستسقاء: ۱/۲۹۱، ۲۹۲، قديمي)

Maktaba Tul Ishaat.com

کشتی چلانے میں مقابلہ کرنا

سوال[۹۵۰۹]: بعض جگہ کشتیاں چلائی جاتی ہیں اس غرض سے کہ دیکھیں کہ کون اپنی کشتی کو آگے نکالے، جو آگے نکلے اس کو انعام دیا جاتا ہے۔ اور بعض مرتبہ بغیر انعام کے بھی کشتیاں چلائی جاتی ہیں کہ دیکھیں کون کشتی آگے نکالے۔ شرعاً یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر محض لہو ولعب کے لئے اختیار کرتے ہیں تو شرعاً ممنوع ہے۔ اگر اس سے مقصود یہ ہے کہ جہاد میں بسا اوقات دریائی سفر اور کشتیاں چلانے کی نوبت آتی ہے، اس کے لئے مشق کرلی جائے تو یہ ممنوع نہیں، بلکہ پسندیدہ ہے، بشرطیکہ انعام کوئی تیسرا دے، کذافی یفهم من مجمع الأنهر: ۲/۵۴۹(۱)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۳/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲/ ربیع الآخر/ ۵۸ھ۔

والی بال

سوال[۹۵۱۰]: دس بارہ شخص جو قوم کے سردار کہلاتے ہیں اور تمام شہر کے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں، وہ روزانہ جمع ہو کر دل خوش کرنے کے لئے شام کو جنگل میں دو بانس بالمقابل گاڑ کر اور جالی ڈال کر بال کو کبھی ادھر پھینکتے ہیں، کبھی ادھر پھینکتے ہیں۔ اس کھیلنے کے لئے علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟

---

(۱) "تجوز المسابقة بالسهام والخيل..... وإن شرط فيها جعل من إحدى الجانبين أو من ثالث لأسبقهما، جاز". (ملتقى الأبحر) "ولأنه يحتاج إليه فى الجهاد للكر والفر، وكل ماهو من أسباب الجهاد، فتعلمه مندوب إليه سعياً فى إقامة هذه الفريضه". (ملتقى الأبحر شرح مجمع الأنهر، كتاب الكراهيه، فصل فى المتفرقات: ۴/۲۱۶، غفاريه كوئٹه)

(وكذافى ردالمحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع: ۶/۳۹۵، سعيد)

(وكذافى الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل السادس فى المسابقة: ۵/۳۲۴، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

مکروہ ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/۹/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مظاہر علوم سہارنپور، ۵/۹/۶۲ھ۔

فٹ بال، کبڈی کھیلنا، کشتی لڑنا

سوال[۹۵۱۱]: ۱.....گیند کھیلنا، فٹبال کھیلنا، کبڈی کھیلنا، لکڑی کھیلنا جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) "وكره كل لهو، لقوله عليه السلام: "كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة: ملاعبته أهله، وتأديبه لفرسه، ومناضلته بقوسه". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۳۹۵، سعيد)

"عن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "إن الله عزوجل يدخل بالسهم الواحد ثلثة نفر الجنة: صانعه يحتسب في صنعته الخير، والرامي به، ومنبله. وارموا واركبوا، وأن ترموا أحب إلَيّ من أن تركبوا. ليس من اللهو إلا ثلث: تأديب الرجل فرسه، وملاعبته أهله، ورميه بقوسه ونبله، ومن ترك الرمي بعد ما علمه رغبةً عنه، فإنها نعمة تركها، أو قال: كفرها". (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في القرى: ۱/۳۶۳، مكتبه رحمانيه لاهور)

(وجامع الترمذي، أبواب الجهاد، باب ماجاء في الرهان: ۱/۲۹۹، سعيد)

"المراد باللهو في الحديث المذكور اللهؤ المباح، كما فيما بين السطور من أبي داؤد فليراجع المصدر السابق". (مصح)

"اگر ستر کھولنے اور نماز کے قضاء ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو والی بال کھیلنے کی ورزش کی نیت سے شرعاً گنجائش ہے، جسمانی ورزش جس میں کوئی بات خلاف شریعت نہ ہو، جائز ہے۔ ورزش کے بہت سے طریقے ہیں جن میں بعض طریقے ایسے ہیں کہ وہ کسی خاص قوم کفار کے ساتھ مخصوص ہیں، مثلاً: کرکٹ، فٹ بال، ہاکی وغیرہ کہ ان میں یورپین کفار کی مشابہت کی وجہ سے کراہت ہے، تاہم اگر ان چیزوں میں مشغولی کی وجہ سے نماز یا اور کسی امر شرعی میں نقصان نہ آئے تو صرف تشبہ کی وجہ سے کراہت ہوگی، حرمت کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے۔ اور یہ بات کہ ان چیزوں کو ہاتھ لگانا مثل خنزیر کے گوشت کے ہاتھ لگانے کے ہے، افراط واعتداء فی الحکم ہے جس سے احتراز واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی"۔ (کفایت المفتی، کتاب الحظر والإباحۃ، اکیسواں باب: متفرقات، عنوان مسئلہ: فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ کھیلنے کا حکم: ۹/۲۶۹، دارالاشاعت کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

۲.....کُشتی لڑنا جائز ہے یا ناجائز؟

۳.....کُشتی لڑنا دنگل (۱) کے اندر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱.....اگر ورزش اور مشقِ جہاد اور تندرستی باقی رکھنے کیلئے کھیلے تو درست ہے (۲)، مگر ستر پوشی اور دیگر حدودِ شریعت کی رعایت لازم ہے (۳)، انہماک کی وجہ سے احکامِ شرعیہ: نماز و جماعت وغیرہ میں خلل نہ آئے۔

۲،۳.....جواب نمبر:۱ کے مطابق ہے، ان کا بھی یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۳/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۳/۸۹ھ۔

تاش کا کھیل

سوال[۹۵۱۲]: ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ میں صرف دل کو بہلانے کے لئے تاش کھیلتا ہوں جس میں کسی بھی قسم کی کوئی شرط نہیں رکھی جاتی، جیسا کہ دوسرے کھیل ہیں، مثلاً: فٹ بال اور والی بال، ہاکی، کرکٹ

---

(۱) ''دنگل: کشتی کرنے کی جگہ، اکھاڑہ، پہلوان کی جائے نشست''۔ (فیروز اللغات، ص: ۷۴۷، فیروز سنز لاهور)

(۲) "تجوز المسابقة بالسهام والخيل، والحمير، والإبل، والإقدام، لقوله عليه السلام: "لاسبق إلا فی خف أو نصل، أو حاضر". والمراد بالخف الإبل، وبالنصل الرمی، وبالحاضر الفرس والبغل. وفی الحديث: "سابق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وأبوبكر وعمر رضى الله تعالى عنهما، فسبق رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم". ولأنه يحتاج إليه فی الجهاد للكرّ والفرّ وكلِّ ماهو من أسباب الجهاد، فتعلّمُه مندوبٌ إليه سعياً فی إقامة هذه الفريضة". (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی المتفرقات: ۴/۲۱۶، غفاريه)

(وكذا فی الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب السادس فی المسابقة: ۵/۳۲۴، رشيديه)

(والسراجية، كتاب الحظر والإباحة، ص: ۷۶، سعيد)

(۳) "وينظر الرجل إلى الرجل إلا العورة، وهی مابين السرة والركبة". (تبيين الحقائق، كتاب الكراهية، فصل فی النظر: ۷/۴۱، دارالكتب العلمية بيروت)

(وكذا فی مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل فی النظر: ۴/۱۹۹، غفاريه)

Maktaba Tul Ishaat.com

وغیرہ، تو اس کے غلط ہونے کی کیا وجہ ہے، جبکہ اس میں کوئی شرط وغیرہ نہیں لگائی جاتی۔ تو کیا اس کیلئے تاش کھیلنا اس صورت کے ساتھ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کرکٹ، ہاکی، وغیرہ میں ایک غرضِ صحیح کے پیشِ نظر اجازت ہے (یہ سب ممنوعِ محض نہیں) بخلاف تاش کے کہ اس میں یہ غرضِ صحیح موجود نہیں (۱)، نیز یہ دوسرے کیلئے ذریعۂ قمار بن سکتا ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "وكره تحريماً اللعبُ بالنرد، وكذا الشطرنج". (الدرالمختار). "وإنما كره؛ لأن من اشتغل به، ذهب عناءه الدنيوى وجاءه العناء الأخروى، فهو حرام وكبيرة عندنا، الخ". (ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۶/۳۹۴، سعيد)

(وكذا فى كفايت المفتى، كتاب الحظر والإباحة، پندرھواں باب: لہوولعب، عنوان: تاش چوسر اور شطرنج کھیلنا جائز نہیں: ۹/۲۰۴ جدید)

(وكذا فى مجمع الأنهر، كتاب الكراهية، فصل فى المتفرقات: ۴/۲۲۲، غفاريه)

بعض علماء نے بغیر شرط لگائے جائز لکھا ہے، لیکن جمہور کی رائے مطلقاً عدم جواز کی ہے:

"وأباحه الشافعى وأبو يوسف رحمهما الله تعالىٰ فى رواية، ونظمها شارح الوهبانية، فقال: ولا بأس بالشطرنج وهى رواية:: عن الحبر قاضى الشرق والغرب تؤثر. وهذا إذا لم يقامر ولم يداوم ولم يخل بواجب، وإلا فحرام بالإجماع". (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۶/۳۹۴، سعيد)

"ويحرم عند الجمهور غير الشافعية أيضاً الشطرنج". (الفقه الإسلامى وأدلته، المبحث الرابع، رابعا اللهو، الشطرنج: ۴/۲۶۲۳، رشيديه)

(وكذا فى فتاوىٰ دارالعلوم ديوبند، (يعنى عزيز الفتاوىٰ)، كتاب الحظر والإباحة، شطرنج کھیلنا حرام ہے، ص: ۷۱۳، دارالاشاعت كراچى)

(وكذا فى إمداد الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة، غناء ومزامیر اور لہوولعب وتصاویر کے احکام، شطرنج کا حکم: ۴/۲۴۰، ۲۴۱، مكتبه دارالعلوم كراچى)

(۲) قال العلامة الآلوسى تحت قوله تعالىٰ: ﴿ولاتسبوا الذين﴾ الخ: "واستدل بالآية على أن الطاعة إذا =

Maktaba Tul Ishaat.com

تعلیمی تاش

سوال[۹۵۱۳]: تعلیمی تاش کھیلنا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو بلا کراہت یا مع الکراہت؟ اگر ناجائز ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر بچوں کو حروف کی شناخت کے لئے یہ تاش استعمال کرایا جائے تو فی نفسہ درست ہے، جیسے بورڈ پر لکھ کر شناخت اور مشق کرائی جاتی ہے(۱)، لیکن اندیشہ یہ ہے کہ یہی کھیل آئندہ چل کر ہار جیت کے تاش کا ذریعہ بن جائے گا، اور دوسری غلط چیزوں کی طرف اس سے رہنمائی ہوگی، جیسے حلِ معمہ وغیرہ۔ اس لئے اس طریقہ کو نہ اپنایا جائے (۲)، بلکہ جو طریقہ سلف کا پہلے سے موجود ہے اسی کو اختیار کیا جائے، اس میں خیر و برکت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۱ھ۔

= أدّت إلى معصية راجحة، وجب تركها، فإن مايؤدى إلى الشر شرٌّ". (روح المعاني : ۲۵۲/۷، دارإحياء التراث العربي بيروت)

(وأحسن الفتاوى، كتاب الحظر والإباحة، باب المتفرقات، تحت عنوان: شطرنج لوڈو اور بارہ گوٹی کھیلنا جائز نہیں: ۲۴۲/۸، سعيد)

(۱) "اگر ہار جیت نہ ہو تو جائز ہے، بلکہ مبتدیوں کے حق میں شاید مفید ہے۔ واللہ اعلم"۔ (إمداد الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة، باب: غناو مزامیر اور لہو ولعب وتصاویر کے احکام، عنوان مسئلہ: تعلیمی تاش: ۲۵۲/۴، مكتبه دارالعلوم، كراچی)

"تعلیمی تاش بچوں کی تعلیم کے لئے استعمال کرنا مباح ہے"۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ"۔ (كفايت المفتي، كتاب الحظر و الإباحة، اکیسواں باب: متفرقات، عنوان مسئلہ: تعلیمی تاش بچوں کی تعلیم کے لئے استعمال کرنا: ۲۶۸/۹، دارالإشاعت كراچی)

(۲) قال العلامة الآلوسي. تحت قوله تعالىٰ: ﴿ولاتسبوا الذين الخ﴾. "واستدل بالآية على أن الطاعة إذا أدّت إلى معصية راجحة، وجب تركها، فإن مايؤدى إلى الشر شر". (روح المعاني : ۲۵۲/۷، دارإحياء التراث العربي بيروت)

قال العلامة الحصكفي: "كل ما أدى إلى مالايجوز، لايجوز". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ۳۶۰/۶، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

کیرم بورڈ

سوال[۹۵۱۴]: کیرم بورڈ ایک کھیل ہے، کیا اس کے جواز کی کوئی صورت ہے؟ اطلاعاً عرض ہے کہ کھیل بغیر شرائط وبغیر ہار جیت کے کھیلا جاتا ہے، جواز ہوتو کس صورت میں اور ناجائز ہوتو کس صورت میں؟ اطلاع فرما کر مشکور فرمائیں۔ فقط۔

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی جھانسی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر ہار جیت نہ ہو اور احکامِ شرعیہ میں اس کی وجہ سے خلل نہ آئے تو کبھی کبھی وحشت دور کرنے اور دل بہلانے کے لئے اس کھیل (کیرم) کی گنجائش ہے، تاہم اس کی عادت نہ ڈالی جائے، اور اس کو چھوڑنے کی کوشش کی جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۴/۳/۶ھ۔

---

(۱) "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "روّحوا القلوب ساعةً فساعةً". (الجامع الصغير للسيوطي مع فيض القدير: ۳۴۱۵/۷، (رقم الحديث: ۴۴۸۴)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

قال العلامة المناوي رحمه الله تعالىٰ تحت قوله: "روحوا القلوب ساعةً فساعةً": وفي رواية: "ساعةً وساعةً": أي أريحوها بعض الأوقات من مكابدة العبادات بمباح لاعقاب فيه، ولا ثواب. قال أبو الدرداء رضي الله تعالىٰ عنه: إني لأجم فؤادي ببعض الباطل: أي اللهو الجائز لأنشط للحق. وذكر عند المصطفى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم القرآن والشعر، فجاء أبوبكر رضي الله تعالىٰ عنه، فقال: أقراءة وشعر؟ فقال: نعم! ساعةً هذا وساعةً ذاك. وقال علي كرم الله وجهه: اجمعوا هذه القلوب، فإنها تمل كما تمل الأبدان: أي تكل. وقال بعضهم: إنما ذكر المصطفىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لأولئك الأكابر الذين استولت هموم الأخرة على قلوبهم، فخشي عليها أن تحترق". (فيض القدير شرح الجامع الصغير، (رقم الحديث: ۴۴۸۴): ۳۴۱۵/۷، ۳۴۱۶، مكتبه نزار مصطفىٰ الباز رياض)

"وحاصل الكلام: ترويح القلب وتفريحه، وكذا تمرين البدن من الارتفاقات المباحة والمصالح البشرية التي لا تمنعها الشريعة السمحة برأسها، نعم! تمنع الغلو والانهماك فيها بحيث يضرّ بالمعاش أو المعاد". (تكملة فتح الملهم، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنرد شير، حكم =

Maktaba Tul Ishaat.com

کیرم بورڈ بطورِ تفریح

سوال[۹۵۱۵]: کیرم بورڈ بغیر شرط محض تفریح کیلئے کھیلنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

فی نفسہ اس میں خواہ گناہ نہ ہو، لیکن آئندہ چل کر بسا اوقات یہی ہار جیت کے طور پر کھیلنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، لہذا احتیاط مناسب ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= الألعاب فی الشریعہ: ۴/۴۳۴، دارالعلوم کراچی)

"قال أبوالدرداء: إنی لأجم فؤادی ببعض الباطل: أی اللهو الجائز، لأنشط للحق". (فیض القدیر: ۷/۳۴۱۵، مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض)

(۱) "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "روّحوا القلوب ساعةً فساعةً". (الجامع الصغیر للسیوطی مع فیض القدیر: ۷/۳۴۱۵، (رقم الحدیث: ۴۴۸۴)، مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض)

قال العلامة المناوی رحمه الله تعالیٰ تحت قوله: "روحوا القلوب ساعةً فساعةً": وفی روایة: "ساعةً وساعةً": أی أریحوها بعض الأوقات من مکابدة العبادات بمباح لاعقاب فیه، ولا ثواب. قال أبوالدرداء رضی الله تعالیٰ عنه: إنی لأجم فؤادی ببعض الباطل: أی اللهو الجائز لأنشط للحق. وذکر عند المصطفی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم القرآن والشعر، فجاء أبوبکر رضی الله تعالیٰ عنه، فقال: أقراءة وشعر؟ فقال: نعم! ساعةً هذا وساعةً ذاک. وقال علی کرم الله وجهه: اجمعوا هذه القلوب، فإنها تمل کما تمل الأبدان: أی تکل. وقال بعضهم: إنما ذکر المصطفیٰ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لأولئک الأکابر الذین استولت هموم الأخرة علی قلوبهم، فخشی علیها أن تحترق". (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، (رقم الحدیث: ۴۴۸۴): ۷/۳۴۱۵، ۳۴۱۶، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض)

"وحاصل الکلام: ترویح القلب وتفریحه، وکذا تمرین البدن من الارتفاقات المباحة والمصالح البشریة التی لا تمنعها الشریعة السمحة برأسها، نعم! تمنع الغلو والانهماک فیها بحیث یضرّ بالمعاش أوالمعاد". (تکملة فتح الملهم، کتاب الشعر، باب تحریم اللعب بالنرد شیر، حکم الألعاب فی الشریعة: ۴/۴۳۴، دارالعلوم کراچی)

"قال أبوالدرداء: إنی لأجم فؤادی ببعض الباطل: أی اللهو الجائز، لأنشط للحق". (فیض القدیر: ۷/۳۴۱۵، مکتبة نزار مصطفی الباز ریاض)

Maktaba Tul Ishaat.com

گھر میں کھیل کھیلنا

سوال[۹۵۱۶]: گھر کے اندر کھیل کھیلنا جائز ہے یا نہیں، مثلاً: ٹیبل ٹینس، کیرم بورڈ، اور بیڈمنٹن وغیرہ؟ میرا ایک دوست کہتا ہے کہ یہ کھیلنا جائز نہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً:

جو کھیل کفار یا فساق کا شعار نہ ہو اور اس میں ہار جیت پر مال کی شرط نہ ہو، اور اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے طاعات ترک نہ ہوں اور اس میں کوئی چیز خلافِ شرع نہ ہو تو درست ہے، اگر اس میں صحت درست وقوی ہو کر دشمن کے مقابلہ کی قوت میں ترقی ہو تو اس نیت سے اس میں ترغیب بھی ہے(۱)، جیسے گھوڑے کی سواری میں

---

(۱) "وحاصل الكلام أن ترويح القلب وتفريحه، وكذا تمرين البدن من الارتفاقات المباحة والمصالح البشرية التي لاتمنعها الشريعة السمحة برأسها، نعم! تمنع الغلو والانهماك فيها بحيث يضر بالمعاش أو المعاد. وهذا هو السر في إباحة بعض الملاهي في بعض الأحيان، فإن هذا اللهو على هذه النية والغرض لم يبق لهواً، بل عاد مصلحةً وفائدةً، كما سبق في الأحاديث المذكورة من إباحة السباحة والرماية والانتضال بالقوس والمسابقة بالإبل والبهائم، وإجراء الخيل، وملاعبة الأهل، فإنها وإن كانت في صورة اللهو، ولكنها لما كان الاشتغال فيها على غرض صحيح ومصالح معاشية أو معادية، خرجت عن اللهوية حقيقة، فأبيحت، وربما استحبت. نعم! من فعلها بقصد التلهي والتلعّب، كان حراماً ومكروهاً في حقه، صرح به الفقهاء.

وكما أن اللهو قد يصير مصلحة بالنية، ويخرج عن اللهوية، كذلك قد تصير الأعمال الصالحة بالنية الفاسدة لهواً، أو تعود لسدّها عن ذكر الله لعباً ومعصيةً. قال عليه الصلوة والسلام: "كل شئ ليس من ذكر الله، فهو لهو ولعب". ذكره في الجامع الصغير برمز النسائي، ووضع عليه علامة الحسن.

وإذا عرفت أن اللهو قد يعود مصلحةً بنية صحيحة ومصلحةً مقصودةً، والمصالح قد تعود لهواً بنية فاسدة، أو انهماك فيها بحيث يشغل عن ذكر الله، فقد اتضح لك اختلاف الفقهاء في بعض الملاهي، فإنه أحلّها من أحلّها إذا كانت لغرض صحيح بنية صالحة. وحرمها من حرمها لعدم اعتداده بتلك النية المصالحة، والغرض الصحيح في جانب مايلزمه من المفاسد، ولما رأى بالتجربة أن إثمها =

Maktaba Tul Ishaat.com

یا تیرنے میں (۱)، ورنہ جیسا کہ جتنا غلط کھیل ہوگا ویسا ہی اس پر حکم بھی ہوگا۔ اس ضابطہ کے تحت ہر کھیل کا حکم

= أكبر من نفعها ..... وأما مالم يرد فيه النهي عن الشارع، وفيه فائدة ومصلحة للناس، فهو بالنظر الفقهي على نوعين. الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده، وعن الصلوات والمساجد، التحق ذلك بالمنهي عنه، لاشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروه.

والثاني: ماليس كذلك، فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب، فهو مكروه، وإن اشتغل به لتحصيل تلك المنفعة وبنية استجلاب المصلحة، فهو مباح، بل قد يرتقي إلى درجة الاستحباب أو أعظم منه". (تكملة فتح الملهم، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنردشير، حكم الألعاب في الشريعة: ۴/۴۳۴، ۴۳۵، مكتبه دارالعلوم كراچی)

(۱) "وعن عقبة بن عامر رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "إن الله عزوجل يدخل بالسهم الواحد ثلثة نفر الجنة: صانعه يحتسب في صنعته الخير، والرامي به ومُنبّله. وارموا واركبوا، وأن ترموا أحب إليّ من أن تركبوا. ليس من اللهو إلا ثلث: تأديب الرجل فرسه، وملاعبته أهله، ورميه بقوسه ونبله، ومن ترك الرمي بعد ما علمه رغبةً عنه، فإنها نعمة تركها" أو قال: "كفرها". (سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب الرمي: ۱/۳۶۳، مكتبه رحمانيه لاهور)

"المراد باللهو في الحديث المذكور اللهؤ المباح، كما فيما بين السطور من أبي داؤد فليراجع المصدر السابق". (مصح)

"وكره كل لهو لقوله عليه السلام: "كل لهو حرام إلا ثلاثة: ملاعبته أهله وتأديبه لفرسه ومناضلته بقوسه". (ردالمحتار، كتاب الحظرو الإباحة، فصل في البيع: ۶/۳۹۵، سعيد)

"تجوز المسابقة بالسهام والخيل..... ولأنه يحتاج إليه في الجهادْ للكرّ والفرّ، وكل ماهو من أسباب الجهاد فتعلّمه مندوب إليه سعياً في إقامة هذه الفريضة". (مجمع الأنهر مع الملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات: ۴/۲۱۶، غفاريه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۶/۴۰۴، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الفصل السادس في المسابقة: ۵/۳۲۶، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

معلوم ہوسکتا ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۷/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۷/ ۹۲ھ۔

بچوں کا لٹو وغیرہ کھیلنا

سوال[۹۵۱۷]: بچوں کو لٹو کھیلنے کی اجازت دی جائے یا نہیں؟ اسی طرح ترکی ٹوپی اور کوٹ پہننے کی اجازت دی جائے یا نہیں، اگر اجازت دی جائے تو کس عمر تک؟ اگر بیان فرمائیں گے تو مہربانی ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر چہ یہ چیزیں بچوں کے حق میں حرام نہیں، تاہم جس قدر اچھے اخلاق وافعال کا ان کو عادی بنایا جائے گا اسی قدر بڑے ہوکر ان پر اثر ہوگا۔ جو کوٹ کسی غیر قوم کا شعار نہیں وہ درست ہے، بڑے کی حق میں بھی بچے کے حق میں بھی(۲)۔

---

(۱) "فالضابط فی هذا الباب ..... أن اللهو المجرد الذی لاطائل تحته، وليس له غرض صحيح مفيد فی المعاش ولا المعاد حرامٌ أو مكروهٌ تحريماً ..... وما كان فيه غرض ومصلحة دينية أو دنيوية، فإن ورد النهی عنه من الكتاب أو السنة ..... كان حراماً أو مكروهاً تحريماً ..... وأما مالم يرد فيه النهی عن الشارع، وفيه فائدة ومصلحة للناس، فهو بالنظر الفقهی على نوعين: الأول: ماشهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه، ومفاسده أغلب على منافعه، وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده، وعن الصلوة والمساجد، التحق ذلک بالمنهی عنه، لاشتراک العلة، فكان حراماً أو مكروهاً. والثانی ماليس كذلک، فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلهی والتلاعب، فهو مكروه. وإن اشتغل به لتحصيل تلک المنفعة، وبنية استجلاب المصلحة، فهو مباح، بل قد يرتقی إلى درجة الاستحباب أو أعظم منه ..... وعلى هذا الأصل فالألعاب التی يقصد بها رياضة الأبدان أو الأذهان جائزة فی نفسها مالم تشتمل على معصية أخرى، ومالم يؤد الانهماک فيها إلى الإخلال بواجب الإنسان فی دينه ودنياه. والله سبحانه أعلم.". (تكملة فتح الملهم، قبيل كتاب الرؤيا: ۴/۴۳۵، دارالعلوم كراچی)

(۲) "وعنه (ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قديمی) =

Maktaba Tul Ishaat.com

ترکی ٹوپی بھی درست ہے(۱)۔لٹو کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ قمار نہ ہو(۲)،لیکن سنت کے موافق

= قال العلامة الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أوبالفساق أوالفجار، أوبأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم والخير. قال طيبي رحمه الله تعالىٰ: هذا عام في الخَلق والخُلق والشعار". (مرقاة الفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۱۵۵/۸، (رقم الحديث: ۴۳۴۷)، رشيديه)

"المشاركة في الهدى في الظاهر تؤثر تناسباً وتشاكلاً بين المتشابهين، تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال، وهذا أمرٌ محسوسٌ". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۵۷۴۳/۱۱، ۵۷۴۴، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

(۱) "لابأس بلبس الثياب الجميله إذا كان لاينكر عليه فيه". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۴۹/۸، رشيديه)

"لابأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لايتكبر، وكذا جمع المال إذا كان من الحلال". (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۷۸/۴، رشيديه)

(۲) "حرمت شطرنج کی علت صرف تصاویر اور جوا ہی نہیں، اگر تصاویر اور جوا کا وجود شطرنج کے لئے لازم ہوتا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی کراہت تنزیہہ کا قول نہ فرماتے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس کھیل میں بھی ذہنی ورزش ہوگی وہ ناجائز ہوگا، اور جو ذہنی ورزش سے پاک ہو وہ جائز ہے، خواہ اس میں جسمانی ورزش ہو یا محض دل ودماغ تفریح جیسے لٹو، چکئی، بچوں کے کھلونے اور سیر و تفریح وغیرہ۔ وجوہ الفرق تین ہیں:

۱- دل ودماغ کے سامنے مقاصد اصلیہ بہت کثیر ہیں، بلکہ مقاصد آخرت تو غیر متناہیہ ہیں، اس لئے انہیں کسی مقصد کی تحصیل کے لئے ذہنی ورزش کو ذریعہ بنانے کی ضرورت نہیں، بلکہ فرصت ہی نہیں:

آں خیالاتی کہ دام اولیاء ست
عکس مہرویاں بستان خداست

جسمانی صحت کے لئے جسمانی ورزش کی ضرورت ہے، اس لئے جائز بلکہ بقدر ضرورت واجب وموجب اجر ہے، اسی طرح دل ودماغ کی تفریح کا سامان بھی صحت جسمانیہ کے لئے نافع ہونے کی وجہ سے جائز وباعث اجر ہے، بشرطیکہ وہ ذہنی ورزش سے پاک ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ دل ودماغ کی تفریح اور ورزش دونوں کا اجتماع محال ہے، دماغی تفریح صحت جسمانیہ کے لئے نافع اور دماغی ورزش مضر ہے۔

اگر کسی کو بارہ ٹینی جیسی ذہنی ورزش میں دماغی فرحت محسوس ہو تو اس کی مثال کھجلی کے مرض جیسی ہے جس میں کھجلانے =

Maktaba Tul Ishaat.com

.....

= سے وقتی طور پر لذت وسکون ملتا ہے، مگر بعد میں سخت تکلیف واذیت۔

دماغ بادشاہ ہے اور پورا جسم اس کی فوج ہے، فوج کے لئے پریڈ اور جنگی مشقیں کرنا لازم ہے، اس لئے کہ یہ تحصیل مقصد کا ذریعہ ہے، مگر بادشاہ کے لئے جس طرح جسمانی پریڈ مضر ہے اسی طرح فکری پریڈ بھی سخت مضر ہے، حکومت کا بقاء اس پر موقوف ہے کہ بادشاہ دماغ کو فکری پریڈ میں لگانے کی بجائے براہ راست تحصیل مقاصد کی طرف متوجہ رکھے۔

۲- ذہنی ورزش دل ودماغ کے مقاصد اصلیہ کی تحصیل میں مخل ہونے کے علاوہ جسمانی صحت کے لئے بھی سخت مضر ہے۔ اس کے برعکس جسمانی ورزش اور تفریح صحت جسمانیہ کے لئے نافع ہونے کے ساتھ دل ودماغ کے مقاصد اصلیہ کی تحصیل میں بھی معین ومددگار ہے۔

اس وجہ ثانی اور وجہ اول میں یہ فرق ہے کہ اول میں مقصود یہ ہے کہ ورزش ذہنی کی ضرورت نہیں، اس لئے عبث ولہو میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اور وجہ ثانی میں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ صحت جسمانیہ اور دل ودماغ کے مقاصد کی تحصیل کے لئے سخت مضر ہے۔

۳- ذہنی ورزش میں ایسا انہماک ہوجاتا ہے جو مشاغل دینیہ ودنیویہ کو نقصان پہنچاتا ہے، جسمانی ورزش میں اتنا انہماک نہیں ہوتا، اس فرق کی دو وجوہ ہیں:

۱= جسمانی ورزش میں کچھ وقت کے بعد تھکاوٹ کا احساس اس سے روک دیتا ہے، گویا الارم اور منبہ کا کام دیتا ہے، ذہنی ورزش میں ایسا کوئی منبہ نہیں۔

۲= جسمانی ورزش میں دماغ کسی قدر آزاد ہوتا ہے، کھیل میں مشغول تو ہوتا ہے، مگر اتنا نہیں کہ دوسری جانب توجہ کا ہوش ہی نہ رہے اور ذہنی ورزش میں مکمل طور پر اسی طرف مشغول ہوتا ہے۔

لوگ جسے ''ذہنی ورزش'' کہتے ہیں وہ درحقیقت ''تفکر بے مقصد'' ہے، جو نعمت فکر کو بے محل صرف کرنے کی وجہ سے تبذیر ہے۔

تحقیق حکم کی غرض سے اس قسم کے مروجہ کھیلوں کے نقشے اور کھیل جانے والے دارالافتاء میں بلائے گئے، بندہ نے چند علماء کو ساتھ بٹھا کر ان کے طریق کار کا معاینہ کر کے فیصلہ کیا کہ ان میں سے کس میں تفکر بے مقصد ہے اور کس میں محض دماغی تفریح، تفصیل درج ذیل ہے:

تفکر بے مقصد	دماغی تفریح
۱- شطرنج، ۲- تاش	۱- کیرم بورڈ =

Maktaba Tul Ishaat.com

لباس اور معاشرت اختیار کرنا موجبِ برکت وثواب ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

بچہ کو جھنجنے سے بہلانا

سوال[۹۵۱۸]: نابالغ بچوں کو جھنجھنے سے بہلانا کیسا ہے، جبکہ تصویر والے نہ ہوں، یہ مزامیر میں شمار تو نہیں ہے؟

= ۳-ڈرافٹ،۴-لوڈو،۵-سواں جوڑ ۲-لوڈو کا حاشیہ

۶-اٹھارہ گوٹی، بارہ گوٹی، نو گوٹی ۳-لوڈو کی پشت

۷-اڈہ کھڈہ، چوسر، چوپڑ، گنگل چرا، چنگا پوہ، نرد بازی، پچیسی ۴-دو گوٹی (کیونکہ اس میں عدم تفکر ضروری ہوتا ہے)

مندرجہ بالا دماغی تفریح کے کھیلوں کا تفصیل مذکور کے تحت اگرچہ جواز معلوم ہوتا ہے، مگر ان میں فسادات ذیل کی وجہ سے یہ بھی جائز نہیں:

۱-ان سے ذہنی ورزش والے کھیلوں میں ابتلاء کا خطرہ ہے۔

۲-ناجائز کھیلوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

۳-بے دین لوگوں کا شعار ہے۔

۴-دیکھنے والوں کے لئے موقع اشتباہ وباعث سوءظن۔

۵-انہماک کی وجہ سے دین ودنیا کے اہم کاموں سے غفلت۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(أحسن الفتاوی، کتاب الحظر والإباحة، باب المتفرقات، عنوان مسئلہ: شطرنج،لوڈو اور بارہ گوٹی کھیلنا جائز نہیں: ۸/ ۲۴۱، سعید)

(۱) "لابأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لاينكر عليه فيه". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل فی اللبس: ۸/ ۳۴۹، رشيديه)

"لابأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لايتكبر، وكذا جمع المال إذا كان من الحلال". (خلاصة الفتاوی، كتاب الكراهية، فصل فی اللبس: ۴/ ۳۷۸، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ مزامیر میں شمار نہیں، اس کی گنجائش ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱/۸۶ھ۔

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۱/۸۶ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

---

(۱) "عن عائشة رضی اللہ تعالی عنها أن النبی صلی اللہ علیه وسلم تزوجها وهی بنت سبع سنین، وزُفّت إلیه وهی بنت تسع سنین ولعبها معها". (مشکوة المصابیح، کتاب النکاح، باب الولی فی النکاح، ص: ۲۷۰، قدیمی)

"لعب -جمع لعبة- أرادت ما کانت تلعب به. وفیه إباحة لعب الجواری بهن، ولم یثبت کونها صوراً محرمةً". (حاشیة مشکوة المصابیح، (رقم الحاشیة: ۷)، المصدر السابق)

سوال: "بچوں کا باجہ، سیٹی، سیفٹی ریزر، بلیڈ یا کاغذ پر چھپی ہوئی تصویریں جو بچے پانی میں بھگو کر اپنے ہاتھوں یا کتابوں پر اتار لیتے ہیں اور شیشے کی گولیاں وغیرہ ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟

(شیخ رشید احمد سوداگر، صدر بازار دہلی)

جواب: "بچوں کا باجہ، سیٹی، سیفٹی ریزر، بلیڈ، گولیاں، یہ چیزیں بیچنی جائز ہیں، تصویر بیچنی جائز نہیں ہیں۔محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ"۔(کفایت المفتی، کتاب الحظر والإباحة، بچوں کے کھیل کھلونے فروخت کرنے کا حکم: ۹/۲۰۵، دارالاشاعت کراچی)

(وکذا فی إمداد الفتاویٰ، کتاب الحظر والإباحة، بچوں کے کھیل کھلونے فروخت کرنے کا حکم: ۴/۲۵۶، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

باب الموالات مع الکفار والفَسَقة

(کفاراور فاسقوں کے ساتھ دوستی کرنے کا بیان)

غیر مسلم سے تعلقات

سوال[۹۵۱۹]: ہندو سے دوستی کرنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا کہ نہیں، یعنی ایسے ہندو سے دوستی قائم کرنا جو کہ مسلمانوں کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں پہونچاتا ہے اور یہ دوستی اس کی بہت زمانہ سے چلی آ رہی ہے، تو اس کے ساتھ دوستی قائم کرنا عندالشرع کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

بستی دار یا محلّہ دار ہونے کی وجہ سے، یا کسی اَور ضرورت کی وجہ سے اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا اور میل ملاپ رکھنا درست ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۵/۹۰ھ۔

کافر سے موالات ومواسات

سوال[۹۵۲۰]: کسی ہندو کا مسلمان سے دوستانہ تعلق ہے، شادی کے وقت ایک دوسرے کو روپیہ،

---

(۱) "ولا بأس بمصافحة المسلم جارَه النصرانيَّ إذا رجع بعد الغيبة و يتأذى بترک المصافحة، كذا في الغنية". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أحكام أهل الذمة: ۳۴۸/۵، رشيديه)

"ولابأس بأن يصل الرجل المسلم المشرک، قريباً كان أو بعيداً، محارباً كان أو ذمياً. وأراد بالمحارب المستأمن". (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع: ۳۷۴/۸، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۳۸۸/۶، سعيد)

(وكذا في الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهة، الباب الرابع: ۳۴۷/۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

کھانے پکانے اور کھانے کو دیتے ہیں اور ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہیں۔ ایسا روپیہ لینا دینا اور کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کفار سے دوستانہ تعلق اور دلی محبت حرام ہے، لقوله تعالیٰ: ﴿یا أیها الذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزواً ولعباً﴾ الآیة(۱)۔

البتہ دنیوی معاملات میں لین دین وغیرہ بضرورت درست ہے(۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/۱۰/۶۴ھ۔

شانِ خداوندی میں گستاخی کرنے والے کے ساتھ سلوک

سوال[۹۵۲۱]: غیر مسلم اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے، ظاہر ہے کہ اگر اس کو اللہ کی عظمت کا علم ہو جاتا تو ایسا نہ کرتا۔ علم رکھنے والے کے لئے ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرنا کیسا ہے؟ سمجھانے پر نہ ماننے پر جسمانی تکلیف پہونچانے کا حق ہے یا نہیں، جب کہ قدرت ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کیا جسمانی تکلیف پہونچانے سے اس کی اصلاح ہو جائے گی جب کہ وہ بے علم ہے، اصلاح کی صورت تو یہ ہے کہ اخلاق وشفقت سے اس کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم کرایا جائے اور عقیدہ درست کیا

---

(۱) (سورة المائدة: ۵۷)

وقال الله تعالیٰ: ﴿یاأیها الذین آمنوا لاتتخذوا الیهود والنصاری أولیاء﴾ (سورة المائدة: ۵۱)

(۲) "لابأس بأن یکون بین المسلم والذمي معاملة إذا کان ممالا بدّ منه، کذا في السراجیة".

(الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الرابع في أهل الذمة والأحکام التي تعود الیهم: ۳۴۸/۵، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

جائے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۲/۹۱ھ۔

جس کا ظاہر کافروں جیسا ہو، اس کے ساتھ تعلق

سوال[۹۵۲۲]: ایک شخص مسلمان ہے مگر ظاہر غیر مسلموں جیسا ہے، فسادات کے دوران وہ مسلمانوں کے گھر جاتا ہے، اس کو کافر سمجھ کر قتل کردیتے ہیں۔ جواب طلب یہ بات ہے کہ اس مقتول کا حشر کفار کے ساتھ ہوگا یا مسلمانوں کے ساتھ؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ مسلمان تھا اور اس کا خاتمہ کفر پر نہیں بلکہ اسلام پر ہوا تو وہ مستحقِ نجات ہے، اس کے ساتھ دنیا میں وہی معاملہ کیا جائے جو مسلمان کے ساتھ کرنے کا حکم ہے(۲)، رہا حشر کا حال سو جو شخص بھی جس کے ساتھ محبت

---

(۱) قال العلامة ابن البزاز الكردري رحمه الله تعالىٰ: "تعليم صفة الخالق مولانا جل جلاله للناس وبيان خصائص مذهب أهل السنة والجماعة من أهم الأمور، وعلى الذين تصدّوا للوعظ أن يلقنوا الناس في مجالسهم على منابرهم ذلك قال الله تعالىٰ: ﴿وذكر فإن الذكر تنفع المؤمنين﴾، وعلى الذين يؤمون في المساجد أن يعلموا جماعتهم شرائط الصلوة، وشرائع الإسلام، وخصائص مذاهب الحق. وإذا علموا في جماعتهم مبتدعاً، أرشدوه". (الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً، الثاني فيما يكون كفراً من المسلم: ۶/۳۲۰، رشيديه)

(۲) "ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه". (الدرالمختار). قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "(قوله: ويغسل المسلم): أى جوازاً؛ لأن من شروط وجوب الغسل كون الميت مسلماً"

"قال فى البدائع: حتى لايجب غسل الكافر؛ لأن الغسل وجب كرامةً وتعظيماً للميت، والكافر ليس من أهل ذلك (قوله: قريبه) مفعول تنازع فيه الأفعال الثلاثة قبله (قوله: كخاله) أشار إلى أن المراد بالقريب مايشمل ذوى الأرحام كما فى البحر". (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازه، قبيل: مطلب فى حمل الميت: ۲/۲۳۰، سعيد)

(وكذا فى البحرالرائق، كتاب الجنائز، فصل: السلطان أحق بصلاته: ۲/۳۳۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

رکھتا ہے اور اس کے طریقہ کو پسند کرتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوتا ہے، "المرء مع من أحب"(۱)، لیکن اگر کوئی شخص بے علم ہونے یا عملی کوتاہی کی وجہ سے پابند شرع نہ ہو تو اس کے متعلق ایسا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۳/۲۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

(۱) "عن أبي وائل عن عبدالله رضي الله تعالیٰ عنه قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم، فقال: يارسول الله! كيف ترى في رجل أحب قوماً، ولمّا يلحق بهم قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: المرء مع من أحب". (الصحيح لمسلم، كتاب البر والصلة والأدب، باب المرء مع من أحب: ۲/ ۳۳۲، قديمی)

قال العلامة النووی رحمه الله تعالیٰ: "قوله: صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: للذی سأله عن الساعة ما أعددت لها قال: حبّ الله ورسوله، قال: أنت مع من أحببت، وفي روايات: "المرء مع من أحب" فيه فضل حبّ الله ورسوله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم، والصالحين وأهل الخير الأحياء والأموات، ومن أفضل محبة الله ورسوله امتثال أمرهما، واجتناب نهيهما، والتأدب بالآداب الشرعية، ولا يشترط في الانتفاع بمحبة الصالحين أن يعمل عملهم إذ لو عمله لكان منهم، ومثملهم. وقد صرح في الحدی الذی بعد هذا بذلک، فقال: رجل أحب قوماً ولمّا يلحق بهم. قال أهل العربية: مما نفی للماضی المستمر فيدل على نفيه في الماضي، وفي الحال بخلاف لم، فإنها تدل على الماضي فقط، ثم إنه لايلزم من كونه معهم أن تكون منزلته وجزاؤه مثلهم من كل وجه". (شرح النووی على الصحيح لمسلم، كتاب البر والصلة والأدب، باب المرء مع من أحب: ۲/ ۳۳۱، ۳۳۲، قديمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الأول فی التشبه بالكفار

(کفار کی مشابہت کا بیان)

سراغ رسانی کے لئے کافروں کی ہیئت اختیار کرنا

سوال[۹۵۲۳]: بلوائیوں کی خفیہ تنظیم کی سراغ رسانی کے لئے اوران کے حملے کو پسپا کرنے کے لئے اگر سر پر چوٹی رکھ لی جائے اور زنار باندھ لی جائے اور سر پر ٹیکا لگایا جائے اور دھوتی پہن لی جائے، اور یہ سب امور صرف اتنی دیر کے لئے کئے جائیں جتنی دیر تک ضرورت ہو، جائز ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا امور کے بغیر دفاع ناممکن ہے، کیونکہ سراغ رسانی دفاع کے لئے مثل لازم کے ہیں۔ان مسائل کی حضرت والا اصل بھی تحریر فرمائیں تو مزید تشفی ہوجائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلوائیوں کی خفیہ تنظیم کی سراغ رسانی کے لئے زنار باندھنے، سر پر چوٹی رکھنے اور دھوتی وغیرہ پہننے کی اتنی دیر تک کے لئے اجازت ہے:

"يكفر بوضع قلنسوة المجوس على رأسه على الصحيح إلا لضرورة ودفع الحرو البرد، وبشدّ الزنار فی وسطه، إلا إذا فعل ذلك خديعةً فی الحرب و طليعةً للمسلمين". عالم گیری(۱)، البحر الرائق (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

---

(۱) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، الباب التاسع فی أحكام المرتدين، مطلب: موجبات الكفر، منها مايتعلق بتلقين الكفر والأمر بالإرتداد: ۲/۲۷۶، رشيديه)

(۲) "و بشد الزنار فی وسطه إلا إذا فعل ذلك خديعةً فی الحرب وطليعةً للمسلمين". (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۵/۲۰۸، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

بہروپیہ اور سی آئی ڈی کا غیر مسلم کی صورت وضع بنانا

سوال[۹۵۲۴]: ۱.....زید بوجہ پیشۂ خوردونوش (بہروپیہ) ایسے روپ بدلتا ہے جس سے اس کے ہندو ہونے کا یقین ہوتا ہے، مثلاً: کبھی ہندو کمہار، ہندو فقیر وغیرہ بنتا ہے، ماتھے پر قشقہ لگاتا ہے (۱)، گلے میں مالا ڈالتا ہے (۲) یہ تو اس کے افعال ہوتے ہیں، مگر بعض اوقات وہ خود اپنا ہندو ہونا بیان کرتا ہے اور مسلمان ہونے کی خواہش کرتا ہے، گویا خود کو ہندو کہہ کر دھوکہ دیتا ہے۔ ایسی حالت میں اس کے مسلمان رہنے اور نکاح قائم رہنے کی نسبت کیا حکم ہے؟ اگر نکاح ساقط ہو جاتا ہے تو بغیر حلالہ کے نکاح ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۲.....بکر بوجہ ملازمت سرکاری سی آئی ڈی (خفیہ پولیس) کسی مفرور ملزم کی تلاش میں، یا کسی معلوماتِ واقعہ کے لئے اپنا فرضِ منصبی ادا کرنے کے لئے ایسا روپ بھرلے کہ انجان آدمی کو اس کے مسلمان ہونے کا شبہ بھی نہیں ہوتا، بلکہ اس کو ہندو ہونے کا یقین ہوتا ہے، اگرچہ وہ زبان سے ہندو ہونے کا مقر نہیں۔ تو ایسی حالت میں اسلام ونکاح کا کیا حکم ہے؟

محمد احمد شاغل تھانوی، متعلم مدرسہ ہذا، ۲۹/ جمادی الاولیٰ/۵۲ھ۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

بلاضرورتِ شدیدہ کفار کا مخصوص لباس استعمال کرنا ممنوع اور ناجائز ہے، لقوله تعالیٰ: ﴿ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾(۳)۔

اور قشقہ لگانا کفار کا مذہبی شعار ہے، جیسے زنار پہننا، اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے:

= (وکذا فی مجمع الأنهر، کتاب السیر، ثم ألفاظ الکفر أنواع: ۵۱۳/۲، مکتبه غفاریه کوئٹه)

(وکذا فی الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، ألفاظ الکفر، السادس فی التشبیه: ۳۳۲/۶، رشیدیه)

(۱) ''قشقہ: تلک، ٹیکہ، صندل وغیرہ کا نشان جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں''۔(فیروز اللغات، ص: ۵۹۶، فیروز سنز، لاهور)

(۲) ''مالا: پھولوں، موتیوں یا سونے کا بنا ہوا ہار، گجرا''۔(فیروز اللغات، ص: ۱۱۸۵، فیروز سنز، لاهور)

(۳) (سورة هود: ۱۱۳)

Maktaba Tul Ishaat.com

"یکفر بوضع قلنسوة المجوس علی رأسه علی الصحیح، إلالضرورة دفع الحر والبرد، وبشد الزنار فی وسطه، إلا إذا فعل ذلك خدیعةً فی الحرب". عالم گیری:۲/۸۹٤ (۱)، بحر الرائق:۵/۱۲۳ (۲)۔

اوراپنے ہندوہونے کااقرارکرنا خودکفرہے:

"وأما الهازل والمستهزئ إذا تکلم بکفر استخفافاً و مزاحاً واستهزاءً، یکون کفراً عند الکل و إن کان اعتقاده خلاف ذلك". عالم گیری:۲/۸۹٤ (۳)، فتاوی قاضی خان: ٤/٦۰۷(٤)۔ نعوذ باللّٰه من ذلك۔

اورارتدادکی وجہ سے نکاح فسخ ہوجاتاہے:

قال العلامة الحصکفیؒ: "وارتداد أحدهما: أی الزوجین فسخٌ، فلاینقص عدداً عاجلٌ

---

(۱) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، منها ما یتعلق بتلقین الکفروالأمر بالارتداد والتشبیه : ۲/۲۷٦، رشیدیه)

(۲) (البحرالرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین : ۵/۲۰۸، رشیدیه)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر للقاری، فصل فی الکفر صریحاً وکنایةً، ص: ۱۸۵، قدیمی)

(وکذا فی الفتاوی التاتارخانیة، کتاب أحکام المرتدین، فصل فی التشبیه بالکفار، الخ: ۵/۵۱۹، ۵۲۰، إدارة القرآن کراچی)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة علی هامش الفتاوی العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل الثانی، النوع السادس فی التشبیه : ٦/۳۳۲، رشیدیه)

(وکذا فی خلاصة الفتاوی، کتاب ألفاظ الکفر، الفصل الثانی، الجنس السادس فی التشبیه : ٤/۳۸۷، رشیدیه)

(۳) (الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، منها مایتعلق بتلقین والأمر بالارتداد ..... اهـ: ۲/۲۷٦، رشیدیه)

(۴) (فتاوی قاضی خان علی هامش الفتاوی العالمکیریة، کتاب السیر، باب ما یکون کفراً من المسلم و ما لایکون : ۳/۵۷۷، رشیدیه)

(وکذافی رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد : ٤/۲۲۲، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

بلاقضاء". درعلی الشامی: ۲/۶۴۳(۱)۔

اس کے بعد اگر وہ شخص مسلمان ہوجائے تو پھر اس کا نکاح اس پہلی عورت سے جو اس کے نکاح میں تھی بلاحلالہ کئے شرعاً درست ہے:

قال الشامی تحت قول الدر: "(فسخ) نقلاً عن الفتح؛ لأن الحرمة بالردة غير متأبدة، فإنها ترتفع بالإسلام'. وتحت قول الدر: "(فلا ينقص عدداً) فلو ارتد مراراً و جدّد الإسلام فی كل مرة، وجدد النكاح على قول أبی حنيفة رحمه الله تعالىٰ، تحل امرأته من غير إصابة زوج ثان، بحر عن الخانية"(۲)۔

۲.....اگر محض کفار کا لباسِ قومی اختیار کیا ہے تو اس سے کفر نہیں بلکہ گناہ ہوتا ہے، اگر کفار کا شعارِ مذہبی اختیار کیا ہے تو اس کا جواب وہی ہے جو اوپر نمبر:۱ میں مذکور ہے، دلیله ذکر ثَم۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲/۶/۵۲ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۲/ جمادی الثانی/۵۲ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ۔

---

(۱) (الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

(وكذا فی البحرا لرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۳، رشيديه)

(وكذا فی خلاصة الفتاوی، كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثانی، الجنس الأول فی المقدمة: ۴/۳۸۳، رشيديه)

(وكذا فی الفتاوی العالمكيرية، كتاب النكاح، الباب العاشر فی نكاح الكفار: ۲/۳۳۹، رشيديه)

• (وكذا فی المحيط البرهانی كتاب السير، فصل فی مسائل المرتدين، نوع آخر من المتفرقات: ۵/۵۸۳، غفاريه كوئٹه)

(وكذا فی الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصلٌ من فصلٍ فی الإرجاء: ۵/۵۴۶، إدارة القرآن كراچی)

(۲) (رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۱۹۳، ۱۹۴، سعيد)

(وكذا فی البحرا لرائق، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۳/۳۷۵، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

شعارِ اہل کفر کو اختیار کرنا

سوال[۹۵۲۵]: زید مسلمان اور عمر ہندو نے باہمی مشترکہ دوکان کھولی، اس دوکان کے شروع کرنے کی تاریخ ہندو پنڈت کاہنوں سے پوچھ کر معین کی، چنانچہ معینہ تاریخ پر اہل ہنود کے رواج کے مطابق دوکان کھولی گئی، یعنی پنڈتوں و برہمنوں کو دعوت دی گئی اور حساب کی بہی پر بجائے "بسم اللّٰہ" کے لفظ ''اوم'' (جو ہندو اپنی خط و کتابت میں لکھتے ہیں، لکھا گیا، اور ہنومان وغیرہ کی ان پر تصویریں بنائی گئیں (۱)، اور زید مسلمان کی پیشانی پر ہندوؤں کی رسم مخصوص کے مطابق سرخ رنگ کے ٹیکے لگائے گئے، اور چاول وغیرہ بھی جیسے ہندو لگاتے ہیں ماتھے پر لگائے گئے، اور تھالیوں پر گھی کے چراغ رکھ کر مطابقِ رسم کے جلائے گئے۔ یہ سب کچھ علماء کے منع کرنے کے بعد کیا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے جو یہ فعل دیدہ و دانستہ کیا ہے اس پر بسبب اس فعل کے بموجبِ شریعتِ بیضاء کیا حکم عائد ہوتا ہے اور دیگر مسلمانوں کو زید سے کیا برتاؤ کرنا چاہیئے اور جو لوگ اس مجلس میں شریک ہوئے ہیں ان پر کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

غیر مسلم قوم کے شعار قومی کو اختیار کرنا کبیرہ گناہ ہے اور شعارِ مذہبی کو اختیار کرنا بلا ضرورت معتبرہ عند الشرع کفر ہے (۲)، لہٰذا احتیاطاً زید کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کر لینا چاہیئے اور آئندہ کے لئے بھی ایسے افعال سے پختہ توبہ کرنا ضروری ہے۔ اور جتنے مسلمان اس مجلس میں شریک ہوئے ہیں سب کو توبہ کرنا

---

(۱) ''ہنومان: ہندوؤں کا ایک دیوتا، ہندوؤں کا ایک روایتی سردار جس نے سیتا جی کی بازیابی میں رام چندر کی مدد کی تھی''۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۴۵۲، فیروز سنز، لاهور)

(۲) "یکفر ..... بوضع قلنسوة المجوسی علی رأسه علی الصحیح، وبشد الزنار فی وسطه". (البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتین: ۲۰۸/۵، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، الباب التاسع فی أحکام المرتدین: ۲۷۶/۲، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، باب ألفاظ الکفر، الفصل السادس فی التشبیه: ۳۳۲/۶، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ضروری ہے(۱)۔

اگر زید توبہ نہ کرے اور اپنے فعل کو برا نہ سمجھے تو مسلمانوں کو اسے سمجھانا چاہیئے، اگر باوجود فہمائش کے نہ مانے اور اپنی بات پر جمارہے تو اس سے قطع تعلق کردینا چاہیئے تاکہ تنگ آکر توبہ کرلے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵۶/۲/۱۰ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۱۴/صفر/۵۶ھ، صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

غیر قوموں کے ساتھ تشبہ

سوال[۹۵۲۶]: عورت کا بے پردہ پھرنا، ساڑھی پہننا، انگریزی لیڈی وضع، جوتا مردوں اور عورتوں کو پہننا، کپڑے بھی اسی وضع کے، بالوں کو بھی اسی طرح سے گوندھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جملہ امور ممنوع اور ناجائز ہیں "من تشبه بقوم فهو منهم". الحديث (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۸/صفر/۱۳۵۹ھ۔

---

(۱) "و من خرج إلى السدة: أى مجتمع أهل الكفر فى يوم النيروز، كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل فى الكفر صريحاً وكنايةً، ص: ۱۸۶، قديمى)

(وكذا فى الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، باب ألفاظ الكفر، الفصل السادس فى التشبيه: ۶/۳۳۳، رشيديه)

(۲) قال العلامة الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "قال: وأجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلة مايفسد عليه دينه أو يدخل مضرةً فى دنياه، يجوز له مجانبته وبعده، ورب صرم جميل خير من مخالطة تؤذيه ..... فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مرّ الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۵۰۲۷): ۸/۷۵۹، رشيديه)

(۳) "عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہندوانہ زیبائش

سوال[۹۵۲۷]: مشرقی اضلاع میں رواج کے مطابق مسلمان عورتیں بھی ماتگ میں سیندور بھرتی ہیں(۱) ماتھے پر بندیاں لگاتی ہیں، پیر کی انگلیوں میں بچھوے پہنتی ہیں(۲) اور ساڑھی کا استعمال کرتی ہیں۔ ازروئے شریعت اس قسم کی زیبائش جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

یہ چیزیں اصالۃً غیر مسلموں کی ہیں، بعض تو محض قومی ہیں اور بعض میں مذہبیت کی بھی شان ہے، ایسی

= بقوم، فهو منهم" (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵،)

(وسنن أبی داؤد، كتاب اللباس، باب فی لباس الشهرة، ص: ۵۵۸، دار الحديث ملتان)

قال العلامة الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "من شبه نفسه بالكفار مثلاً فی اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخير". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثانی: ۸/۱۵۵،)

(وكذا فی بذل المجهود، كتاب اللباس، باب فی لباس الشهرة: ۵/۴۰، معهد الخليل الاسلامی كراچی)

قال العلامة المناوی رحمه الله تعالیٰ: "من تشبه بقوم": أی تزيا فی ظاهره بزيهم، و فی تعرّفه بفعلهم، وفی تخلقه بخلقهم، وسار بسيرتهم و هديهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وكان التشبه بحق قد طابق فيه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا يجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغيرهم، فقد يظن به من لا يعرفه أنه منهم، فيظن به ظن السوء، فيأثم الظانّ والمظنون فيه بسبب العون عليه. وقال بعضهم: قد يقع التشبه فی أمور قلبية ..... وقد تكون عادات فی نحو طعام و لباس ومسكن و نكاح و اجتماع و افتراق ..... و قد يحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فيه، فإن كان كفراً أو معصيةً أو شعاراً لها، كان حكمه كذلک". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفی الباز رياض)

(۱) "سیندور: سرخ رنگ کا ایک سفوف جسے ہندو عورتیں ماتگ میں بھرتی ہیں"۔(فیروز اللغات، ص: ۸۳۰، فیروز سنز لاهور)

(۲) "بچھوے: ایک قسم کا زیور جو پاؤں کی انگلیوں پر پہنا جاتا ہے"۔(فیروز اللغات، ص: ۱۸۳، فیروز سنز، لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

چیزوں کا اہلِ اسلام کو اختیار کرنا منع ہے، قسمِ ثانی کا استعمال قسمِ اول سے زیادہ سخت ہے اور اس کی ممانعت بھی شدید ہے۔ اور جس جگہ یہ چیزیں اہلِ اسلام میں غیر مسلموں کی صحبت کے اثرات سے کچھ پھیل گئی ہیں، یا نومسلموں میں ترکۂ آباء کی حیثیت سے باقی رہ گئی ہیں، وہ بے علم اور بے عمل مسلمانوں میں ہیں، ان کی اصلاح لازم ہے نہ کہ اشاعت (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمود گنگوہی غفرلہ۔

بالوں میں کفار کی مشابہت

سوال[۹۵۲۸]: ما الحکم عن الشعر الذی یقطع خلف الرأس فقط -کما یفعل

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم" (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دارالحدیث ملتان)

قال العلامة الملا علی القاری رحمه اللہ تعالیٰ: "من شبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۸/۱۵۵، رشیدیه)

(وکذا فی بذل المجهود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۵/۴۰، معهد الخلیل الاسلامی، کراچی)

قال العلامة المناوی رحمه اللہ تعالیٰ: "من تشبه بقوم": أی تزیا فی ظاهره بزیّهم، و فی تعرّفه بفعلهم، وفی تخلقه بخلقهم، وسار بسیرتهم و هدیهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وکان التشبه بحق قد طابق فیه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا یجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغیرهم، فقد یظن به من لا یعرفه أنه منهم، فیظن به ظن السوء، فیأثم الظانّ والمظنون فیه بسبب العون علیه. وقال بعضهم: قد یقع التشبه فی أمور قلبیة ..... وقد تکون عادات فی نحو طعام و لباس ومسکن و نکاح و اجتماع و افتراق ..... و قد یحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فیه، فإن کان کفراً أو معصیةً أو شعاراً لها، کان حکمه کذلک". (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

Maktaba Tul Ishaat.com

الکفار- هل هو جائز أم لا، أم حرام؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ما كان شعارَ الكفار، فإن كان شعاراً مذهبياً، فهو حرام على المسلين، وإن كا شعاراً قومياً فهو مكروه (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/ ۶/ ۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/ ۶/ ۸۷ھ۔

عورت کو مانگ میں سیندور اور پیشانی پر بندی لگانا

سوال[۹۵۲۹]: کیا عورت اپنی زینت کے لئے مانگ میں سیندور (۲) اور پیشانی پر بندی لگا سکتی ہے (۳)؟

الجواب حامداًومصلیاً:

مانگ میں سیندور اور پیشانی پر بندی غیر مسلم عورتوں کا شعار ہے، اس سے بچنا لازم ہے ہرگز اس کو

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم عن القزع. والقزع أن يحلق رأس الصبي، فيترک بعض شعره". (سنن أبي داؤد، كتاب الترجل، باب في الصبي له ذؤابه: ۲/ ۵۷۷، دارالحديث ملتان)

"وعن ابن عمر رضي الله تعالیٰ عنهما أن النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم رأى صبياً قد حلق بعض رأسه و ترک بعضه، فنهاهم عن ذلک وقال: "احلقوا كله أو اتركوا كله". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الترجل، الفصل الأول، ص: ۳۸۰، قديمی)

"ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه في ذلک اليوم". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب ألفاظ الكفر أنواع: ۴/ ۵۱۳، غفاريه كوئٹه)

(۲) "سیندور: ایک قسم کا سرخ سفوف"۔ (فیروز اللغات، ص: ۸۱۲، فیروز سنز، لاہور)

(۳) "بندی: کانچ کی رنگین ٹکلی جو عورتیں ماتھے پر چپکاتی ہیں"۔ (فیروز اللغات، ص: ۲۱۹، فیروز سنز، لاہور)

Maktaba Tul Ishaat.com

اختیار نہ کریں(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند،۲۱/۱/۹۶ھ۔

سرکاری تقاریب میں ہنود کا مسلمان کی پیشانی پر سیندور لگانا

سوال[۹۵۳۰]: سرکاری تقریبوں میں مسلمانوں کی پیشانیوں کو ہندو لوگ سیندور لگاتے ہیں(۲)، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم" (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دارالحدیث ملتان)

قال العلامة الملا علی القاری رحمه اللہ تعالیٰ: "من شبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۱۵۵/۸، رشیدیه)

(وکذا فی بذل المجهود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۴۰/۵، معهد الخلیل الاسلامی، کراچی)

قال العلامة المناوی رحمه اللہ تعالیٰ: "من تشبه بقوم": أی تزیا فی ظاهره بزیهم، و فی تعرّفه بفعلهم، وفی تخلقه بخلقهم، وسار بسیرتهم و هدیهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وکان التشبه بحق قد طابق فیه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا یجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغیرهم، فقد یظن به من لا یعرفه أنه منهم، فیظن به ظن السوء، فیأثم الظانّ والمظنون فیه بسبب العون علیه. وقال بعضهم: قد یقع التشبه فی أمور قلبیة ..... وقد تکون عادات فی نحو طعام و لباس ومسکن و نکاح و اجتماع و افتراق ..... و قد یحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فیه، فإن کان کفراً أو معصیةً أو شعاراً لها، کان حکمه کذلک". (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۵۷۴۳/۱۱، ۵۷۴۴، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

(۲) "سیندور: ایک قسم کا سرخ سفوف"۔(فیروز اللغات، ص:۸۱۲، فیروز سنز، لاہور)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ان کے مذہبی شعار میں شرکت کی اجازت نہیں (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۲/۸۸ھ۔

لباس اور برتن میں تشبہ سے پرہیز

سوال[۹۵۳۱]: ایک مسلمان شخص کو میں نے منع کیا تھا کہ تم وہ چتے ہوئے گھڑے کو جن کو ہندو استعمال کرتے ہیں تم نہ استعمال کیا کرو، وہ گھڑے استعمال کرو جو چتے ہوئے نہ ہوں اور کنی دار دھوتی نہ استعمال کرو(۲) وہ بھی ہندو استعمال کرتے ہیں، تم بے کنی کی دھوتی استعمال کرو۔شریعت میں اس کی کیا اصل ہے؟ جواب سے مشرف فرمائیں۔

بندو محلّہ پٹھان پورہ سہارنپور۔

الجواب حامداًومصلیاً:

جو برتن یا کپڑا وغیرہ کسی غیر مسلم قوم کا مخصوص شعار ہو، مسلمانوں کو اس سے حتی الوسع اجتناب چاہیے،

---

(۱) "وعن الإمام أبي حفص: لو أن رجلاً عبَدَ ربه خمسين سنةً، ثم جاء يوم النيروز، فأهدى إلى بعض المشركين هديةً يريد تعظيم ذلك اليوم، فقد كفر". (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكرية، كتاب الفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأ، السادس في التشبيه: ۳۳۴/۶، رشيديه)

"ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه في ذلك اليوم" (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب ألفاظ الكفر أنواع: ۵۱۳/۴، غفاريه كوئٹه)

(وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون: ۵۷۷/۳، رشيديه)

(وكذا في ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۷۵۴/۶، سعيد)

(۲) "کنی دار: وہ کپڑا جس کے کناروں پر کسی رنگ کی کناری ہو، کنارہ دار"۔(فیروز اللغات، ص: ۱۰۳۸، فیروز سنز، لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

کیونکہ کفار کے ساتھ تشبہ منع ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۹/۴/۵۴ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

اذانِ مغرب کے بعد لائٹ روشن کرنا

سوال[۹۵۳۲]: عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد لائٹ روشن کردی جاتی ہے اور اس کے بعد جماعت ہوتی ہے، کیونکہ کچھ اندھیرا ہوجاتا ہے۔ایک صاحب کو اس پر اعتراض ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آتش پرستی کے مشابہ ہے۔اتفاق سے بجلی کا بلب امام کے کھڑے ہونے کی جگہ لگا ہوا ہے، اس لئے انہیں خلجان رہتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد بلب روشن کیا جانا چاہیئے۔از روئے شرع کیا حکم ہے، کیا ان کا یہ خلجان صحیح

---

(۱) "عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم". (مشکوۃ المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبي داؤد، کتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دار الحدیث ملتان)

قال الملا علی القاری: "من شبه نفسه بالکفار مثلاً في اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی في الإثم والخیر عند اللہ تعالیٰ". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس: ۸/۱۵۵، رشیدیه)

(وکذا في بذل المجهود: ۵/۴۰، معهد الخلیل الإسلامی کراچی)

قال العلامة المناوی: "من تشبه بقوم": أی تزیا في ظاهره بزیّهم، و في تعرّفه بفعلهم، وفي تخلقه بخلقهم، وسار بسیرتهم و هدیهم في ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وکان التشبه بحق قد طابق فیه الظاهرُ الباطنَ ..... وأنه لا یجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ مُنع لبسه لغیرهم، فقد یظن به مَن لا یعرفه أنه منهم، فیظن به ظن السوء فیأثم الظان والمظنون فیه بسبب العون علیه. وقال بعضهم: قد یقع التشبه في أمور قلبیة ..... و قد تکون عادات في نحو طعام و لباس ومسکن و نکاح و اجتماع و افتراق ..... و قد یحمل منهم في القدر المشترک الذی شابههم فیه، فإن کان کفراً أو معصیةً أو شعاراً لها، کان حکمه کذلک". (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہے؟ جواب مدلل تحریر فرمائیں۔

فیض احمد باندہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ خلجان لغو اور بے اصل ہے، آتش پرستی سے اس کو کوئی مشابہت نہیں ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

دھوتی باندھنا

سوال[۹۵۳۴]: دھوتی اس طریقہ سے باندھنا کہ اس میں ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو یعنی شلوار نما، یا دوسری قسم سے جیسے ہندو وغیرہ باندھتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جو طریقہ ہندوؤں کے ساتھ خاص ہے، اس طریقے سے باندھنا منع ہے(۲)۔ فقط۔

حررہ محمود غفرلہ۔

---

(۱) "ثم اعلم أن التشبه بأهل الكتاب لايكره في كل شيء، فإنا نأكل و نشرب كما يفعلون، إنما الحرام هو التشبه فيما كان مذموماً، وفيما يقصد به التشبه". (تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة: ۸۸/۴، دارالعلوم كراچی)

"ثم اعلم أن التشبه بأهل الكتاب لايكره في كل شئ. فإنا نأكل ونشرب كما يفعلون، إنما الحرام هو التشبه فيما كان مذموماً، وفيما يقصد به التشبه". (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، الخ: ۱۸/۲، رشيديه)

(۲) "عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم" (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵،)

(وسنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لباس الشهرة، ص: ۵۵۸، دارالحديث ملتان)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه الله تعالىٰ: "من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم والخير". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۱۵۵/۸، رشيديه) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

مسلمان بھنگی کا حکم

سوال[۹۵۳۴] : (الف) زید ایک مسلمان بھنگی کی عورت کو لے کر بلا نکاح کئے ہوئے مفرور ہوگیا، کچھ دنوں کے بعد واپس آیا اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اب اس حالت میں زید کے ساتھ کھانا کھانا اور اٹھنا بیٹھنا کیسا ہے؟ اور کیا اس حرکت حرام سے اسلام سے خارج ہوگا یا نہیں؟ زید کا مسجد میں جانا اور وضو کا برتن استعمال کرنا کیسا ہے؟

(ب) زید اب اپنی اس حرکت سے مسجد میں تائب ہوتا ہے اور بستی کے مسلمان اس کو روا نہیں سمجھتے اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ زید مسجد میں آکر وضو کرتا ہے تو جس برتن میں وضو کرتا ہے، اس کو الگ کردیتے ہیں۔ ان کا کیا حکم ہے؟ نیز جو لوگ زید کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں وہ کیسے ہیں، وہ معذب عنداللہ ہوں گے یا نہیں؟

(ج) مسلمان بھنگی کے گھر کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں، جو لوگ اس کو برا جانتے ہیں وہ کیسے ہیں؟ یہاں کے اکثر مسلمان بھنگی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے ہیں۔ جواب مفصل مع احادیث صحیحہ تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

المستفتی: نور محمد معرفت قبول احمد صدیقی۔

= (وكذا في بذل المجهود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة : ۴۰/۵، معهد الخليل الاسلامي، كراچی)

قال العلامة المناوی: "من تشبه بقوم": أی تزيا فی ظاهره بزيّهم، و فی تعرّفه بفعلهم، وفی تخلقه بخلقهم، وسار بسيرتهم و هديهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وكان التشبه بحق قد طابق فيه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا يجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغيرهم، فقد يظن به من لا يعرفه أنه منهم، فيظن به ظن السوء، فيأثم الظانّ والمظنون فيه بسبب العون عليه. وقال بعضهم: قد يقع التشبه فی أمور قلبية ..... وقد تكون عادات فی نحو طعام و لباس ومسكن و نكاح و اجتماع و افتراق ..... و قد يحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فيه، فإن كان كفراً أو معصيةً أو شعاراً لها، كان حكمه كذلک". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفی الباز رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداً ومصلیاً:

(الف) یہ گناہ کبیرہ ہے، لیکن حنفیہ کے نزدیک کبیرہ گناہ کرنے سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا، پس زید مسلمان ہے:

"ولا نكفر مسلماً بذنبٍ من الذنوب وإن كانت كبيرةً إذا لم يستحلها، ولا نزيل عنه اسم الإيمان". شرح فقه أكبر، ص: ٨٦(١)۔

(ب) زید نے جب صدق دل سے توبہ کرلی تو وہ توبہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے، اب سابقہ گناہ کی وجہ سے اس پر طعن اور اس سے پرہیز کرنا جائز نہیں ہے اور اسلام سے خارج جاننا تو کسی طرح بھی درست نہیں، سخت خطرناک گناہ ہے، مسلمانوں کو اس سے توبہ لازم ہے ورنہ ایمان کا خطرہ ہے، کیونکہ مسلمانوں کو کافر سمجھنا کفر ہے(۲)۔

"ثم كون التوبة سبباً لغفران الذنوب وعدم المواخذة بها مما لاخلاف فيه بين الأمة، وليس شيئاً يكون سبباً لغفران جميع الذنوب إلا التوبة. ثم إذا تاب توبةً صحيحة، صارت مقبولةً غير مردودة قطعاً من غير شك وشبهه". شرح فقه أكبر، ص: ١٩٥، ١٩٦(٣)۔

---

(۱) (شرح الفقه الأكبر، بحث فی أن الكبيرة لاتخرج المؤمن عن الإيمان، ص: ۱۰۲، دارالكتب العلمية بيروت)

(۲) قال الله تعالیٰ: ﴿وهو الذی يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات﴾ (سورة الشوریٰ: ۲۵)

وقال الله تعالیٰ: ﴿ومن يعمل سوءً أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفوراً رحيماً﴾ (سورة النساء: ۱۱۰)

"إذ قال لغيره: ياكافر!، أو للمرأة: ياكافرة! ولم يقل المخاطب: شيئاً، فالفقيه أبوبكر الأعمش البلخی علی أنه كافر ..... وإن اعتقده كافراً، فخاطبه علی اعتقاده أنه كافر، كفر؛ لأنه لما اعتقد المسلم كافراً، فقد اعتقد دين الإسلام كفراً، ومن اعتقد دين الإسلام كفراً، فهو كافر". (الفتاویٰ البزازية علی هامش الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأً، الخامس فی الإقرار بالكفر: ۶/۳۳۰، رشيديه)

(۳) (شرح الفقه الأكبر، مسألة فی التوبة وشرائطها وفيها أبحاث جليلة، ص: ۲۳۴، دارالكتب العلمية بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

(ج) اگر وہ پاکی کا اہتمام کرتا ہے اور کھانے وغیرہ کو نجاست سے پاک رکھتا ہے تو وہ پاک ہے، بلا دلیل اس کو ناپاک کہنا درست نہیں، البتہ اس میں نجاست کا تیقن ہو تو اس کو ناپاک کہا جائے، شک کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوتا: "شك في وجود النجس، فالأصل بقاء الطهارة". اشباه، ص: ۵۵(۱)۔ واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/ ۸/ ۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/ شعبان۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

(۱) (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة، اليقين لايزول بالشك، ص: ۲۱، قديمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثانی فی الشرکة فی أعیاد الکفار

(کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کا بیان)

ہندوؤں کے مذہبی تہوار میں شریک ہونا

سوال[۹۵۳۵]: مسلمانوں کا ہندوؤں کی خوشی میں شامل ہونا، مثلاً: بنگال میں یہ رواج ہے کہ جب وہاں رام لیلا ہوتی ہے تو کشتی پر بتوں کو رکھ کر اس کے پیچھے کشتیوں میں سوار ہوکر ہندو اور مسلمان شرکت کرتے ہیں اور ان کشتیوں کو ہندو و مسلمان کھیلتے بھی ہیں اور بالخصوص مسلمانوں کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلمانوں کا ان کی مجلس میں شرکت کرنے سے ان کے مسلمان ہونے میں تو کوئی اثر پیدا نہیں کرتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ شرکت قطعاً ممنوع ہے اور گناہ ہے(۱) اس سے توبہ لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۸/۳/۵۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۲/ ربیع الآخر/ ۵۸ھ۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم" (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دار الحدیث ملتان)

قال الملا علی القاری: "من شبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۸/۱۵۵، رشیدیه)

(وکذا فی بذل المجهود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۵/۴۰، معهد الخلیل الإسلامی کراچی) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

رام لیلا جیسے تہوار میں شرکت

سوال[۹۵۳۶]: رام لیلا یا اس قسم کے تہوار میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ان کے مذہبی تقریبات میں شرکت خطرناک ہے(۱)، الّا یہ کہ مقصود شرکت سے سیر وتفریح، نیز ان کی

= قال العلامة المناوی: "من تشبه بقوم": أی تزیّاً فی ظاهره بزیّهم، و فی تعرّفه بفعلهم، وفی تخلقه بخلقهم، وسار بسیرتهم و هدیهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وکان التشبه بحق قد طابق فیه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا یجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغیرهم، فقد یظن به من لا یعرفه أنه منهم، فیظن به ظن السوء، فیأثم الظانّ والمظنون فیه بسبب العون علیه. وقال بعضهم: قد یقع التشبه فی أمور قلبیة ..... وقد تکون عادات فی نحو طعام و لباس ومسکن و نکاح و اجتماع و افتراق ..... و قد یحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فیه، فإن کان کفراً او معصیةً أو شعاراً لها، کان حکمه کذلک". (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

کفار کی مذہبی تہواروں میں شرکت کرکے انہی کی طرح اس میں حصہ لینے اوران سے موافقت کرنے سے متعلق فقہائے کرام کی عبارات بہت سخت ہیں کہ کفر تک کے حکم پر مشتمل ہیں:

"وعن الإمام أبی حفص رحمه الله تعالیٰ: لو أن رجلاً عبَدَ ربه خمسین سنةً، ثم جاء یوم النیروز، فأهدی إلی بعض المشرکین هدیةً یرید تعظیم ذلک الیوم، فقد کفر". (الفتاوی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً أو خطأ، السادس فی التشبیه: ۶/۳۳۴،رشیدیه)

"ویکفر بخروجه إلی نیروز المجوس والموافقة معهم فیما یفعلونه فی ذلک الیوم" (مجمع الأنهر، کتاب السیر، باب ألفاظ الکفر أنواع: ۴/۵۱۳، غفاریه کوئٹه)

(وکذا فی فتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، باب مایکون کفراً من المسلم ومالایکون: ۳/۵۷۷، رشیدیه)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الخنثی، مسائل شتی: ۶/۷۵۴، سعید)

(۱) "ویکفر بخروجه إلی نیروز المجوس والموافقة معهم فیما یفعلونه فی ذلک الیوم". (مجمع =

Maktaba Tul Ishaat.com

رونق بڑھانا نہ ہو، بلکہ کوئی جائز و پسندیدہ مقصد ہو(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۳/۹۰ھ۔

غیرقوم کے تہوار میں ان کو مبارکباد دینا

سوال[۹۵۳۷]: غیرقوم کے تہوار کے دن مسلمانوں کو انہیں مبارکباد دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

درست نہیں(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۶/۱۴۰۱ھ۔

= الأنهر، كتاب السير، باب ألفاظ الكفر أنواع: ۵۱۳/۴، غفاريه كوئٹه)

(وكذا في قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون: ۵۷۷/۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ البزازيه على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأ، السادس في التشبيه: ۳۳۴/۶، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۷۵۴/۶، سعيد)

(وشرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص: ۱۸۶، قديمى)

(۱) "لا بأس بأن يضيف كافراً لقرابة أو لحاجة، كذا في التمرتاشي". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة: ۳۴۷/۵، رشيديه)

(وكذا في الملتقط، ص: ۲۷۷، مكتبه حقانيه پشاور)

(۲) "اجتمع المجوس يوم النيروز، فقال مسلم: "خوب ركمى نهاده اند" أو قال: "نيك آئين نهاده اند" يخاف عليه الكفر". (الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل في الخروج إلى النشيدة والذهاب إلى ضيافة المجوس: ۵۱۹/۵، إدارة القرآن كراچى)

(وكذا في شرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص: ۱۸۶، قديمى)

(وكذا في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، السادس في التشبيه: ۳۳۳/۶، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

غیرقوم کے مذہبی اجتماع میں شرکت

سوال[۹۵۳۸]: غیرقوم کے لوگ ہمیں بعض اوقات ان کے مذہبی اجتماع میں شرکت کرنے کے لئے دعوت دیتے ہیں۔ایسے اجتماع میں شرکت کرنا شریعت کے اعتبار سے درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ان کے اجتماع کواپنی شرکت سے رونق دینادرست نہیں:"من کثّر سواد قوم، فهوم منهم"(۱)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبدمحمودغفرلہ،دارالعلوم دیوبند۔

ہندوؤں کے میلہ میں جانا

سوال[۹۵۳۹]: مسلمان مردوعورت کا ہندوؤں کے میلوں میں تماشادیکھنے جانا، ہندوؤں کے تیوہاروں میں جوکھانے پکتے ہیں(۲) ایسے کھانے پکا کرکھانا ہندوؤں کے رسوم پوجاوغیرہ میں چندہ دینا کیساہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

یہ سب باتیں ناجائزاورگناہ ہیں،اگرہندو کے تیوہارکی تعظیم کے لئے چندہ دینااورشرکت کرنا ہےتو یہ کفرہے،مسلمانوں کوایسےامورسےتوبہ ضروری ہے:

"رجل اشترى يوم النيروز شيئاً لم يكن يشتريه قبل ذلك، إن أراد به تعظيم النيروز

---

(۱) "من كثر سواد قوم فهو منهم، و من رضى عمل قوم كان شريكاً فى عمله". (كنز العمال، كتاب الصحبة من قسم الأقوال: ۲۲/۹، (رقم الحديث: ۲۴۷۳۵)، مكتبه التراث الإسلامى حلب)

"ومن خرج إلى السدة: أى مجتمع أهل الكفر فى يوم النيروز، كفر". (شرح الفقه الأكبر، فصل فى الكفر صريحاً أو كنايةً، ص: ۱۸۶، قديمى)

(وكذا فى الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً، الفصل السادس فى التشبيه: ۳۳۳/۶، رشيديه)

(۲)"تیوہار:خوشی کادن،جشن،تہوار"۔(فیروز اللغات، ص: ۴۰۷، فیروز سنز لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

یعظمه المشرکون، کفر". مجموعة فتاویٰ: ۲/۲۱۵(۱)۔

میلے اور نمائش میں جانا

سوال[۹۵۴۰]: ۱..... میلے میں جانا کیسا ہے، کلبہ(۲) اور چھتر(۳) کا میلہ، اردو سہرا(۴) وغیرہ جب کہ تجارت یا کسی چیز کے خریدنے کی نیت سے جائے اور میلے کے اندر تمام ملک کی اشیاء آتی ہو اور تجارت کا بڑا مرکز ہو؟

۲..... نمائش میں بلاضرورت جانا کیسا ہے؟

منیر احمد پرنوی، از مدرسہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... یہ میلے ہندوؤں کے مخصوص قومی اور مذہبی میلے ہیں، ان میں جاکر ان کی رونق کو بڑھانا ناجائز ہے، مسلمانوں کو ان سے اجتناب ضروری ہے(۵)۔ ہاں! اگر کوئی ایسی شئ وہاں فروخت ہوتی ہے کہ اس کے

---

(۱) (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی، کتاب الکراهیة: ۴/۳۴۰، رشیدیه)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر، فصل فی الکفر صریحاً و کنایةً، ص: ۱۸۶، قدیمی)

(وکذا فی الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل السادس فی التشبیه: ۶/۳۳۳، رشیدیه)

(۲) ''کلبہ: چھوٹا سا گھر، غریبوں کا جھونپڑا''۔(فیروز اللغات، ص: ۱۰۲۱، فیروز سنز لاهور)

(۳) ''چھتر: بڑا چھاتا، نم گیرہ، شامیانہ، جائے پناہ''۔(فیروز اللغات، ص: ۵۵۱، فیروز سنز لاهور)

(۴) ''اردو سہرا: پھولوں یا موتیوں کی لڑیاں جو ایک ڈور میں باندھ کر دولہا دولہن کے سر سے چہرے پر لٹکائی جاتی ہے''۔(فیروز اللغات، ص: ۸۲۴، فیروز سنز لاهور)

(۵) "من کثر سواد قوم فهو منهم، و من رضی عمل قوم کان شریکاً فی عمله". (کنز العمال، کتاب الصحبة من قسم الأقوال: ۹/۲۲، (رقم الحدیث: ۲۴۷۳۵)، مکتبة التراث الإسلامی حلب)

"ومن خرج إلی السدة: أی مجتمع أهل الکفر فی یوم النیروز، کفر". (شرح الفقه الأکبر، فصل فی الکفر صریحاً أو کنایةً، ص: ۱۸۶، قدیمی)

(وکذا فی الفتاوی البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الفصل =

Maktaba Tul Ishaat.com

بغیر چارہ نہیں ہے اور دوسری جگہ وہ ملتی بھی نہیں تو اس کو خریدنے کے لئے جانے میں گنجائش ہے، لیکن اگر دوسری جگہ وہ شی ملتی ہو، یا اس کی ضرورت شدیدہ نہ ہو تو محض تجارت کے لئے وہاں جانا منع ہے(۱)۔

۲.....حدیث شریف میں بازار کو "شرّ البقاع" کہا گیا ہے، لہٰذا بلاضرورت بازار میں ہرگز نہیں جانا چاہیئے (۲) اور نمائش میں بازار سے بدرجہا زیادہ خرابیاں ومفاسد ومنکرات ہیں، وہاں جانا بلاضرورت کیسے جائز ہوسکتا ہے بضرورت وبمجبوری لہو ولعب ومنکرات سے بچ کر جانا درست ہے (۳)، اہل علم کو جانا ہرگز زیبا نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۶/۱۱/۵۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبداللطیف، یکم/ذی الحجہ/۵۴ھ۔

= السادس فی التشبیہ: ۳۳۳/۲، رشیدیہ)

"ویکفر بخروجه إلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه في ذلك اليوم". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب ألفاظ الكفر أنواع: ۵۱۳/۴، غفاريه كوئٹه)

(وكذا في قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون: ۵۷۷/۳، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأ، السادس في التشبيه: ۳۳۴/۶، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۷۵۴/۶، سعيد)

(وشرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحاً وكنايةً، ص: ۱۸۶، قديمى)

(۱) (راجع رقم الحاشية: ۳)

(وكذا في إمداد الأحكام: ۳۸۵/۴، مكتبه دارالعلوم كراچى)

(۲) "عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "أحب البلاد إلى الله مساجدها، وأبغض البلاد إلى الله أسواقها". رواه مسلم". (مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الفصل الأول، ص: ۶۸، قديمى)

(۳) "کفار کا مجمع مطلقاً معصیت نہیں ہے، بلکہ صرف جو کسی معصیت یا کفر کی غرض سے منعقد کیا جائے، ایسے مجمع کی شرکت واعانت سب حرام ہے۔ اور جو کسی غرض مباح سے ہو جیسے: مجمع مسئول عنہ کہ محض تزاید سرور واستحکام امر حکومت کے لئے ہوگا، =

Maktaba Tul Ishaat.com

میلہ میں سامان خریدنے کے لئے جانا

سوال[۹۵۴۱]: کسی میلہ میں بضرورتِ خرید وفروخت جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

جو چیز ضرورت کی ہو اور کسی دوسری جگہ نہ ملتی ہو اس کو خریدنے کے لئے جانا درست ہے، بلا اس کے نہیں جانا چاہیئے (۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۳/۵۴ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۱۳/ ربیع الأول/۵۴ھ۔

ہندوؤں کے میلہ کے وقت بنی ہوئی مٹھائی خرید کر کھانا

سوال[۹۵۴۲]: یہاں پر رکشابندھن کا میلہ لگتا ہے(۲)،اس موقع پر مٹھائی خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ میلہ کی وجہ سے مٹھائی بہت زیادہ بنتی ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً:

دکاندار اپنی بکری کے لئے مٹھائی بناتے ہیں،اس کو خرید کر کھانا درست ہے اگرچہ وہ رکشہ بندھن والوں کے خریدنے کی نیت سے بناتے ہوں(۳)۔میلہ میں شرکت سے اجتناب چاہیے(۴)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

= میرے نزدیک اس کا یہ حکم نہیں، ہاں اگر کسی مقتدا کی شرکت سے یہ احتمال ہے کہ عوام الناس میری سند پکڑ کر دوسرے ناجائز مجامع کو اس پر قیاس کر کے بداحتیاطی کرنے لگیں گے، وہاں اس عارض کی وجہ سے سدأللذ رائع خاص ایسے شخص کو بچنا واجب ہوگا۔اور اشتہار تقسیم کرانا تو ہر حال میں جائز ہے،اس کو تکثیر سواد سے کچھ مس نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم''۔(إمداد الفتاوی، کتاب البیوع، عنوان: بعض سرکاری مجامع میں تجارت: ۳/۱۴۰، دار العلوم کراچی)

(۱) (تقدم تخریجه تحت المسئلة المتقدمة آنفاً)

(۲)''رکشابندھن: راکھی باندھنے کی رسم،تہوار جس میں ہندو لوگ اپنے ہاتھوں پر راکھی باندھتے ہیں''۔(فیروز اللغات، ص: ۷۱۵، فیروز سنز، لاهور)

(۳)بظاہر یہاں حرمت کی کوئی وجہ نہیں کہ پہلے کم بناتے تھے،اب میلے کی وجہ سے زیادہ بناتے ہیں:

(۴) ''عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : ''من تشبه =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہولی کے دن ہندو استاد سے ملنا

سوال[۹۵۴۳]: زید ایک اسکول میں پڑھتا ہے، ہولی کے روز زید ایک ہندو مدرس کے یہاں ملنے گیا، غرض ملنے سے یہ تھی کہ زید کی طرف سے اس مدرس کے خیالات اچھے رہیں تاکہ امتحان میں اچھی ڈویژن مل سکے۔ زید ہولی کی اَور کسی بات میں بفضلہٖ تعالیٰ شامل نہیں ہوا، مثلاً: رنگ وغیرہ میں، بلکہ ساری کفار کی رسموں کو بُرا جانتا ہے اور ان سے نفرت کرتا ہے، البتہ اس ہندو مدرس کے یہاں ملنے گیا اگرچہ دل میں نفرت کرتا تھا۔ وہ ہندو مدرس زید سے ملے بھی اور کچھ کھانا جو اُن کے یہاں پکتا ہے کھلایا۔

وہیں پر ایک دوسرے ہندو مدرس بھی آ گئے اور انہوں نے زید سے کہا کہ تم ہولی میں نہیں ملے، زید کو دل میں نفرت کرتا تھا، مگر ان کے کہنے سے کچھ خیال نہیں آیا، ان سے بھی مل لیا۔ پھر ملنے کے بعد خیال آیا اور بہت

= بقوم، فهو منهم " (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

(وسنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دارالحديث ملتان)

قال الملا علي القاري: "من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم والخير". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۸/۱۵۵،)

(وكذا في بذل المجهود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۵/۴۰، معهد الخليل الاسلامي، كراچي)

قال العلامة المناوي: "من تشبه بقوم": أي تزيا في ظاهره بزيّهم، و في تعرّفه بفعلهم، وفي تخلقه بخلقهم، وسار بسيرتهم و هديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم: أي وكان التشبه بحق قد طابق فيه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا يجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغيرهم، فقد يظن به من لا يعرفه أنه منهم، فيظن به ظن السوء، فيأثم الظانّ والمظنون فيه بسبب العون عليه. وقال بعضهم: قد يقع التشبه في أمور قلبية ..... وقد تكون عادات في نحو طعام و لباس ومسكن و نكاح و اجتماع و افتراق ..... و قد يحمل منهم في القدر المشترك الذي شابههم فيه، فإن كان كفراً أو معصيةً أو شعاراً لها، كان حكمه كذلك". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

Maktaba Tul Ishaat.com

ممکن ہے کہ خیال کے اندر مدرس کو خوش کرنے کے واسطے ملنے گیا تھا۔ پھر تیسرے مدرس سے ملنے کی خواہش کی، کوشش بھی کی مگر بفضلہٖ تعالیٰ ان سے نہ مل سکا، کیونکہ وہ گھر پر موجود ہی نہ تھے۔

بعد میں زید کو بہت افسوس ہوا اور توبہ واستغفار کیا کہ ایسا نہ ہو، خدانخواستہ۔ توبہ توبہ۔ کوئی کفر کی بات سرزد ہوگئی ہو۔ زید ہولی کی شرکت کی غرض سے نہیں ملا، نہ اس خیال سے کہ ان کی شان کو بڑا جان کر، محض اپنی طرف سے اچھے گمان قائم کرانے تھے تاکہ امتحان میں اچھے نمبر ملیں۔ اسی شب کو زید نے ایک خواب دیکھا کہ زید کا دوبارہ نکاح ہوا ہے۔ تو زید کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ زید کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟ زید کو توبہ کرکے دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے، یا توبہ کرلے اور پہلا نکاح باقی رہے گا؟ زید کا یہ فعل معاذ اللہ کفر کی حد کو تو نہیں پہونچا؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید کو صورت مسئولہ میں سچے دل سے توبہ واستغفار ضروری ہے۔ کفار کے مذہبی تہوار میں شرکت حرام ہے(۱)، مگر چونکہ اس کے دل میں ہولی کی تعظیم نہیں تھی، بلکہ نفرت تھی، اس لئے زید اسلام سے خارج نہیں ہوا اور نکاح بھی نہیں ٹوٹا(۲)۔ تاہم اگر تجدیدِ نکاح کرلے تاکہ قلب کو پوری طرح اطمینان حاصل ہوجائے تو اس میں

---

(۱) "ویکفر بخروجه إلی نیروز المجوس والموافقة معهم فیما یفعلونه فی ذلک الیوم". (مجمع الأنهر، کتاب السیر، باب ألفاظ الکفر أنواع: ۵۱۳/۴، غفاریه کوئٹه)

(وکذا فی قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، باب مایکون کفراً من المسلم ومالایکون: ۵۷۷/۳، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاویٰ البزازیه علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً أو خطأ، السادس فی التشبیه: ۳۳۴/۶، رشیدیه)

(وکذا فی رد المحتار، کتاب الخنثی، مسائل شتی: ۷۵۴/۶، سعید)

(وشرح الفقه الأکبر، فصل فی الکفر صریحاً و کنایةً، ص: ۱۸۶، قدیمی)

(۲) "ولو قال لمجوسی: یا أستاذ تبجیلاً، کفر، الخ". (الدرالمختار). قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالی "(قوله: تبجیلاً) قید به؛ لأنه لولم یکن کذلک، بل کان لغرض من الأغراض الصحیحة، فلا بأس به، ولا کفر". (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۴۱۳/۶، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

مضائقہ نہیں، بلکہ افضل ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰/۲/۶۱ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/صفر/۶۱ھ۔

مسلمانوں پر ہولی کا رنگ چھڑکنا

سوال[۹۵۴۴]: ہولی کے دنوں میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر جبراً رنگ چھڑکا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز ہولی میں مسلمانوں کا ہندوؤں کے ساتھ شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

یہ شرع کے بھی خلاف ہے(۲) اور قانون کے بھی خلاف ہے، ایسا کرنے والوں کو پولیس نے زدوکوب

---

(۱) "لاشک فی فرضیة علم الفرائض الخمس ..... وعلم الألفاظ المحرمة أو المکفِّرة، ولَعمری! هذا من أهم المهمات فی هذا الزمان؛ لأنک تسمع کثیراً من العوام یتکلمون بما یکفر وهم عنها غافلون. والاحتیاط أن یجدد الجاهل إیمانه کل یوم ویجدد نکاح امرأته عند شاهدین فی کل شهر مرةً أو مرتین". (ردالمحتار، مطلب فی فرض الکفایه وفرض العین: ۴۲/۱، سعید)

(۲) چونکہ اس میں تشبہ کا لحاظ ہوتا ہے اس لئے کراہت سے خالی نہیں:

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم" (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دارالحدیث ملتان)

قال العلامة الملا علی القاری رحمه اللہ تعالیٰ: "من شبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۱۵۵/۸، رشیدیه)

(وکذا فی بذل المجهود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۴۰/۵، معهد الخلیل الاسلامی، کراچی)

قال العلامة المناوی رحمه اللہ تعالیٰ: "من تشبه بقوم": أی تزیا فی ظاهره بزیّهم، و فی تعرّفه بفعلهم، وفی تخلقه بخلقهم، وسار بسیرتهم و هدیهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وکان =

Maktaba Tul Ishaat.com

بھی کیا ہے، کوئی اپنی کمزوری سے مرعوب ومغلوب ہوجائے تو دوسری بات ہے(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۱۲/۸۸ھ۔

عیسائی مذہبی تقریب میں شرکت

سوال[۹۵۴۵]: یوکے میں ہم بسنے والے سب حضرات عیسائی مذہب والے کی کبیر شمس ۲۵، ۲۶/ دسمبر کا دن آتا ہے تو عیسائی مذاہب والے بخشش دیتے ہیں، اسی طرح عیسائی مذہب والے کا کبیر شمس کا کارڈ بھی ہوتا ہے، وہ بھی ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔تو یہ سب لینا اور دینا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر یہ ان کی مذہبی عبادت ہے تو اس میں ہرگز شرکت جائز نہیں ہے(۲)۔اگر مذہبی عبادت نہیں، محض

= التشبه بحق قد طابق فيه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا يجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغيرهم، فقد يظن به من لا يعرفه أنه منهم، فيظن به ظن السوء، فيأثم الظانّ والمظنون فيه بسبب العون عليه. وقال بعضهم: قد يقع التشبه في أمور قلبية ..... وقد تكون عادات في نحو طعام و لباس ومسكن و نكاح و اجتماع و افتراق ..... و قد يحمل منهم في القدر المشترک الذی شابههم فيه، فإن كان كفراً أو معصيةً أو شعاراً لها، كان حكمه كذلک". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۱۱/۵۷۴۳، ۵۷۴۴، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۱) "لا بأس بأن يضيف كافراً لقرابة أو لحاجة، كذا في التمرتاشي". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة: ۵/۳۴۷، رشيديه)

(وكذا في الملتقط، ص: ۲۷۷، مكتبه حقانيه پشاور)

(۲) "ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه في ذلک اليوم". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب ألفاظ الكفر أنواع: ۴/۵۱۳، غفاريه كوئٹه)

(وكذا في قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب السير، باب مايكون كفراً من المسلم ومالايكون: ۳/۵۷۷، رشيديه)

(وكذا في الفتاوىٰ البزازيه على هامش الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب ألفاظ تكون إسلاماً أو كفراً أو خطأ، =

Maktaba Tul Ishaat.com

قومی یا ملکی خوشی کا دن ہے تو اس کا حکم زیادہ سخت نہیں، اگرچہ اس سے بھی بچنے کا حکم ہے، مگر ہلکا ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۵/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۵/۹۰ھ۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

= السادس في التشبيه: ۳۳۴/۶، رشيديه)

(وكذا في رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۷۵۴/۶، سعيد)

(وشرح الفقه الأكبر، فصل في الكفر صريحاً و كنايةً، ص: ۱۸۶، قديمى)

(۱) "وعن النعمان بن بشير رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "الحلال بيّن والحرام بين، وبينهما مشتبهاتٌ لايعلمهن كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات، استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ص: ۲۴۱، قديمى)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الثالث فی إعانة الكفار بالمال

(مال سے کفار کی اعانت کرنے کا بیان)

غیر مسلم کے مذہب میں مسلم کا روپیہ لگانا

سوال[۹۵۴۶]: غیر مسلم کے مذہب میں اگر کوئی مسلمان روپیہ لگائے تو اس کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ثواب نہ پوچھئے، بلکہ یہ پوچھئے کہ گناہ کتنا ہوگا(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/ ۷/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/ ۷/ ۹۲ھ۔

غیر مسلموں کے ساتھ مذہبی مصلحت سے تعاون

سوال[۹۵۴۷]: زید ایسی بستی میں رہتا ہے جس کی ہندو مسلم آبادی تقریباً برابر ہے، اس بستی میں خصوصاً ایام قربانی میں ہنگامہ وفساد کے اندیشہ کے باوجود گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔زید غیر مسلموں سے رابطہ

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿و لا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ الاية (سورة المائدة: ۳)

"هو عام لكل بر و تقوى وإثمٍ وعدوانٍ، هكذا قال المفسرون". (التفسيرات الأحمدية، ص: ۳۳۱)، مكتبه حقانيه پشاور)

قال ابن كثير تحت هذه الأية: "يأمر تعالىٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات و هو البر، و ترك المنكرات وهو التقوى. وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم". (تفسير ابن كثير: ۲/ ۱۰، دار السلام رياض)

"كل ما يؤدى إلى مالا يجوز، لا يجوز". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ۶/ ۳۶۰، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

قائم کرنے اور اسے نبھانے میں محسوس کرتا ہے کہ غیر مسلم کی طرف سے ذبیحہ گاؤ کے سلسلہ میں فساد کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہے گا، اور ان کی مذہبی پوجا میں کھانے پینے والے سامان، سواری اور پوجا جاری نہ رہنے کے اوقات میں مقام پوجا پر ان کی دل دہی کرنے (بنیتِ استوارِ تعلقات) کے ذریعہ غیر مسلموں کا تعاون محض اس نیت سے کرتا ہے کہ اس کے ان اعمال سے غیر مسلموں سے تعلقات اچھے رہیں گے۔

اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو ذبیحہ گاؤ کے ذریعہ فریضۂ قربانی ادا کرتے وقت کسی طرح کے فساد کا اندیشہ نہیں رہے گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ مذکورہ طریقہ مذکورہ نیت کے ساتھ شرعی نقطۂ نظر سے درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

اعمالِ صالحہ پر بغیر نیت کے ثواب مرتب نہیں ہوتا: "لا ثواب إلا بالنية". الأشباه والنظائر (۱)۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کام بھی نیتِ صالحہ سے کیا جائے وہ جائز بھی ہو، کیونکہ جن امور کی ممانعت ہے وہ نیتِ صالحہ سے جائز نہیں ہوجاتے، قرآن کریم میں ہے: ﴿ تعاونوا على البر والتقوىٰ، ولا تعاونوا على الإثم والعدوان ﴾ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۱۴۰۶ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۱۴۰۶ھ۔

---

(۱) (الأشباه والنظائر، الفن الأول: ۱/۶۳، إدارة القرآن كراچی)

"قوله: "بالنية" هي بالتشديد، وقد تخفف لغةً: عزم القلب على الشئ. واصطلاحاً: قصد الطاعة والتقرب إلى الله تعالىٰ في إيجاد فعل، وفيه أن هذا إنما يستقيم في عبادة يترتب عليها ثواب لا المنهيات المترتب عليها عقاب. فالصواب تفسيرها بتوجه القلب نحو إيجاد فعل، لو تركه موافق بغرض جلب نفع، أو دفع ضرر حالاً أومآلاً، والمراد من العزم إرادة الفعل". (شرح الحموی على الأشباه والنظائر، الفن الأول: قول في قواعد الكلية، الأولىٰ: لاثواب إلا بالنية: ۱/۶۳، إدارة القرآن كراچی)

(۲) (سورة المائدة: ۲)

Maktaba Tul Ishaat.com

تعمیرِ مندر میں امداد

سوال[۹۵۴۸]: ایک شخص مسلمان، دیندار، صلح پسند ہے، اس کی زمین داری میں ایک گاؤں ہے جس میں تمام ہندو آباد ہیں، کسی مسلمان کا گھر نہیں ہے اور سکنائی زمین ان کی مقبوضہ زمین دار کی طرف سے اس پر کوئی ٹیکس یا محصول نہیں۔ زمین دار کے سب گاؤں والے تابعدار ہیں اور زمیندار ان کو ہر طرح خوش رکھنے کا قصد کرتا ہے، کیونکہ زمانہ کاشتکاروں کی خوشحالی کا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ گاؤں میں عبادت کے لئے کوئی مندر وغیرہ بن جاوے اور زمین میں کوئی حق روکنے کا بھی نہیں ہے، بلکہ انکار میں اندیشۂ فساد ومخالفت کا ہے۔ ایسی صورت میں اجازت وامداد اگر کی جاوے تو کس حیلہ وصورت سے کی جاوے؟ بینوا توجروا۔

عبدالحمید تھانوی باغپت، حویلی نواب۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر روکنے پر قدرت ہو اور مندر بنانا زمین دار کی اجازت پر موقوف ہو تو روکنا ضروری ہے اور اجازت دینا جائز نہیں (۱)۔ اور اس میں امداد کرنا تو ہر حال میں حرام ہے اور سخت معصیت ہے (۲)۔ اگر زمین زمیندار کی

---

(۱) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالىٰ عنه، عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان". (مشكوة المصابيح، كتاب الأدب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، ص: ۴۳۶، قديمي)

قال الملا علي القاري رحمه الله تعالىٰ: "ثم اعلم أنه إذا كان المنكر حراماً وجب الزجر عنه، وإذ كان مكروهاً ندب. والأمر بالمعروف أيضاً تبع لما يؤمر به، فإن وجب فواجب، إن ندب فمندوب، ولم يتعرض له في الحديث؛ لأن النهي عن المنكر شامل له؛ إذ النهي عن الشئ أمر بضده، وضد المنهي إما واجب أو مندوب أو مباح، والكل معروف. وشرطهما أن لا يؤدي إلى الفتنة، كما علم من الحديث، وأن يظن قبوله، فإن ظن أنه لايقبل فيستحسن إظهار الشعار الإسلام. ولفظ "من" لعمومه شمل كل أحد رجلاً أو امرأةً، عبداً أو فاسقاً أو صبياً مميزاً إذا كان وإن كان يستقبح ذلك من الفاسق قال الله تعالىٰ: ﴿أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم﴾ وقال عزوجل: ﴿لم تقولون مالا تفعلون﴾..... قال النووي رحمه الله تعالىٰ في شرح مسلم: قوله: "فليغيره بيده" وقد تطابق على وجوبه الكتاب والسنة وإجماع الأمة، وهي أيضاً من النصيحة التي هي الدين ..... فمن وجب عليه وفعله ولم يمتثل =

Maktaba Tul Ishaat.com

ملک نہ ہو بلکہ وہ لوگ اپنی زمین میں بنانا چاہیں تو پھر روکنا واجب نہیں، مگر امداد پھر بھی جائز نہیں ہے، والبسط فی ردالمحتار: ۳/۴۱۸ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، صحیح: عبداللطیف۔

مندر اور پوجا میں چندہ دینا

سوال[۹۵۴۹]: ہمارے یہاں کچھ لوگ دسہرہ اور درگا پوجا کے میلے کے سلسلے میں چندہ دیتے ہیں اور کچھ لوگ نہیں دیتے ہیں، دینے والوں کو منع کرنے پر یہ تاویل پیش کرتے ہیں کہ ہندوؤں کے ساتھ میل جول کا یہ ایک طریقہ ہے، گورنمنٹ ہم سے ٹیکس لیکر مندر ومسجد دونوں میں صرف کرتی ہے، اورنگ زیب عالمگیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے مندر تعمیر کرائے اور بہت سے مندر پرستوں کو وظیفہ دیتے تھے۔

مندرجہ بالا تاویل کے پیشِ نظر از روئے شریعت فتویٰ جاری فرمائیں، تاکہ ہم لوگ مطمئن ہوسکیں اور ہم اسلامی مسائل کے پیش نظر لین دین قائم رکھیں۔

= المخاطب، فلا عتب بعد ذلک علیه لکونه أدی ماعلیه، وماعلیه أن یقبل منه، وهو فرض کفایة، ومن تمکن منه وترکه بلا عذر أثم". (مرقاة المفاتیح، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، (رقم الحدیث: ۵۱۳۷): ۸/۸۶۲، رشیدیه)

(۲) ﴿و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ الایة (سورة المائدة: ۳)

"هو عام لکل برٍ وتقوی وإثم وعدوانٍ، هکذا قال المفسرون". (التفسیرات الأحمدیه، ص: ۳۳۱، مکتبه حقانیه پشاور)

قال الحافظ ابن کثیر رحمه اللهتعالیٰ: "و ینهاهم عن التناصر علی الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم". (تفسیر ابن کثیر: ۲/۱۰، دارالسلام ریاض)

(۱) قال العلامة الحصکفی رحمه الله تعالیٰ: "ولایصح وقف مسلم أو ذمیّ علی بیعة أوحربی، وقیل: أو مجوسی، الخ". (الدرالمختار). وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: "أما فی المسلم، فلِعدم کونه قربةً فی ذاته". (ردالمحتار: ۴/۳۴۲، کتاب الوقف، مطلب فی وقت المرتد والکافر، سعید)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ضرر سے بچنے کے لئے ان لوگوں کو تملیکاً پیسے دیدئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے، پھر وہ جہاں چاہیں خرچ کریں (۱)، اس صورت میں عالمگیر کے یا کسی اَور کے فعل سے استدلال کی ضرورت نہیں اور ان کی پوری کیفیت بھی سامنے نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کفار کے میلہ میں چندہ دینا

سوال[۹۵۵۰]: ۱..... ملک برہما میں یہ دستور ہے کہ ہر ایک سال ہر ہر محلّہ میں ایک ایک مہینہ میلہ لگتا ہے، جس میں ناچ، رنگ، سرود وغیرہ کھیل تماشے بھی ہوتے ہیں۔ اس مہینہ کو برہمی زبان میں ''پھیا پھیلڑی'' یعنی ''بھوت میلہ'' کہتے ہیں، جس میں روپیہ پیسہ چندہ دیتے ہیں۔ اس میں مسلمانوں کو چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

۲..... چندہ دینے والے لوگ کہتے ہیں کہ جیسا زمانہ ہو ویسا چلنا چاہیئے۔ تو ایسے لوگ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں یا نہیں، اور اگر ہیں تو پھر اس جیسے کہنے والے کے پیچھے اقتدا فی الصلوۃ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

۱..... بلکہ ناجائز ہے، لقوله تعالیٰ: ﴿و لا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ الاية (۲)۔

۲..... یہ لوگ اسلام سے واقف نہیں اس لئے ایسا کہتے ہیں، ان کو مسئلہ سمجھا دیا جائے کہ اسلام نے ہر

---

(۱) "وأهل الذمة فی حكم الهبة بمنزلة المسلمين ..... مسلمٌ وهب لمرتد هبةً فعوّضه منها المرتد، ثم قتل أو لحق بدار الحرب، جازت الهبة". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الهبة، الباب الحادی عشر فی المتفرقات: ۴/۴۰۵، رشيديه)

(۲) (سورة المائدة: ۲)

"هو عام لكل بر و تقوى و كل إثم و عدوان". (التفسيرات الأحمديه، ص: ۳۳۱، مكتبه حقانيه پشاور)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہر مسئلہ ضروریہ کو تفصیل سے بیان کردیا ہے اور اس کی اجازت نہیں دی کہ جیسا زمانہ ہو ویسا چلنا چاہیئے (۱)۔ اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ اپنی حرکت سے باز نہ آئیں تو ایسے لوگوں کو امام نہ بنایا جائے جب کہ ان سے بہتر امامت کے لائق دوسرا آدمی موجود ہو، کیونکہ امامت کے لئے صالح، دیندار، متبعِ شریعت اور مسائلِ شرعیہ سے واقف آدمی ہونا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۲/ ربیع الثانی/ ۶۷ھ۔

غیر مسلم کی تقریب میں مصلحۃً وسیاسۃً شرکت کرکے چندہ دینا

سوال[۹۵۵۱]: کیا غیر مسلموں کے مذہبی کاموں میں مثلاً: مندر بنوانے یا مورتی کے نصب کے موقع پر جشن وغیرہ میں چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ موجودہ بھارت میں مصلحتاً یا سیاستاً چندہ دینا جائز ہے، لیکن حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ نے بہار کے اسکولوں میں گاندھی جی کا مشہور گھیت ''جن من گن'' پڑھنے سے سختی سے منع فرمادیا تھا، لیکن زید نے مصلحتاً جائز کہہ دیا۔ اس بارے میں کس کا قول درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب مرحوم مغفور کی رائے صحیح ہے، اس راستہ کو بند ہی کیا جائے، ہرگز نہ

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿الیوم أکملت لکم دینکم، وأتممت علیکم نعمتی، و رضیت لکم الإسلام دیناً﴾. (سورۃ المائدۃ: ۳)

قال الحافظ ابن کثیر: "هذه أکبر نِعَم اللہ تعالیٰ علی هذه الأمة حیث أکمل تعالی لهم دینهم، فلا یحتاجون إلی دینٍ غیره، ولا إلی نبیّ غیر نبیهم صلوات اللہ وسلامه علیه، ولهذا جعله اللہ تعالیٰ خاتم الأنبیاء و بعثه إلی الإنس والجن، فلا حلال إلا ما أحله ولا حرام إلا ما حرمه و لادین إلا ما شرعه، وکل شیء أخبر به، فهو حق و صدق لا کذب فیه و لا خلف". (تفسیر ابن کثیر: ۱۲/۲، سهیل اکیڈمی، لاهور)

(وکذا فی روح المعانی: ۶۰/۶، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(وکذا فی معارف القرآن: ۳۲/۳، ادارة المعارف، کراچی)

Maktaba Tul Ishaat.com

کھولا جائے، تھوڑے کی اجازت سے بات بہت دور تک پہونچے گی جس کا نتیجہ بہت خراب نکلے گا، جیسا کہ بعض جگہ کا مشاہدہ ہے:"من تشبه بقوم، فهو منهم". الحديث(۱)۔ ﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا، فتمسكم النار﴾ الآية(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۷/۹۰ھ۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ص: ۳۷۵، قديمي)

(وسنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب لبس الشهر، ص: ۵۵۸، دارالحديث ملتان)

قال الملا علي القاري: "من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم والخير". (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۱۵۵/۸، رشيديه)

(وكذا في بذل المجهود، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة: ۴۰/۵، معهد الخليل الاسلامي، كراچي)

قال العلامة المناوي: "من تشبه بقوم": أي تزيا في ظاهره بزيّهم، و في تعرّفه بفعلهم، وفي تخلقه بخلقهم، وسار بسيرتهم و هديهم في ملبسهم وبعض أفعالهم: أي وكان التشبه بحق قد طابق فيه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا يجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغيرهم، فقد يظن به من لا يعرفه أنه منهم، فيظن به ظن السوء، فيأثم الظانّ والمظنون فيه بسبب العون عليه. وقال بعضهم: قد يقع التشبه في أمور قلبية ..... وقد تكون عادات في نحو طعام و لباس ومسكن و نكاح و اجتماع و افتراق ..... و قد يحمل منهم في القدر المشترك الذي شابههم فيه، فإن كان كفراً أو معصيةً أو شعاراً لها، كان حكمه كذلك". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۵۷۴۳/۱۱، ۵۷۴۴، (رقم الحديث: ۸۵۹۳)، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

(۲) (سورة هود: ۱۱۳)

﴿ولا تركنوا إلى الذين ظلموا﴾: أي لاتميلوا إليهم أدنى ميل، والمراد بهم المشركون كما روى ذلك ابن جرير وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما. وفسر الميل بميل القلب إليهم بالمحبة، وقد يفسر بما هو أعم من ذلك كما يفسر ﴿الذين ظلموا﴾ ممن وجد منه مايسمى ظلماً مطلقاً ..... ويشمل النهي حينئذ مداهنتهم وترك التغيير عليهم مع القدرة، والتزيي بزيهم وتعظيم ذكرهم ومجالستهم من غير داع شرعي ..... وإذا كان حال الميل في الجملة إلى=

Maktaba Tul Ishaat.com

ہندوؤں کی رسم میں چندہ

سوال[۹۵۵۲]: ہم لوگ ایسی جگہ پر رہتے ہیں کہ جہاں اکثر آبادی ہندوؤں کی ہے اور ہم لوگوں کو ان کے ساتھ مل جل کر رہنا ہوتا ہے، اگر ان لوگوں سے علیحدگی اختیار کریں تو ہم لوگوں کو ہر طرح کھانے پینے کی چیزیں ملنا اور کسی قسم کا کاروبار کرنا مشکل ہوجائے گا، بچوں کی تعلیم بھی مشکل ہوجائے گی۔ اگر ہم ان کے ساتھ مل کر رہتے ہیں تو یہ لوگ اپنے کسی کسی پوجا میں مثلاً: کالی درگاہ، لکھمی وغیرہ میں ہم سے کچھ چندہ کرتے ہیں، اگر نہ دیا جائے تو یہ لوگ ہم سے دشمنی رکھتے ہیں اور خطرہ کا سبب ہوجاتا ہے۔

لہذا آپ سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اس مجبوری کے درجہ میں اگر کچھ پیسہ یا سامان دیدیں تو یہ جائز ہے یا نہیں، اور ہم لوگ اس میں گنہگار ہوتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایسی حالت میں ان لوگوں کو چندہ دے دیا جائے جو چندہ مانگنے آئیں، پھر وہ جہاں ان کا دل چاہے خرچ کریں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱۱/۹۲ھ۔

= من وجد منه ظلم مافی الإفضاء إلی مساس الناس النار، فما ظنک بمن یمیل إلی الراسخین فی الظلم کل المیل، ویتهالک علی مصاحبتهم ومنادمتهم، ویتعب قلبه وقالبه إدخال السرور علیهم ویستنهض الرجل والخیل فی جلب المنافع إلیهم ویبتهج بالتزیی بزیهم، والمشارکة لهم فی غیهم، ویمد عینیه إلی مامتعوا به من زهرة الدنیا الفانیة". (روح المعانی، (سورة هود: ۱۱۳): ۱۲/۱۵۴، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(۱) مطلب یہ ہے کہ ان کو تملیکاً دیا جائے، ان کی ملک میں آنے کے بعد کسی بھی جگہ خرچ کرنے سے چندہ دہندگاں پر مواخذہ نہیں ہوگا:

"وأهل الذمة فی حکم الهبة بمنزلة المسلمین ..... مسلمٌ وهب لمرتد هبةً، فعوّضه منها المرتد ثم قتل أو لحق بدار الحرب، جازت الهبة". (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الهبة، الباب الحادی عشر فی المتفرقات: ۴/۴۰۵، رشیدیه)

Maktaba Tul Ishaat.com

ہولی میں چندہ دینا

سوال[۹۵۵۳]: عمر جس محلّہ کی مسجد میں رہتا ہے، اس میں مسلمان کم اور ہندو بہت ہی زیادہ ہیں اور وہ اس سے کبھی گڑبنس کی پوجا کے لئے چندہ لینے آتے ہیں اور کبھی ہولی کا چندہ لینے آتے ہیں۔ تو کیا اس کو چندہ دیدینا چاہیئے؟ ایک بار اس نے ہولی کا چندہ نہیں دیا، رات کو اس کے احاطہ میں لگی ہوئی لکڑیاں اکھاڑ کر لے گئے اور ہولی میں جلادیں۔ جب وہ صبح سو کر اٹھا تو دیکھا کہ اس کے احاطہ کی بہت سی لکڑیاں کوئی رات میں چوری سے اکھاڑ کر لے گیا۔ تو کیا ایسی حالت میں اسے روپیہ، آٹھ آنے چندہ دیدینا چاہیئے جب کہ اس کے مقابلہ میں اس کا بہت نقصان ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مجبوری کی حالت میں ان کو پیسے دیدے جو مانگنے آئے، یعنی ان کی ہی ملک کردے، پھر وہ جہاں چاہیں خرچ کریں (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

سانگ کرانا اور اس میں روپیہ دینا

سوال[۹۵۵۴]: ہندوؤں نے ہمارے گاؤں میں ایک مندر تعمیر کرایا تھا، اور اس کے لئے سانگ کرایا تھا (۲) اس میں روزانہ طے کے علاوہ جو بچتا تھا وہ مندر کا ہوگا، اس میں مسلمانوں نے بھی انعام دیا۔ ہندوؤں کو دیکھ کر مسلمانوں نے بھی سانگ کرایا۔ ایک شخص نے حجرہ کے لئے ۵۱/ روپے دیئے تھے، ان روپیہ کو سانگ والوں کو دے کر دوسرا سانگ کرایا۔ تقریباً ۱۹۰/ روپے زائد تھے تو ان بچے ہوئے روپیہ کو حجرہ کی تعمیر میں دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) "وأهل الذمة في حكم الهبة بمنزلة المسلمين ..... مسلمٌ وهب لمرتد هبةً، فعوّضه منها المرتد ثم قتل أو لحق بدار الحرب، جازت الهبة". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الهبة، الباب الحادي عشر في المتفرقات: ۴۰۵/۴، رشيديه)

(۲) "سانگ کرنا: تماشا کرنا"۔ (فیروز اللغات، ص: ۷۶۹، فیروز سنز لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

سانگ کھیلنا، اس کا دیکھنا، اس پر انعام دینا سب غلط اور خلافِ شرع ہے، مسلمانوں کو غیر مسلموں کی حرص میں ایسا کرنا اَور بھی بے غیرتی ہے(۱)۔ جو روپیہ بچ گیا ہے وہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے انعام دیا ہے، ان کو واپس کردیا جائے، پھر اگر سب متفق ہوکر از سرِ نو تعمیرِ حجرہ کے لئے دیں تو تعمیر میں خرچ کرلیا جائے(۲)۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

---

(۱) "عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "من تشبه بقوم، فهو منهم" (مشکوة المصابیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ص: ۳۷۵، قدیمی)

(وسنن أبی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، ص: ۵۵۸، دارالحدیث ملتان)

قال العلامة الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: "من شبه نفسه بالکفار مثلاً فی اللباس وغیره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أی فی الإثم والخیر". (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الثانی: ۱۵۵/۸، رشیدیه)

(وکذا فی بذل المجهود، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة: ۴۰/۵، معهد الخلیل الاسلامی کراچی)

قال العلامة المناوی: "من تشبه بقوم": أی تزیا فی ظاهره بزیّهم، و فی تعرّفه بفعلهم، وفی تخلقه بخلقهم، وسار بسیرتهم و هدیهم فی ملبسهم وبعض أفعالهم: أی وکان التشبه بحق قد طابق فیه الظاهرُ الباطنَ ..... و أنه لا یجوز الآن لبس عمامة زرقاء أو صفراء ..... لو خص أهل الفسوق والمجون بلباسٍ منع لبسه لغیرهم، فقد یظن به من لا یعرفه أنه منهم، فیظن به ظن السوء، فیأثم الظانّ والمظنون فیه بسبب العون علیه. وقال بعضهم: قد یقع التشبه فی أمور قلبیة ..... وقد تکون عادات فی نحو طعام و لباس ومسکن و نکاح و اجتماع و افتراق ..... و قد یحمل منهم فی القدر المشترک الذی شابههم فیه، فإن کان کفراً أو معصیةً أو شعاراً لها، کان حکمه کذلک". (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۵۷۴۳/۱۱، ۵۷۴۴، (رقم الحدیث: ۸۵۹۳)، مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض)

(۲) "عن أبی حرة الرقاشی عن عمه رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "ألا! لا تظلموا، ألا! لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منه". (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب الغصب: ۷۲/۴ دار الفکر بیروت) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

غیر مسلم سے کفن سلوانا

سوال[۹۵۵۵]: غیر مسلم سے کفن سلوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

درست ہے، جیسے اَور معاملات درست ہیں(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

کافر میت کو جلانے کے لے سامان دینا

سوال[۹۵۵۶]: اگر کوئی کافر مردہ آدمی کو ہسپتال سے گاڑی یا کشتی وغیرہ سے پہونچادیں، یا مردہ جلانے کے لئے سامان فراہم کردیں تو "تعاون علی المعصیة" ہوگا کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے کہ "إعانة علی المعصیة" ہے، لہٰذا اجتناب چاہیئے(۲)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۱۰/۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۱۰/۸۸ھ۔

= (ومشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ص: ۲۵۵، قديمی)

(وكنز العمال، الفرع الثاني في أحكام الايمان: ۱/۳۹۷، التراث الإسلامی)

(وكذا في تنبيه الغافلين، باب ما جاء في الظلم، ص: ۲۰۲، حقانيه پشاور)

(۱) "لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملةٌ إذا كان مما لا بد منه". (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة: ۵/۳۴۸، رشيديه)

(وكذا في الفتاوى السراجية، كتاب الحظر والإباحة، ص: ۷۴، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع: ۸/۳۷۴، رشيديه)

(۲) "ويكره تحريماً بيع السلاح من أهل الفتنة إن علم؛ لأنه إعانة على المعصية". (ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب البغاة، قبيل كتاب اللقيط: ۴/۲۶۸، سعيد) ..... =

Maktaba Tul Ishaat.com

ہندو لاش کو جلانے کے لئے مسلمان کا لکڑی فروخت کرنا

سوال[۹۵۵۷]: ہندو کی میت جلوانے کے واسطے ایک مسلمان کا لکڑی وغیرہ دینا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

کسی مسلم سے اگر ہندو لکڑی خریدے اور مسلم کو معلوم ہے کہ یہ اس سے مردہ جلاوے گا، اس کے ہاتھ فروخت کرنا درست ہے(۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، مظاہر علوم سہارنپور۔

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

(مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد، قبيل كتاب اللقيط: ۵۱۸/۲، مكتبه غفاريه كوئٹه)

سوال: ''ایک امام باڑہ بنتا ہے ایک شخص نے اپنا سامان یعنی کڑی وغیرہ واسطے طیاری امام باڑہ کے مالک امام باڑہ کے ہاتھ فروخت کردی زید کہتا ہے کہ یہ شخص جس نے اپنی کڑی امام باڑہ کے واسطے فروخت کردی بڑا گنہگار ہوا یہ کہنا زید کا صحیح ہے یا غلط''؟

جواب: ''اگر کوئی امام باڑہ کے بنانے کو کڑی خرید کرے تو اس کے ہاتھ کڑی کا بیع کرنا امام صاحب کے نزدیک درست ہے کہ مکان بنانے سے گناہ نہیں ہوتا بلکہ گناہ دوسرا فعل ہے مگر بہتر ہے کہ اعانت نہ کرے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب خرید وفروخت کے مسائل، عنوان مسئلہ: امام باڑہ کی تعمیر کے لئے سامان بیچنا، ص: ۴۹۲، سعید)

"ومن اجر بيتاً لتتخذ فيه بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباح فيه الخمر بالسواد، فلا بأس به، وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، وقالا: لاينبغي أن يكريه لشئ من ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية". (الهداية، كتاب الكراهية، فصل في البيع: ۴۷۲/۴، مكتبه شركة علميه ملتان)

(۱) چونکہ معصیت لکڑی کی ذات کے ساتھ متعلق نہیں، بلکہ ہندو کے فعل (جلانے) سے ہے، لہٰذا لکڑی بیچنے میں بظاہر کوئی حرج نہیں:

"ولابأس بيع العصير ممن يعلم أنه يتخذه خمراً؛ لأن المعصية لاتقام بعينه بل بعد تغييره، بخلاف بيع السلاح في أيام الفتنة؛ لأن المعصية تقوم بعينه. قال: ومن اجر ليتخذ فيه بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباح فيه الخمر بالسواد، فلا بأس به، وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ". (الهداية، كتاب الكراهية، فصل في البيع: ۴۷۲/۴، مكتبه شركة علميه ملتان)

Maktaba Tul Ishaat.com

الفصل الرابع فی إعانة الفساق والفجار

(فاسق وفاجر کی مدد کرنے کا بیان)

ناجائز کام کی اعانت بھی ناجائز ہے

سوال[۹۵۵۸]: مزدوروں کی جماعت کا صدر، سکریٹری بننا کیسا ہے جس میں شرعی اور غیر شرعی ہر قسم کے کام کرنے ہوتے ہیں؟ کیا کسی مسلمان صدر کو کسی غیر مسلم کی میت میں جانا، یا اس کی ہڈیاں جمع کرنے کے لئے جانا اور ندی میں ڈالنا جائز ہے یا نہیں، جب کہ نیت شرک کی نہیں، نہ استعانت کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

غیر شرعی ناجائز کام کرنا سب کے لئے ناجائز ہے، صدر یا سکریٹری کو ناجائز کام کرنا، یا کرانا اپنے انتظام سے اَور بھی زیادہ مذموم ہے(۱)، خاص کر جو امور شعارِ کفر ہوں ان کی ہرگز اجازت نہیں اگرچہ شرک کی نیت اور اعانت واستعانت مقصود نہ ہوں(۲)۔ جہاں تک اجتماعی نظم کا تعلق ہے، اس کے لئے اگر صدر یا

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ الاية (سورة المائدة: ۲)

قال الملاجيون رحمه الله تعالیٰ: "هو عام لكل برٍ و تقوى وإثمٍ وعدوانٍ، هكذا قال المفسرون". (التفسيرات الأحمديه، ص: ۳۳۱، مكتبه حقانيه پشاور)

وقال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالیٰ تحت هذه الآية: "يأمر تعالیٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، و ترك المنكرات وهو التقوى، وينهاهم من التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم". (تفسير ابن كثير، (سورة المائدة: ۲): ۲/۱۰، مكتبه دارالفيحاء)

"كل ما يؤدى إلى مالا يجوز، لا يجوز". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ۶/۳۶۰، سعيد)

(۲) "ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه فى ذلك اليوم". (مجمع الأنهر، كتاب السير، باب المرتد، ثم أنّ ألفاظ الكفر أنواع: ۲/۵۱۳، غفاريه كوئٹه) =

Maktaba Tul Ishaat.com

سکریٹری بنادیا جائے تو اس کی ممانعت نہیں جب کہ وہ آدمی اس کی اہلیت بھی رکھتا ہو(۱)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

معصیت میں ساتھ دینا

سوال[۹۵۵۹]: مسماۃ زہرہ بی بی منکوحہ مسمی گل حسن کو مسمی غلام محمد فرار کر کے لے گیا ہے اور چار ماہ سے اس کے ساتھ زنا کر رہا ہے۔ مسمی گل حسن غریب اور ناتواں ہے، بجز شریعت کے وہ کسی اَور کو نہیں پکار سکتا۔ غلام محمد کہتا ہے کہ اسلام چھوڑ دوں گا، مگر عورت کو نہیں چھوڑوں گا، کچھ لوگ غلام محمد کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔اب دارالعلوم دیوبند سے اس کا فیصلہ مطلوب ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً:

زنا کرنا قطعی حرام ہے:﴿ولا تقربوا الزنی إنه کان فاحشةً و ساء سبیلاً﴾ الایة(۲)، جو شخص اس خبیث فعل میں مبتلا ہو وہ سخت گنہگار ہے اور لوگوں کے ذمہ حسبِ استطاعت اس سے

= (وکذا فی الفتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، باب مایکون کفراً من المسلم ومالایکون: ۵۷۷/۳، رشیدیه)

(وکذا فی ردالمحتار، کتاب الخنثی، مسائل شتی: ۷۵۴/۶، سعید)

(۱) "لابأس بأن یضیف کافراً لقرابة أو لحاجة". (الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی أهل الذمة: ۳۴۷/۵، رشیدیه)

(وکذا فی الملتقط، ص: ۲۷۷، حقانیه کوئٹه)

(۲) (سورة الإسراء: ۳۲)

قال الله تعالیٰ: ﴿فمن ابتغی وراء ذلک، فأولئک هم العادون﴾ (سورة المؤمنون: ۷)

"عن الهیثم بن مالک الطائی رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: "مامن ذنب بعد الشرک أعظم عند الله من نطفةٍ وضعها رجل فی رحمٍ لا یحل له". (تفسیر ابن کثیر: ۳۸/۳، سهیل اکیڈمی لاهور)

Maktaba Tul Ishaat.com

روکنا ضروری ہے(۱)،اس میں اس کا ساتھ دینا اور مدد کرنا معصیت ہے،لقوله تعالیٰ: ﴿و لا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ الاية(۲)۔

---

(۱) "عن طارق بن شهاب قال: أوّل من قدم الخطبة قبل الصلوة مروان، فقام رجل فقال لمروان: خالفت السنة، فقال: يافلان! قدترک ماهناک، فقال أبو سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه: أما هذا فقد قضى ما عليه، سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "من رآى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلک أضعف الإيمان". (جامع الترمذى، أبواب الفتن، باب ماجاء فى تغيير المنكر باليد أو باللسان أو بالقلب: ۲/ ۴۰، سعيد)

(والصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهى عن المنكر، من الإيمان الخ: ۱/ ۵۱، قديمى)

(ومسند أحمد بن حنبل، مسند أبى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه، (رقم الحديث: ۱۰۷۶۶): ۳/ ۳۹۷، داراحياء التراث العربي بيروت)

قال الملا على القارى رحمه الله تعالىٰ: "ثم اعلم أنه إذا كان المنكر حراماً وجب الزجر عنه، وإذ كان مكروهاً ندب، والأمر بالمعروف أيضاً تبع لما يؤمر به، فإن وجب فواجب، إن ندب فمندوب، ولم يتعرض له فى الحديث؛ لأن النهى عن المنكر شامل له؛ إذ النهى عن الشئ أمر بضده، وضد المنهى إما واجب أو مندوب أو مباح، والكل معروف. وشرطهما أن لا يؤدى إلى الفتنة، كما علم من الحديث، وأن يظن قبوله، فإن ظن أنه لايقبل فيستحسن إظهارا لشعار الإسلام. ولفظ "من" لعمومه شمل كل أحد رجلاً أو امرأةً، عبداً أو فاسقاً أو صبياً مميزاً إذا كان، وإن كان يستقبح ذلک من الفاسق، قال الله ﴿أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم﴾ وقال عزوجل ﴿لم تقولون مالا تفعلون﴾..... قال النووى رحمه الله تعالىٰ فى شرح مسلم: قوله: "فليغيره بيده" هو أمر إيجاب، وقد تطابق على وجوبه الكتاب والسنة وإجماع الأمة، وهى أيضاً من النصيحة التى هى الدين ..... فمن وجب عليه وفعله ولم يمتثل المخاطب، فلا عتب بعد ذلک عليه، لكونه أدى ماعليه، وماعليه أن يقبل منه. وهو فرض كفاية، ومن تمكن منه وتركه بلا عذر، أثم". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۵۱۳۷): ۸/ ۸۶۲، رشيديه)

(۲) (سورة المائده: ۲)

قال الملاجيون رحمه الله تعالىٰ: "هو عام لكل بر و تقوى وإثم و عدوان". (التفسيرات الأحمديه، ص: ۳۳۱، مكتبه حقانيه پشاور) .....=

Maktaba Tul Ishaat.com

اگر اس کے ساتھ میل جول ترک کردینے سے اس کی اصلاح کی توقع ہے تو میل جول ترک کردینا چاہیئے، ظالم سے الگ رہنے کا حکم ہے: ﴿ولاترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾ الایة(۱)۔ جو شخص یہ کہے کہ اسلام کو چھوڑ دوں گا، حرامکاری نہیں چھوڑوں گا، اس کا ایمان برقرار رہنا دشوار ہے (۲)۔ حق تعالیٰ ہدایت دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۱۲/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۱۲/۹۱ھ۔

= وقال ابن کثیر رحمه الله تعالیٰ: "یأمر تعالیٰ عباده المؤمنین بالمعاونة علی فعل الخیرات وهو البر، وترک المنکرات و هو التقوی. وینهاهم عن التناصر علی الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم". (تفسیر ابن کثیر: ۲/۱۰، دار السلام ریاض)

(۱) (سورۂ هود: ۱۱۳)

"﴿ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا﴾: أی لاتمیلوا إلیهم أدنی میل، والمراد بهم المشرکون کماروی ذلک ابن جریر وابن أبی حاتم عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما. وفسر المیل بمیل القلب إلیهم بالمحبة، وقد یفسر بما هو أعم من ذلک کما یفسر ﴿الذین ظلموا﴾ ممن وجد منه مایسمی ظلماً مطلقاً ..... ویشمل النهی حینئذ مداهنتهم وترک التغییر علیهم مع القدرة، والتزیی بزیهم، وتعظیم ذکرهم ومجالستهم من غیر داع شرعی ..... وإذا کان حال المیل فی الجملة إلی من وجد منه ظلم مافی الإفضاء إلی مساس الناس النار، فما ظنک بمن یمیل إلی الراسخین فی الظلم کل المیل، ویتهالک علی مصاحبتهم ومنادمتهم، ویتعب قلبه وقالبه إدخال السرور علیهم ویستنهض الرجل والخیل فی جلب المنافع إلیهم ویبتهج بالتزی بزیهم، والمشارکة لهم فی غیهم، ویمد عینیه إلی مامتعوا به من زهرة الدنیا الفانیة". (روح المعانی، (سورة هود: ۱۱۳): ۱۲/۱۵۴، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(۲) "الرضا بالکفر کفرٌ". (فتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب السیر، باب مایکون کفراً من المسلم: ۳/۵۷۳، رشیدیه)

(وکذا فی الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً، الباب الرابع فی الإیمان والإسلام: ۶/۳۲۸، رشیدیه)

(وکذا فی شرح الفقه الأکبر للملا علی القاری الحنفی رحمه الله، قبیل بحث التوبه، ص: ۱۵۴، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

قاتل کی مدد کرنا

سوال[۹۵۶۰]: زید نے عمر کو جان بوجھ کر قتل کر دیا، جس کا سبب کچھ زمین کا جھگڑا ہے، اور اب قتل ہوجانے کے بعد زید پریشان ہے کہ مغفرت کی کیا شکل ہو۔ تو کیا ایسے شخص کی مغفرت ہونے کی کوئی شکل ہے؟ ایسے شخص کی بعد القتل رہائی کی کوشش کرنا اور مدد کرنا کہ کسی طرح چھوٹ جائے اور آئندہ ایسی حرکت سے باز آجائے شرعاً درست ہے کہ نہیں؟ جو فعل اس سے صادر ہوا ہے وہ مقتول کی بدعنوانیوں کو دیکھ کر ہوا ہے تو کیا ایسی شکل میں اس مدد کرنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

مقتول کے واسطے دعائے مغفرت، ایصال ثواب اور اس کے بچوں کی اعانت (امداد) دلجوئی کرتا رہے، زیادہ سے زیادہ ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار میں مشغول رہے، حق تعالیٰ سے توقع ہے کہ وہ اس جرم عظیم میں تخفیف فرمائے گا، وہ اس مرحوم مقتول کو اپنے خزانۂ غیب سے بہت کچھ دے کر راضی فرمادے تو کیا بعید ہے(۱)۔

جس طرح مقتول کے ساتھ ہمدردی کا حکم ہے، قاتل کے ساتھ بھی ہمدردی کا حکم ہے، اس کی ہمدردی یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکے، کما ورد فی الحدیث: "انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً"۔ اس پر دریافت

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿یاأیها الذین امنوا توبوا إلی الله توبةً نصوحاً، عسی ربکم أن یکفر عنکم سیآتکم﴾ (سورة التحریم: ۸)

قال الإمام النووی رحمه الله تعالیٰ: "التوبة مااستجمعت ثلاثة أمور: أن یقلع من المعصیة، وأن یندم علی فعلها، وأن یعزم عزماً جازماً علی أن لایعود إلی مثلها أبداً. فإن کانت تتعلق بآدمی، لزم رد الظلامة إلی صاحبها أو وارثه أو تحصیل البراء ة منه. ورکنها الأعظم الندم". (شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب التوبة: ۳۵۴/۲، قدیمی)

ایضاً راجع للتفصیل: (روح المعانی، (سورة التحریم: ۸): ۱۵۸/۲۸، دارإحیاء التراث العربی بیروت)

(وإنجاح الحاجة حاشیة ابن ماجة، أبواب الزهد، باب ذکر التوبة، ص: ۳۱۳، قدیمی)

Maktaba Tul Ishaat.com

کیا گیا کہ ظالم کی نصرت کس طرح کی جائے تو فرمایا: ''اس کو ظلم سے روکنا یہ اس کی مدد ہے''(۱)۔

اگر رہائی میں اس کی توقع ہو تو یہ بھی اس میں داخل ہے، لیکن اس کو بے قصور قرار دینے کی کوشش کرنا یہ جائز نہیں ہے، یہ ظلم کی اعانت ہے(۲)، جھوٹ ہے جو کہ خود مستقل جرم ہے(۳)۔

ہاں! کوشش اس طرح ہوسکتی ہے کہ مقتول کے ورثاء کو روپیہ دے کر خوشامد کر کے راضی کرلیا جائے، یہ صورت درست ہے(۴)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۵/۶/۹۲ھ۔

مقتول اور قاتل کی مدد کرنا

سوال[۹۵۶۱]: ایک مسلمان کو چند مسلمانوں نے مل کر قتل کردیا، اب چند مسلمان قاتلوں کی جانی ومالی امداد کررہے ہیں۔ان کے لئے کیا حکم ہے، جب کہ مقتول بظاہر بے گناہ ہے؟ ایسی صورت میں قاتل کی مدد کی جائے یا مقتول کے ورثاء کی مدد کی جائے؟ ازروئے شرع جواب دیں۔

---

(۱) الحدیث بتمامہ: "عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "انصر أخاک ظالماً أو مظلوماً". قال: یارسول اللہ! ھذا ننصرہ مظلوماً، فکیف ننصرہ ظالماً؟ قال: "تأخذ فوق یدیہ". (صحیح البخاری، أبواب المظالم، باب عن أخاک وظالماً أو مظلوماً: ۱/۳۳۱،قدیمی)

(راجع للتفصیل، فتح الباری، أبواب المظالم: ۵/۱۲۴، قدیمی)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (سورۃ المائدۃ: ۲)

(۳) "عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "آیۃ المنافق ثلاث: إذا حدث کذب، الخ". (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب علامۃ النفاق، ص: ۱۰، قدیمی)

(۴) "﴿ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لِوَلیّہ سلطاناً﴾: أی سلطۃً علی القاتل، فإنہ بالخیار فیہ: إن شاء قتلہ قوداً، وإن شاء عفا عنہ علی الدیۃ، وإن شاء عفا عنہ مجاناً". (تفسیر ابن کثیر، سورۃ بنی إسرائیل: ۳/۳۸، سہیل اکیڈمی لاھور)

Maktaba Tul Ishaat.com

الجواب حامداًومصلیاً:

ناحق قتل کرنا جرمِ عظیم ہے(۱) ظلم کا ساتھ دینا اوراس کی مدد کرنا بھی سخت گناہ ہے لقولہ تعالیٰ: ﴿تعاونوا علی البرو التقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ الایة (۲)۔ اس کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی، مظلوم کی مدد کرنا حسبِ حیثیت لازم ہے(۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۹/۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۹/۹۱ھ۔

اپنے باپ کے قاتلِ کی مدد کرنا

سوال[۹۵۶۲]: پانچ بھائیوں نے سازش کرکے اپنے باپ کو قتل کردیا، ان میں سے چار بھائیوں نے رشوت لوگوں سے دلوا کر رہائی حاصل کرلی۔ اب اس صورت میں ان لڑکوں کی مدد کرنا ان کے ساتھ برتاؤ کیسا کرنا اوران کا باپ کو قتل کرنے کا کیا گناہ ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

بلاوجہ شرعی اپنے باپ کو قتل کرنا بہت بڑا ظلم اور سخت قسم کا گناہ ہے، اس کا وبال ناقابلِ برداشت ہے(۴)،

---

(۱) قال الله تعالیٰ: ﴿ومن یقتل مؤمناً متعمداً، فجزاؤه جهنم خالداً فیها، وغضب الله علیه، ولعنه، وأعدّله عذاباً عظیماً﴾. (سورة النساء: ۹۳)

(۲) (سورة المائدة: ۲)

(۳) "عن البراء بن عازب رضی الله تعالیٰ عنه قال: أمرنا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بسبع، ونهانا عن سبع، فذکر عیادة المریض واتباع الجنائز وتشمیت العاطس وردّ السلام ونصر المظلوم".
(صحیح البخاری، أبواب المظالم والقصاص، باب نصر المظلوم: ۱/۳۳۱، قدیمی)

(۴) قال الله تعالیٰ: ﴿ولا تقتلوا النفس التی حرم الله إلا بالحق﴾ (سورة الإسراء: ۳۳)

وقال الله تعالیٰ: ﴿فلا تقل لهما أف و لا تنهرهما، وقل لهما قولاً کریماً﴾ (سورة الإسراء: ۲۳)

والدین کو جب اف تک کہنا صحیح نہیں ہے تو ان کو مارنا اور قتل کرنا بطریقِ اَولیٰ ناجائز وحرام ہے:

قال العلامة ابن کثیر رحمه الله تعالیٰ تحت قوله تعالیٰ: ﴿فلا تقل لهما أف﴾: أی لاتُسمعهما قولاً شیئاً حتی ولا التأفیف الذی هو أدنی مراتب القول السیّئ". (تفسیر ابن کثیر، (سورة الإسراء: =

Maktaba Tul Ishaat.com

اس سلسلہ میں ان کی کوئی مدد نہ کی جائے (۱) نہ رشوت دے کر اس جرمِ عظیم کو چھپایا جائے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۷/ ۸۸ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۷/ ۸۸ھ۔

= ۲۳): ۳/ ۵۰، مکتبہ دارالفیحاء بیروت)

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (سورۃ المائدۃ: ۲)

"هو عام لكل برٍ و تقوى وإثمٍ وعدوانٍ، هكذا قال المفسرون". (التفسيرات الأحمدية، ص: ۳۳۱، مكتبه حقانيه پشاور)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالىٰ تحت هذه الآية: "يأمر تعالىٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، و ترك المنكرات وهو التقوى. وينهاهم من التناصر على الباطل والتعاون علي المآثم والمحارم". (تفسير ابن كثير، (سورة المائدة: ۲) : ۲/ ۱۰، دارالفيحاء بيروت)

"كل ما يؤدى إلى مالا يجوز، لا يجوز". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ۶/ ۳۶۰، سعيد)

(۲) رشوت دینا چونکہ اصالۃً حرام ہے، بعض صورتوں میں فقہائے کرام نے گنجائش کے مطابق اجازت دی ہے، لیکن صورتِ مذکورہ میں چونکہ کام بھی ناجائز ہے، اس لئے اس پر رشوت دینا حرام در حرام ہے:

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "ثم الرشوة أربعة أقسام: منها: ماهو حرام على الآخذ والمعطى، وهو الرشوة على تقليد القضاء والإمارة. الثانى: إرتشاء القاضى ليحكم، وهو كذلك ولو القضاء بحق؛ لأنه واجب عليه. الثالث: أخذ المال ليسوى أمره عند السلطان دفعاً للضرر أو جلباً للنفع، وهو حرام على الأخذ فقط ..... الرابع: ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه أو ماله، حلال للدافع حرام على الأخذ؛ لأن دفع الضرر عن المسلم واجب، ولا يجوز أخذ المال ليفعل الواجب، انتهى مافى الفتح ملخصاً". (ردالمحتار، كتاب القضاء، مطلب: فى الكلام على الرشوة والهدية: ۵/ ۳۶۲، سعيد)

"عن عبدالله بن عمرو رضى الله تعالىٰ عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : الراشى والمرتشى". (سنن أبى داؤد، كتاب القضاء، باب فى كراهية الرشوة: ۲/ ۱۴۸، مكتبه رحمانيه،لاهور) =

Maktaba Tul Ishaat.com

ظالم کی رہائی میں مدد کرنا

سوال[۹۵۶۳]: زید وعمر دو بھائی تھے، زید نابالغ اور عمر بالغ۔ عمر نے اپنے باپ خالد کا قرض مشترکہ زمین سے ادا کیا، زمین فروخت کر کے لیکن زید کی نابالغی کی وجہ سے دستخط نہیں ہوئے، اب چک بندی کے دوران بیع شدہ زمین عمر کے حصہ میں آئی اور زید کا حصہ نہیں دیا کہ دستخط نہیں تھے۔ زید کا مطالبہ ہوا کہ موجودہ زمین سے نصف مجھے دو، عمر نے انکار کیا جس کی وجہ سے معاملات کشیدہ ہوگئے، یہاں تک کہ عمر زید کو قتل کرنے کے ارادہ سے کئی مرتبہ گیا۔

اس کے بعد ایک بیوہ عورت نے زید کے لڑکے سے نکاح کرنا چاہا، عمر اپنے لڑکے سے چاہتا تھا، مگر عورت تیار نہیں تھی جس کی وجہ سے عداوت میں کافی اضافہ ہوگیا۔ پھر دونوں بھائیوں نے مل کر مصالحت چاہی، مگر عمر نے دوسرے روز زید کو دن میں مصالحت کے بہانہ سے بلا کر اچانک قتل کر دیا، جب زید کی عورت نے شور مچایا تو اس کو بھی ختم کر دیا، کیا اس صورت میں زید اور اس کی بیوی شہید ہوئے کہ نہیں؟ اور عمر کی قید سے رہائی کے لئے مدد کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زید اور اس کی عورت دونوں شہید ہیں(۱)۔ اگر عمر نے اپنی حرکت پر نادم ہوکر سچی توبہ کر لی اور اس پر

= قال العلامة خليل أحمد سهارنفوری رحمه الله تعالیٰ تحت قوله: "لعن رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: الراشي". أی معطی الرشوة "والمرتشی": أی آخذها. قال الخطابی رحمه الله تعالیٰ: الراشی المعطی، والمرتشی الآخذ، وإنما يلحقهم العقوبة معاً إذا استويا فی القصد والإرادة، ورشاء المعطی لينال به باطلاً ويتوصل به إلى الظلم. فأما إذا أعطى ليتوصل به إلى حق أو يدفع عن نفسه ظلماً، فإنه غير داخل فی هذا الوعيد". (بذل المجهود فی حل أبی داؤد، كتاب القضاء، باب فی كراهية الرشوة: ۵/۳۰۷، مكتبه إمداديه ملتان)

(۱) "عن سعيد بن زيد رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم: "من قتل دون ماله فهو شهيد، ومن قتل دُون أهل فهو شهيد، ومن قتل دون دينه فهو شهيد، ومن قتل دون دمه فهو شهيد". (مسند الإمام أحمدؒ: ۱/۱۱۳، (رقم الحديث: ۱۶۵۵)، دارإحياء التراث العربی)

"هو (أی الشهيد) كل مسلم طاهر بالغ قُتل ظلماً، الخ". (قواعد الفقه، التعريفات الفقهية، =

Maktaba Tul Ishaat.com

اطمینان ہوتو اس کی مدد کرنا بھی درست ہے(۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱۰/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱۰/۸۷ھ۔

ظالم سے ہمدردی کا طریقہ

سوال[۹۵۶۴]: ظالم انسان کے ساتھ ہمدردی کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ضرور ہمدردی کی جائے اور اس کی ہمدردی یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے، کما ورد فی حدیث:

= ص: ۳۴۳، الصدف)

"الشهيد هو من قتله أهل الحرب ..... أو قتله مسلم ظلماً، الخ". (البحر الرائق، كتاب الجنائز، باب صلاة الشهيد: ۲/۳۴۳، رشيديه)

(۱) "عن عبدالله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (مشكوة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار، الفصل الثالث، ص: ۲۰۶، قديمى)

اگر توبہ نہ کی ہو، بلکہ اسی طرح اپنے کئے ہوئے ظلم کو ظلم تصور نہ کرے، بلکہ جائز سمجھتا رہے تو یہ فسق ہے، اور فاسق کی اعانت جائز نہیں:

قال الله تعالىٰ: ﴿و لا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ الاية (سورة المائدة: ۲)

قال الملاجيون رحمه الله تعالىٰ: "هو عام لكل برٍ و تقوى وإثمٍ وعدوانٍ، هكذا قال المفسرون". (التفسيرات الأحمديه، ص: ۳۳۱، مكتبه حقانيه پشاور)

قال الحافظ ابن كثير رحمه الله تعالىٰ تحت هذه الآية: "يأمر تعالىٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، و ترك المنكرات وهو التقوى. وينهاهم من التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم". (تفسير ابن كثير، (سورة المائدة: ۲): ۲/۱۰، مكتبة دار الفيحا بيروت)

"كل ما يؤدى إلى مالا يجوز، لا يجوز". (الدرالمختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى اللبس: ۶/۳۶۰، سعيد)

Maktaba Tul Ishaat.com

"انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً". الحدیث (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ

ظالم کو مار ڈالنا

سوال[۹۵۶۵]: عمر اور زنجن کی ایک اراضی کی بنا پر رنجش ہے، زیادتی زنجن غیر مسلم کی ہے، وہ بڑا فسادی اور غنڈہ ہے، عمر شریف اور دیندار ہے۔ ایک مرتبہ عمر کو لاٹھیوں سے مارنا شروع کیا اور دوسری مرتبہ گھونسوں اور جوتوں سے زدوکوب کیا۔ یہ شخص پولیس کا دلال بھی ہے، اس لئے پولیس والے اس کے خلاف کارروائی نہیں کرتے۔ ایسی حالت میں اپنی جان کی حفاظت کے لئے زنجن کو جان سے مروا دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں، قیامت میں اس کا مواخذہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اپنی جان کی حفاظت لازم ہے، اس کے لئے ہر مناسب تدبیر کو اختیار کی جاسکتا ہے(۲)، دوسرے کی

---

(۱) الحدیث بتمامه: "عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "انصر أخاک ظالماً أو مظلوماً". قال: یا رسول اللہ! هذا ننصره مظلوماً، فکیف ننصره ظالماً؟ قال: "تأخذ فوق یدیه". (صحیح البخاری، أبواب المظالم، باب أعنْ أخاک ظالماً أو مظلوماً: ۱/۳۳۱، قدیمی)

"فقال: "تأخذ فوق یدیه" کنی به عن کفه عن الظلم بالفعل إن یکف بالقول، عبّر بالفوقیة إشارةً إلی الأخذ بالاستعلاء والقوة". (فتح الباری، أبواب المظالم، باب أعن أخاک ظالماً أو مظلوماً: ۵/۱۲۴، قدیمی)

(وکذا فی تنبیه الغافلین، باب ماجاء فی الظلم، ص: ۲۰۲، حقانیه پشاور)

(۲) "ومن شهر علی المسلمین سیفاً، فعلیهم أن یقتلوه ..... قوله: فعلیهم ..... إشارة إلی الوجوب، والمعنی وجوب دفع الضرر. وفی سرقة الجامع الصغیر: و من شهر علی رجل سلاحاً لیلاً أو نهاراً، أو شهر علیه عصا لیلاً فی مصر أو نهاراً فی طریق فی غیر مصر، فقتله المشهور علیه عمداً، فلا شیء علیه". (الهدایة، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجب: ۴/۶۴، مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(وکذا فی فتح القدیر، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص، الخ: ۱۰/۲۳۲، مصطفی البابی مصر)

Maktaba Tul Ishaat.com

جان لینا مقصود نہ ہونا چاہیئے، اس کا انجام دنیا اور آخرت میں برا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۰/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۰/۸۵ھ۔

زانی کی مدد بھی گناہ ہے

سوال[۹۵۶۶]: ایک شخص برسرِ عام زنا کرتا ہے جب کہ اس کے پاس دو عورتیں شادی شدہ موجود ہیں، پھر بھی دوسری عورتوں کو بہلا پھسلا کر گھر لاتا ہے۔ اس کے اس کام میں اس کے والدین وغیرہ بھی شامل ہیں۔ تو کیا اس زنا کا گناہ اس کو تنہا ہوگا، یا جو اس کام میں اس کی مدد کر رہے ہیں ان کو بھی ہوگا؟ نیز ایسے شخص سے تعلق رکھنا، کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

زنا کرنا حرام کاری ہے(۱)، اس میں اس کی جس قدر بھی کوئی مدد کرے گا وہ بھی گناہ میں شریک ہوگا(۲)، تمام خاندان والوں کو ضروری ہے کہ اس کی روک تھام کریں(۳) اگر ترک تعلق سے اس کی اصلاح کی

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تقربوا الزنا، إنه كان فاحشةً وساء سبيلاً﴾ (سورة الإسراء: ۳۲)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (سورة المائدة: ۲)

"هو عام لكل برٍ وتقوى وإثمٍ وعدوانٍ، هكذا قال المفسرون". (التفسيرات الأحمدية، ص: ۳۳۱، مكتبه حقانيه پشاور)

(۲) "وعن أبي بكر الصديق رضي الله تعالىٰ عنه قال: "يأيها الناس! إنكم تقرأون هذه الآية: ﴿يأيها الذين امنوا عليكم أنفسكم لايضرّكم من أضلّ إذا اهتديتم﴾ فإني سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "إن الناس إذا رأوا منكراً فلم يغيّروه، يوشك أن يعمهم الله بعقابه". رواه ابن ماجة والترمذي وصححه. وفي رواية أبي داؤد: "إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه، أوشك أن يعمّهم الله بعقاب". وفي أخرى له: "ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي، ثم يقدرون على أن يغيّروا ثم لايغيرون، إلا يوشك أن يعمّهم الله بعقاب". وفي أخرى له: "مامن قوم يعمل فيهم بالمعاصي هم أكثر ممن يعمله".

وعن جرير بن عبدالله رضي الله تعالىٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول: "مامن رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي يقدرون على أن يغيروا عليه، ولا يغيّرون إلّا =

Maktaba Tul Ishaat.com

توقع ہوتو اس کے یہاں کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دیں (۱)۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۵/ ۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۵/ ۵/ ۹۲ھ۔

بدکاری کی وجہ سے گھر سے نکالی گئی بھانجی کو اپنے یہاں پناہ دینا

سوال[۹۵۶۷]: میری بہن کی لڑکی ہے اس کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے، باپ نالائق ہے، بھائی نے گھر سے باہر کردیا ہے اس وجہ سے کہ اس کے ناجائز بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ وہ لاوارث تھی اس لئے میں نے اس کی شادی کردی تھی، لیکن سال بھر بعد اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی، پھر دوسری جگہ شادی نہیں ہوئی تھی، سوچ رہے تھے کہ اب کہاں رشتہ تلاش کیا جائے کہ اس کی زندگی بن جائے، طلاق ہوئے دوسال ہوگئے۔

پہلی شادی جب ہوئی تو اس کے بھائی لوگ میرے اوپر بہت خفا ہوئے، اس لئے دوسری شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا، آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زندگی عذاب بن کر رہ گئی۔ بھائیوں نے جب نکال دیا تو میرے گھر آئی ہے، رہ رہی ہے۔

= أصابهم الله منه بعقاب قبل أن يموتوا". رواه أبوداؤد وابن ماجة". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الثانی، ص: ۴۳۶، ۴۳۷، قديمی)

(۱) "عن أبی أيوب الأنصاری رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم: "لايحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليالٍ، يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا، وخيرهما الذی يبدأ بالسلام". متفق عليه". (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب ماينهی عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الأول، ص: ۴۲۷، قديمی)

قال الملا علی القاری عليه رحمه الله تعالیٰ: "قال الخطابی رحمه الله تعالیٰ: رخص للمسلم أن يغضب علی أخيه ثلاث ليال لقلته، ولا يجوز فوقها، إلا إذا كان الهجران فی حق من حقوق الله تعالیٰ، فيجوز فوق ذلک ..... قال: وأجمع العلماء علی أن من خاف من مكالمة أحد وصلته مايفسد عليه دينه أو يدخل مضرةً فی دنياه، يجوز له مجانبة وبعده ..... فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة علی مرّ الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلی الحق". (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ماينهی عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول، (رقم الحديث: ۵۰۲۷): ۸/ ۷۵۸، ۷۵۹، رشيديه)

Maktaba Tul Ishaat.com

اب بتایئے کہ میں اپنے گھر رکھوں یا نہ رکھوں اور اب اس کے بارے میں کیا کیا جائے، یعنی لڑکی کے بارے میں کیا فیصلہ کیا جائے؟ مجھ کو رکھنے میں عذاب ہو تو میں لڑکی کو نکال دوں، اور اگر عذاب نہ ہو تو میں رکھے رہوں اور پھر جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کا کیا کروں؟ بچہ کو کہیں دور بھیج دوں یا کیا کروں؟ میں بہت پریشان ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر وہ اس وقت نہ کسی کے نکاح میں ہے نہ عدت میں ہے تو کوشش کر کے کسی مناسب جگہ اس کا نکاح کر دیا جائے، کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی جائے (۱) اور جب تک نکاح نہ ہو، آپ اس کو اپنے گھر رکھ سکتے ہیں، وہ آپ کی بھانجی ہے، آپ اس کے محرم ہیں (۲)۔ جو بچہ غلط طریقہ پر پیدا ہوا اس کا کیا تصور ہے، وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا، اس کو ماں سے جدا نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۹/۱۳۹۹ھ۔

ناجائز اولاد کو سماج میں جگہ دینا

سوال [۹۵۶۸]: ہمارے یہاں قصبہ سیانہ ضلع بلند شہر میں ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزارتی تھی، اس اثناء میں آج سے قریب پچیس سال قبل اپنے شوہر کو چھوڑ کر ایک دوسرے شخص کے ساتھ ناجائز طریقہ کے ساتھ چلی گئی۔ اور گھر سے فرار ہونے کے بعد اس شخص کے ساتھ بغیر طلاق اور بغیر نکاح کے رہنے لگی، جس کے بطن سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جب کہ دونوں لڑکے اور لڑکیاں اب بالغ ہیں۔ اور قریب دس سال پہلے اس شخص کا انتقال ہو چکا ہے جس سے یہ چار بچے پیدا ہو چکے ہیں، اب ان بچوں کا سرپرست کوئی نہیں ہے، لہذا ہم اہلِ قصبہ سیانہ ضلع بلند شہر کے مسلمان بھائی یہ چاہتے ہیں کہ ان بچوں کو سماج میں جگہ دی جائے۔ اور اس عورت کے بارے میں بھی فتویٰ صادر فرمائیں کہ ان کو

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿حرمت علیکم أمهاتکم ..... و بنت الأخ و بنت الأخت﴾ (النساء: ۲۳)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تزر وازرةٌ وزر أخرى﴾ (سورة الزمر: ۷)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿من عمل صالحاً فلنفسه، ومن أساء فعليها﴾ (حم السجدة: ۴۶)

قال العلامة الآلوسی رحمه اللہ تعالیٰ ﴿من أساء فعليها﴾ ضرُّه لا على الغير". (روح المعانی (سورة حم السجدة: ۴۶): ۱۳۱/۲۴، داراحیاء التراث العربی بیروت)

Maktaba Tul Ishaat.com

سماج میں جگہ دی جائے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً:

ان بچوں نے تو کوئی جرم نہیں کیا(۱) ان کو سماج میں جگہ دے کر ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا جائے جس سے ان کی اچھی طرح تعلیم وتربیت ہو۔ اور اس عورت کو اس کی نالائق اور کمینہ حرکات سے توبہ کرا کے اس کی بقیہ زندگی کو شریعت کے موافق بنانے کی کوشش کی جائے (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۶/۱۴۰۱ھ۔

---

(۱) قال الله تعالىٰ: ﴿من عمل صالحاً فلنفسه، ومن أساء فعليها﴾ (سورة حم السجدة: ۴۶)

قال العلامة الآلوسي رحمه الله تعالىٰ: "﴿من أساء فعليها﴾ ضرُّه لا على الغير". (روح المعاني، (سورة حم السجدة: ۴۶): ۱۳۱/۲۴، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿يأيها الذين امنوا توبوا إلى الله توبةً نصوحاً، عسى ربكم أن يكفّر عنكم سيئاتكم﴾ (سورة التحريم: ۸)

"قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (سنن ابن ماجة، أبواب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۱۳، قديمي)

"والمراد بالتوبة هنا الرجوع عن الذنب، وقد سبق في كتاب الإيمان أن لها ثلثة أركان: الإقلاع، والندم على فعل تلك المعصية، والعزم على أن لايعود إليها أبداً. فإن كانت المعصية لحق آدمي، فلها ركن رابع، وهو التحلل من صاحب ذلك الحق. وأصلها الندم، وهو ركنها الأعظم. واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لايجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرةً أو كبيرةً. والتوبة من مهمات الإسلام وقواعده المتأكدة، ووجوبها عند أهل السنة بالشرع". (شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب التوبة: ۳۵۴/۲، قديمي)

(وكذا في روح المعاني، (سورة التحريم: ۸): ۱۵۸/۲۸، ۱۵۹، دارإحياء التراث العربي بيروت)

Maktaba Tul Ishaat.com